

مَوْلَانَا ابُو الْخَيْرِ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فِي رَجَبِ الثَّانِي سَنَةِ ١٢٨٥ هـ

وَالْمَوْلَانَا ابُو الْخَيْرِ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فِي رَجَبِ الثَّانِي سَنَةِ ١٢٨٥ هـ

فناوی حقانیہ

جلد دوم

تکالی و اعنام

مولانا جمیع الحقی مہتمم و استاد مہارث

جامعہ دارالعلوم حقانیہ

ڈھاکہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دہلوی مفتیان کرام

جامعہ دارالعلوم حقانیہ

ترتیب مفتی مختار اللہ حقانی

شائع کردہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ لاہور پاکستان

(جملہ حقوق و اشاعت و طباعت بحق ادارہ محفوظ ہیں)

نام کتاب تہذیبی تحفہ (مجلد دوم)

مقامات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ دار العلوم حقانیہ و نگران مستطاب کرامہ جامعہ دار

محرران و اجتام شیخ الحدیث حضرت مولانا سید الحق صاحب، مستم جامعہ دار

ترتیب مولانا مفتی محمد رفیع حقانی استاذ شعبہ فہم فی اللہ و الاقام

صفحات ۱۲۰ صفحات

کتبہ سیر محمد شیعہ اکوڑہ خٹک

Mob: 0300-4572899

ناشر جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

فہرست مضامین جلد دوم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۲	مذہبِ اربعہ کی مخالفت کا حکم	۲۵۱	کتاب الاجتہاد والفتویٰ
۳۲	مذہبِ اربعہ کے علاوہ مذاہب کی تقلید کرنا۔	۲۵۱	تقلید کی شرعی حیثیت
۳۳	اجتہاد کا دروازہ کھلا ہونے کا حکم	۲۵۱	اجتہاد اور تقلید کے دلائل میں فرق
۳۳	صحابہ کرامؓ کے بعد میں تقلید کا مسئلہ	۲۵۱	مذہبِ اربعہ کو حق جانتے ہوئے قرآن
۳۵	مجتہد کو خطا پر بھی اجر ملتا ہے۔	۲۵۱	وحدیث پر عمل کرنا۔
۳۵	جس بن کے قول پر فتویٰ دینے کا حکم	۲۵۱	دو مذاہب پر عمل کرنے کا حکم
۳۶	تقلیدِ مذہبِ اربعہ کا احادیث سے ثبوت	۲۵۱	موضع ضرورت میں دوسرے مذہب پر عمل کرنا
۳۶	شاہد مسامحانہ شہید متفق تھے	۲۵۱	ہل بظاہر کے فتویٰ پر عمل کرنا
۳۶	ایمان و قیاس کی شرعی حیثیت	۲۵۱	امام ابو حنیفہؒ کا علمی پس
۳۶	متحدین کو مشرک کہنے والے کا حکم	۲۵۱	امام ابو حنیفہؒ کی روایات کی قسم د
۳۶	مذہبِ اربعہ پر قرآن و سنت کے موافق ہیں	۲۵۱	صحاح ستہ میں امام ابو حنیفہؒ کی روایات
۳۱	کتاب البدع والرسوم	۲۵۱	میزان الامتداد کی عبارت کی تحقیق
۳۱	بدعت کا تعریف	۲۵۱	پاکستان میں دوسرے مذاہب کی تشکیک حکم
۳۱	بدعتِ حمراء بدعتِ سبیلہ کی تحقیق	۲۵۱	شاہ ولی اللہ متفق تھے۔
۳۲	بدعتِ لندن کے جواز کا حکم	۲۵۱	مذہبِ حنفی موافق سنت ہے۔
۳۳	قبیرہ اذان کا حکم	۲۵۱	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۷۱	ساجد میں تعزیر لائے کا حکم	۳۴	میت کو غسل دینے سے پہلے تعزیرت کرنے کا حکم
۷۲	عفت کے دعوت بدعت نہیں	۳۴	نہیں دینے کے بعد تعزیرت کرنا
۷۲	درد و شریف کیلئے قیام کرنا	۳۴	روٹی کو چھری سے کاٹنے کا رسم کا حکم
۷۳	مصائب میں بلائی شریف کے قسم کا حکم	۳۵	تعزیرت کیلئے مناسب جگہ بیٹھنا چاہیئے
۷۴	بڑے لوگوں کی پرسیمیاں مٹانا	۳۶	قل خوائ اور رسم جلیم کا شرعی حکم
۷۴	مٹا دی کے موقع پر سہرا بادھنا	۳۶	صفا العظفر میں چھری کا رسم کی حقیقت
۷۴	مٹانے کی شرعی حیثیت	۳۷	بزرگوں کے ہاتھوں کو جو منہ بدعت نہیں
۷۵	جیسوی سہرا شروع ہونے پر خوشیاں منانا	۳۷	تشبیہ میں اٹھلے سے اٹھنا کر کے کا حکم
۷۵	نیا کا شریفی کا کہنے پر قرآن نغان کا اہتمام کرنا	۳۸	عامہ کے ساتھ غار پر ٹھہرنے پر وہام کا حکم
۷۶	جس کا غار کے بعد درد و شریف پڑھنے کا حکم	۳۹	میت کے گھر سے پہلے تین دن کا اٹھنا کا حکم
۷۶	کھانے پر ہاتھ دھو کر دعا مانگنا	۵۰	روٹی پر سنا بدعت نہیں
۷۷	اولیاء قبر کی قبروں کا طواف کرنا	۵۱	جو وقت غرور و جھری کے ساتھ روٹی کا کھانا
۷۷	قبروں پر چھوٹنے کی چادر پیڑھنا	۵۱	بہارہ اشحات وقت ذکر یا بچھ کرنا مذکور ہے
۷۸	اولیاء کی قبروں کو بوسہ دینے کے باہر میں شروع حکم	۵۲	میت پر قرآن کلمات سے متعش چاندروا لئے کا حکم
۷۹	بغیر غار کے کشمیر کا حکم	۵۳	اپنے لئے پہلے سے قریب تیار کرنا بدعت نہیں
۷۹	کیچے (زمین قل) درمیر میں ختم قرآن کا حکم	۵۴	جسد و عیدی کی نماز کے بعد جو مصالحت کا حکم
۸۰	نماز کے بعد قرآن ان افراد صلیت پر پڑھنا	۵۴	بغیر غار کے تابوت میں دفن کرنے کا حکم
۸۰	غزوہ کے دن حاج سے مشابہت کے لئے	۵۵	اعلیٰ بعد کھانا زہ کا حکم
۸۰	شہر سے باہر نکلتا	۵۷	مرد و عورت کی بدعت ہے
۸۱	چند سے کہ دیکھ سے چھری تقسیم	۶۰	حیدر مسخاد کی حشری حیثیت
۸۱	کھانے کی شرعی حیثیت	۶۷	امامہ السنہ پانچویں اصحاب علیہ السلام
۸۲	نہ قرآن کی تقریب میں مصاہرہ و دشمن کرنا	۶۹	دعویٰ آئینی آئندہ علیہ السلام کے لئے مساک کی کھری حیثیت
۸۲	تعزیر کے غریب و بوق کے حد سے متعلق حکم	۷۰	غرض نماز و کعبہ باد و باد کے طبع کا ورد کرنا
۸۳	تعزیر کے جلوس میں شرکت حرام ہے	۷۰	ایک دوسرے کو عید مبارک کیچے کا شرعی

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۲۰	{ ان حرام کو حد کرنا اور یہ قرابت یا نہیں اتنا رفق کا عمل	۸۶	{ سفر انظر کے آخری باب کو خوشی سنانے کا شرعی حیثیت
۱۲۱	فیض الہادی کا ایک عبارت پر اشکال کا جواب	۸۵	رضائل المہلک تیسویں کتاب عثمانی تقسیم کرتا
۱۲۲	استبصار نامہ کیلئے حد نہ پہنچا پر اشکال کا جواب	۸۶	فرض نماز کے بعد بلند آواز سے دعا کرنا حلیت نہیں
۱۲۳	لفظ قبل کی وضاحت	۹۱	خطرہ بعد وعید میں میں اتھا اٹھا کر دعا کرنا
۱۲۴	مشہور شہر والی حد نہ پہنچا پر اشکال کا جواب	۹۲	حیدر علیہ السلام کی تاریکی اور شرعی حیثیت
۱۲۵	حضرت علی کریم رضی اللہ عنہ جبریت کیلئے کہ وہ	۵۵	نماز کے بعد دعا کا حکم
۱۲۶	ذبیح افہ کہلاتے ہیں	۹۶	عمر ابراہیم میں شادی کرنے کا حکم
۱۲۷	کتاب التفسیر	۹۶	مسجد میں درگاہ کبیر کا حکم
۱۲۸	قرآن مجید کا کرم کلمہ تفسیر ہے	۱۰۳	خواتین کا زیارت قبور کے لیے جانا
۱۲۹	تقدیر و عرف قرآن کریم	۱۰۵	ایصال قلوب اور تفسیر میں کتب جہ جہ سوالات
۱۳۰	تقدیر و آیات قرآن کریم	۱۰۹	ابو بل قون سنائے کا حکم
۱۳۱	عکس اور علی سورہ قیوم میں فرق	۱۱۱	سنت کا تہوار منانے کا حکم
۱۳۲	عکس اور علی کی وجہ بیان	۱۱۵	کتاب العلم
۱۳۳	تقدیر کا حکم	۱۱۵	حدود سپیکر پر درس قرآن و تفسیر کا حکم
۱۳۴	تقدیر کی جزئیات کا حکم	۱۱۵	قرآن مجید کے وسیعہ مولوں کی حفاظت کا طریقہ
۱۳۵	تفسیر کی جزئیات کا حکم	۱۱۶	مسجد حرام کے لیے حد نہ پہنچا کر چھوڑنا
۱۳۶	تقدیر آیات سورہ فاحشہ	۱۱۶	زاد کیوں کے لئے عمری تعلیم کا حکم
۱۳۷	تقدیر الکتاب کا جہز قرآن ہوا	۱۱۶	تقدیر و تفسیر کی کتابیں لکھنے کے لئے کو سزا دینا
۱۳۸	سنائے سورہ فاحشہ	۱۱۸	استناد کا شمار کرنا سزا دینا
۱۳۹	تقدیر آیات کا ترجمہ شائع کرنے کا حکم	۱۱۸	ذبیح علیہ السلام کے تابع کے لئے حد نہ پہنچا کر چھوڑنا
۱۴۰	شیطان کی ابتدائی تعداد بیان	۱۱۹	طہارین کی قرآن کریم
۱۴۱	حضرت مسیح کا مثل آدم ہونا	۱۲۰	برسالت بطور حد نہ پہنچا کر چھوڑنا

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۱۵۹	ختم قرآن کے وقت سرخروا میں تین برابر پڑھنا	۱۵۸	عاقبت کی قربت قبول ہونا
۱۶۰	قرآن مجید میں قرآن کریم پڑھنا	۱۵۷	آپ کے جیوں میں نزاع کا سبب
۱۶۱	قرآن مجید کی تلاوت	۱۵۶	میرزا قاسم نے اپنے دوستوں کے غلوہ استھان
۱۶۱	مقام محمود سے کیا مراد ہے	۱۵۵	بالکل جلیقہ ہونا
۱۶۲	روان تلاوت حضور ﷺ سے پڑھنا	۱۵۴	لفظ صبر کی تفسیر
۱۶۳	آپ کے دوران قرآن کریم کی تلاوت کرنا	۱۵۳	فوجوں کی ویرانی کی تحقیق
۱۶۴	قرآن مجید کی تلاوت کرنا	۱۵۲	تعلیم پر توجہ کی تحقیق
۱۶۵	قرآن کریم کے پڑھنا	۱۵۱	حضرت یونس اور لیجانے کی تحقیق
۱۶۶	تفسیر قرآن	۱۵۰	حضرت یونس کے جیلے کی تحقیق
۱۶۷	کی تلاوت کرنا ہے	۱۴۹	سنت رواج
۱۶۸	پڑھنا	۱۴۸	اصحاب کعبہ کے کہنے کا جنت میں جانا
۱۶۹	جس کو قرآن مجید پڑھنا	۱۴۷	اصحاب کعبہ کا شہر ہونا
۱۷۰	قیامت کے دن کی تلاوت کرنا	۱۴۶	جنت فتح طیبہ
۱۷۱	الہامی حکم سید کا سکھنا	۱۴۵	حیات خضر کی تحقیق
۱۷۲	معیشت خضر کا تفسیر	۱۴۴	نورانی کون تھا؟
۱۷۳	قرآن لا ینزلہ فیہ من قرآن کریم	۱۴۳	التبیین کفائی شر کی تفسیر
۱۷۴	اقیموا الصلاۃ	۱۴۲	حضرت یونس کے بڑے کی تحقیق
۱۷۵	خارجہ کا قرآن مجید پڑھنا	۱۴۱	حضرت داؤد اور سراسر علی دلائل
۱۷۶	ہلالہ قرآن مجید پڑھنا	۱۴۰	تعدد رواج حضرت داؤد
۱۷۷	آیت شریفہ کا قرآن مجید پڑھنا	۱۳۹	ام کہنت من العالین کی تفسیر
۱۷۸	سب سے بڑا قرآن کریم	۱۳۸	لفظ صبر کی تفسیر
۱۷۹	تفسیر قرآن	۱۳۷	مناقب کی تفسیر
۱۸۰	حضرت یونس علیہ السلام کے قرآن	۱۳۶	ورقہ کا قرآن کریم پڑھنا
۱۸۱	محبت کس سے کیا ہے؟	۱۳۵	قرآن کریم کو چھونا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۹۲	امام ابو حنیفہؒ کا بیانی تھے	۱۷۳	آیت کریمہ قالوا لعلکم اسرھو فافلحوا
۱۹۳	شہیدؒ سے روایت کرنے کا حکم	۱۷۴	فتاویٰ علیہا کی تحقیق و تشریح
۱۹۴	مفتیؒ کا شعر شیعہ کا ثبوت	۱۷۵	قبول نسخہ شیعہ کی کافر مشرک سے انصاف نہ
۱۹۵	حکیم بکسنی کا ثبوت	۱۷۶	وللہ انبئکم من الارض نیا کہ اور گردن کا نظریہ تھا
۱۹۵	تلاوت قرآن کی فضیلت	۱۷۷	من الجنة ولانہو کی تفسیر اور مصداق
۱۹۶	تشیع باطنی کا حدیث سے ثبوت	۱۷۸	آیت کریمہ من سلطان وانہم یفلحوا کی تحقیق
۱۹۷	سورۃ النحر کی فضیلت کے بارے میں روایت	۱۷۹	اعداد جملہ تفسیر
۱۹۸	فضائل سورۃ الملک	۱۸۰	تفسیر جوامع القرآن کا پڑھنا اور پڑھانا
۱۹۸	لا جعۃ تاد تشریح کی تحقیق	۱۸۰	سیدان کی انگوٹھی اور شیطان کی بادشاہت کا قصہ
۱۹۸	اختلاف امور دین کی تحقیق	۱۸۱	پیشتر زبان میں قرآن کریم کی معتبر تفسیر
۱۹۹	حضرت کا خدو گز سہولت اور اس کی تحقیق	۱۸۱	حضرت یوسف علیہ السلام کی برادری میں
۲۰۰	حضرت علیؑ کی غار اور علیؑ اقبال کا ثبوت	۱۸۱	شیر خوار کے کاموں کی دینا
۲۰۱	ابو اسحاقؒ کے حالات زندگی	۱۸۲	سورۃ الحج کا سبب و تاریخ تفسیر
۲۰۲	من قال لا الہ الا اللہ وہذا الجنة کی تحقیق	۱۸۲	وقیل من لایق کا پیشتر ترجمہ
۲۰۳	حدیث نوک لہا..... کی تحقیق	۱۸۳	حضرت سلیمان علیہ السلام کے اپنے گھوڑے
۲۰۳	ساجدین و انصار میں قصہ ملاقات اور	۱۸۳	کو قتل کرنے کے واقعہ کی تحقیق
۲۰۳	انصار کو باہر جانے کی اجازت کی پیکش کرنا	۱۸۵	ابن ابی جہلہؓ کے عوام علیہ السلام کی تفسیر
۲۰۴	اشعۃ اللغات کی ایک عبارت کا تشریح	۱۸۵	طوائف الناس کی تفسیر قرآن کا مطالعہ.....
۲۰۵	یقر و لا یقر کی تحقیق	۱۸۶	کتاب ما یعلق بالحدیث
۲۰۶	رسول اللہؐ پر جبروت باغی صحنے کی سزا	۱۸۶	کتابت اور تدوین حدیث
۲۰۶	سید بن طاہرؒ کی حدیث کی تحقیق	۱۹۰	انعام حدیث
۲۰۷	حضرت عیسیٰؑ کا قبر میں غار پر چھنا	۱۹۱	حدیث کی نگاہ باعتبار صفات
۲۰۷	نسب الی الغیر پر حدیث اور اس کی ترجمہ	۱۹۲	شاذ کے تعریف
۲۰۸	غازیہؓ کا شمارہ حضورؐ کی حقیقت		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۲۲	انبیاء و کلام کا اپنی قبروں میں نازل ہونا	۲۱۹	فقیر اور غایب کے تعاقب موازنہ کی روایت
۲۲۳	لاصلہ تاجدار المسجد کا مطلب	۲۱۹	حضرت علیؑ اور قوت حافظہ والی روایت
۲۲۵	من صلی علی منقبہ کی تحقیق	۲۱۰	انجاس کوڑھ لگنا قراب کی حدیث
۲۲۵	حدیث قال لا یبیع بعضکم کی وضاحت	۲۱۱	ولدان زانیدہ خل الجنتہ کی تحقیق
۲۲۶	حدیث قال جاء رسول الله بهنا وانا صبی اور نقیہ روایات میں تطبیق	۲۱۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجنبیت نہا کی روایت
۲۲۷	حدیث وحی غیر مستطوریہ	۲۱۲	گائے کے گوشت کی حلف و حرمت کی تحقیق
۲۲۷	کسی غیر کو بایک بار اور حدیث فالجہ علیہ	۲۱۳	منجیات و مہلکات کی تشریح
۲۲۷	حرام میں اس کی حرمت کی تحقیق	۲۱۳	اطلبوا العلم ولو بالصین کی تحقیق
۲۲۸	حدیث بعثت بالحق لا یقبل الله صدقہ میں قبول کی تحقیق	۲۱۳	امت محمدیہ کے بہتر فرقوں کا ثبوت
۲۲۹	حدیث بریضا کی تحقیق اور احادیث	۲۱۵	تفرق کی تحقیق
۲۳۰	حدیث لا تشد ولا ترحال کی تشریح	۲۱۶	لا تعلمون الکتابہ کی تحقیق
۲۳۱	حدیث المولود حق یبلغ الفنت ما بعد من حسنة اور نقیہ روایت میں تطبیق	۲۱۷	امام مدنی کے پاس میں روایات کی تحقیق
۲۳۲	بیع المیت ثلاثہ اجلہ کی تشریح	۲۱۷	اللہ طاق ہے کی روایت کی تحقیق
۲۳۲	مقدمہ مسلم میں شمار خلفا کا مرجع	۲۱۸	شہر اید لا یقتضی کی تحقیق
۲۳۳	مہر نوت میں نکاح کی تحقیق	۲۱۸	ایاتی و آدم بن الماء والظہن کی تحقیق
۲۳۴	حدیث انما تہذیب جہنم تعدد عرض کی تشریح	۲۱۹	طلب العلم فلیضہ کی تحقیق
۲۳۵	حدیث من تشبه بقوم کا مطلب	۲۱۹	انما مدینہ العلم وعلیٰ بابہ کی تحقیق
۲۳۶	تطبیق بین الامم کی تشریح	۲۲۰	الوحیۃ سراج اعنی کی تحقیق
۲۳۷	ثلاث مہلکات کی تحقیق و تشریح	۲۲۱	ما تقول فی هذا الجبل کا مطلب
		۲۲۱	علماء دمشق کا نلیہ بنی اسرائیل کی تحقیق
		۲۲۲	ربا کا سبب فی اللہ یا عاری فی اللہ کی تحقیق
		۲۲۲	اثامن فی اللہ واللہ منہ منی کی تحقیق
		۲۲۳	کھڑے ہو کر میناب کرنے کا ثبوت
		۲۲۳	سبحان من زین الرجال باللہ کی تحقیق

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۵۵	قانون میں اولیاء کا حکم	۲۳۳	کتاب السلوک
۲۵۶	اولیاء اللہ کا جمع ہونا		شریعت اور حقیقت کی حقیقت
۲۵۷	قوت شہداء اولیاء اللہ کی نسبت معلوم کرنا	۲۳۴	بیعت کی حقیقت
۲۵۸	ولایت کے لئے بیعت جوئے کا مسئلہ	۲۳۵	باب شریعت شخص کی بیعت کا حکم
۲۵۹	ایک مرد شہداء میں دوسرے بیعت کرنا		مستحق کے لئے شرط کا تذکرہ
۲۶۰	بیر کا مال بیعت کی شرط	۲۳۶	عدوت کے لئے بیعت کا حکم
۲۶۱	ایک بیر کے مال کا حکم	۲۳۷	بیر کو بیر کو بیعت کرنے کا حکم
۲۶۲	قانونی عدوت کی صفاتی کتابت بھیا ردعویٰ	۲۳۸	بیعت توڑنے کا حکم
۲۶۳	مردہ کو کھانا بیعت کرنا		قائد ہونے کی صورت میں بیعت توڑنا
۲۶۴	بیر کے باقی رہ جانے کی صورت میں بیعت کرنا	۲۳۹	بدعتی بیر کی بیعت توڑنے کا حکم
۲۶۵	بیعت کرنا		مردہ کی وفات کے بعد دوسرے شہداء کی بیعت کرنا
۲۶۶	تصرف کے چار قسموں کا ثبوت	۲۴۰	ذکر عدوت کی طرز اور اس کی حقیقت
۲۶۷	تصرف سے دوسرے نہ ہونے کی تشریح		صلوۃ منکون کا حکم
۲۶۸	مسئلہ عدوت پر ہیں	۲۴۱	پھر میں دل پر نہیں لگتا
۲۶۹	تصرف کے اوقات اور کار کا حکم	۲۴۲	ذکرین پر وجہ طاری ہونے کا حکم
۲۷۰	ذکر سلطان اللہ کار کا حکم		ذکر میں اللہ تعالیٰ کے معاملہ کرنے کا حکم
۲۷۱	قوت و قطب کے وجود کا حکم	۲۴۳	دلائل خیریت کے وظیفہ کا حکم
۲۷۲	متصرف کا حکم		عملیات میں اجازت مشیغ کا حکم
۲۷۳	اصحاب القبور کا تصرف	۲۴۴	مشایخ کا مرتبہ پر توجہ دینا
۲۷۴	عبد اللہ اللہ کے تصرفات کا حکم	۲۴۵	مسلمان کے لئے اور دو وظائف جو ہر مسلمان کا حکم
۲۷۵	کتابت اولیاء بعد الموت کا حکم		جلسہ ذکر میں مشایخ کی رواج کا حکم
۲۷۶	اولیاء اللہ کا مرتبہ بن کر نہ ہونے کا حکم	۲۴۶	چاہیں ان کے چہرہ کا حکم
۲۷۷	کشف خیر کے علم کا حکم		ولید اللہ کا پانچواں
۲۷۸	دو شخص کے لئے قرآن کا حکم	۲۴۷	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۸۹	پس پشت تھاق بیان کرنا بھی غیبت ہے	۲۸۹	حفت جمالی و جلال کا فرق
۲۸۱	ربط مطلب باشیخ کی وضاحت	۲۹۰	کائنات سے اللہ تعالیٰ کی سمیت کا حکم
۲۸۲	قلندریہ اور مجتہد و پ کا مطلب	۲۹۰	وحدہ کا لہجہ دار وحدہ اششہو کا مسئلہ
۲۸۳	الصوفی لامذہبہ کہ وضاحت	۲۹۱	اسطلاح حقیقت احمدی
۲۸۳	سمیعانی و سمیعانی ائمہ کا مطلب	۲۹۱	ہستہ اور میر کے حقوق کا حکم
۲۸۳	استغفارنا محتاج الی استغفارنا کا مطلب	۲۹۲	خواب میں خواب شریعت حکم دیکھنا
۲۸۳	دل کو روشن کرنے کا طریقہ	۲۹۲	حضرت مولانا محمد امجد علی خاں صاحب قزاقی کا حکم دینا
۲۸۳	ربا کا لہجہ کے خلاف سے فہم و فہم کرنا	۲۹۳	کشف پر عمل کرنے کا حکم
۲۸۵	حرف ہا کو دینے سے باخبر شریعت کو	۲۹۳	تقصیر شیخ کا حکم
۲۸۵	حرف ہا کو دینے سے باخبر شریعت کو	۲۹۴	اولیاء اللہ کا اپنے سرور کی گواہ کرنا
۲۸۹	کتاب السیاسة	۲۹۴	شیخ کا مریدین کو معجزہ دینا
۲۸۹	سیاست کی حقیقت اور اس کا حکم	۲۹۴	جینوں کے استعمال سے منع کرنا
۲۹۰	روح و سیاست میں ابھنا	۲۹۵	خلاوت ذکر کا مسئلہ
۲۹۱	امارت شرعی کے قیام کا حکم	۲۹۵	ترقی نہ ہونے کی صورت میں شیخ کی تبدیلی کا مسئلہ
۲۹۲	اسم الہی تھا با میر کا طریقہ کار	۲۹۶	خارج ہونے کیلئے بیعت شیخ ضروری نہیں
۲۹۳	عورت کی حکمرانی شرفاً جائز ہے	۲۹۶	مسجد کی غنیمت خالقہ پر
۲۹۴	اولیاء اللہ کی حقیقت	۲۹۷	کیا کس شیخ سے بیعت کرنا ضروری ہے
۲۹۸	خلافت یا ملکیت	۲۹۷	کسی نیک آدمی سے دعا کی درخواست کرنا
۳۰۰	منصب خلافت کے اہل کا معیار	۲۹۸	سیر کے نام کا وظیفہ کرنا
۳۰۱	قوی یا خلافتانی امیر کی شرعی حیثیت	۲۹۸	اعمال صالحہ میں دل نہ لگنے کا علاج
۳۰۲	درویش کی شرعی حیثیت	۲۹۹	نصوح خانی المصنف کی شرعی حیثیت
۳۰۳	درویش کا حق استعمال نہ کرنا	۲۹۹	آنکھیں بند کر کے ذکر کرنا
۳۰۵	درویش کے لئے درویش کے استعمال میں مرنے کی	۳۰۰	مضامین انفراد اور دُعا کرنا
	تأخرانی میں گناہ نہیں	۳۰۱	اشارہ و کنایہ غیبت کرنا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۲۷	جمہوری حکومت کے خلاف آواز بلند کرنا	۳۰۷	دوٹ مٹے موت شخصیت یا پارٹیز کو روکنا
۳۲۷	عید میلاد النبیؐ کے خلاف تحریک چلانا	۳۰۷	بیوقوف اور دوٹ ڈالنے سے منع کرنا
۳۲۸	پراسسی کی سزا کا شرعی حکم	۳۰۷	شرع دار کی بنیاد پر دوٹ لینے کا حکم
۳۲۹	سکائی اوروں میں انصراف کرنا	۳۰۸	دوٹ نہ امیدوار کے حق میں دوٹ
۳۲۹	سلیوٹ کرنے کی شرعی حیثیت	۳۰۸	دینے کی قسم توڑنا
۳۳۰	شرعی قوانین کے عدم نفاذ کی وجہ سے عوام کی ذمہ داری	۳۰۸	سلیوٹ اور مرزا نیٹ کی مقررہ جوت
۳۳۱	انگریزی قانون میں بیٹوں کو عدالت سے محروم کرنے کا شرعی حکم	۳۱۰	کو دوٹ دینے کی شرعی حیثیت
۳۳۱	کسی چیز پر پتہ در پتہ حکم جہنمید ملک نہیں	۳۱۱	ناحق و ناجائز کے حق میں دوٹ استعمال کرنا
۳۳۲	تغزیر بادل کا شرعی حکم	۳۱۱	دوٹ لینے کے فرض سے روکنا یا تقسیم کرنا
۳۳۲	اشیاء خورد و فروش کے نرخ مقرر کرنا	۳۱۱	حوت کے لئے دوٹ کا حق استعمال کرنا
۳۳۳	حکومت کی طرف سے لگانے والے ٹیکس کی شرعی حیثیت	۳۱۳	مرد و عورتوں پر پھیلنے والے آفتاب پر ملکہ کا حدیث
۳۳۵	سادی عکلت میں غیر مسلموں کی عبادت کا طریقہ کار	۳۱۴	انتخابی مہم میں مخالف امیدوار پر نازیبا و فحش لہ استعمال کرنا
۳۳۸	حکومت کو زنا بچہ اور رضا کی تحسین کا کوئی اختیار نہیں	۳۱۵	انتخابات میں خود امیدوار بننا
۳۳۹	فریٹ کی وجہ سے میل جوری کے درجیاں	۳۱۶	انتخابی وعدوں کا شرعی حکم
۳۳۹	علاقہ کاروانی کا حکم	۳۱۷	کیا حوت پارلیمنٹ کی رکن بن سکتی ہے
۳۳۹	بیمورت اور دوزخ کی شرعی حیثیت	۳۱۷	سیاہ و سفید رنگ کے جھنڈے کا ثبوت
۳۳۹	سی آئی ڈی کی شرعی حیثیت	۳۱۷	جنگل کے عداوہ جھنڈے کے استعمال کا حکم
۳۳۹	محبوبی کریموالے پرفیمان کا حکم	۳۱۷	بے دین لوگوں کی مشابہت اختیار کرنا
۳۳۹	قبائل میں سے ایک گروہ کا مسلہ افسانہ کے ساتھ وٹائی کو جہاں قرار دینا	۳۱۷	گڑبگڑ قتل کس کی ذمہ داری ہے
۳۳۹		۳۱۷	حدود و قصاص میں حکم وقت کا دائرہ اختیار
۳۳۹		۳۱۷	اصلاحی کمیٹی کا دائرہ اختیار
۳۳۹		۳۱۷	جہاد میں بین میں شرط سلطان کی وضاحت
۳۳۹		۳۱۷	حکومت کے غیر شرعی اقدامات کی تردید کرنا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۹۰	محکمہ لگا کر کھانا پینا	۳۴۹	شریعت بل کا پس منظر
۳۹۰	تین انگلیوں سے کھانا	۳۵۱	اسلامی اور مغربی جمہوریت کا تقابلی جائزہ
۳۹۱	ایک سے زیادہ لاس بزنس کے مسئلہ پر ایک	۳۵۲	سوشلزم اور اسلام کا موازنہ
۳۹۱	مذہب کی دعوت قبول کرنا	۳۵۳	سوشلزم اور اسلام کا تقابلی جائزہ
۳۹۲	بسم اللہ میں گائے بچانے اور	۳۵۴	بینی کاٹ اور شراب کی شرعی حیثیت
۳۹۲	پوروں کے ہنگام پر سہی شرکت کا حکم	۳۵۵	بھوک پر مال کی شرعی حیثیت
۳۹۳	چونا کھانے کا حکم	۳۵۸	موتوں کا جھگڑا لکھنے کا حکم
۳۹۳	بغیر کھانے کا حکم	۳۵۹	عاطلی قرآنین کی شرعی حیثیت
۳۹۴	بیاد فیرو کھانے کا حکم	۳۶۱	حضرت مسیح کی خلافت خلافت راشدین کا موضوع
۳۹۴	بھنگ کے استعمال کا حکم	۳۶۲	عورت کا سر براہ محکمات بننا
۳۹۵	بغیر اجازت کسی کے مال سے نفع لینا	۳۶۴	ادامت کبریٰ کے سختی کا حکم
۳۹۵	کافر کے ساتھ کھانے کا حکم	۳۶۴	آئین پاکستان میں شیعہ دین، ایک غیر مسلم کا حکم
۳۹۶	خلاق شریعت دعوت پر شرکت کا حکم	۳۶۵	سیاسی جبر سے بچنے کا حکم
۳۹۷	باب التداوی	۳۸۱	اٹوکی اسپتال اور آئین میں مسلمان کی تعریف
۳۹۷	انسانی اعضاء کی چوبند کاری کا حکم		کتاب الکراہیۃ والاباحۃ
۳۹۷	انگریزی ادویات کے استعمال کا حکم		باب الاکل والشرب
۳۹۸	پوسٹ آرٹ کا حکم	۳۸۷	کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا
۳۹۸	خانہ کی منصرف بندی اور باغی محل پر حکم	۳۸۷	دستر خوان پر دھونے کا حکم
۳۹۹	بھنگش کھانے کے بارے میں فوریہ کا حکم	۳۸۷	کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا
۴۰۰	بیمار کو خون دینے کا حکم	۳۸۸	دستر خوان پر دھونے کا حکم
۴۰۰	تھوین کی شرعی حکم	۳۸۹	کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا
۴۰۱	مردہ عورت کے پیش سے بچنے کا حکم	۳۸۹	کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا
۴۰۲	شہر کے لکھنے کے قوانین کا سبب	۳۸۹	کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا

صفحہ	عنوانِ فہرست	صفحہ	عنوانِ فہرست	
۳۱۷	سوتے چاندی کے برتن استعمال کرنا	۳۱۲	تقریبات میں بدعلاج رکھنا	
۳۱۷	مردوں کیلئے لڑکے کی انگلیوں کی استعمال جائز نہیں	۳۱۳	غیر شرعی الفاظ سے تقریبات رکھنا	
۳۱۸	کپڑوں میں سونے کے یغن استعمال کرنا	۳۱۴	بیماری کا علاج کرنا صحت ہے	
۳۱۸	مرد کیلئے سرخی کی ٹکڑھی استعمال کرنا	۳۱۵	خاندانی مخصوص بندگی کا شریعت مطہرہ	
۳۱۹	چاندی کی انگلیوں کا بدعورتہ استعمال بدعت نہیں	۳۱۶	کے رکھنے میں جائزہ	
۳۱۹	سٹیل اور فولاد وغیرہ کے زیورات کا استعمال کرنا	۳۱۷	جس پر سستہ کو ادویات میں استعمال کرنا	
۳۲۰	ہر رنگ کا مردوں جیسے ہل بنانا	باب الملباس		
۳۲۰	بڑے بڑے داخل رکھنا			
۳۲۱	غیر ضروری باتوں کا صفائی کیلئے	۳۱۸	سونے چاندی کی گھڑی پہننا	
۳۲۱	ہل صفائی اور استعمال کرنا	۳۱۸	مردوں کے نئے سیدھے کپڑے پہننے کا حکم	
۳۲۲	مصنوعی بخوریں بنانے کا حکم	۳۱۹	خواتین کا ایک لباس پہننا	
۳۲۲	مردوں کے چہرے پر سیاہ ہل لگانے کا حکم	۳۱۹	مردوں کیلئے تیل کے استعمال کا حکم	
۳۲۳	دوسرے استعمال کرنے کا حکم	۳۲۰	دانت جوڑنے کیلئے سونا چاندی استعمال کرنا	
۳۲۵	پانی میں نیوکر پہننے کا حکم	۳۲۰	حصے کی انگلیوں پہننے کا حکم	
۳۲۷	مردوں کیلئے زرد رنگ کے لباس کا حکم	۳۲۱	عورت کے لئے پانچویں پہننے کا حکم	
۳۲۸	باب التخصیص		۳۲۲	بدن پر خالی دھان لٹکھانا جائز نہیں
۳۲۸			۳۲۲	بالوں کو سیاہی خضاب لگانا
۳۲۸	خواتین کی تصاویر کو دیکھنا اور رکھنا حرام ہے	۳۲۳	انچوں کے کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالنا	
۳۲۸	کھوجا کی تصویر کا حکم	۳۲۳	پنگڑی کے شیعے کی تصاویر کا تعین	
۳۲۹	بڑے میں کھوجی کی تصویر کے ساتھ نماز پڑھنا	۳۲۴	مسافروں کے لئے لٹائی باغیچہ جائز نہیں	
۳۲۹	میں پر بزرگ کی تصویر پر تبرک لگانا	۳۲۴	دانتوں کے ارد گرد چاندی کا خول لگانا	
۳۳۰	آرائش کیلئے گھر میں نصف ٹوٹا رکھنا	۳۲۵	دارالحی پر مصعدی لگانا	
۳۳۱	شادی کی تقریبات کی تصاویر بنانا	۳۲۵	شعوانہ عجیبہ غریب سے نیچے رکھنا	
۳۳۱	خانہ کعبہ کا تقدس پر بیچرٹ پھرنے والی تصاویر کا حکم	۳۲۶	ریشمی منگی استعمال کرنے کا حکم	

صفحہ	محتوا	صفحہ	محتوا
۴۳۴	باب المسائل المتفرقة	۴۳۲	حدیث آلامت کا حکم
۴۳۵	والدین کو گھوڑنے والے کا حکم	۴۳۳	تصویر والی گھوڑی کے ساتھ نماز پڑھنا
۴۳۶	کال گھونچ کرنے والے کا حکم	۴۳۴	پتھر کے کھال سے تصویر بنانا
۴۳۷	والدین میں سے کسی ایک کے حکم سے	۴۳۵	باب الملاحی
۴۳۸	دوسرے کے حضور سوگند کرنا	۴۳۶	خوش کن تقریبات میں اچانک آنے کا حکم
۴۳۹	باجوہ شریعت کے حالات کے حکم سے	۴۳۷	کیرم بورڈ کھیلنا
۴۴۰	جوہر کے عسلوق دینا	۴۳۸	شطرنج کھیلنا
۴۴۱	والدین کا نفوذ بدترین جرم ہے	۴۳۹	جوڈو کرانے کھیلنا
۴۴۲	علم دین کے حصول کی چند تدابیر کی تمیز کا حکم	۴۴۰	کھیل کود میں رافوڈو کھلا رکھنے کا حکم
۴۴۳	کسی مسلمان کو بہت القابات سے پکارنا	۴۴۱	فہرٹش کرنا
۴۴۴	مسلمان کو قرعین اور مستہزاد کرنا	۴۴۲	تاسس کھیلنے کا حکم
۴۴۵	استنماء بالید کا حکم	۴۴۳	باب الامور المعروفة والنہی عن المنکر
۴۴۶	ہاتھ پاؤں چومنے کا حکم	۴۴۴	تبلیغ دین فرض کیا ہے
۴۴۷	کفار سے مصافحہ کرنے کا حکم	۴۴۵	مستورات کی تبلیغی جماعت کا حکم
۴۴۸	شرشکے قدحوں پر گرنے کا حکم	۴۴۶	سالاد عید لگانے کا حکم
۴۴۹	حشرات الارض کو چلانے کا حکم	۴۴۷	ربوہ طریقہ تبلیغ میں انکار کر دینا کا قراب
۴۵۰	مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا	۴۴۸	تبلیغی جماعت کو فرقہ جبر سے تعبیر کرنا درست نہیں
۴۵۱	مسجد میں سوال کرنے کا حکم	۴۴۹	تبلیغی جماعت کی حقیقت
۴۵۲	مسجد میں سرنے کا حکم	۴۵۰	تبلیغی جماعت کا طریقہ بدعت نہیں
۴۵۳	بار بزرگ چمکنا	۴۵۱
۴۵۴	رقی کا شوش بائیکاٹ کرنا اور بار بزرگ چمکنا	۴۵۲
۴۵۵	کسی کو ظلم و ستم سے بچانے کے لئے جھوٹ بولنے کا حکم	۴۵۳

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۳۵۳	سادات، وارث، تحریر خیر کا عقد	۳۵۹	ازداد کے وقت نمودار سے پر نکلتا
۳۵۵	بے حیائی کا خروج	۳۵۹	گھانے، بھانے کو ذریعہ خواہش بنانا
۳۵۵	وزیر اعظم محترم کی دعوت بے حجاب	۳۶۰	ایقہ حیات کے قرائن عید کو دہر نکلتا
۳۵۶	اسلام غیر موت کی حیثیت اور حقوق	۳۶۰	قادیانہ میں مسیحیوں کا مذہب پر اسلام کرنا
۳۵۶	ظہر اسلام سے قبل عورت کا مقام	۳۶۱	غائب کر اسلام پر پہنچانے کا حکم
۳۵۷	عورت اور جائز اقوام کے نظریات	۳۶۲	سنگے سر نماز پڑھنا
۳۵۸	عورت پر اسلام کے احکامات	۳۶۲	موجلیں کوٹنے کا حکم
۳۵۸	دینی، دنیوی، انفرادی، اجتماعی	۳۶۲	عورتوں کا سر کے بال کشنا
۳۵۸	اور معاشرتی حقوق کا مستعمل	۳۶۲	مغربی بشر کے مطابق سر کے بال کشنا
۳۵۹	عورت کی عصمت و سربو کا احترام	۳۶۲	بہر ضرورت اولوں کے صفائی کا حکم
۳۶۱	آزادی نسوان شریعہ جاہلیہ کو مبرا	۳۶۵	ذریعہ اخلاقیوں کی صفائی کی حد
۳۶۲	انسانی نہیں مخلوق کی دعوت	۳۶۵	ذریعہ ناف بالوں کی صفائی کا مستعمل وقت
۳۶۲	اسلام کا نظام صفت و عصمت	۳۶۶	پیدائشی طور پر بخونوں کے کٹنے کا حکم
۳۶۲	پردہ کے احکام	۳۶۶	بعد از سوچ غفلت میں شرکاء پر غلط اثرات کا حکم
۳۶۳	جلباب	۳۶۷	چہرے کے بالوں کو روکنے کا حکم
۳۶۳	آیت حجاب	۳۶۷	دارلہی کی شرعی حد
۳۶۳	حجاب پر بے پروائی کی مصلحت انگیزی	۳۶۸	مصلحت کے بعد ہاتھوں کو چھونا
۳۶۵	ستر اور حجاب میں فرق	۳۶۸	بے پردہ خواتین سے پردہ کرنے کا حکم
۳۶۶	بات چیت میں احتیاطی تدبیر	۳۶۹	تشیع و سنی کے درمیان اور مسلمانوں کی درمیانی
۳۶۶	خاص حالت میں باہر نکلتے کی اجازت	۳۷۰	تشیع و سنی اور وی، سی، آر کا شرعی حکم
۳۶۷	خروج کے شرائط اور قیودات	۳۷۲	دارلہی کی سنوں مقدار
۳۶۷	عزت و عظمیٰ، علم نہیں بلکہ خیالی اور تعالیٰ وحدت		
۳۶۷	کیا پردہ جبر سے ہے یا حق		
۳۶۷	مرد اور عورت کا دہر کا کار		

رسالہ

عورتوں کے حقوق آزادی اُسے حجابی کو مسئلہ

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۰۵	وضو میں ہاتھ دھونے کی ابتدا	۴۹۱	گھر میں بیٹھنا تہ نہیں راحت و نصرت ہے
۵۰۶	انگوٹوں کی طرف سے کرنا سنت ہے	۴۹۲	پردہ نہیں ہے پردگی غلال صحت کا باعث ہے
۵۰۷	وضو کرنے کا افضل طریقہ	۴۹۳	نگواری اور چھو آفتش اور فساد و شرم کا دیر
۵۰۸	سردی کے موسم میں وضو وضو کا طریقہ	۴۹۴	تعلیم کیلئے بے پردگی
۵۰۹	وضو میں درجہ سے مد لینے کا حکم	۴۹۵	مازوں پہنے کے شرفین
۵۰۹	ہیئت کی وجہ وضو میں کئی دیکھنے کا مسئلہ		
۵۰۸	جس میں وضو کرنے کا حکم		
۵۰۸	وضو کے دوران باتیں کرنے کا حکم		
۵۰۹	بواسیر کے مریض کے وضو کا حکم	۴۹۹	
۵۰۰	وضو میں واجبات نہیں		
۵۰۱	نیازات اور دینی مسائل کو وضو	۴۹۹	وضو کی ابتداء میں ہاتھ دھونے کا حکم
۵۰۱	سست کرنے کا حکم	۴۹۹	برش سواک کی صحت کا متبادد نہیں
۵۰۱	کاف اور رخصت کے درمیان وضو کا حکم	۵۰۰	سواک نہ ہونے کی صورت میں
۵۰۱	سرجی، یاد اور دیگر مریضوں کی وضو کا حکم	۵۰۰	کمرنگل کو نام مقام پر ہو سکتی ہے
۵۰۱	جماعت کے وقت ہونے کی ذرا کے	۵۰۰	سواک چبانے کا حکم
۵۰۱	باد و کمال وضو کرتا ضروری ہے	۵۰۱	ناخن پاشنی کی موجودگی میں وضو کا حکم
۵۰۳	آبیدار غلام سے وضو غسل کرنا	۵۰۱	وضو میں گردن کا مسح
۵۰۳	نشت اور ہشتاد کے موشوں سے وضو کا حکم	۵۰۲	سر پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ
۵۰۳	نشد اور دواؤں کے استوں کی	۵۰۳	وضو کرتے وقت دائیں طرف کا حکم
۵۰۳	صورت میں وضو کا حکم	۵۰۳	خضاب کی دلاوی پر وضو کا حکم
۵۰۳	انگوٹوں لگانے سے وضو کا حکم	۵۰۳	وضو کے بعد سواک کا طرف دیکھنا
۵۰۳	فلوٹھی سے وضو متاثر نہیں ہوتا	۵۰۳	عبادت کے بعد وضو علی الوضو کا حکم
۵۰۵	گرم پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے	۵۰۵	وضو میں ایک ہاتھ سے منہ دھونے کا حکم
۵۰۵	کشف صورت ناقص وضو نہیں	۵۰۵	گلچے کے مسح کا حکم

کتاب الطہارۃ

باب ثوضو


صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
۵۲۷	دوران غسل سر پر مسح کرنا کافی نہیں	۵۱۵	وضو کے بعد نمکسہ نہ کرنا
۵۲۸	غسل کے لئے کھٹاف صورت کا حکم	۵۱۶	وضو کے بعد ہاتھ پاؤں پر صابن لگانے کا حکم
۵۲۸	کھٹاف صورت کی صورت میں تیمم کی رخصت	۵۱۶	ایسا سنگریٹ اور نمونہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
۵۲۹	شہوت کے باوجود بھی ہرگز بھی غسل کا حکم	۵۱۷	بجب تک اچھلنے سے پہلے خارج نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا
۵۲۹	غسل کرتے وقت جہاں پانی	۵۱۷	جوں سے خاص پانی نکلنے پر وضو کا حکم
۵۲۹	پہنچنا نامشکل ہو تو اس کا حکم	۵۱۸	خون پھیل جانے سے وضو کا حکم
۵۳۰	غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنے کا حکم	۵۱۸	پاؤں کے ٹکڑا فیں دوران لگانے کے بعد وضو کا حکم
۵۳۱	خواب سے بیداری کے بعد بعض قری	۵۱۹	انجکشن کے بعد خون نکالنا تسن وضو ہے
۵۳۱	کے احساس سے غسل کا حکم	۵۱۹	صاحب غدار کے وضو اور کپڑوں کا حکم
۵۳۲	احتلام بھول جانے کی صورت	۵۲۰	پانچا کے تمام سے کپڑا نکلنے پر وضو کا حکم
۵۳۲	میں پڑھی گئی غائروں کا حکم	۵۲۱	باب الغسل
۵۳۲	گھڑوم کے ساتھ ادرج موجب غسل ہے	۵۲۱	غسل میں غزیرہ کا حکم
۵۳۳	ٹیسٹ ٹیوب بی بی سے وجہ غسل کا حکم	۵۲۱	غسل کرتے وقت ناک وضو کا حکم
۵۳۳	جاخوڑ سے دلی کرنے کی صورت	۵۲۲	مصنوعی ذلت کے باوجود غسل کا حکم
۵۳۳	میں غسل کا حکم	۵۲۲	رائیوں پر چھنے غول جڑ جانے سے غسل کا حکم
۵۳۳	القفاختائین کی صورت میں غسل کا حکم	۵۲۳	ذلت بھرا جانے سے غسل پر کوئی اثر نہیں پڑتا
۵۳۳	غسل کے بعد بھی نکلنے پر غسل کا حکم	۵۲۳	جنابت کے غسل میں عورت کو
۵۳۴	سورنگ چول میں غسل کرنے کا حکم	۵۲۳	میشہ صید کھڑا قزوی نہیں
۵۳۴	جنابت کا غسل غزیرہ کرنا ضروری نہیں	۵۲۴	جنابت کی حالت میں کمانے پلینے کا حکم
۵۳۴	معضوی بالوک کا وضو و غسل میں حکم	۵۲۵	حالت جنابت میں ناخن اور بال کاٹنے کا حکم
۵۳۵	صرف قری محسوس کرنا موجب غسل نہیں	۵۲۵	دوران غسل باہمی کرنے کا حکم
۵۳۵	متعدہ دہر چٹا کے لئے ایک غسل کافی ہے	۵۲۵	غسل کرتے وقت بغیر لباس وضو کا حکم
۵۳۵	جنابت کی حالت میں برقت	۵۲۶	کھڑے ہو کر غسل کرنا افضل ہے یا بیٹھ کر
۵۳۶	ضرورت مسجد میں جانا	۵۲۶	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۳۹	باب التیمم	۵۳۸	جنابت کی صورت میں پورے بدن کے غسل کا فلسفہ
۵۳۹	تیمم کا نیت	۵۳۸	باب البیہر
۵۴۰	مسجد کا مٹی پر تیمم کا حکم	۵۳۸	بیہرہ کرنے کی صورت میں پانی کا حکم
۵۴۰	تیمم میں تحلیل کعبہ کا حکم	۵۳۸	انسان مرنے سے کونوں کے پانی کا حکم
۵۴۱	قاز جنازہ کے لئے حکم	۵۳۸	پانی کے کونوں کی رویت اٹھانے کے درمیان فاصلہ
۵۴۱	کہ وقت قرآن کیلئے تیمم جائز ہے	۵۳۸	کونوں میں گنت کیا چیز مثلاً
۵۴۲	حاصل ہند رکھنے کا دم نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم	۵۳۸	پہل یا کھڑی کر جانے کا حکم
۵۴۲	جنابت کے تیمم پر وضو ٹوٹ جانا	۵۳۸	اس کونوں کا حکم جس سے سزا
۵۴۲	سکڑنے اثر نہیں پڑتا	۵۳۸	برا حیدرائی کو کانا مشکل ہو
۵۴۲	باب المسح علی الخفین	۵۳۸	کنا کرنے سے پانی کا حکم
۵۴۲	تخنوں تک مزدوں پر مسح کر نیکا حکم	۵۳۸	ناباک پانی پکھن برتی چیز کے کھانے اور
۵۴۲	جراہوں کے ہوتے ہوئے مزدوں پر مسح کرنے کا حکم	۵۳۸	وسو کی صورت میں ہرے اور شہداء نازک کا حکم
۵۴۲	جراہوں پر مسح کا حکم	۵۳۸	باب الحوض
۵۴۵	جوت پر مسح کرنے کا حکم	۵۳۸	دوہ درود سے کم تاوب کا حکم
۵۴۵	انگیوں میں درم پیدا ہونے سے پاؤں پر مسح	۵۳۸	گول حوض کا حکم
۵۴۶	باب الحیض	۵۳۸	مستفادوں کا رد وائے حوض کا حکم
۵۴۶	حالت حیض میں تسبیح پڑھنے کا حکم	۵۳۸	پڑے حوض سے وضو کا حکم
۵۴۶		۵۳۸	زیادہ پانی تعمیر اوصاف کے بغیر پاک ہے
۵۴۶		۵۳۸	تیر میں گندگی ڈالنے کی صورت میں پانی کا حکم

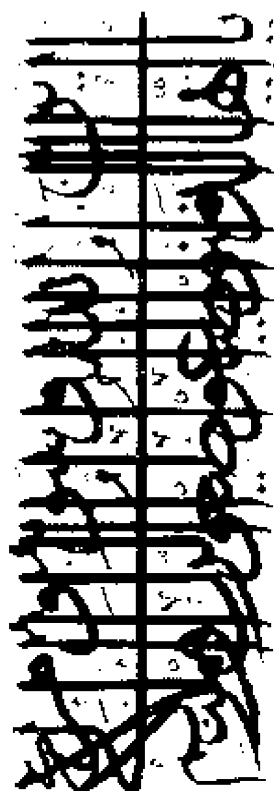
صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۶۸	معدور کی شرعی تعریف	۵۵۷	حالت حیض میں جماع کرنے کا حکم
۵۶۸	وہیے معدور شخص کا حکم جس کا ردولی نہ کھنے سے پیشاب نہ آئے	۵۵۷	انقضائے عورت کی حیض کی ولادت پر نفاس کا حکم
۵۶۹	باب الانجاس	۵۵۸	ایام حیض میں استھقال چھوؤا کی چیزوں کا حکم
۵۶۹	خندک حالت میں نہ سے نکلتا	۵۵۹	حیض کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی
۵۶۹	ولایت پانی کا حکم	۵۵۹	دوران حیض ہر رنگ کا پانی حیض ہے
۵۶۹	غسل کرتے وقت پانی کے برتن میں چھینٹے پڑنے سے پانی کا حکم	۵۶۰	حائضہ عورت میں اوقات غائز میں ذکر واذکار معقول بنا لیں
۵۶۹	چوبیس کے برتن پاک کرنے کا طریقہ	۵۶۰	حیض کی حالت میں جماع کرنا
۵۷۰	جنب کے پھینکے کا حکم	۵۶۱	حالت حیض میں تعلیم قرآن کا حکم
۵۷۱	کپڑے کو منہ سے پاک کرنے کا طریقہ	۵۶۱	حائضہ عورت کے لئے وہی کتابیں
۵۷۲	سنی اندی، اندوری سے طہارت کا حکم	۵۶۲	حالت حیض میں عورت انکو سی پڑھنا
۵۷۲	دعا جو مخلوق کا چھوٹا	۵۶۲	حائضہ عورت کے لئے کھانے پکے ہوئے کھانے کا حکم
۵۷۳	کھانے کی کھال قابل ریاضت ہے	۵۶۳	آپریشن سے ولادت کے بعد نکلنے والے خون کا حکم
۵۷۳	کھانے کے جھوٹے برتن میں کھانے اور اس کے پاک کرنے کا طریقہ	۵۶۳	ولادت سے قبل آنے والے خون کا حکم
۵۷۴	غیس کپڑا دھونے کے بعد نچرانے کا حکم	۵۶۴	حائضہ عورت سے انتقال جاننا ہے
۵۷۵	غیر ملکی کپڑوں سے غائر پڑھنا	۵۶۵	انجکشن سے حیض بند کرنے کا حکم
۵۷۶	موتے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ	۵۶۶	پندرہ دن طر گزرنے سے قبل قرآن کا حکم
۵۷۶	ڈول کھینچ کر کپڑے پاک ہونے کا حکم	۵۶۶	حالت جنابت میں کعبہ ٹرے قرآن لکھنے کا حکم
۵۷۷	دودھ میں بیہنگنی یا گھر برگر جانے پر دودھ کا حکم	۵۶۷	حائضہ عورت پر دم کرنے کا حکم
۵۷۸	نا پاک شربت کو پاک کرنے کا طریقہ	۵۶۷	مسحاض کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۸۵	تھاپ دین سے قرآن مجید کی ورق گردانی کرنا	۵۷۹	اعتصاب حقیقت سے حکیم بدل جاتا ہے
۵۸۶	جانور کو ناپاک چیز کھلانے کا حکم	۵۷۹	نجس چیز سے بنے ہوئے صابن کا حکم
۵۹۷	گٹے کا منہ اگر کیر سے کو لگ جائے تو؟	۵۸۰	ملاں جانور کے پیشاب اور بول و سراز کا حکم
۵۹۷	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کا حکم	۵۸۰	گٹے کے پیشاب کا حکم
۵۸۸	گوبر کے اپنے استعمال کر کے اور بیچنے کا حکم	۵۸۱	پاک اور ناپاک کے اختلاف کا حکم
۵۸۸	زندہ سانپ کے جامے کا حکم	۵۸۲	واشنگ مشین سے دھوئے ہوئے کپڑوں کا حکم
۵۸۹	باب الاستنجاء	۵۸۲	شراب کی خالی بوتلیں کے استعمال کا حکم
۵۸۹	کثیف عورت کی صورت میں استنجاء کا حکم	۵۸۳	شیر خوار بچہ کے پیشاب کا حکم
۵۸۹	قد و درجہ سے زیادہ تجاست معاف نہیں	۵۸۳	جگا دار کے پیشاب کا حکم
۵۹۰	ٹائیلٹ چیمبر سے استنجاء کرنے کا حکم	۵۸۳	کونوئیں میں نہ بنے والے پینڈک کے پیشاب کا حکم
۵۹۰	استنجاء کے وقت سہم کا حکم	۵۸۴	نجس مٹی سے بنے ہوئے برتن کے استعمال کا حکم
		۵۸۵	مردار جانور کی کھانا کا حکم
		۵۸۵	خضر کے بالوں سے بنے گٹے پر شہ کے استعمال کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۶۰۱	بیت الخلاء میں ترائی آیات یا	۵۹۶	پانی سے استنجا کا حکم
۶۰۲	احادیث کے اور ارق سمیت جانا	۵۹۷	دو طرح کا تھ سے استنجا کا حکم
۶۰۲	تھنا حاجت کے دوران برش یا سولہ کرنا	۵۹۸	استنجا کیلئے پانی کی مقدار
۶۰۲	بیت الخلاء میں بیڑ چھو کر نہ جانے کا حکم	۵۹۹	مغربی طرز کے بیت الخلاء میں
۶۰۳	استنجا شدہ ٹوہنیوں کے	۵۹۹	پیشاب کرنے کا حکم
۶۰۳	دوبارہ استنجا کا حکم	۵۹۹	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم
۶۰۴	مسائل شتی	۵۹۹	استنجا کتنے وقت شمال کی طرف مت کرنے کا حکم
۶۰۴	تسل اور وضو کے لئے پانی کی مقدار	۵۹۹	گھاس وغیرہ سے استنجا کرنے کا حکم
۶۰۴	گتھ سروال آدمی کے چوڑے کی حد کا حکم	۵۹۹	استنجا کر کے ہاتھ دھونے کے
۶۰۵	فینے سے جیڑ ہونے کے بعد	۵۹۹	باوجود بدبو محسوس ہونے کا حکم
۶۰۵	مسواک کرنے کا حکم	۵۹۹	خود توں کے لئے بھی ڈھیلے
۶۰۶	مریض کو تیم کرانے کے لئے نیت کا حکم	۵۹۹	کا استعمال ضروری ہے
۶۰۶	حنسل کے چھینڈوں سے پانی نہیں نہیں ہوتا	۵۹۹	خود ڈھیلے سے استنجا پر اکتفا کرنا
۶۰۶	خمس ہشیاؤں کے دھو نہی کا حکم	۵۹۹	پیشاب کرنے وقت موج یا جانہ کر فہر کرنا
۶۰۶	شیر خوار بچے کے لئے کا حکم	۵۹۹	استنجا سے عاجز شخص کیلئے استنجا کا حکم
۶۰۸	چھوٹے بچے کا پانی میں ہاتھ ڈالنا	۵۹۹	سردیوں عورت کے استنجا میں فرق
۶۰۸	دھڑکے وقت اذان کا جواب	۵۹۹	پوچھ پچوری دوسرے استنجا کرنا
۶۰۸	دینے کا حکم	۵۹۹	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ
۶۰۹	تیم کے جوار کیلئے مسافت کی تحدید	۵۹۹	پیشاب کرتے وقت بچے کو قبل از گھر کچلنا
۶۰۹	کوند سے تیم کرنا	۵۹۹	بیت الخلاء میں داخل ہونے کا طریقہ
۶۰۹	راکھ پر تیم کرانے کا حکم	۶۰۰	دوران قضاء حاجت اگر چھینکا
۶۱۰	گول یا ٹنگیہ پر تیم کا حکم	۶۰۰	آجائے تو اسکا کیا حکم ہے؟
۶۱۱	ایک ہی جگہ پر متعدد بار تیم کرنا	۶۰۰	قضاء حاجت کو پیشے کیلئے کس وقت کرنا چھوٹا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۶۲۲	چشمہ کو کنوئیں کی پاکیزگی میں { امام محمدؑ کا قول منقہ ہے {	۶۱۲	حدوت قرآن کہتے کھٹے کئے تیم { سے نماز پڑھنے کا حکم
۶۲۳	قرع سے نکلی ہوئی پروانا تھیں الرضوہ نویس	۶۱۳	تنگی وقت کی وجہ سے ترک نماز درست نہیں
۶۲۳	مادر صغیرہ نے بدبو بڑی موت میں عجاج کا حکم	۶۱۴	جیل خانہ میں پالی ٹھٹے بد تیم کا حکم
۶۲۴	پیکر ایٹھ پر تیم کرنا	۶۱۵	رحمی تیم کر سکتا ہے
۶۲۴	استنجا کرنے کے بعد جو اخراج	۶۱۶	سرور علا قوں میں تیم کا حکم
۶۲۴	ہو جانے پر استنجا کا حکم	۶۱۷	نکاح پر تیم کرنے کا حکم
۶۲۵	ہو اخراج چرنے کا شک جو پر وضو کا حکم	۶۱۸	انکبی میڑھیہ پر بار بار تیم کرنے کا حکم
۶۲۵	جنگال کے دروان جائزہ کے سند { سے نکلنے والا مواد پاک ہے {	۶۱۹	ناطون کی جڑوں پر مسح کرنے کا حکم
۶۲۵	ہینچ سورہ وغیرہ کے ساتھ تعویت اخلا جانا	۶۲۰	عجلہ بن دمنجلین جڑوں کا کیا حکم ہے
۶۲۶	نفا س والی حوت کے ہاتھوں کھانے کا حکم	۶۲۱	سوتلی جراب پہنے جھوٹے پوسج کا حکم
۶۲۶	پیشاب اور پانہ کے وقت { کہ امور سے بچنا چاہئے {	۶۲۲	علاء یا ثولی وغیرہ پر مسح کرنے کا حکم
۶۲۶	لوامیر کی بد طوبت سے وضو کا حکم	۶۲۳	پیشی پر مسح کرنے کا مسئلہ
۶۲۸	معدور کا قبل از وقت وضو { کر کے اس سے تسبیح پڑھنا {	۶۲۴	رحم پر مسح کرنے کا مسئلہ
۶۲۸	عورت کے رخ سے نکلنے والی { سفید طوبت سے وضو کا حکم {	۶۲۵	بلقشر پر مسح کرنے کا مسئلہ
		۶۲۶	ساق کنوئیں میں گر کر مر جانے تو اس کا حکم
		۶۲۷	کسی حیوان کا اندام اگر کنوئیں { میں گر جائے تو کیا حکم ہے {
		۶۲۸	چھپکلی مرنے سے بانی کا حکم
		۶۲۹	پرندہ کی بیٹ کر سف سے { پالی ٹھٹے سے ہو جانا {





کتاب الاجتهاد والتقليد

(اجتهاد اور تقلید کے احکام و مسائل)

تقلید کی شرعی حیثیت سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ تقلید کرنا شرک ہے، جو ائمہ اربعہ کی تقلید کرتا ہے وہ مشرک ہے، دریافت مسئلہ یہ ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ کا شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا واقعی تقلید کرنے سے ایک مسلمان مشرک ہو جاتا ہے؟

الجواب :- تقلید کسی ماہر شریعت کی رہنمائی میں شریعت مقدسہ کی اتباع کا نام ہے۔ قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور صحابہ کرامؓ کے حالات میں بھی عامی شخص کو کچھ پڑھنا ہیبت کی پیروی کا حکم ملتا ہے اس لیے عامی آدمی کے لیے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے اس سے شرک لازم نہیں آتا۔

قال العلامة ابن نجيم: ان الاجماع انعقد على عدم العمل بمذاهب مخالفة للامة واضباط مذاهبهم وانتشارها وكثرة اقتباسهم.
والاشباه والنظائر ج ۱ ص ۳۳۳ لقوله الاول: الاجتهاد لا ينافي بالاجتهاد

مجتہد اور مقلد کے دلائل میں فرق سوال :- اولاً الاجتہاد اور اولاً المقلد میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب :- مجتہد کسی مسئلہ کے اثبات کے لیے ائمہ اربعہ سے استدلال کرتا ہے اور مقلد اپنے مسئلہ کے لیے مجتہد کا قول پیش کرتا ہے، مقلد جو کچھ کتاب و سنت سے ناواقف ہوتا ہے اس لیے وہ نبوت مسئلہ کے لیے دلیل نہیں لاسکتا۔

لما قال العلامة صدر الشريعة: وهو لا يتوصل بها اليه الا ظاهراً هذا

لہ قال العلامة عبد العزيز الفوزاني: ثم من لم يكن مجتهداً وجب عليه اتباع المجتہد۔ (نبراس شرح شرح عقد شمس تقلید الاجتہاد)
وقوله في الجواب الثاني ج ۱ ص ۲۵۰ کتاب القضاء۔

مختص المجتہد فانہ اجوزت عنہ فی هذا العلم قواعد يتوصل اليها بتدريج الى انقضاء
ليس الا المجتہد فان الفقه هو العلم بالاحکام من الأدلة التي ليس دليل القلید
منها فلقد لم يذكر ما حدث لتقليد والا ستفتد في بيتنا ولا يبعد ان يقال انه لم
المجتہد والمقلد فالادلة الاربعة انما يتوصل بها المجتہد لا المقلد فاما المقلد
فالذي يثبت عندنا قول المجتہد فانه قلید يقول هذا الحكم واقع عندي لانه ادى
اليه رأيي في خيفة ومن ما ادى اليه رأيي فهو واقع عندي .

توضیح وتلویح مسئلہ مقدمہ : لہ

مذہب اربعہ کو حق جانتے ہوئے قرآن و حدیث پر عمل کرنا | سوال :- ایک شخص
جانتا ہے اربعہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے اسی پر عمل کرنا چاہیے ، تو
ایسے شخص کا شرع کیا حکم ہے ؟

الجواب :- ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں ہو گا یا تو مقلد ہو گا یا مجتہد ہو گا ،
اب اگر وہ مقلد ہے تو مقلد پر تقلید واجب ہے اور اگر مجتہد ہے تو وہ قرآن و سنت
سے استدلال کر سکتا ہے ، لیکن عصر حاضر میں چونکہ کسی میں بھی اجتہاد مطلق کی صلاحیت
موجود نہیں ہے ایسے اس شخص کا خیال غلط ہے ۔

لما كان العلامة اعلمیؒ ، وقد ذکر ان المجتہد المطلق قد فقد ۔

واندر المختار علی ہاشم رد المحتار ج ۱ ص ۲۰ مطلب فی طبقات الفقہاء رحمہ

لہ قال العلامة ابن عابدینؒ : وظیفۃ العوسم التمسک بقول الفقہاء واتباعہم فی
اقوالہم وانما لہم دون التمسک بالکتاب والسنة ۔

والفتاویٰ متنبی ج ۲ ص ۲۰۳ میں فرماتے ہیں من المقلد لا یاعلم
وخیلۃ فی الدیوانی ج ۱ ص ۱۰۵ کتاب الطہارۃ ۔

لہ قال العلامة اعلمیؒ : وقد ذکر ان المجتہد المطلق قد فقد ۔ قال اید احمد الخطاوی
وجولۃ ختمہ وھو جائز الوجه لان فضل اللہ تعالیٰ لا یفید ہر من دون ذہب ۔

وحاشیۃ الخطاوی عن الدیوان ج ۱ ص ۱۰۵ مقدمہ

اہل الظاہر کے فتویٰ پر عمل کرنا | سوال یہ کیا ایک حنفی کے لیے اہل الظاہر کے فتویٰ پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- ایک حنفی کا اہل حدیث کے فتویٰ پر عمل کرنا درست نہیں، کیونکہ اہل الظاہر اہل حدیث و اصحاب الفتویٰ میں سے نہیں ہیں۔

لہذا قال علامۃ الکبیر انوی: قال ابو یوسف الرازی بخصاص فی اصولہ نہ یعد بخلاف من لا یعرف اصول الشریعۃ ولہذا یفتی بطریق المقایس ووجوہ اجہاد المرافی کذا اورد الاصفہانی فی راسام اهل الظاہر، وکن ایسی اغصا بہما۔

ر مقدمہ اعلام السنن ج ۲ مسئلۃ العائدۃ الثانیۃ لا یستعمل الا ظاہر

امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں | سوال :- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں یا تبع تابعی اور آپؒ نے کس صحابی کو دیکھا ہے؟

الجواب :- امام ابو حنیفہؒ مشہور ہیں پیدا ہونے سے ۲۸ سال زمانہ میں کافی تعداد میں صحابہؓ حیات تھے اس لیے آپؒ نے کئی صحابہؓ کی زیارت کی ہے جن میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اس لیے آپؒ تابعی ہیں اور یہی جہود علماء کی رائے ہے۔

قال الامام اعلی القلندر: قد ثبت ذکرہ ببعض الصحابة واختلف فی رواۃہ عنہم والاعتد

بشوقہما..... فہو من التابعین الاعلام۔ (مقدمہ علامہ السنن ج ۲ مسئلۃ الفصل الاول)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایات کی تعداد | سوال :- کیا یہ صحیح ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سترہ حدیثیں

لہذا قال العلامة ابن عابدین: وقد استقر رأی الاصولیین علی ان الفتی ہوا لمتحد فانما غیرہ فیمتد فمن یحفظ قولہ بالمتحد فلیس بجمعت والواجب علیہذا سئل ان یدکر قول المجتہد کلاماً علی وجہہ الحکایۃ۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۹۹ مطلب رقم الحنفی)

زمینکۃ فی الطحطاوی علی در المختار ج ۱ ص ۱

لہذا قال العلامة ابن الجوزی رحمہ اللہ: انما رأی انس بن مالک بعینہ

(اعل التناہیۃ ج ۱ ص ۱۲۵ باب الکفایۃ بوزق التفتہ)

وَمِثْلُہُ فی رد المحتار ج ۱ ص ۹۹ مطلب فداختلف فیہما من رویۃ الامام عن صحابہ

سے زیادہ نہیں جانتے تھے، جیسا کہ ابن خلدون نے ذکر کیا ہے؟
الجواب :- بل کوئی بھی یہ کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سترہ صدیوں سے زیادہ نہیں جانتے تھے وہ غلط کہتا ہے اور اس کا یہ کہنا مندرجہ ذیل وجوہات سے باطل ہے :-
 (۱) امام ابو حنیفہؒ باتفاق اُمت مجتہد ہیں اور خود ابن خلدونؒ کا کہنا ہے کہ مجتہدین کا استنباط قرآن و سنت سے ہوتا ہے۔ تو اگر کوئی سترہ صدیوں سے مجتہد ہی نہ تھا تو کون؟ بل حدیث مجتہد ہوتا۔

لما قال ابن خلدون: ولا سبيل الى هذا المتقد في كبار الاسماء علماء الشريعة
 انما يؤخذ من الكتاب والنسقة۔ (مقدم ابن خلدون ج ۱ ص ۳۸)
 (۲) ابن خلدونؒ نے یہ قول یہاں سے ذکر کیا ہے جو صیغہ ترمیمی ہے پھر خود ہی اس کا رد کیا گیا ہے۔

(۳) صرف امام یوسفؒ نے کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہؒ کی روایات کی تعداد ۱۰۶۷ ذکر کی ہے۔

(۴) امام ابو حنیفہؒ کی اپنی سند موجود ہے جس میں ہزاروں روایات درج ہیں۔
 (۵) امام ذہبیؒ نے آپؒ کو صحاح میں ذکر کیا ہے اور حافظ وہ ہوتا ہے جو ایک لاکھ حدیثیں جانتا ہو۔

(۶) وقال محمد بن سعد: ان الامام ذكر في تصنيفه نيفا وسبعين الف
 حديثا وانتخب الآثار من اربعين الف حديثا۔

(مقدم ما اعتلاد السنن ج ۱ الفصلان سے بی علام اثنان اثنانم)
 اس لیے امام ابو حنیفہؒ رحمہ اللہ پر اس قسم کا بے جا اعتراض کرنا بغی و حسد کی علامت ہے۔

سوال :- صحاح سترہ میں امام ابو حنیفہؒ کی روایات بخاری و مسلم میں امام ابو حنیفہؒ سے روایات کیوں منقول نہیں ہیں؟

الجواب :- امام ابو حنیفہؒ رحمہ اللہ کا کام روایات سے مسائل کا استنباط تھا، نہ کہ محض روایات بیان کرنا۔ فقہی استنباطات میں شبانہ روز مشغولیت کی وجہ سے آپؒ

دلیلات کثرت موجود نہیں، نیز یہ بھی واضح ہو کر بخاری و مسلم نے جس طرح امام ابو حنیفہؒ کی روایات کا ذکر نہیں کیا ہے تو اس طرح امام شافعیؒ کی بھی کسی روایت کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور امام احمد بن حنبلؒ کی صرف دو روایات موجود ہیں وہ بھی ایک تعلق اور دوسری نازل بواسطہ۔

لما قام العلماء الكوثري، ومبايضة ان شيوخهم يخرجوا في الصحيح شيئا من حديث الامام ابي حنيفة مع اهلها وادراكها اصحاب اصحابه واخذوا عنهم ويخبروا. ايضا من حديث الامام الشافعي مع اهلهم قبا لبعض اصحابه والاخرين البخاري من حديث احمد بن حنبل من احدثهما اوثقا والآخر بواسطه مع انه ذكره الاثمة - (التعليق على عروفا لائمة السنة ۱۸۸)

”میزان الاعتدال کی عبارت کی تحقیق“ اس سوال، علامہ ذہبیؒ نے اپنی مشہور کتاب میں شہدہ کیا ہے کیا یہ سچ ہے؟

الجواب۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ”میزان الاعتدال“ میں امام ابو حنیفہؒ کو ضعیف کہا گیا ہے وہ غلطی پر ہیں علماء احناف نے اس کے مندرجہ ذیل جوابات ذکر کیے ہیں۔
(۱) اول تو یہ کہ عبارت علامہ ذہبیؒ کی یہی ہے بلکہ کتاب میں بعد میں داخل کر دی گئی ہے۔
لما قال العلامة بعض اجد العتاقين (يعني حنبلين) فقد تصادفت - (ذوقه عن)

فمن سألني ابي حنيفة في الميزان انهما الخفت في بعض النسخ بغير علم مؤلفه - (مقدمه اعلام سنن جر اممت نبوت العدالة بالانفاضة)

وان هذا عبارة ليست - بها ثوفي بعض النسخ معتبرة في ما ايشها بعض نقلا من الامام عبدالحی کہ عنہ کما قال ابن ماجه - (رسالة مقدمة ابن ماجه)

(۲) اور تو علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ ”أما أبو حنيفة كواثر جلالة شأنه ووسيلة ميزان الاعتدال من ذكرين كانا في كذا وكذا من ائمة المتابعين فغيروا احدا بل انتم في الاسلام وخطمتم في القوم من في حديثه والشافعي - (ويزال الاعتدال ۳۸۸)

(۳) یہ جرم مجسم ہے جو کہ قبول نہیں لہذا الجرح ذمۃ الاقبل لا مفسوا یقینا ضعیف الجرح - (امام السنن اعلیٰ تہذیب از شیخ محمد)

یا کہ ان میں دوسرے مذاہب کی تقلید کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب ! کیا ایران میں علاوہ مذہب غل کے مذہب شافعی یا دوسرے مذاہب کی تقلید کرنا یا نہ کرنا یہ نہیں ہے بلکہ یہاں ان پر عمل کرنے سے فتنہ و فساد کا ہر وقت خطر رہتا ہے اگرچہ یہاں ان مذاہب کو کوئی جگہ ہے ؟
الجواب :- مذاہب اربعہ پر شافعی شافعی، مالکی مالکی، حنفی حنفی کی ضمانت پر پوری استقامت کا اقرار ہے مگر ان پر عمل کرنا جو مذہب طاعت اور اسی کی تقلید کی جائے گا دوسرے مذہب کی تقلید نہیں کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں اس وقت جبکہ فتنہ و فساد کا خطرہ کم و بیش دوسرے مذہب کی تقلید کرنا بائز نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب، والہ تعالیٰ العفو، فانما کان جاهل فی بلاد الهند وبلاد ماوراءالنہر ولسی هناك عالم شافعی و مالکی ولا تنیل ولا کتاب من کتاب ذلک الذی وجب علیہ التاقلید لذلک الذی سنیفہ دینہ دم علیہ الذی یقتضی من مذاہب لا یمیزین یخلع من عنقہ من یلقہ الشریعة دینی سدی مہملاً۔

والانصاف من کشف مذہب ہندستان میں جہاں پر تنقید اور ضبط واجب ہے
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مقلد تھے | سوال :- ہم نے بعض علماء سے سنا ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے مقلد نہیں تھے کیا واقعی حضرت شاہ صاحب مقلد نہیں تھے ؟

الجواب :- یہ کہنا درست نہیں کہ حضرت شاہ صاحب مقلد نہیں تھے، بلکہ شاہ صاحب رحمہ اللہ اور جوہر صلاحیت اجتہاد کے مقلد تھے بلکہ آپ کو تقلید سے خدو جی پر نہ اکتفا کی گئی تھی، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں :-

واعتدلت منہ علی اللہ علیہ وسلم ثلثة امور خلاف ما کان عندی وما کان علی طبعی تمیل الیہ اثبات میل فصارت ہذا الاستاذۃ سربراہی الحق تبارک و تعالیٰ..... وثانیہ الوصافۃ بالتقلید بہذا الذی اہب۔

(فیوض الحرمہ ص ۱۶۱)

مذہب حنفی موافق السنۃ ہے | سوال :- آج کل غیر مقلد حضرات عوام میں یہ بات پھیل رہی ہے کہ مذہب حنفی خلاف سنت ہے کیا یہ سچ ہے؟

یہ لوگ نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے جبکہ رفع الیدین کرنا سنت ہے اور یہ لوگ قراءۃ فاتحہ
خلعت الہام کے بھی قائل نہیں جبکہ قراءۃ فاتحہ خلعت الہام سنت ہے اس کے علاوہ بھی بعض
ایسے اقوال کہہ دیتے ہیں تو کیا واقعی مذہب حنفی خلاف سنت ہے ؟

الجواب :- مذہب حنفی کے بارے میں یہ بے بنیاد پروپیگنڈہ ہے یہ مذہب
دوسرے مذاہب سے سنت کی پیروی میں زیادہ قریب ہے۔ جہاں تک مذکورہ مسائل کا
تعلق ہے تو اگرچہ رفع الیدین اور قراءۃ فاتحہ خلعت الہام وغیرہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایات منقول ہیں مگر ترک رفع الیدین وغیرہ کی روایات بھی آپ صلی اللہ
علیہ وسلم ہی سے منقول ہیں اور یہ روایات بدست و دوسری روایات کے زیادہ قوی ہیں
اس لیے تنفیہ کثر ائد رسوا دہم کے بارے میں ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔

قال الشیخ الشاذلی رحمہ اللہ السہلوی : وعدنی رسول اللہ علیہ وسلم ان
فی المذہب الحنفی طریقة ائمة ہی اوفى الطرق بالنسبة المعروفة التي جمعت
واضحت فی زعماء ابغدادی واصحابہ . (روض المحرمین ص ۴۸)

سوال :- (یکل غیر مقنا اور دیگر جماعتوں کے لوگ
مذاہب اربعہ کی مخالفت کا حکم) مذاہب اربعہ اور ان کی تقلید کو ترک کہتے ہیں اور انکی
مخالفت کرتے ہیں۔ تو کیا مذاہب اربعہ کی مخالفت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- چاروں مذاہب پر علماء اہل سنت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے ان سے خروج
کرنا اور ان کی مخالفت کرنا صحیح نہیں بلکہ موجب گناہ ہے۔

قال العلامة ابن نجیم : وما خالف الأئمة الأربعة فهو مخالف للاجماع .
(الاشیاء والنظام ص ۱۳۱) علیہ

سہ قال العلامة: حسب المعروضة بسلاحيون . وقد وقع الاجماع على
ان الاتباع انما يجوز للائمة وكذا لا يجوز الاتباع لمن
حدث مجتهداً مخالفاً لهم -

والتفسيرات الاحمدية في سورة آل عمران

وَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْدِيرٍ . سورة آل عمران -

مذاہب اربعہ کے علاوہ مذاہب کی تقلید کرنا | سوال :- جناب مفتی صاحب !
 کسی شیعہ مذاہب کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 عشر باہر میں مذاہب اربعہ کے علاوہ

اجواب :- علماء کرام کی تصریحات کی روشنی میں زمانہ حال میں مذاہب اربعہ
 کے علاوہ دوسرے کسی مذاہب پر عمل پیرا ہونا جائز نہیں، اس لیے کہ کوئی یہ شرعی چیز
 نہیں ہے جس کے بارے میں ان مذاہب نے تصریح نہ کی ہو۔

لما قال العلامة الشیخ احمد الطحطاوی^۲ : «میکم بامعتمد والمؤمنین ویتاح
 الفرقة الخارجة المسماة بأهل السنة والجماعة فان نصرتهم موافقتهم و
 بذلائلهم وسخطهم ومقتد فبما لفتهم وهذه الطائفة الخارجة قد اختلفت
 اليوم فی المذاهب الاربعة هم الخفیون وارب لیون والشافعیون والحنبلین
 ومن کان خارجاً من هذه المذاهب الاربعة ذلک التمان من اهل البیت
 وانار۔ (الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۵۸ کتاب النکاح) سلف

اجتہاد کا دروازہ کھلا ہونے کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب ! کیا اس دور میں
 سے سنت ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے، انجذاب ہے کہ از سن ہے کہ قرآن
 سے جواب غایت فرما کر مشکور فرمائیں؟

اجواب :- اجتہاد مطلق کا سلسلہ تہذیب اربعہ پر ختم ہو چکا ہے، اب کل کسی میں بھی
 اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ اجتہاد مطلق کے درجے تک پہنچ سکے، البتہ اجتہاد
 فی المسائل کی اب بھی اجازت ہے مگر تحفظ نئے مسائل میں اجتہاد کرتا ہو اس میں

سلف قال علامة ابن الہمام^۳، وعلى ما إذا ذكر بعض الفتاوى منع التقليد غير
 الا بعدة لا تضابط مذاهبهم وتقليد ما منهم وتخصيص عمومها ونحو
 بعد مثله في غيرهم الآن لا فخر في اتباعهم وهو صحيح والتميز في
 اصول الفقه^۴ بحمد الله تعالى وحجته ج ۱ ص ۸۹ کتاب العلم

ومثلاً في فتاوى رحمة ج ۱ ص ۸۹ کتاب العلم

اجتہاد کی صوحیت کا موجود ہونا ضروری ہے بدون اس کے اجتہاد کی اجازت نہیں۔
 قال العلامة النووي: اما الاجتهاد مطلقاً فقالوا اختلفوا بالآئمة الاربعة حتى
 اوجبوا تقليد واحد من هؤلاء عل امتنه ونفل امام الحرمين تاجرا عليه
 روضة الطالبين بحواله فتاوى رحيمة جہ ۱۱۱ کتاب العجم ۱۱۱

صحابہ کرامؓ کے دور میں تقلید کا مسئلہ مسئلہ :- جناب مفتی صاحب! جیسا کہ پہلے
 مذکور ہے اربعہ کی تقلید کی جاتی ہے اسی طرح
 صحابہ کرامؓ کے زمانے میں بھی تقلید ہوا کرتی تھی یا یہ کہ سب صحابہؓ اپنے اجتہاد
 سے کام لیتے تھے؟

الجواب :- صحابہ کرامؓ میں بھی دو قسم کے لوگ تھے، بعض مجتہد اور بعض متقلد،
 تو جس طرح اس زمانہ میں اجتہاد رائی تھا اسی طرح مجتہد صحابہ کرامؓ کی تقلید بھی مؤا
 کرتی تھی، غیر مجتہد صحابہ کرامؓ دوسرے مجتہد صحابہؓ کی تقلید کر کے ان کے فتویٰ پر عمل کرتے تھے۔
 عن سالم قال سئل ابن عمر عن رجل يكون له الدين علي

لہ قال العلامة فاروق محمد طیب، باق میں عرض کر چکا ہوں کہ اجتہاد کی وہ نوع جو استنباط
 علی اور اجتہاد فی الدین سے تعلق رکھتی ہے آج اس لیے نہیں پائی جاتی کہ اس کی ضرورت
 باقی نہیں ہے، اگر نہ اس کو اسی حد تک مکمل کر دیا ہے کہ آئندہ اس سے نفع اٹھانے
 کی صورت تو باقی رہ جاتی ہے بلکہ اس میں مزید تحقیق و تلاش کا کوئی موقع باقی نہیں رہتا۔
 یہاں اس خاص نوع کو چھوڑ کر جس نوع کے پردہ میں آج بھی جنس اجتہاد پائی ہے وہ
 عام تحقیق و تلاش، کتاب و سنت میں تدویر، ان کے لحاظ و حفاظت کا استخراج ہر
 زمانے کے کچھ بھی حوادث سے شرعی مسائل کو تطبیق دے کر مناسب فتویٰ دینا، معاملات
 اسلام کے نئے نئے شکوک و شبہات کی تردیدات انصوص سے استنباط کرنا اصول
 اسلام کے اثبات و تحقیق کے لیے کتاب و سنت سے مؤیدات پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ
 ہے، اجتہاد کی یہ نوع کل بھی تھی اور آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

{ اجتہاد اور تقلید ۵۹ تا ۱۱۱ }
 { اجتہاد کی ایک نوع ختم ہو چکی ہے }

الرجل فی اجل فیض عند صاحب الحق یوجله الامر فکرة ولله عبد الله بن عمر
رضی عنہ۔ (موطا امام مالک ص ۲۷ کتاب البیوع۔ باب ما جاء فی الزنا فکلت)

**سوال :- اگر مجتہد کسی مسئلہ میں اجتہاد کر کے
مجتہد کو خطا پر مسمیٰ اجر ملتا ہے اس میں خطا کر جانے تو کیا وہ عند اللہ ناجز ہو
گیا یا مجور؟**

الجواب :- جب کوئی مجتہد کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے اور وہ مسئلہ صواب اور
درست ہو جائے تو اس کو دہرا اجر ملے گا اور جب خطا کر جائے تو عند اللہ اسے ایک
نیک ملے گی۔

ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : اذا حکم الحاكم فاجتهد فاصاب
تبع اجران واذا حکم فاجتهد فخطا فله اجر واحد۔

را الصمیم البخاری ج ۲ ص ۱۹۱ باب بیوع الحاکم

**سوال :- جناب مفتی صاحب !
مجتہدین کے اقوال پر فتویٰ دینے کا حکم جو عالم دین خود مجتہد نہ ہو یعنی
قرآن و سنت سے بلا واسطہ استنباط نہ کر سکتا ہو تو فتویٰ دیتے وقت اس کو
کیا کرنا چاہیے؟**

الجواب :- جو عالم دین مفتی تو ہو لیکن درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہو تو اس
کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے امام کی روایت اور اس کے مدرسہ کے نقل کے
فتویٰ دے۔

قال العلامة الحسکفی : وان الخلاف خاص بالفتاویٰ المجتہد واما للقلید

لقد قال الشيخ الشافعی فی اللؤلؤ : لان اناس لم یزاولوا من زمن الضعایق
ان ان ظہرت المذاهب الا ربعة یقتدون من اتفق من العلماء
من غیر تکبر من احد یعتبر انکاره ولو کان ذلک باطلا لا نکروہ۔

(ہفتا الجید مع سلاک سرورید ص ۲۹ آخر باب دوم)

ومثلہ فی اجتہاد و تقلید ص ۵۴ سوائے میں بھی فقہ رائے مفتی۔

فلان یقتل قضاؤہ بخلاف مذہبہ اصلاً لما فی التقلید۔ (اندر اختلافی صدر
رد المختار ج ۱ ص ۱۵۷ مطلب فی حکم التقلید والرجوع عنہ) لہ

تقلید مذاہب اربعہ کا احادیث سے ثبوت | سوال :- جناب مفتی صاحب

کچھ ردوں سے کراچی میں متعین ہے، جب وہ کھول سے کڑی جارہا تھے تو میری سنی مسلمان مٹا
اب کراچی میں رہتے ہوئے اس کے نظریات بدل چکے ہیں، اب وہ یہ کہتا ہے کہ مذاہب
اربعہ کا تقلید کرنا شرک ہے، اسی لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کوئی ثبوت
نہیں، آپ سے گذارش یہ ہے کہ کڑی واقعی مذاہب اربعہ کی تقلید شرک ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کوئی ثبوت نہیں؟

الجواب: مذاہب اربعہ کی تقلید کو شرک کہنا لاعلمی اور جہل ہے، غیر معتدین
کے علاوہ کسی نے بھی اس کو شرک نہیں کہا ہے بلکہ اسی پر انکا اہمیت کا تعامل چلا آیا ہے
قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی کی کثیر تعداد تقلید کے ثبات کی تائید کرتی ہیں،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اتبعوا انسواء الا عظم۔ (حدیث)
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث کے قول میں لکھتے ہیں: ولما اندرست
المذاهب الحقۃ الاھلکذا وذر بقا کان اتباعہ اتباعاً عالسواء الا عظم۔

(عقد الجید مع مسند سرور یدیلک باب ۳۳۳ از چاند سادہ بیگم) فقیر کے خیال میں
لہذا آپ کے دوست کا یہ کہنا غلط ہے کہ مذاہب اربعہ کی تقلید شرک ہے اور
یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

لحمہ قول ابو جعفر قال فی بواسحاق لما جلس فی جامعہ یسعدون لفتا جکرت ہذا مسئلۃ
راعی مسئلۃ حفظ اربعۃ حبیث یفتا بقا لی رجل فانہ ہذا الا تحفظ ہذا المقدار
حتی لا تفتی من ففتیہ عاذا باللہ ان کنت لا تحفظ ہذا الحد، وانی ہذا الفی الناس
یقون من کون یحفظ ہذا المقدار واكثر متہ ہذا یرشدک الی الدنۃ اذ امرک
الرجل من اھل الفتوی والاجتہاد فعلیہ ان یفتی یقون الاجتہاد۔

مقدمہ اعلام السنن میں شرائط الافتاد، قواعد الفقہ

شاہ اسماعیل شہید مقلد تھے | سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل

نے تقلید نہیں کی، تو کیا ان لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب :- حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ بڑے بلند پایا عالم دین تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے ملامت و عافیت عطا فرمائی تھی کہ وہ براہ راست قرآن و سنت سے مشمول کر سکتے تھے مگر جہاں آپ کو صریح نص نہ ملتی تھی وہاں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے قول پر عمل کرتے تھے، جیسا کہ آپ کی تصانیف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، اس لیے ان لوگوں کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ حضرت شاہ صاحبؒ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد تھے۔

لما قال الشیخ رشید احمد گنگوہی: چندہ نے جو کچھ ششہ ہے مولانا رحمہ اللہ کا حال وہ یہ ہے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ علی اسی پر عمل کرتے اگر نہ ملتی تو امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتے تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، تالیفات رشیدیہ ص ۱۸۱ تقلید و اجتہاد کے مسائل)

اجماع و قیاس کی شرعی حیثیت | سوال :- جناب مفتی صاحب! آجکل کے غیر مقلد حضرات، جماع امت اور قیاس کو حجت شرعی

نہیں مانتے اور ان سے ثابت شدہ مسائل ماننے ہیں۔ تو کیا واقعی جماع امت اور قیاس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں؟

الجواب :- اسلامی احکامات کا استنباط ائمہ اربعہ سے ہوتا ہے، یہی جماع اور قیاس بھی شامل ہے، انصوبی قرآنید، احادیث صحیحہ اور آثارِ معصیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہی ثابت ہے، ان کو دلیل شرعی نہ ماننا جہلی مرتکب ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، تالیفات رشیدیہ ص ۱۸۱ تقلید و اجتہاد کے مسائل)

مقلدین کو مشرک کہنے والے کے ایمانی حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب! اہل

رکھنے والا ایک شخص ہے جو سب مقلدین کو مشرک کہتا ہے، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جو شخص ائمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کا مقلد ہو تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- مطلق تقلید قرآن و سنت سے ثابت ہے اور غیر انہی دونوں سے اس پر

قابلِ جلا آ رہا ہے جو شخص تقلید کو شرک کہتا ہے وہ ائمہ اربعہ کے مقلد ہی کو مشرک اور دائرۃ اسلام سے خارج تصور کرتا ہے خود اس کے ایمان کی سلامتی محمّد علیؑ سے اس کو ایسے الفاظ پر ملاحظہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لما قال العذامۃ بلفظی کفایت اللہ و اللہ... جو شخص کو تقلید کو شرک کہے وہ خود حامی ہے اور اگر تمام مقلد ہی کو مشرک بنا دے تو اس کے ایمان کی سلامتی محمّد علیؑ سے اس کے نیچے نماز بھی نہیں ہوتی کیونکہ مطلق تقلید کا ثبوت قرآن مجید اور احادیثِ عیدہ اور اقوالِ صحابہؓ اور تعاملِ سلفؓ سے یقینی طور پر موجود ہے اور تقلیدِ شخص کا جواز بھی قرآن و حدیث و اقوالِ صحابہؓ و تعاملِ سلفؓ سے ثابت ہے پس کسی کو شرک کہنا جہالت ہے۔

کلمات حق ج ۱ ص ۱۰۰ عقائد و تقلید و جہاد

مذہبِ اربعہ قرآن و سنت کے موافق ہیں | سوال: بعض لوگ حق و باطل میں امتیاز نہیں دیکھتے اس لیے سب مذاہب کو درست سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ حق و باطل میں امتیاز دیکھتے ہیں۔ ان میں سے کون سا مذہب قرآن و سنت کے موافق ہے؟ کیا کوئی مذہب قرآن و سنت کے موافق نہیں ہے؟ ان کے اس قول کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب: احوال اور مادی دین میں سب سے اتم اسلام متفق ہیں اصول و عقائد میں ان کو کوئی اختلاف نہیں البتہ دینی ہر بات میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر یہ اختلافات اصل اسلام میں نہیں بکرا حضرت علیؑ علیہ السلام سے عفت و تقویٰ میں مختلف اعمال منقول ہوئے ہیں ان کی مختلف ملامت کی ترتیب معلوم نہ ہونے یا تسلیم نہ کرنے یا مختلف مواقع اور مقامات پر عملوں کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور اسی طرح بعض غیر معلوم مسائل کے حل میں دینی تائید اور ردّ حقائق کے اختلاف کی وجہ سے بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ یا پھر عربی لغت کے کثیر المعانی لفظ کے معنی میں اختلاف کی بنا پر ائمہ اربعہ میں اختلاف پیدا ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ یہ ہر قسم کے اختلافات سنت کوئی ممانعت نہیں رہا ہے حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تاریخ میں بھی ایسا قسمہ اختلاف تھا۔ سب سے بڑا مسئلہ بھی غزوہ بدر میں اختلاف تھا۔ ورنہ جہاں میں کوئی تباہی نہیں آئی وہ سنت علیؑ علیہ السلام پر اختلاف نہ ہے بارہوی فرقہ کے اختلاف و لامنتہی رجحان نہ امت کے ائمہ کا اختلاف نہ امت سے جدا نہ سب اربعہ متوہم ہیں کوئی عمل باطل پر نہیں۔



کتاب البدعة والرسوم

(بدعت اور رسومات کے احکام و مسائل)

سوال :- جناب مفتی صاحب! بدعت کی جامع و مانع تعریف کیا ہے، آجکل بعض لوگ ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں؟

الجواب :- بدعت کا لغوی معنی ہے ایجاد یا یعنی نئی چیز پیدا کرنا، شریعت کی اصطلاح میں اس کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں، ان تمام تعریفات میں جامع و مانع تعریف وہ ہے جو علامہ ابن ربیعؒ اور دوسرے محققین سے بیان کی ہے کہ بدعت شرعاً وہ عمل ہے جس کی وہی مقدس میں کوئی بنیاد نہ ہو اس تعریف سے بہت سے وہ اعمال ہیں جو بعض حضرات بدعت کہتے ہیں خارج ہو جائیں گے۔

لما قال العلامة ابن رجب الحنبلي: والحدود بالبدعة ما أحدث ما لا أصل له في شريعة يدل عليه، وما ما كان له الأصل من الشرع يدل فليس ببدعة شرعاً وان كان بدعة لغة. (كتاب جامع العلوم والحكم ص ۳۳۱ الحدیث الثامن والعشرون)

سوال :- بدعتِ سنہ اور بدعتِ غیرِ سنہ میں

بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی تحقیق فرق کیا وضاحت فرمائیے، بعض لوگ بدعت کی اس تقسیمِ حسنہ و سیئہ کو نہیں مانتے، جبکہ ہم نے اکثر علماء سے بدعت کی اس تقسیمِ حسنہ و سیئہ کی

الجواب :- بدعتِ سنہ اصطلاحی و شرعی ہر صورت میں قبیح و مذموم ہے، البدعِ بدعتِ لغوی

اپنی بعض اقسام کے اعتبار سے بدعتِ تحقیقی (شرعی) نہیں رہتی بلکہ بدعتِ صورتی بن

جاء قال العلامة الشافعي رحمه الله: كل بدعة صلت من مخلوق فلا يغفلون ان يكون لها اصل في الشرع اولاً فان كان لها اصل كانت واقعة تحت ما نزل الله اليه وحقق رسول الله صلى الله عليه وسلم اليه في حين المنح وان لم يكن مثلاً للمذموم

(احکام، اقراء للقرطبي ج ۱ ص ۹۵ سورة البقرة)

ومثله في صفة التماسيد ص ۹۲ سورة البقرة.

باقی ہے اور بدعت کی یہ صورت مثلاً پر سنت ہونے کی وجہ سے بدعت حسن کہلاتی ہے۔
 چنانچہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ جو امر کیا یا جو ترکا دین میں
 نہ ہو اس کو کسی شہد سے جزو دین غلطاً و علاً نہ لانا جو ہر مزاحمت احکام شرعیہ کے بدعت ہے
 دلیل اس کی حدیث صحیح ہے من احدث فی منہ فہو منہ فہو منہ۔ ملاحظہ فرمائیے۔
 کلمہ من اور فی اسما پر صاف صاف دلالت کر رہے ہیں اور حقیقی بدعت ہمیشہ سیدہ
 ہی ہوگی اور بدعت حسنہ صوری بدعت ہے۔ (امداد النور ص ۵۵) کتاب البدع ص ۱۰
 بدعت للکفرین کے جواز کا حکم | سوال :- بدعت فی الدین اور بدعت الدین میں
 کیا فرق ہے؟ نیز وہ کون سا اصول یا ضابطہ ہے کہ اس
 کے ذریعے ہر دو بدعت میں تفریق ہو سکے؟

الجواب :- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرمؐ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے دین کی سب ضروری باتیں قرآن و حدیث میں بتدوّل کو بتادی ہیں اب دین میں کوئی
 نئی بات نکالنا جو دین متین میں داخل نہیں ہے اور لوگ اس کو دین سمجھ کر اس پر عمل کرتے
 ہوں تو ایسی نئی بات کو بدعت فی الدین اور احداث فی الدین کہا جاتا ہے اور ای کو فقہاء
 نے ناجائز کہا ہے اور اس کے برعکس وہ امر جس کو اصل دین متین میں موجود ہو تو وہ
 بدعت الدین کے زمرے میں آتا ہے اور اس کو فقہاء کرام نے بعض شرائط کے ساتھ
 جائز قرار دیا ہے۔

چنانچہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: بدعت کی حقیقت قریم ہے کہ اس کو
 دین سمجھ کر اختیار کرے، اگر معالجہ سمجھ کر اختیار کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے، پس ایک
 احداث الدین ہے اور ایک احداث فی الدین ہے، احداث الدین معنی سنت ہے اور
 احداث فی الدین بدعت ہے۔ (تحفۃ الخواص ج ۲ ص ۱۹۱) لہٰذا جن کے امور و خواص و آثار میں
 سنت کی قربت

لہٰذا فی البدع مقبول ہے استقلالاً، والحقائق انہ ان کانت محتاج تحت مستحسن فی الشرع
 فہی حسنة وان کانت من مائتہ مروج تحت مستحب فی الشرع فہی مستحبۃ والاعلیٰ من قسم
 المباح وقد تنقسم الی الاحکام الخمسة۔ (فتح ابیادی ج ۳ ص ۱۹۱) کتاب سلوۃ نزار و غیرہ
 کہ مثلہ فی المنہاج، النواظر، بحوالہ رد المحتار ص ۱۰۰

قبر پر اذان دینے کا حکم۔ اسوال۔ بعض علماء قدس میں یہ روایات ہے کہ میت کو طہ میں رکھ کر اس پر پھر رکھنے کے بعد اودھنی ڈالنے سے پہلے اذان دی جاتی ہے، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ قبر پر اذان دینا اذان کے مواقع میں سے نہیں جبکہ اذان کے مواقع شرعاً معین ہیں، لہذا اس کا شرافت قریعت اور بدعت ہونا ظاہر ہے اس لیے اسی سے اجتناب کیا جائے۔

قال العلامة ابن عابدین: تحت (دفن الميت) لا یسن اذان عند احوال المیت فی قبرہ لکن ہو مفت دلائل. وقد صرح بن حجر فی الفتاویٰ بانہ بدعة وقد روي عن ابن المنذر ان علیاً لم یجہ للمولود الحاذق یخاتمة الامیر.

(رد المحتار ج ۱ ص ۲۵۸ باب الاذان) لے

میت کو غسل دینے سے پہلے تعزیت کرنے کا حکم۔ اسوال۔ بعض علماء قدس میں روایات ہیں کہ میت کو غسل دینے اور تعزیر تکفین سے پہلے کچھ دو رکعت کے پسماندگان سے تعزیت کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب۔ میت کے پسماندگان سے تعزیت کرنا اس وقت مسنون ہے جب وہ تعزیت کے لیے بیٹھ جائیں، خواہ وہ میت کو دفن کرنے سے پہلے بیٹھ جائیں یا بعد میں، البتہ تعزیت کے لیے بیٹھنے سے قبل میت کی تدفین کا کام مکمل کیا جائے اور یہی بہتر ہے تاہم اگر دفن کرنے سے پہلے یا بعد میں تعزیت کرنے سے میت کے پسماندگان پریشان ہونے ہوں تو پھر تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

وفي الهندية وهي بعد الدفن اولى منها قبله. راجعاً لهما الهندية ج ۱ ص ۲۹۷ کتاب الجنائز، يتصل بذلك، السائل

قال العلامة ابن عابدین: وقای کشعور من متخوین تمتنا یسکراہ الا جتماع

لعلہ قال العلامة شرفی التھانوی: بہر حال بوجہ مہرثوت یا بدیل شرعی کے یہ عمل بدعت ہے۔ (معارف اختلافی ج ۵ ص ۲۸ کتاب المہرمات)

عنا صاحب البيت وبكره له المجلس في بيته حتى يأق اليه من بعدى بل اذا اخرج
ورجع من الدفن فليفتقروا وليثقل الناس بامورهم وصاحب البيت بامورهم۔
(رد المحتار على الدر المختار ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب الجنائز)۔

تین دن کے بعد تعزیت کرنا | سوال :- عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کسی کے ہاں
میت جو ہاتھ کے بعد تین دن عجز یا مسجد میں
تعزیت کے لیے بیٹھے ہیں، کیا شرعاً تین دن تک تعزیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تین
دن کے بعد تعزیت کرنا کیسا ہے؟

الجواب :- مقیم لوگوں کے لیے تین دن تک میت کے لیے عائد کاف۔ یہ تعزیت
کرنا جائز ہے البتہ غائب آدمی جس نے کسی قسم کی تعزیت نہ کی ہو وہی کے وقت کہ
مکتبہ کے گرجہ کافی عرصہ کے بعد واپس آئے۔

لما في الهندية: وقتها حين صوت الى ثلاثة ايام وبكره بعد هذان ان يكون
المعزى في العزوة اليه فائتاً فلا بأس بها۔ (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب الجنائز)
فصل في التعزية (۱۷)

روٹی کو چھری سے کاٹنے کی رسم کا حکم | سوال :- تبکلیہ رسم عام ہے کہ شادی بیاہ
اور دیگر تقریبات کے موقع پر روٹی کاٹ کر روٹی اور گوشت
وغیرہ کو چھری سے کاٹ کر کھاتے ہیں، اس رسم کے باوجود میں شرعی نقطہ نظر کیا ہے؟
الجواب :- مناسب اور بہتر یہ ہے کہ حتی الامکان روٹی یا گوشت وغیرہ چاقو یا چھری

سے قال الامامة وحيدة الزبيدي، وهي بعد الدفن افضل منها قبله
لان اهل الميت مشغولون بتجهيز ووضو حشهم بعد الدفن۔
لغرض اكثر۔ (الفقه الاسلامي وادبته ج ۲ ص ۲۸۵) المطلوب
الثالث التعزية (۱۸)

سے قال العلامة ابن عابدین، وفي الاحكام من خذانة الفتاوى المجلس في المصيبة
ثلاثة ايام للرجال جاءت الرخصة فيه ولا تجس النساء قطعاً۔
(رد المحتار على الدر المختار ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب الجنائز)

سے کوٹ کر رکھنا چاہئے، اگر مسلمان کے لیے روٹی کا ادب و احترام کرنا ضروری ہے، لیکن شادی بیاہ یا دیگر تقریبات کے مواقع پر ایسا کرنا یعنی چاقو چھری سے روٹی وغیرہ کاٹ کر کھانا ترش کرنا صحیح اور جو روایت منع کے بارے میں مشہور ہے وہ شرعاً صحیح ہے۔

لما قال العلامة ابن الجوزی رحمہ اللہ، قال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہو ان یقطع الخبز بانسکتین وقال اکرموا فوات اللہ عز وجل قد اکرمہ۔ قال ابن الجوزی رحمہ اللہ داد قطعی تفرد بہ نوح وهو متروک وکذا قال مسلم بن الحجاج و ابن حاتم الرازی وهو متروک وقال یحییٰ نوح لا یتنب حدیثہ یس بشئ۔ وقال ابن حبان لا یجوز الاجتہاد بہ۔ (الموضوعات ج ۲، باب فصل الخبز)

سوال :- بعض لوگ تعزیت کیلئے راستوں میں دریاں بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور کچھ لوگ چرواہوں اور مساجد کو استعمال کرتے ہیں، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز تعزیت میں کیا الفاظ کہنے چاہئیں؟

الجواب :- کسی مسلمان کی وفات پر اس کے پسماندگان سے تعزیت کرنا سنت ہے اس کے لیے جو جگہ مناسب ہو استعمال کی جا سکتی ہے یعنی ایسی جگہ جو چاہاں تعزیت میں بیٹھنے والوں اور آنے والوں کو تکلیف نہ ہو مابین راستوں اور دروازوں میں بیٹھا بڑی بات ہے اور اس کو لازم سمجھنا بہرحتہ ہے۔

لما فی الہندیۃ: ولا یأس لاهل المحبۃ ان یجلسوا فی البیت اونی مسجد ثلاثۃ: یا اولاد یا نوعم وبعز ویم ویکرمہ الجلس علی باب الدار وما یشع فی بلادہم من خرف البسط والقیام عن قوارح الطرقتہ انما لیس فیہم، کن فی المنہج۔ واعتادوا الہدیۃ ج ۲، لیس فیہم یا بنی نرغولہم التعزیت کچھ تعزیت میں مہر مہر، نعم بھلائے اور حوصلے سے کام لیتے کے الفاظ استعمال کرنا مناسب ہے۔ ہر گز کہتے یہ ہیں، اللہ ماخذ والہ ما اعطی، ولا شی عندنا لیس کشتی۔ (اعتادوا الہدیۃ ج ۲، فصل فی التعزیت)

سے قال العلامة ابن حبان: وقال الخفجۃ لا یأس بالجلوس للتعزیت فی غیر المسجد ثلاثۃ ایام واولہا افضلہا۔ (لغة الاسیء واولئہ ج ۲، کتابہ مطلب ان فی التعزیت)

قل خائفی اور رسم جہلم کا شرعی حکم | سوال :- آپ کل میت کے اہل عیال ثواب کے لئے
بڑے اہتمام کے ساتھ جھرات، نیچر، دسوان اور جہلم کا
رسم ادا کیا جاتی ہے اور ایسا نہ کرتے تو اہل وطن و شیع اور ملامت کی جاتی ہے، کیا حق طلب
مسئلہ ہے کہ ان رسومات کی شریعت فقہ میں کیا حیثیت ہے؟ بعض لوگ اس کی کھ
بدعت کہتے ہیں؟

الجواب :- دائرۃ میت کا اہل عیال ثواب کے لئے حد قدر کرنا ہر وقت جائز ہے
مگر وقت کے تعیین کی جو صورتیں عوام میں مروج ہیں، مثلاً شہر جہلم و جھرات کے دن آج،
دسوان جہلم وغیرہ، ان شخصوں کو وجہ سے شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ انھیں اور التزام کو وجہ
کے کچھ بھی مباح اور جائز افعال بھی ناجائز ہو جاسکتے ہیں۔

قال العلامة النورانی رحمہ اللہ، والطعام فی الايام الخمسة كالثلث والاثمن
والناسع والعشرين والاربعين والشهر السادس والخمسة مائة
رشرح منهاج بعوالہ راوی منت ۲۶۱ م

صفر الغفر میں ہجری کی رسم کی شرعی حیثیت | سوال :- عوام میں مشہور ہے کہ صفر
کے چھ دن میں آسمان سے بلائی نازل
ہوتی ہیں، اور پھر اس ماہ کے آخری ہر کو گھر وغیرہ صاف کر کے مٹائی اور چھڑی وغیرہ تقسیم
کی جاتی ہے، کیا پوری کا یہ رسم شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- یہ سب خرافات اور جاہلیت کی باتیں ہیں، اس ماہ مبارک میں آسمان سے
کوئی بلا نازل نہیں ہوتی، اور یہ مٹائی و چھڑی وغیرہ تقسیم کا اہتمام و تفرق کرنا بدعت ہے۔
عن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا بدوی
ولا صفر ولا غول۔ أخرجه مسلم۔ وما ثبت بالسنة للشیخ عبدالحق محمد دہلوی ۲۶۲ م

۱۔ قال العلامة ابن الیازنی رحمہ اللہ، ویکبر (تخاض الطعام فی الیوم
الاول والثالث و یمن الا سبوع والاعیاد۔

(اختاری الیازنی علی ما احتج بہ الہندی ۲۶۳ م)
ومثلاً فی رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۳ مطلب فی کراهة التیارات من اهل المیت۔

سوال :- علماء مشائخ اور نیک بزرگوں کے ہاتھوں کو جو منہ بدعت نہیں لوگوں کے ہاتھوں کو جھک کر چومنا کیسا ہے؟ اور کیا اس کو بدعت کہنا صحیح ہے؟ جبکہ افغانستان اور بعض دیگر ممالکوں میں اس کا عمومی رواج ہے؟

الجواب :- مشائخ کرام، علماء اور نیک لوگوں کے ہاتھوں کو جو منہ جائز ہے البتہ اس موقع پر رکوع کی سی کیفیت اختیار کر کے جھک جانا ناجائز اور حرام ہے، اس لیے اگر بغیر جھکے جرمایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کو بدعت کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔

لما قال العلامة مؤلفی قدس سرہ: فقيل لا يكره التقبيل لزهدي وعلم وكبريى
قال النووي: تقبيل يدا غير ان كان لعلمه وصيانتہ وزهدہ وديانته ونحو ذلك
من الامور لا ينفقه لم يكره بل يستحب وان كان لغناه أو جاهه في دنیا كره.

(مرقاۃ ج ۹ ص ۶۷۰ باب المصافاة والمعاينة . الفصل الثاني) ۱۔

سوال :- ہمارے گاؤں میں ایک مستو تشہد میں افگلی سے اشارہ کرنے کا حکم کافی شدت اختیار کر چکا ہے کرنا زمین اتحمات پر حنظل وقت اشہد ان لا الہ الا اللہ کے موقع پر افگلی سے اشارہ کرنے کو بعض لوگ بدعت کہتے ہیں حتیٰ کہ بعض اشخاص کہ انگلیاں بھی ٹوٹ دی گئی ہیں، تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر جائز ہے تو اس کو بدعت کہنا کیسا ہے؟

الجواب :- اتحمات میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت انگلی سے اشارہ کرنا احادیث فقہیہ سے ثابت ہے جس کی مختلف ہستی ہیں، مگر احناف کے نزدیک مختار طریقہ وہ ہے جو واکل ابن حجر کی روایت میں مذکور ہے کہ وسطی و ابهام سے مقلد نبیلا طئے اور خنصر و منفر کو قبیل سے ملا کر سبایہ سے اشارہ کیا جائے۔

كما فعل عليه السلام: عن وائل بن حجر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

لما قال العلامة ابن عابد بن عمار: ولا بأس بتقبيل يدا الرجل العا لم والمتودع على سبيل التبرك الخ . (مراد المختار ج ۵ ص ۲۸۰ قبل فصل في جميع كتاب الخطر والا باحة)

قال ثم جلس فافترش رجلاه اليسرى ووضع يده اليسرى على فخذه اليسرى ومداخلة
اليمنى على فخذه اليمنى وقبض يمينه وحلق حلقته ثم رفع أصبعه فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم
يدعو به۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵ باب التشہد، الفصل الثاني)

ان جملہ طریقوں کو فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے، لہذا اس کو بدعت کہا نہیں جاتا۔
دور کی دلیل ہے۔ علامہ ملا علی قاری نے ان جملہ طریقوں کو نقل کر کے مذکور طریقے
کو رائج قرار دیا اور فرمایا ہے، وانما یخیر ہوا المختار عندنا۔ (مرقاۃ ج ۲ ص ۲۲۸)
باب التشہد، الفصل الثاني۔ لے

عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے پر دوام کا حکم اسوال :- بعض حضرات عمامہ
کہتے ہیں اور اسی پر دوام کر کے بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے والوں پر لعن عین کرتے ہیں تو
کیا عمامہ کے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- عمامہ باندھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، افضل یہ
ہے کہ عمامہ باندھ کر نماز پڑھی جائے، یہی عمل مستحب ہے، مگر اسی پر اس طرح دوام کرنا
کہ بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے والے پر لعن عین کیا جائے غلو فی اعدین کے مترادف ہے،
جو شرعاً ممنوع ہے، لہذا بغیر عمامہ کے بھی نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے تاہم اگر کسی
مستحب کو وجوب کا درجہ دیا جائے تو وہ واجب المتکرر ہے۔

لما قال العلامة طہ عین عبد الرشید البغدادی، والمستحب ان یصلی الرجل

الحجۃ الخرج العمامہ، یؤدّی، من انکلیا، حجس قال کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا قعد فی الصلوۃ جعل قدمه اليسرى تحت فخذه
اليمنى وساقه وفترش قدمه بيمينه ووضع يده اليسرى على فخذه
اليمنى واليمين على فخذه اليمنى ووضع يده اليسرى على فخذه
اليمنى وانما يجب الواحد والآخر بالاسباب۔

رسن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۲۹ کتاب الصلوۃ، باب لک فی التشہد

و مشکوٰۃ فی رد المحتار ج ۱ کتاب الصلوۃ باب مقفہ الصلوۃ۔

فی ثلاثة اثواب قميص واذا روي عمامة - خلاصة الفتاوى مع مجموعة فتاوى
۱۳ مشک الفصل السادس فی سترا عورة) صلح

مریت کے گھر سے پہلے تین دن کھانا کھانے کا حکم اسو اب : کیا فرماتے ہیں

مریت والے گھر سے پہلے تین دن تک کھانا پینا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب : مریت والے گھر سے پہلے تین روز کھانا کھانے کو فقہانے مکروہ کہتے۔

علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں : وقال ايضا يكره اتحاد النياحة من طعام من اهل

بيت لا تفسح في السرور لاني السرور وهي بدعة مستفحصة ومعا لاهما

احمد وابن حنبل في مسند صحيح عن جرير بن عبد الله قال كنا بعد الاضحية

الى اهل بيت ومنعهم الطعام من النياحة - زرع النياحة روى عن مسند

كتاب الجنائز مطلب في كراهة النياحة من اهل البيت - البقرة رقم اس

کھانے کا ہے جو مریت کے گھر میں بطور ضیافت کے تیار کیا جاتا ہے جیسا کہ بعض عقول

میں اس کا رد رائج ہے۔ اور اگر مریت کے گھر والوں کو دوسرے لوگ کھانا کھائیں تو اس

میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایک مستحب امر ہے۔ علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے : قال الفهر

ويستحب لغير اب الميت واقربائه الا باعد تهفئة طعام لهم يشبعهم يومهم و

ليلتهم بقوله عليه السلام امنعوا آل جعفر طعاما فقد جاءهم ما يشغلهم

حنكة القوم مذی وصحیحه الحاکم ولا نه بڑا معدودت ویلم علیہم فی الاکل

لان الحزن یمتدہم من ذلک فیقہقون۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۰۲ باب صلواتہا

تحت مطلب فی کراهة الضیافة من اهل الميت) بالی و اگر وہ صورت کہ جس میں

لے قال العلامة ابراہیم الحنفیؒ : وخیه لوصی فی ثوب ولعن متوشجا به یبع بدنه كما یفعله

المفسد ارف الملعن جازم - غیر کراہتہ مع تیسر وجود الزاکیہ و کثرت

فیہ ترک الذبح باب حیثین - (کبیری شرح منیہ ص ۲۰۲ فصل فی ما یکرہ

فعله فی احسنہ وما ینکرہ)

کونکہ فی البہد لے ۱۳ ص ۱۵۵ الباب اثنا عشر فی شروط نعللوقہ الغسل وال

فی الظہار وستر العورة -

ورثاء و اولیاء میت کی میت کے گھر کھانا تیار کر کے پھر دوسروں کو ایصالِ ثواب کی نیت سے کھلائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس میں کسی خاص دن اور وقت کا تعین ضروری نہیں، تخصیصِ ایام کی وجہ سے علماء نے اس کو بھی مکروہ کہلایا ہے۔

قال علامہ ابن العزائم: وبكره اتخاذ الطعام في يوم الاقل والثلث وبعد الامسوخ واتخاذ الدفوة لقراءة القرآن وجمع الصلوة والقرآن للفقہ المغزى والحاصل انه اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لاجل الاكل يكره۔ اور معراج البراہین میں ہے: وهذا اذا فعل كمال السبعة والرباء فيتحرز عنها لانهم لا يريدون بها وجه الله تعالى۔ رافعاوی البزازیة عنی ہامش الہندیہ ج ۴ ص ۱۸ کتاب الجنائز (اور ایصالِ ثواب کے لیے میت کے گھر کھانا پکا کر خیرات کرنا تب جائز ہوگا جب اس میں درج ذیل شرائط پائی جائیں :-

(۱) خیرات کرنے میں رسم و درراج پورا کرنے کی نیت بالکل نہ ہو۔

(۲) مراد اور نیرودناش کے لیے بھی نہ ہو۔

(۳) ترکہ کی تقسیم کے بعد ہو، اور اگر قبل از تقسیم ہو تو تمام مستحق ورثاء باغ و عاقل ہوں اور سب کی طرف سے بطیب خاطر اس کی اجازت بھی ہو ورنہ ناجائز ہے۔ ایسی صورت میں اگر کسی جسے وارث نے دوسروں کی اجازت کے بغیر خرچ کر لیا تو اس کی ذمہ داری دوسرے ورثاء پر عائد نہ ہوگی بلکہ خرچ کرنے والا خود اس کا ذمہ دار ہوگا۔

(۴) مال حلال سے ہو، سود وغیرہ حرام طریقوں سے حاصل کیا ہوا مال نہ ہو ورنہ پھر بھی ناجائز ہوگی۔

(۵) اسی طرح وقت کی تخصیص و تعیین بھی اس میں نہ ہو ورنہ بدعت شمار ہوگی۔

روٹی کو چومنا بدعت نہیں | سوال:- ایک آدمی سے روٹی غلطی سے گر گئی، دیکھنے والے آدمی نے اُسے کہا کہ اس کو اٹھا کر چرو

اور بدمعاش نہ کرے کیونکہ ایسا نہ کرنے سے یہ بدعت بدعتی ہے، اس پر پہلے آدمی نے کہا کہ نہیں تو میری پرستی اور بدعت ہے، تو کیا ایسا کرنا واقعی تو میری پرستی اور بدعت ہے یا الجواب:- اگر یہی روٹی اٹھالینا اور اس کو ضائع ہونے سے بچانا واقعی

رزق کا ادب ہے اور اسراف سے بچنا ہے، تاہم گرمی ہوئی روٹی کو بچوسنا اور نہ بچوسنے والے کو بچنا سمجھنا اور اس نہ بچوسنے کو بد حالی اور بدعت کہنا درست نہیں، چونکہ رزق اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے اور اس انعام الہی کی قدر کرتے ہوئے بچوس لینا بھی مباح اور جائز ہے۔

قال العلامة المحقق، واما تقبيل الخبز فمعتبرة اذا اتيته انة بقل بمباحة وقيل حقة۔۔۔ الف وقواعد لا تأباه۔ (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۷) کتاب المظفر والاباحۃ باب الاستبراء وغيره، قبیل (فصل فی البیع)

سوال :- آجکل روکا نذر بیکری بوقت ضرورت چھری کے ساتھ روٹی کاٹنا (وائے) ذیل روٹی کو نقد میں ڈالنے کے لیے آسانی کی خاطر تیز چھری کے ساتھ اس کے ٹکڑے کرتے ہیں، تو کیا ایسا کرنا روٹی کی بے ادبی اور ایک بری رسم تو نہیں؟

الجواب :- ضرورت کے وقت روٹی یا دوسری اشیاء خوردنی کو چھری کے ساتھ کاٹنا جائز ہے اور یہ کوئی گناہ کامل یا بری رسم نہیں ہے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ، وفي المجتبى لا يكره قطع الخبز والخبز بالثقبين۔ (رد المحتار على الدر المختار ج ۲ ص ۲۴۷) کتاب المظفر والاباحۃ، باب الاستبراء۔ قبیل (فصل فی البیع)۔

سوال :- آجکل اکثر جگہ یہ جنازہ اٹھاتے وقت ذکر بالجبر کرنا مکروہ ہے دیکھنے میں آیا ہے کہ جنازہ کو قبرستان یا جنازہ گاہ لے جاتے ہوئے اسے کندھا دینے والا ہرنیا آدھی بلند آواز سے کہتا ہے ”کلمہ شہادت“ شریعت محمد میں اس کا کیا حکم ہے؟ جبکہ کچھ لوگ اسے بدعت کہتے ہیں؟

الجواب :- جنازہ میں شریک لوگ اگر ذکر کرنا چاہیں تو اپنے دل میں ذکر کریں، آواز بلند کرنے اور نعرے لگانے کو علماء نے مکروہ کہا ہے کیونکہ وہ عبرت و فکر کا مقام ہوتا ہے ایسے وقت خاموش رہنا بہتر ہے۔

قال العلامة عبدالحی الکیہنوی رحمہ، يكره رفع الصوت بالذكر والقراءة الجنبۃ

ومن معہ تعریضاً وقیل تغریضاً وینبغی ان یطیلوا الصمت ولو ازودوا ان یرکبوا
فی انفسہم۔ کذا فی فتح القدر فی الجواهر النفسیة بشرح الدرر۔ لمقیطہ: لا یقع
صوتہ بالذکر ای یکرر رفع الصوت بالذکر والقراءة والتکبیر خللہ الجنائزہ
رساخۃ النکر فی الجہد بالذکر مثلاً الباب ثانی فی ذکر مواضع الجہد

میت پر قرآنی کلمات سے منقش چادر والے کا حکم سوال۔ اکثر عاقولین میں
غسل اور کفن کے بعد وفات کے
کے لیے سے جاتے وقت میت پر قرآنی آیات والی چادر ڈالی جاتی ہے، کچھ لوگ اس
کو بدعت کہتے ہیں، شریعت متقدر میں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ صورت مسئلہ کے مطابق میت پر قرآنی کلمات سے کتوب چادر
ڈالنا اگرچہ فی نفسہ جائز ہے مگر توہین اور بے ادبی کے درجہ سے فاسد جائز نہیں۔
قال العلامة الحسکونی رحمہ اللہ بساط اویضہ کتب علیہ الملک اللہ یکرمہ بسطہ
واسئلہ لا تعقیقہ للریۃ اور تم قال بعد، سفر قلت وظاہرہ انتفاء کراہتہ
بمجرد تعظیم وحفظ۔ والدوس باختار معنی حاشیہ، والیوت رجحانہ
باب المیاء کتاب الطہرۃ (ک)

الح قال العلامة وہبہ الزحیل: السقط ای رفع الصوت بالذکر، وقراءة وادعیاج
خلف الجنائزہ کقول استغفر واسئالہ ونحو ما روی البیہقی ان اصحابہ
کرعوا رفع الصوت عند الجنائز وحند القتات وهذا الذکر... والصواب
ما کان علیہ السلف من الشکوت فی حال السیر مع الجنائز والاستغفار بالتفکر
فی الموت وما یعلق بہ۔ وافقہ لاسلامی وزشہ رحمہ اللہ کمر وابت الجنائزہ

ثم قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: اقول فی فتح القدر وکذا کتابہ
المقولات واسماہ اللہ تعالیٰ علی مدراہم واطحارہم والجمہ ان وما
یفرشہ۔ وقال ما ذاک الا احترامہ وخشیۃ وطہم ونحو
مما فیہ اہانتہ۔ رسد المعتاد ۱۶ مثلاً قبل باب الشہید
کتاب الطہرۃ (ک)

اپنے لیے پہلے سے قبر تیار کرنا بدعت نہیں | سوال :- ہمارے گاؤں میں ایک آدمی نے اپنے لیے پہلے سے قبر

تیار کر رکھی ہے جس میں کبھی کبھی وہ سو جاتا ہے، بعض حضرات اس کو بدعت کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بھائی یہ تو بہت بڑی دعوت ہے، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- موت کو یاد رکھنا، آخرت کے مشاغل کا تصور و یقین دل میں بٹھانا اور ہر وقت سامنے رکھنا شیرایات قرآنیداعادیت اور حضرات صالحہ کرام و مشائخ عظام کے مسلسل واقعات سے قطعی طور پر ثابت ہے جس کی بنا پر اعمالی حادی میں انہماک نہایت ہی ضروری ہے، تاہم حسی طور پر قبر کے لیے جگہ خرید کر مخصوص کرنا بھی ایک اعتبار سے موت کیلئے تیاری ہے، اور موت کو یاد رکھنے کی مذکورہ صورت اور طریقہ دعوت حضرات مبلغین کے ہاں رائج ہے، لہذا البتہ اگر کوئی انفرادی طور پر موت کو یاد رکھنے کی نیت سے پہلے سے قبر تیار کرانے تو یہ خلاف شرع نہیں بلکہ ایسا کرنے والا اجر کا مستحق ہے۔

لا قال العلامة ابن عابدین تحت قوله (ويعذر قبرا لنفسه) ای دلائل اس بہ۔ والشارحانية لا بأس به و یؤجر علیہ هکذا عمل عمر بن عبدالعزیز والربیع بن حبیثم و غیرهما۔ رسد المختار ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الجنائز، قبل الصفحة الواحدة من باب الشہید)۔

جُمُعہ وعیدین کی نماز کے بعد توجہ مصافحے کا حکم | سوال :- آنکھل نماز جمعہ

اند جو مصافحہ توجہ ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
الجواب :- عیدین اور جمعہ کی نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے میں علماء کرام اختلاف ہے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور دیگر محققین علماء کرام نے اس کو منوع قرار دیا ہے، اور بعض دیگر حضرات نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، لہذا اگر مصافحہ کرنے میں التزام مالا یلزم ہو تو منوع ہے ورنہ نہیں تاہم ذکر ناکاذر ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: ونقل فی تبیین المحامد عن الملقط انما تکرر للمصافحة بعد اداء الصلوة یکن حال لان الصلابة رضى الله عنهم ما صافخوا بعد اداء الصلوة ولا تها من سنن الروافضی ثم نقل عن ابن حجر صحت انشا ذبیة

انہ بدعتہ مکروہۃ لا اصل لها فی الشرع وانما فاعلہا اولاً وبعث ثانیاً ثم قال ابن النجاشی موت
الماکیۃ فی المدخل لہا من البدع و موضع المصافحۃ فی الشرع انما ہو عند لقاء المسلم الاخیہ
لا فی ادبار السلوۃ فہیث وضعہا الشرع یضعہا فینہی عن ذلک ویزجر فاعلہ لما اتی بہ
خلاف السنۃ۔ (رد المحتار ج ۲) وایضاً فی النسخۃ الاخری (رد المحتار ج ۲) کتاب المغردات (ج ۱)

بغیر عذر کے تابوت میں دفن کرنے کا حکم | سوال :- ہمارے بار بعض سہارہ نشینی
تابوتوں میں دفن کرتے ہیں بعض لوگ اس کو بدعت اور بعض جائز کہتے ہیں اس بات میں
شریعت کا کیا حکم ہے ؟ نیز لوہے کا تابوت استعمال کرنا کیسا ہے ؟
الجواب :- بغیر کسی شریعتی عذر کے مرد میت کو تابوت میں دفن کرنا مکروہ ہے
البتہ اگر میت عورت ہو تو بچہ تابوت میں دفن کرنا افضل ہے بشرطیکہ تابوت کھڑی کا ہو
لوہے کا تابوت استعمال کرنا منع نہیں ۔

قال العلامة ابن مایہین : روکنا ہاں باتخاذ تابوت دون من حجر و جدید لغہ عندنا
کوفادۃ الارض بقولہ لا یأس باتخاذ تابوت ای یخص ذلک عند الحاجة والا کفرہ قد ضا
آفتا۔ قال فی الخلیفۃ نقول من غیر واحد عن الامام ابن الفضل انہ جوزہ فی راضیہم لکن
دقال لکن ینبغی ان یقرش فی القبر... والسنۃ ان یقرش فی القبر لعلہ لم یتعقبوا
الرخصۃ فی اتخاذہ من حدید بشئ ولا شئ فی کراہتہ کما ہو ظاہر الوجہ۔
وقولہ لہ : ومعہومہ انہ نایس بہ للمروءۃ مطلقاً وہ صرح فی شرح المنیۃ
فقال فی محیط واستحسن مثلاً اتخاذ التابوت للقاء یعنی ولولم تکن الارض
الرحوۃ فانه اقرب المستور والعرس عن مسہا عند الوضع فی القبر۔
(رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۵ کتاب الجنائز)

لہ قال العلامة المحکم : ما نقلہ عنہ شارح المجمع من انتہا
بعد العجز وانصوریس بشیء۔ (الدر المختار علی ما مشرد المختار
ج ۵ ص ۲۴ کتاب الخطر والایاحتہ)
و منسلک فی مائۃ مسائل ص ۶۹ سوال چہل و بیجم ۔

دعا بعد از جنازہ کا حکم [سوال : نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا مشروع ہے یا منوع، اگر مشروع ہو تو اس کا اذان عید سے کون سا فرق ہے کہ وہ منوع

ہے اور یہ نہیں؟

الجواب : نماز جنازہ کے بعد اسی حالت میں دعا کا التزام توبہ عت ہے لیکن اگر کسر اصفوت کے بعد ہو اور بلا التزام ہو تو منوع نہیں البتہ دعا قبل السلام پر کثافت کرنا افضل اور قرائت مخصوص **دلیل** : کیونکہ بغیر قصد فعلی اللہ علیہ وسلم اور ملفح صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس دعا کے کرنے اور نہ کرنے کے تعلق کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ کما لا یغنی عنی من راجع الی کتاب الحدیث اور علامہ ابن الہمام کو غیر محققین نے تصریح کی ہے کہ اصل اشہار میں ایسا مست ہے، و یؤیدہم ما رواہ ابو داؤد ۱ ان ما سکت عنہ فہو عفو۔ لہذا دعا بعد از جنازہ ہو کہ بذات خود برائی عبادت ہے مباح اور جائز ہوگی بخلاف اذان عید کے کیونکہ اس کے تعلق نہ کرنے کی روایت ثابت ہے۔ و ہو ما رواہ ابو داؤد ۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لعید بلا اذان ولا اقامۃ وایا بکرم و عسر۔ ۳ ابو داؤد ۴ باب نہ کہ الاذان فی العید یعنی بغیر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے نماز عید کو بغیر اذان اور اقامت کے پڑھا آپس میں روایت اور روایت العید اور عدم ذکر اور ذکر عدم میں فرق نہ کرنا عبادت یا جہالت ہے۔

ایک سوال اور اسے کا جواب : اگر کوئی یہ کہے کہ دعا بعد از جنازہ کے متعلق حدیث وارد ہے تو ہوجہ ما رواہ ابو داؤد ۱ اذا صلیتم علی المیت فاغصوا لہ الدعاء ۲ کتاب الدعاء فی المیت ۳ جب میت پر جنازہ پڑھتے ہو تو اس کے لیے دعائیں اخلاص کیا کرو نیز امام کاماؤی رحمہ اللہ نے بدائع صانع جلد اول ۴ میں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ نماز جنازہ فوت ہوئی آپ نے دوبارہ پڑھے گا رواہ کیا تو بغیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا الصلوٰۃ علی الجنائز لا دعا و لکن ادع المیت واستغفر لہ۔ ۵ (بدائع صانع جلد دوم) یعنی نماز جنازہ دوبارہ نہ پڑھی جائے گی لیکن اس میت کے لیے دعا اور استغفار کرو۔ وروی عن ابن عباس وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فانتمہما صلوٰۃ علی جنازۃ فلنما حضرا ما زاد علی الاستغفار لہ۔ وروی عن عبد اللہ بن سلام انہ فاتتہ الصلوٰۃ علی جنازۃ عبور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلما جہز قال ان سبقتونی بالصلوٰۃ علیہ فلا تسبقونی بالمداد لہ۔ انتہی ۶ و بدائع صانع جلد اول ۷ کلام فی صلوٰۃ الجنائزہ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث پر نماز جنازہ فوت

ہو گئی تو انہوں نے حاضری کے وقت اس میت کے لیے عرفہ استغفار پر اکتفا کر لیا، اور عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نماز جنازہ ادا کرنا فوت ہو تو لوگوں سے فرمایا اگر آپ مجھ پر نماز جنازہ میں یہ وقت ملے گا تو مجھ پر دعا کرنے میں بیعت نہیں لے سکتے، یعنی مجھ سے دعا قنوت نہیں کر سکتے۔ تو اس کے جواب میں کہا جسٹے کا ذکر حدیث مرفوعہ میں دعا سے مراد عقیل، قتلا، یتیم، یتیم، یتیم اور یتیم ہے، یہی مراد لیا ہے۔ ورنہ روایات کو صاحب بدائع مصنف نے ذکر کیا ہے تو ان میں اس شخص کے دعا کرنے کا ذکر ہے جس کا جنازہ فوت ہوا ہے اور یہ عمل ناسخ نہیں ہے۔

سلفیہ کفر دیکھ کر جائزہ: اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ بغیر علی الصلوٰۃ والسلام اور سلف صحابین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نماز جنازہ کے بعد دعائیں کی ورنہ منقول اور مروی ہوتا، اور بنیادی بھی معلوم ہوتا ہے، تو اس سے اس دعا کا بدعت اور مکروہ ہونا لازم نہیں آتا ورنہ غرض کے بعد ہیبت اجتماعی سے دعا کرنا اور قرآن مجید کا پشت و اواز دو و غزوہ میں ترجمہ کرنا بھی بدعات ہوں گے حالانکہ یہ امور بدعات نہیں ہیں، بلکہ اسی طرح دعا بعد از جنازہ بھی بدعت اور مکروہ نہ ہوگا۔ ہمارے جن مشائخ، فقہاء اور مفتیین نے اس دعا کو مکروہ کہا ہے تو کسی نے بھی اس کلامت کو اس سلفی دلیل پر بنا نہیں کیا ہے انہوں نے دیگر دلائل سے اس بدعت کو میرا کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ انزالہ: بعض وہ لوگ جو کہ دیوبندیت اور حنفیت کے لباس میں نبوت اور علیقت کی اشاعت کرتے ہیں صاحب حدیثہ اند ملا علی قاریؒ کی بعض مختصر عبارات سے تمسک کرتے ہیں کہ جو کلام بغیر علی الصلوٰۃ والسلام نے نہ کیا ہو تو وہ بدعت ہوگا یہ ان لوگوں کی خود غرضی اور غلبہ بدعتی ہے کیونکہ حدیث صرف فعل رسول اکرامؐ نہیں ہے، حدیث بغیر علی الصلوٰۃ والسلام کے قول فعل، تصریحوں کو کہا جاتا ہے، آپ کی عبارات، اشارات، دلالت، اقتضائے اعتبار کوئی بھی بدعت نہ ہو۔ مزید تفصیل کے لیے التعلیق المنجد (ص ۱۷۳) باب خواتم الغیر کما رجعت کیا جائے۔ غیر کرام کے آراء: اکثر فقہاء کرام کی عبارات سے دعا بعد از جنازہ کا ممنوع ہونا معلوم ہوتا ہے الیہ الام فیصلیٰ مجاہدؒ سے جو ان مروی ہے۔ کتاب البحر (ج ۲ ص ۱۸۱) باب الجنائز (وین فی الصلوٰۃ) لا بأس بہ۔

فیروانغیہ کہ ان مشائخ دعائیں ہیں سے بعض نے دلیل کا ذکر نہیں کیا ہے، اور بعض نے دلائل قاری رحمۃ اللہ بزیارت علی بن ابی طالبؑ کو بھی قرار دیا ہے، مگر ان دلائل سے قطعاً کتاب الجنائزہ

بِإِقْدَارِ شَيْءٍ الزَّيَادَةِ فِي صَلَوةِ الْجَنَازَةِ۔ اور بعض نے صاحب ہارے سے پکارا جنازہ کے پڑھنے کی طرف متناظر کیا ہے۔ جیسا کہ قال لا تَدْعُ عَامَّةَ لَأَنَّ الْكُتُبَ حَادَّةٌ رَالِغًا يَدِ عَلَى هَامِشِ الْهَيْتِ بِتِ جَمِ صَدِّ كِتَابِ الْجَنَازَةِ بِمَعْنَى نَازِجًا زَاوِيٍّ مِمَّنْ مَقْصُودٌ دَعَا هُوَ قِيْلَ جَعْلًا وَطَلَسَ عِدَارَتِ هَبْ بِسِ دَعَا كَرْنَسَ سَتَعَارِجَ جَنَازَةٍ كَأَنَّهُمْ لَازِمٌ هُوكَا۔ اور اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سلام سے قبل دعا کرنے کے باوجود اگر دعا بعد اسلام کی جائے تو حکم بار دعا لازم ہوگا کیونکہ حکم بار دعا بذاتِ خود ممنوع نہیں ہے ورنہ اوقاتِ خمسہ میں سلام سے قبل دعا کرنے کی وجہ سے دعا بعد اسلام کا ممنوع ہونا لازم ہوگا۔

پس بناءً تَبَيَّنَ یہ کرامت تشبیہ پر مبنی ہوگی کہ اس دعا سے نماز جنازہ پر مذکور بدعت اور قوامِ مکملہ لازم آتے ہیں جیسا کہ قرآن فی کے بعد متصل اسی مکان میں سنت پڑھنا بھی اسی وجہ سے مکروہ ہے۔

ادنیہ تشبیہ اس وقت لازم ہوتی ہے جب صفوف میں کھڑے ہو کر دعا کی جائے اور چونکہ کسر الصفوف کے بعد یہ تشبیہ موجود نہیں ہوتی لہذا اگر بدعت بھی نہ ہوگی۔ ویشیہ ولایہ تعبیہم یلا یقترم بالعداء مع کون التبعیہ یلا یذ حواً خصراً۔

الترام بدعت ہے: چونکہ یہ دعا نہ لازم اور واجب ہے اور نہ سنت مذکورہ یا نافذ ہے لہذا اس کا وجب اور سنت مانا یا اس کے ناکر پر انکار نہ بدعت ہوگا جیسا کہ اس کے مطلق عامل کو بتدرج قرار دینا منکر ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مروجہ قضاء عمری بدعت ہے: [سوال کیا فرماتے ہیں علمہ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض ملاقوں میں لوگ ایک خاص طریقہ سے رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں نماز یا جماعت اس عقیدے کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ اس سے ساری عمر کی قضا نمازیں ادا ہو جاتی ہیں۔ عرف عام ہیں اس کو قضاء عمری کہاجاتا ہے اور اس کے اثبات میں لیلۃ النعربیں اور خندق دہلی امادیت پیش کرتے ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

[الجواب۔ قضاء عمری جو بعض علاقوں میں متعارف طریقہ سے ادا کی جاتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ نماز پڑھی ہے اور نہ اس کی ترغیب فرمائی ہے، اسی طرح یہ نماز آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے صحابہؓ تا بعضیٰ تبع تابعینؓ کے قول یا فعل سے بھی ثابت نہیں، ائمہ اربعہ کے مذہب کی مشیر کتابوں میں بھی اس کا کوئی ذکر اور نام و نشان نہیں۔ اس بناء پر یہ غلط فہمی غور بہرمت ہے اور اس کا فاعل اذروئے شریعت جسنے ہے۔ کتب حنفیہ کی طرف اس کے جواز طریقیہ کو منسوب کرنا کذب بیانی اور ائمہ دین پر اعتراض ہے، نکتہ حنفی کی کتابوں میں قصائد کے پڑھنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ اور ہے اور مروجہ قضاء عمری اور جہیز ہے، اس میں تو صرف پانچ نمازوں کو رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں افذان و اقامت کے ساتھ باجماعت پڑھ کر پوری عمر یا سترہ سالی کی قضاء شدہ نمازوں کا قائم مقام اور ان کے لیے عیسویہ و کفارہ سمجھا جاتا ہے، اور کتب فقہ حنفی میں پوری عمر کی تمام نمازوں کو قضاء کے طور پر پڑھنے کا طریقہ مذکور ہے، یعنی اگر پوری عمر کی قضاء نمازوں کی تعداد ہزار ہو تو ہزار نمازیں پڑھی جائیں گی اور اگر لاکھ ہوں تو لاکھ، اور ان دونوں طریقوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی وہ سبب ہے جس پر مروجہ قضاء عمری کی بناء ہے تو ائمہ جہیز و فقہ اربعہ نے اس کو موضوع یعنی خود ساختہ قرار دیا ہے جس سے استدلال جائز نہیں۔

(۱) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: حدیث من قضي صلوة من الفوائض في آخر جمعة من رمضان كان جبراً لكل صلوة في سنة في غيره (في سبعين سنة) باطل قطعاً لانها من قضى للاجتماع على ان شيئاً من العبادات لا يقوم مقام فائضة سنوات (۲) راجع موضوعات انکبیر مشکوٰۃ حدیث مشکوٰۃ حرف المیم)

(۳) علامہ قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں: حدیث من صلی فی آخر جمعة من رمضان خمس صلوة من الفوائض فی اليوم واللیلة قضت عنه ما عمل به من علوة سنته (۴) - طبق موضوع لاشکافہ ولم اجد فی شیء من انکبوتی جمع مصنوعاً فیها الاحادیث الموضوعة ولكنة اشهر عند جماعة من المتفقهة بصدیقة متعاد فی عصرنا هذا وصدار کثیر منهم یفعلون ذلك ولا ادري من وضعها لهم فقبحہم اللہ انکذا ین، (۵) ان نقول ان المجموعة فی الاحادیث الموضوعة مشکوٰۃ النوع (۶) انما من صلوة المفيدة بایام لشهور وایالی منہا)

(۷) مشاہد عبد المعز بن محمد بن ابی اسحاقؒ فرماتے ہیں: والما من ان یحکون الحدیث مخالفاً لمقتضى العقل والنقل وبکذا یبطل القواعد الشرعیة مثل حدیث

فصلہ اعسرى ونحوہ انتہی والیعاللہ النافعة مثلاً بیان ترمذی وضع الحدیث (۴۲) علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: واقفیر من ذلک ما اعتد فی بعض البلاد من القسوة الخس فی آخر جمعة من رمضان عقب صلواتها زاعین انہا تکتون صلوة انعام اولہ عمر المتروکة وذلک حرام بوجوبہ لا تنفی - انتہی

دتحققہ منها ج النووی ص

کیا ان مذکورہ تصریحات سے اس حدیث کا مضمون ہونا اظہر من الشمس ثابت نہیں ہوا؟ اب اس کے باوجود بھی جو لوگ حدیث مذکور کو حدیث بیون الشری علیہ وسلم سمجھ کر قضاء عمری کے اثبات کے لیے بطور دلیل پیش کرتے ہیں ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے کیونکہ معاند کا علاج ممکن نہیں۔

بجز یہ تعداد قضا عمری چند قضا سید پر مشتمل سب جن سے بچنا حدیث ضروری ہے وہ یہ کہ اس نماز کے متعلق عوام اور بعض کم عمر خواص بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس سے عمر بھر یا ستر سال یا کم از کم ایک سال کی فوت شدہ نمازیں قضا ہو کر ان سے ذمہ فارغ ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نماز کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اس نماز کے لیے جس قدر ہتھام کرتے ہیں دوسرے فرائض و واجبات کے لیے اتنا ہتھام نہیں کرتے بلکہ ان سے نہایت جیسا کہ طریقہ سے نام کر کے یہ خیال اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ قضا عمری کی ایک نماز سے یہ سب کی سب ادا ہو جائیں گی، حالانکہ یہ اعتقاد و تصور صحیح فقہاء اسلام موجب کفر ہے۔ فتاویٰ الہندیہ میں ہے: ”دَحْلٌ یُصَلُّ فِیْ مَ مَعَانٍ لَا یُغِیْرُ ویَقُولُ اِنِّیْ خُودٌ سِیَارَ سَمْتٍ اَوْ یَقُولُ زِیَارَتِیْ آیِدَ لَاقِ کُلَّ صَلَوةٍ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ صَلَوةً بِکَیْفَرٍ۔ انتہی۔“ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۲۶۸ باب التاسع فی احکام المستدین ومنہا ما یعلق بالصَّلَوةِ والقَصْرِ والزَّکَوةِ) لہ

بجز ہتھام کرام نے یہ بھی کھلبے کہ قضا نماز اس طرح پڑھنا کہ دیکھنے والے کو یہ سمجھ معلوم ہو کہ یہ قضا نماز پڑھی جا رہی ہے مگر وہ تحرکی ہے خواہ کچھ میں ہو یا مسجد سے باہر۔
قال العلامة الحسینی: وبکفر قضائہا فی المسجد لان التأخیر معصیۃ فلا

یظہر ہمارا وقار و اختیار و یظہر من تعلیمہا ان المکسرة قفسہا مع لطلوع علیہا
 و نوقی غیرا مسجد۔ اجم رسوا الخار عن انوار افتخار ^{۳۹۵} قبل باب السجود باب قضاء الغنات
 علامہ محکم دین مرید فرماتے ہیں : و یبغی ان لا یقطع غیرہ علی قضاء الا انما غیر معصیۃ
 اور علامہ ابن عابدین اس عبارت کی تفسیر میں فرماتے ہیں : قلت و اعطایہ یبغی ہذا لاجل وجوب
 و انما انکراۃ تصویبہ لان ظہر المعصیۃ معصیۃ الحدیث الصحیحین کل امتی
 معافی الا للماہرین وان من الجہار ان یعمل الرجل عملاً ثم یصبح و یرمقہ
 اللہ علیہ فیقول علمت البارحہ کذا و کذا و قد بکت بسترہ دیکھ و یصبحو کیست
 ست اللہ عنہ۔ (رد المحتار عن اندر المحتار ^{۳۹۶} قبل باب المحجوز باب قضاء الغنات)
 چونکہ قضاء عمری کی اس مرتبہ نماز میں بھی دوسروں کو اطلاع دینا اعلان پایا جاتا ہے لہذا
 یہ بھی مکروہ تحریمی ہوگا۔

باقی غزوہ خندق اور بیاتہ التعلیل کی احادیث سے بھی اس کا اثبات کرنا صحیح نہیں کیونکہ
 ان میں صرف یہی آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفارہ نذر یا جنگ میں مشغولیت کی وجہ
 سے ایک یا چند نمازیں قضاء ہوئی تھیں اور غزوہ سے اٹھنے اور جنگ سے فارغ ہونے کے
 بعد فوراً وہ تمام نمازیں پڑھ لی تھیں۔ ان میں نہ تو رمضان کا ذکر ہے اور نہ آخری جمعہ کا اور
 ذہر کہ وہ تمام عمر کی قضا نمازوں کے لیے کافی سمجھی گئی تھیں۔

بہر حال شریفین مقدمہ قضا نمازوں کے متعلق اپنا قطعی فیصلہ یہ کہہ رہے ہیں کہ نمازیں
 قطع ہوئی ہوں ان سب کا پورا پورا پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر ان سے رمدہ مانگی نہیں
 ہوتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من اذن عن صلوة او لیسھا فلیصہا
 اذا ذکرھا لا کفارۃ لہ الا ناکث۔ (مصحف بخاری ج ۱ ص ۱۸۷ باب من لم یصل
 صلوة فلیصل اذا ذکرھا لا یجسد الا ناکث (صلوة))

قضا کرام، اگر جرح و تعدیل، محمد بن کرام کی ان تصریحات کی روشنی میں مرقوبہ
 قضا عمری کو جہم بدعت فقہی اور بداعت فی الدین سمجھتے ہیں۔ فقط واللہ اعلمہ۔

حیلتہ اسقاط کی شرعی حیثیت | سوال :- آپ کی اکثر ملاحقوں میں یہ رواج ہے کہ بیت
 کے ساتھ قرآن مجید قبرستان میں لے جاتے ہیں اور قرآن مجید
 پر کچھ نہ تم رکھ کر چند آدمی آپس میں اس کو پھراتے ہیں اور اس طریقے کو اسقاط کہا جاتا ہے

اور اس کے جو از میں قرآن کریم کی اُیت **وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ الرَّحْمٰنِ اِذْ هَدٰىكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** کی بات ہے،
 اذکارِ کرم اس مسئلہ کے جو از یا عدم کے متعلق پوری وضاحت فرمائیں؟

الجواب :- واضح رہے کہ جس مکلف (عقل و بالغ مسلمان) سے نماز روزہ عبادت یا غیر عبادت
 فوت ہوئے ہوں تو اسی پر فرض ہے کہ ان کی باقاعدہ قضاء کرے اور تدارک نہ کرنے کی صورت
 میں یہ شخص مجرم ہوگا اور زندگی سے ناپوشی کے وقت اس پر وصیت کرنا ضروری ہوگا یعنی وہ وصیت
 کرے گا کہ اس کی مقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد کے ایک تہائی (سہ ماہ) سے ہر نماز اور روزہ کے بدلے
 میں دو دو پیر درگیزی (گندم یا اس کی قیمت مساوی کو ادا کی جائے) اور ایسی وصیت نہ کرنے
 کی صورت میں فیضِ مجرم ادا نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس شخص کا مال نہ ہو یا مال کا ایک تہائی دیکھ
 فراغت نہ ہو سکے یا لے نہ پا سکے یا اس نے جہل، قس یا سستی کی وجہ سے قیروں کے بارے میں
 وصیت نہ کی ہو تو وارث وغیرہ اس میت کی طرف سے باقاعدہ جلا اسقاط کر سکتے ہیں۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۸ باب صلوة الجنائز، مطلب فی مقام الصلوة علی ایت
جیلہ کا تشریح : جیلہ یا عزیم اس مہار کا نام اور گناہ کو کہا جاتا ہے جس کے ورثے کسی
 متصور کی طرف پریشہ طریقہ سے رہائی حاصل ہو۔ کافی المفردات (ج ۳ ص ۱۳۳) **وَالْجِلَّةُ مَا يُتَوَقَّلُ**
بِهِ اِلٰی حَالَتِ حَالَتِهِ۔ انتہاء۔ فی فخر الباری (ج ۲ ص ۱۲۸) **وَالْجِلَّةُ مَا يُتَوَقَّلُ بِهِ اِلٰی**
مَقْصُوْدٍ طَرِيقِ خَفَاتٍ۔ انتہی

جیلہ کی اقسام : جیلہ کی بہت سی اقسام ہیں ان میں سے بعض یہاں ذکر کی جاتی ہیں :
 ۱۔ الخ : وہ جیلہ ہے جو کہ تحصیلِ حرام کے لیے ہوا اور باطلی شریعت کے لیے ہو، جیسا کہ اصحابِ اہلبیت
 نے تحلیلِ صید کے لیے کیا تھا اور بعض یہ جو کہ تحصیلِ شہم و حیرانی کے لیے کیا تھا اور اہلِ بدعت
 پر جیلہ بلا شک و شبہ حرام اور ناجائز ہے۔

۲۔ وہ جیلہ ہے جو کہ حرام سے بچنے اور فراغت و عمر اور اسقاطِ ذریعہ کے لیے ہو،
 جیسا کہ حضرت ابوب علیہ السلام نے کیا تھا، اور جیسا کہ بغیر علی (علیہ السلام) نے ایک مریض
 غیر شاہی شو کے لیے کیا تھا۔ رواہ ابوداؤد **مَنْ اَتَى مَرِيضًا بِمَنْعَةٍ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ كَافِرٌ**۔ قالوا ما ذنبنا يا حبيب بن ابي اسحاق
مَنْ اَتَى مَرِيضًا بِمَنْعَةٍ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ كَافِرٌ۔ قالوا ما ذنبنا يا حبيب بن ابي اسحاق
عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قالوا ما ذنبنا يا حبيب بن ابي اسحاق **عَلَيْهِ السَّلَامُ**۔ قالوا ما ذنبنا يا حبيب بن ابي اسحاق
عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قالوا ما ذنبنا يا حبيب بن ابي اسحاق **عَلَيْهِ السَّلَامُ**۔ قالوا ما ذنبنا يا حبيب بن ابي اسحاق

خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شخص جس سے نماز اور بیٹھا تھا اور وہ غیر شادی شدہ تھا اسے متعلق یا اگر رسالت میں عرض کیا کہ اس جیسا کہ تکلیف میں مبتلا ہونے سے اور کو نہیں دیکھا ہے، اگر ہم اس کو سہا لائیں تو اس کی بُریائی دین دینیزہ ہو جائیگی، اس کی پُہلوں پر صرف چیز زائد کیلے ہے، پس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کو دھوکے ایک گھنٹا سے جس کی سواغ نہیں ہوں، ایک دفعہ مارا جائے اور یہ جیلہ جائز ہے، زبوسو رخ ہے اور دھوکا ہے۔ اور یہی مرد ہے خطّہ اور امام شعبی، اور اس کو احناف متوافق اور بخاری نے مختار کہا ہے بخلاف مالکیہ اور سلفیہ کے جن کے نزدیک یہ جیلہ مشروع نہیں ہے۔ فلیدرج اجماع تفسیر القرطبی ج ۱۲ و شرح الاشیاء للحموی ص ۳۱۵ و فتح الباری ج ۷ کتاب احیاء فقہاء کرام کی آئینہ جیلہ اسقاط جس طرح باطل ثابت ہے تو اسی طرح فقہاء کرام زبوسو راہ فقہاء جن سے آواز دیوں بند قادی نقل کرتے ہیں) نے اس کی مشروعیت پر تصریح کی ہے۔ فلیدرج اجماع از رد المحتار ج ۶۸ و انطعاوی ص ۶۸ و مشکوٰۃ و مشکوٰۃ و خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵ و البحر ج ۹ ص ۹۱ والاشراف والنظار ص ۱۸ و هكذا فی غیر واحد من شرط انط) البتہ اس جیلہ کی مشروعیت کیلئے کچھ شرطیں ہیں جن کی رعایت نہایت ضروری ہے۔

اولاً: یہ کہ وہ وصیت کی صورت میں درشاد ہیں غائب اور نابالغ نہ ہوں کہ وکیلان کے احوال سے تبرع نایاب نہ ہو۔

دو: یہ کہ دائرہ میں صرف مسکین بیٹھے ہوں، غنی کو دینے سے فراغت ذرا حاصل نہیں ہوتی ہے۔

سج: یہ کہ مسکین کو واقعی تمیک کیا جائے ذکر فرمائی اور سانی اور نہ اس حد سے مقصود حاصل نہ ہوگا۔ رکمانی ص ۳۳۵ و بحیث الاحتمال من۔ ملاحظہ الومنی عند ربح الفقیر البذل والجلۃ ان یدفعوا حققتہ لا یغنی ملاحظۃ الفقیر ذالک من الیومنی الی الومنی کان لہ ذلک ولا یجبر علی الہبۃ۔ انتہی۔

خلاصہ یہ کہ وہی وغیرہ پر فوری ہے کہ مسکین کو تمیک وغیرہ دینے کے وقت عزل یا جیلہ کا ارادہ نہ کرے گا بلکہ اس تمیک وغیرہ کو مسکین کو واقعی اور حقیقی تمیک کرے گا۔ (نہی کہ اگر خیال کافی

مقدار میں جو اور جلد کرنے کے وقت تک کے لیے داخلہ کا اعلان ہوا ہو تو اس میں کسی پر حج فرض ہو گا اور دوسرے شخص کو پسماندہ کرنے سے یہ فرض ساقط نہ ہوگا (اور یہ طعنوں پر کھٹکے گا کہ اگر مسکین نے واپس دینے سے منع کیا تو یہ اس کے لیے درست ہوگا اور اس کو مجبور نہ کیا جائے گا۔

فقہاء کوام کے چھلنے، سقاط اور مروجہ استطلاصین فرق [اردو فقہاء اپنے استقاط کو یہ استدلال سے تعبیر کرتے ہیں جس سے سات معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ سقاط نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت نہ مستحب بلکہ مکہ حیلہ کی شرعی حیثیت اس طرح نہیں ہوتی بلکہ یہ ارادہ سے زیادہ اس کی حیثیت ایادت کی ہو سکتی ہے، وہ محبوب ہوگا اس میں حرمت شرعیہ کا ارتکاب نہ ہو، بلکہ مروجہ استقام کی حیثیت عوام انسان میں فرض و واجب سے بھی بڑھ کر ہے بلکہ اس کو پورا کر کے یہی تقاضا فرمائی جھوڑ دینے کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

وفض عليه في تبیین المعایر فقال لا يجب من حوله فغن الله وس داهى
بعد المیت لانها وصية بالتزجع والواجب علی المیت ان یرحمی بما فی ذی
لریضق انفسه (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۹) باب: انما یؤتی تحت مصلی فی بطنان الوصیة
بالختیابة وانها لیل (

۷۲) فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ فعل و درکار یہ حیلہ استقام صرف ان نوات کے لیے ہے جو فقیر اور غریب ہوں یعنی ان کے ترکہ میں آئی گنجائش نہ ہو کہ احکام میں شرعی طریقہ سے قوت شدہ نمازوں اور روزوں کا قیدیہ فی نماز اور فی روزہ شرعی نصف صائم گنہم یا پورا صائم جو پورا ہو سکے، امر اور انضیاء کے لیے یہ حیلہ استقام ایسا نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن عوام میں اس حیلہ کا مستعمل نہ صرف فقراء اور غریب اموات کے لیے نہیں بلکہ امراء الغنیاء اور سلاطین ملک کے لیے کیا یہ طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ مالا کہ ترکہ اموات کے ترکہ میں سے پورا قیدیہ ادا کیا جاسکتا ہو ان کے ترکہ سے قوت شدہ نمازوں اور روزوں کا پورا قیدیہ زمانہ ضروری ہے بشرطیکہ یہ نئے اس کی وصیت بھی کی ہو اور ثلث ترکہ میں وہ پورا ہو سکتا ہو، نہ کہ ان کے لیے جو موجود جسے استقام پر ملکہ آ کر دیا جائے۔

۷۳) یہ بھی فقہاء کی کتابوں میں بجماعت مذکور ہے کہ اگر میت مالدار ہو اور اس نے وصیت بھی کی ہو تو میت کے اویام پر یہ حیلہ استقام لازم نہیں ہے، تا ان میں سے ایک وارث دیکھ لے گا کہ وارث کی جائزت کے بغیر ترکہ میں سے کچھ بھی اس طرح کے حیلوں پر خرچ کر سکتا ہے کہ وہ ضرور ایسا

کوسنے کا پیمانہ نہیں ہے، اور اگر کسی وارث نے دوسرے ورثہ کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو شرعاً دوسرے ورثوں کو یہ خصائص ہوجاؤ گے، فقہ فہم بن ازیم میں اس کی تصریح موجود ہے، جبکہ منہج استقامت میں، یہ خیال اصلاً نہیں کیا جاتا بلکہ ہر سال میں اس کو لازم اور ضروری خیال کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اگر ورثہ میں کوئی ناخالص یا غیر حاضر ورثہ بھی موجود ہو تو با عاقر ورنہ داخل ہوں تو اس وقت بھی ان میں سے جو بڑا وارث ہو وہ لازم اور استقامت کے تمام ورثہ کا ہے جتنا تک تلف کرے گا اور خرچ کیا ہو مال تمام ورثہ کے ذمہ شتر کو شتر کے طور پر ڈالا جائے گا، حالانکہ یہ شریعت مقدسہ کے سراسر خلاف ہے۔

(۴) فقہانے مالی استقامت کا مصروف صرف فقراء اور مساکین کو قرار دیا ہے، کوئی خاص طبقہ اس کے لیے مخصوص نہیں کیا گیا ہے نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر کیا گیا ہے، مگر عوام کے استقامت میں ایک طرف مخصوص طبقہ اس کے لیے مقرر ہے کہ اگر اس طبقہ کے علاوہ استقامت کا مال شہر کے دوسرے فقراء و مساکین یا یتیموں اور بھائیوں وغیرہ پر تقسیم کیا جائے تو یہ استقامت ان کے نزدیک جائز بھی نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف اس کے لیے جنازہ کا خاص وقت مقرر کیا گیا ہے جو اس سے آگے بچھے گیا ہی نہیں جاسکتا، نہ آگے بچھے کرنے کو وہ جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ شریعت میں اس طرح کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔

(۵) فقہانے یہ بھی سمجھا ہے کہ فعل دوسرے قبل نیست کی فوت شدہ نمازوں اور روزوں کو استقامت کیا جائے گا پھر فقہانے مالی برائے فدیہ یعنی استقامت مقرر کیا گیا ہو اس کا اندازہ لگایا جائے گا کہ وہ کتنی نمازوں کے لیے فدیہ ہو سکتا ہے، تو اس میں اب سے نمازوں کے لیے وہ فدیہ بن سکتا ہے فعلی دور اس اندازہ کے مطابق اس وقت تک جاری رکھا جائے گا کہ پوری عمر کی فوت شدہ نمازوں کے لیے یہ کفارہ ہو سکے یعنی فعل دور پوری نمازوں کے اندازہ اور تعداد کے مطابق کیا جائے گا نہ کہ اس سے کم۔ جبکہ عوام کے استقامت میں فعل دوسرے قبل وضع کیا جاتا ہے اگرچہ یہ تین دفعہ کا ذمہ پوری نمازوں کے لیے کافی نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو نیز بہت کم نمازوں کا حساب بھی نہیں کیا جاتا اور نہ ہی فدیہ کا اندازہ معلوم کیا جاتا ہے۔

(۶) فقہانے یہ بھی سمجھا ہے کہ یہی طبقہ میں مالی استقامت کا ذکر کیا جاتا ہو اس میں غنی اور مالدار آدمی ہو کر نہ ہو، کیونکہ غنی اور مالدار کے لیے واجب فدیہ کا مال لینا جائز نہیں بلکہ حرام ہے، فقہاء دور کے طبقہ میں کوئی غنی اور مالدار ہو کر نہ ہو گا، لیکن عوام کے استقامت میں جو لوگ دوسری شریعت

ہوتے ہیں وہ اکثر مالدار اور غنی ہوتے ہیں جن کے لیے صدقات واجزائے مال اپنا تعلق طور پر عام ہوتا ہے۔ لہذا یہ مروجہ اسقاط فقہاء کا اسقاط ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۷) عوام کے اسقاط میں قرآن مجید و جزہ قدیر بنایا جاتا ہے اور قرآن مجید کے بغیر کوئی اسقاط کی جی نہیں جاتا۔ حالانکہ معتبر کتب فقہ میں یہاں اسقاط کا مسئلہ ذکر کیا گیا ہے وہاں قرآن مجید کے متعلق اس بات کا نام کویشانی نہیں ملتا کہ اس کو بھی مالی اسقاط کا جزو بنانا چھوڑ دیا جائے۔ اس موافقہ پر بعض ائمہ مساجد قرآن مجید کے ساتھ مع کا ایک معاملہ کرتے ہیں جو نہایت غلط بھی ہے اور یہ نزدیک بھی چنانچہ بہت سے وراثت کا اٹھانے کوئی قرآن نہ ہو تو یہ ائمہ حضرات اس پر رد و شخص کا قہر آن ہزار دو ہزار روپیہ پر ہفتہ لافروخت کرتے ہیں، اس میں ان کا غریب یہ ہوتا ہے کہ حسب ہزار دو ہزار روپیہ پر قرآن مجید فروخت کر کے پھر اس کو مالی فدیہ کے ساتھ بخود دیا جائے تو فدیہ کی تعداد زیادہ ہو جائے گی کیونکہ فدیہ کے ساتھ دو ہزار روپیہ کا قرآن مجید شامل کر دیا جائے۔ حالانکہ یہ مع آؤ تو بیع ہی نہیں کہ نکر یہ بیع حلال ہے جدا نہیں ہے، اور نہ اس علمائے فقہ و اصول سمجھتے ہیں کہ حضرت زینب علیہ السلام نے بیع نہیں ہے نہ اس سے یہ کسی کی ملکیت میں آتی ہے نہ اؤ متکبر ہزل سے اعراض کر کے ثابتاً بطور جدائی نہ کی جائے نہ کیا باطنی اثر یہ بیع منع منع ہو بھی جائے تو فدیہ کے ساتھ قرآن مجید کہنے سے فدیہ کی تعداد ہزار دو ہزار روپیہ تک کیسے بڑھ سکتی ہے جبکہ ہزار دو ہزار اس کی قیمت نہیں بلکہ من بدو مشرقی معروف کیا گیا ہے، اور فدیہ میں اگر شامل ہو سکتی ہے تو صرف قرآن مجید کی اصلی قیمت اور مالیت شامل ہو سکتی ہے جو ظاہر ہے کہ ہزار دو ہزار نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپیہ تک پہنچ سکتی ہے فقہاء کا نام کے اسقاط میں کسی قسم کا ٹکڑا فریب پاؤں کا اصلاً ذکر نہیں ہے یہ صرف مروجہ عوامی اسقاط ہی میں پائی جاتی رہی۔

(۸) فقہاء کرام کے نزدیک اسقاط صرف اس کو کہتے ہیں جو صحت کے اندر کیا جاتا ہے اس سے ان کے نزدیک اسقاط پورا ہو جاتا ہے اس کے بعد مال کی تقسیم و ڈال کے ذریعہ فرض یا واجب نہیں ہے نہ اس پر کسی درجہ میں اسقاط کا توقفت ہے اور بالکل مرضی سے اگر صلہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں مگر اس میں بھی یہ ضروری نہیں کہ کل مال تصدق کریں یا انہیں کوئی حصہ نہ تصدق کریں جو بیعت کی چار پائی کے نزدیک حلف بنا نہ ہوئے بیٹھے ہوں بلکہ اگر اس میں سے ٹھوڑا سا بھی خرچ کر دیا جائے اور حلقہ دلوں کے علاوہ دوسرے فقراء و مساکین

کو دیا جائے تب بھی ثواب ملے گا اور اسقاط میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔ اس کے برعکس مروجہ دور اسقاط کے بعد مال کی تقسیم بھی ضروری ہے اس کے بغیر اسقاط ہوسا نہیں سکتا، ایک سے کم ممکن نہیں ہو سکتا اور یہ تقسیم بھی ان لوگوں پر ضروری ہے جنہوں نے محنت کو کے دور کا تس کیا ہے ان کے علاوہ دوسرے فقراء و مساکین پر اگر یہ مالی تقسیم کیا جائے تو خیر ایسا اسقاط کا عشاء کچھ نہیں کہ اس کی کیا گنت بنتی ہے۔

(۹) ان تمام چیزوں کے علاوہ خانقہ فیصد لوگ اس اسقاط کو ایک رسم اور رواج سمجھ کر دیا اور غنائش کے لیے کرتے ہیں یا اس لیے کرتے ہیں کہ لوگوں میں ان کی بدنامی نہ ہو اور لوگ ان کا مذاق نہ اڑائیں، ایسے لوگوں کی بہت اصناف تو اس کی نہیں ہوتی ہے، اور اگر یہ ان خود غنائش یا بدنامی سے بچنے کے لیے خواہ لاکھوں روڑوں روپیہ خرچ کر دیا جائے اس کا ذرہ برابر بھی ثواب نہیں ملتا۔ لہذا ایسے اسقاطوں میں صحت کو بھی کوئی ثواب یا نفع نہیں پہنچتا ہے، البتہ اسقاط کرنے والوں کی لوگوں میں بیک نامی ضرور ہوتی ہے اور ان لوگوں کو بھی دنیوی مضرت مل جاتی ہے جن کے ہاتھ اسقاط میں چند روپے آجاتے ہیں صحت سے بے چاری کو اس طرح کے اسقاطوں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۰) اس کے علاوہ عوام کے اسقاط میں مال کی تقسیم بھی بڑے غلط طریقہ سے کی جاتی ہے۔ یعنی جو لوگ عزت دار اور زنی و چاہت ہوتے ہیں اور کسی بڑی مسجد کے جیش امام ہوتے ہیں ان کو تو دو دو تین تین جگہ اس سے بھی زیادہ روپے دیتے ہیں اور بڑے محتاج طاہرین یا دیگر فقراء و مساکین کو کسی مسجد کے جیش امام نہیں جوتے ہیں ان کو ایک یا دو آنے دیئے جاتے ہیں۔ اب انصاف سے کہنے کی یہ تمام چیزیں عوام کے مروجہ اسقاط میں پائی جاتی ہیں یا نہیں اگر پائی جاتی ہیں اور یقیناً پائی جاتی ہیں تو براہ کرم یہ بھی بتائیے کہ مروجہ اسقاط کو فقہاء کے اسقاط کے ساتھ کوئی مماثلت ہے یا نہیں، پھر کس طرح یہ زحمت کیا جاسکتا ہے کہ پھر کہ فقہاء نے اپنی کتابوں میں اسقاط کا ذکر کیا ہے اس لیے عوام ان میں جو اسقاط رائج ہے بھی جان نہ ہوگا کیونکہ اس کا نام بھی اسقاط ہے۔ حاشا وکلا۔

اس بناء پر اسقاط کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ اگر کہیں یہ اسقاط فقہاء کے

کے تعلیم کردہ استقامت کے موافق کیا جانا ہو اور اس میں مندرجہ بالا مفاد میں سے ایک بھی موجود نہ ہو تو وہ جائز اور کارِ ثواب ہوگا لیکن اس کو فرض یا واجب جان کر نہ کیا جائے اور اگر مندرجہ بالا مفاد میں سے بعض مفاد اس میں پائے جاتے ہوں تو وہ استقامت کے مفاد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا نہ کہ کارِ ثواب۔ ایسے مفاد کو چاہیے کہ یہی قانون وراثت کی رو سے میت کے ترکہ میں سے پہلے اس کا فرض ادا کریں اس کے بعد وراثہ کے مابین شرعی قانون کے مطابق باقی ماندہ ترکہ تقسیم کر کے ہم ایک وارث کو اپنا اپنا حصہ دیدیں اور اس کے بعد وراثہ میں سے کوئی اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ میت کے ایصالِ ثواب کے لیے جتنا مال چاہے خرچ کرے یہی صحیح اور شرعی طریقہ ہے جو کہ سلف صالحین سے منقول ہوتا چلا آیا ہے اور قرآن و حدیث کے احکامات کے ساتھ مطابقت بھی رکھتا ہے۔ (رحمہ اللہ)

دعا بعد السنۃ بہیئۃ اجتہاد کی شرعی حیثیت | سوال: خرم القام بن علی رضی اللہ عنہ

ایک مسند ہمارے بن بڑے نزاع کا باعث بنا ہوا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ دعا بعد السنۃ بہیئۃ اجتہاد یعنی الاداء اور بعض کا کہنا ہے کہ امام بعد السنۃ بہیئۃ اجتہاد ضروری نہیں ہے۔ براہِ کرم صحیح مسند کی حق رہنمائی فرمائیں۔ ہر ایک کو اپنے الجواب: دعا بعد السنۃ بہیئۃ اجتہاد یا نہ ہو، اور اس مسئلہ پر کیا ہے بعض لوگ اس دعا کے ترک کر کے یہی اکتفا کرتے ہیں اور اس کا علم کر جاتے ہیں کہ اس مسئلہ کو مطابق دعوت قرار دینے میں اور بعض غلو سے کام لے کر بلا التزام دعا بعد السنۃ کے ترک ہوتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ دعا بعد السنۃ یا نہ ہو اس مسئلہ پر ہے کہ شریعت متعارفہ دعا کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا ہے۔ اصول الہیہ اور صحیح کرم کے دعا بعد السنۃ اجتہاد اور التزام دونوں طرح ثابت ہیں۔ نیز عادت مبارکہ میں ائمہ نے دعا بعد السنۃ کو واجب قرار دیا ہے کہ ان کے لئے یہ جگہ دینی ہے جگہ دین کا احوال معلوم ہے۔ مسئلہ فقہی ہوتا ہے اسی طرح متفصل وقت یعنی سنتوں کے بعد پر بھی ہوتا ہے لہذا التزام دعا بعد السنۃ بہیئۃ اجتہاد بلا التزام مطلق یا نہ ہو اس میں متماثل کوئی حق نہیں۔ قرآن و حدیث کے اس مسئلہ کو فقہ و فساد کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

لَا حَالَ الْعِلْمِ مَعَهُ مِمَّنْ يَسْتَعِينُ بِاللَّهِ تَعَالَى الْعِلْمُ بِاللَّهِ تَعَالَى وَالْعِلْمُ بِاللَّهِ تَعَالَى
مستحب عقب كل صلاة - الاحكام - ويعذر ويستحب ان يقبل على الناس بعد مو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنے مبارک کی شرعی حیثیت | سوال و جواب مختصر

میں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنے مبارک والہ ہو چکے ہیں۔ لوگ ان کی زیارت کے لیے تائب کی نیست سے جاتے ہیں اور وہ ان کی تہذیب و عبادت میں کرسر ہیں۔ اہل بافت طلب اصرار ہے کہ کیا واقعی کسی جگہ بھی ہے کہ یہ مومنے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنے مبارک موجود ہیں اور ان کی زیارت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب :- روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنے مبارک رہاں موجود تھے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اہرام سے نکلنے کے لیے مٹی فرمایا تو ان مومنے مبارک کو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرمایا۔ مومنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں سے پیارا سمجھا کہ ان کی حفاظت فرمائی۔

لما رواہ الامام ابو یوسفی الشریفی رحمہ اللہ، عن ابن عباسؓ قال: لما رمى رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمرة فخرسكته ثم ناول الحائق شقعة الايمن فحتمقه فأعطاه ابا طلحة ثم ناوله شقعة الايسر فحتمقه فقال: اقد حتمه ببيت المقدس

{ انجا مع الشریفی علی حدیث معارفہ السننہ ۲۷۵ }
{ باب ما جاء بأى جانب الرأس بينا في الحلق كقالب الحجج }

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنے مبارک تھے جن کو وہ اپنے خود حفاظت فرماتے ہیں رکھا کرتے تھے خصوصاً جنگ کے موقع پر انہیں پہنے تو وہیں ضرور رکھتے جن کی برکت سے خدا تعالیٰ آپ کو فتح عطا فرماتا۔

قال العلامة العبدی رحمہ اللہ: وقد ذكر غير واحد من خالده ابن الوليد في كتابه في قبلة شعرة واحدة، من شعرة

صلی اللہ علیہ وسلم نلتنا لک کان لا یقدّر علی وجہہ الا
فتح الہ و یؤیدہ ما فکرہ لثلاث السیرۃ ت خالد سنان
اباطلحہ - یث مری شعرة صلی اللہ علیہ وسلم بین الناس
ان یعطیہ شعرة ناصیئہ ناعضاء ایہ فکانت مقدا م
ناصیئہ مناسبا للفتح فصل ما اذ لہ علیہ -

ممدۃ القبری - ج ۱۰ ص ۱۰۱ کتاب الحج
باب الخلق والتفصیل عند الاموال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موتے مبارک حضرت عوادہ کراشم رضی اللہ عنہم اور
ان کے اہل و عیال کی وساطت سے دوسری تک بھی پہنچے جو ان کے پاس دنیاوی چیز
سے زیادہ محبوب تھیں۔ یہ لوگ عوادہ کراشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے
پردہ فرمانے کے بعد پوری دنیا میں بچل گئے تھے اس لیے ممکن ہے کہ آپ کے موتے مبارک
میں بڑا لڑکے واسطے سے کشمیر و افغانستان کے علاقوں میں کس کے پاس ہوں۔

فلزمہ یہ محمد یونس نور علیؑ صحیح بخاری کے حوالے سے لکھا ہے: عن ابن سیرین
قال: قلت لعبد القہ عذنا من شعور النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبناہ
من قید انس او موت اهل الانس فقال لانت تكون عندی بشعرة واحدة
احب الی من الدنیا وما فیہا - معارف السنن ج ۶ ص ۳۹۶ کتاب الحج

تو ان روایات اور اس قسم کی دوسری روایات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موتے بزرگ لوگوں کے پاس محفوظ چلے آئے ہیں
پس اس سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ کون کے کسی مفہم پر حضور کی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے موتے مبارک موجود ہوں اور لوگ ان کی تیار ت کے
لیے سفر کریں تاکہ انہیں ان یا رسے میں نہیں شک پیدا ہو جائے تو خاموشی
احتیاد کرنے میں ایسا بہتری ہے۔ خواہ خداوند تعالیٰ کی صورت اختیار کرے
ایضا یہ کیا جلے۔

فرض نمازوں کے بعد باواز بلند کلمہ طیبہ کا ورد کرنا | سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین
اور مفتیان نظام اس مسئلے کے

بارے میں بعض مساجد میں فرض نمازوں کے بعد امام صاحب سے معقتہ یوں کے میں جو بلند
آواز سے کلمہ طیبہ پڑھ کر درود شریف اور اللھم است السلام پڑھیں یا تہلیل پڑھتے ہیں
حالانکہ نمازیں مصبوقین بھی موجود ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیا کسی طرح
اس کے تارک پر لعن ملن کی باقی ہو۔

الجواب :- کھڑے اور درود شریف کا ہم سے پڑھنا اجتماعاً و انفراداً اور کھڑے
جاڑے بلکہ بلند نمازیوں کو تکلیف نہ ہو، اگر ایسا کر لے کر نمازیوں کی نمازوں میں خلل
پڑتا ہو تو بھروسہ عمل درست نہیں۔

سوال :- انجیل عیدین کے موقع پر
ایک دوسرے کو "عید مبارک" کہنے کی شرعی حیثیت

کے احاطہ کیتے ہیں جبکہ بعض لوگ اس کو بہ عین کہتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- عیدین کے موقع پر اسلام میں کئی افعال اور اعمال سنت میں جو مسلمان
کے لیے خوشی کے موقع عیدین وغیرہ پر جائز قرار دیتے تھے جیسا کہ احادیث و آثار سنت
صحابیہ میں وارد ہے البتہ روحانیت فقہ اور بہ ذات مرقس سے پہنچنا بھی نہایت ہی ضروری ہے۔
صورتہ مسئلہ کے مطابق عیدین کی خوشی پر اگر ایک مؤمن دوسرے مؤمن سے کہہ دے
کہ عید مبارک ہو اللہ تعالیٰ آپ کے روزے نمازیں اور زکوٰۃ قبول فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کی
قربانی قبول فرمائے۔ تو یہ ایک عبادت کے کہنے پر شائبہ و ترتیب ہے، اور اہل عالم کی
عزت و قبولیت کے لیے دعا ہے۔ ایسا کہنے میں بظاہر کوئی حرج نہیں، البتہ اس طرح کے اظہار
کہنے کو لازم سمجھنا اور نہ کہنے والے سے ناراض ہونا یا اس کا اتنا اہتمام کرنا اور عید کا مبارکباد
دینے کے لیے گئی اور گھر گھر پہنچنا یقیناً ایک گروہ عمل ہے اور ثواب کی نسبت وارادہ سے کرنا
احداث فی العین ہے۔

الدر المنتار میں ہے: والتمہینۃ بتقبل اللہ منا و منکم لا تسکر لا اور در التہلیل
میں ہے کہ قولہ والتمہینۃ و انما قال ذلک لانه لم یحفظ فیہا شیء من اہ حنیفۃ و احیاء
و ذکر فی القنیۃ انہ لم ینقل عن اصحابنا کراہۃ و عن مالک انہ کرہھا و عن ابی داؤد

حساب الہی ہے، مسلمانوں کو ایسی حرکات سے توبہ کرنا چاہیئے، یہ امور حرام اور گناہ کبیرہ ہیں کفر نہیں ہیں، امر اور کفر والا لفظ امور پر فاسق ہے اور تعزیر کا شقی ہے۔

(عذیرۃ اختیاریۃ ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب المسئۃ والبدنۃ)

فتنہ کی دعوت بدعت نہیں | سوال :- بچے کے فتنے کی خوشی ہیں لوگوں کو شرکت کی دعوت دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ بعض حضرات اس کو بدعت کہتے ہیں؟

الجواب :- شادی بیاہ، فتنے اور دیگر خوشیوں کے مواقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو شرکت کی دعوت دینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں البتہ اس کو لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے۔

قال العلامة عبد الحق اندھلوی، در مجمع البحار بفتنہ کہ ضیافت برہشت نزع است ولید برائے عرس و عرس بغیم خای معہ برائے ولادت و اعزاء برائے ختان و دیگر برائے بنا و تعید برائے قدم مسافر... (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۱۲۹) باب الولیۃ ص ۱۷۰ | سوال :- بعض لوگ بطسوں اور وعظ و نصیحت کی درود شریف کے لیے قیام کرنا | مجالس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پڑھتے ہی کھڑے ہو کر باذان بلند ملوٹ و سلام پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، شرعاً ایسے قیام کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اگرچہ موجب ثواب ہے مگر درود شریف پڑھنے کے لیے قیام کرنا سلف و غفلت میں کسی سے ثابت نہیں، اس کے علاوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے لیے قیام کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پڑھنا سکر دھندہ شریف پڑھنے کے لیے کھڑے ہونا اور پھر اس پر اترنا اگرنا خلاف شرع ہے۔

لے قل علامۃ قطب الدین، (عرس اونکوہ) اس سے فتنہ اور حقیقہ وغیرہ کی دعوت مراد ہے۔ (رمطہ برحق جلد ۳ ص ۲۵۸) باب الولیۃ ص ۱۷۰
وَمِنْهُ حَاشِیۃ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۷۰ باب الولیۃ ص ۱۷۰

لما ورد في الحديث، عن النبي قال: لا يكن شخص أحب إليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكنا نؤاذر رؤة له يقولون ما يقولون من كراهيتهم، فقال: رداء ابنه رضى وقال حديث حسن صحيح -

(مسکوة المصابیح مشکۃ باب القيام)

مصابیح میں بخاری شریف کے ختم کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب! بعض دینی مدارس میں معیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرایا جاتا ہے، شرعاً ایسے ختم کا کیا حکم ہے؟
الجواب :- معیبت میں بخاری شریف کا ختم کرنا قرونِ بائعہ میں نہیں تھا مگر متاخرین علماء نے اس کو جائز کر دیا ہے۔

لما قال علامہ رشید احمد گنگوہی، قرونِ ثلاثہ میں بخاری شریف تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، اس کا اصل شرط ہے ثابت ہے بدعت نہیں۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۱۵۲ کتاب التہجد)

بڑے لوگوں کی برسیاں منانا | سوال :- آج کل عوام میں یہ ایک مہم رائج ہو چکا ہے کہ ہر سال انیسویں کے تعداد اور بڑے لوگوں کی برسیاں منائی جاتی ہیں، جیسے کہ یومِ صدیق، یومِ فاروق، یومِ ابی بکر، یومِ عظیم، یومِ انبیا، اور یومِ قائد اعظم وغیرہ، شرعاً ان برسیوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- اسلام ایک کامل و مکمل دین اور نہ بظاہر نہ باطن ہے جو کہ خدا پرستی کا داعی ہے اور شخصیت پرستی سے منع کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر اقربان میں ان ختم کھانوں پر مسجد فیروز کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عظیم شخصیت کے دنیا سے جاتے کے بعد خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعد میں آنے والے تابعین و تبع تابعین میں کسی کو بھی ایسا نہ کیا جاتا تھا۔ سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برسی نہیں منائی اور نہ آپ کی یاد میں کوئی چھٹی کی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں، لا یصل لا امرأة تؤمن بالله والیوم الا ان تحمد علی میت فوق ثلثة ايام (بخاری زوجہ اربعۃ اشہر وعشر وار (انہدایۃ ج ۱) مشکۃ باب اعدۃ فضل فی الخادم) البتہ اگر اس کو ایصالِ ثواب کے لیے منایا جاتا ہو اور اس دن لموات کے ایصالِ ثواب

کے لیے غفرت، قرآن و غیرہ سمواتے ہوں تو انہیں بھیس و اہم نامزد ہے۔ یہی یہ خلافت شروع سے مسئلہ شریعت مندرستے ایصال ثواب کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا بلکہ ہر وقت اور ہر جگہ اس کی گنجائش ہے، ایسی طرف سے وقت خاص دن مقرر کرنا دین میں زیادتی ہے جو اسلام کے کامل اور مکمل ہونے کی صفت کے خلاف ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان غفرت اور بیہودہ رسموات سے پرہیز کریں اور بیہودہ و بیوقوفانہ طریقہ ترک کر دیں۔

نشادی کے موقع پر سہرا باندھنا | سوال :- جناب مفتی صاحب! اکمل شادی پر یہ شادی کا لازمی حصہ تصور کیا جاتا ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- سہرا باندھنا بندہ دھون کی رسم ہے جو کہ عرصہ دراز تک ہندوؤں اور مسلمانوں میں رواج رہی اور باہمی میل جول کی وجہ سے مسلمانوں میں سرایت کر چکی ہے۔ اس لیے یہ واجب الترتیب ہے اور اس پر استراحت و اصرار کرنا موجب گناہ ہے۔

لما قال العنقاء مفضی عینا کفایت اللہ، شکار یا کسی اور قریب کے موقع پر بانیہ وغیرہ بخوانا، سہرا باندھنا، ناچ رگت کرانا، جائز نہیں۔ (کلمات المفتی ص ۵۷۵)۔ ہذا باب: صہر، جہر، عداوا، جہر وغیرہ۔

سراگرہ کی شرعی حیثیت | سوال :- اکمل غرضی خانے کی ایک عجیب رسم کارڈیاں ہے وہ یہ کہ جب کسی کی پیدائش کو تازہ یخ یاد آجاتا ہے تو مزید قارب کو کھانے کی دعوت دی جاتی ہے اور پھر بڑی دھوم دھام سے سویم تیاں جہاں مخصوص قسم کا کیک کھاتا ہے، معاشرت میں اس کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے۔ فہی اس خوشی میں ایک دوسرے کو گرانشہ تحفے تحفے دیتے ہیں اور اس سب کچھ کو ساکھو کہا جاتا ہے۔ تو کیا شرعاً اس کا کوئی ثبوت ہے اور اس قسم کی دعوت میں شرکت کرنا، تحفہ وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اسلام میں اس قسم کے رسم و رواج کا کوئی ثبوت نہیں ہے، خیر القرون میں کسی صحابی، تابعی، تابعین یا ائمہ اربعہ میں سے کسی سے مروی طریقہ پر ساگرہ منانا ثابت نہیں، یہ رسم بد اثر یزیدوں کی ایجاد کردہ ہے۔ ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی یہ رسم سرایت کر چکی ہے۔ اس لیے اس رسم کو ضروری سمجھنا، یہی دعوت میں شرکت کرنا

اور نئے نئی ٹٹ دینا فضول ہے شریعت مقدسہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔

سوال :- جناب مفتی صاحب! دینا کے دیگر مالک کی طرح عیسوی سال شروع ہونے پر خوشیاں منانا

ملک عزیز پاکستان میں بھی یہ رواج ہے کہ جب نیا عیسوی سال شروع ہوتا ہے تو لوگ ایک دوسرے کو نیا اور نیا شرف کے عنوان سے مبارکباد دیتے ہیں، ملک بھر میں خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ تو کیا عیسوی سال کے شروع ہونے میں اس طریقہ پر خوشیاں منانے کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

الجواب :- مسلمانوں کے لیے ہجری سال مقرر ہے اور اسی سے ہماری اسلامی شخص کا اظہار ہوتا ہے، عیسوی سال عیسائیوں کا ہے اور وہی اس کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں۔ بعض مسلمان یہ بات اور ناگہمی سے یہ خوشیاں مناتے ہیں، لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا اسلامی شخص برقرار رکھنے کے لیے ہجری سال اپنائیں اور اپنے حساب کو کتاب کا سارا دار و مدار اسی کے مطابق رکھیں، اس لیے کہ اسلامی عبادات کا تعلق قمری سال سے ہے نہ کہ عیسوی سال سے۔

سوال :- جناب مفتی صاحب! اگرچہ نیا کام شروع کرنے پر قرآن خوانی کا اہتمام کرنا

یہ ایک عام رواج میں چلکا ہے کہ جب کوئی نیا کام شروع کرتے ہیں یا مکان وغیرہ بناتے ہیں تو اس میں خیر و برکت کا غرض سے چند نووں کو بلا کر ان سے قرآن مجید کا ختم کرایا جاتا ہے اور یہاں تک اس کا اہتمام ہوتا ہے کہ اس وقت تک کوئی کام شروع ہی نہیں کرتے جب تک قرآن مجید کا ختم نہ کر لیں۔ شرعاً ایسے ختم قرآن کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- قرآن کریم کی تلاوت فی نفسہ خیر و برکت کا ذریعہ ہے اس کے پڑھنے یا پڑھوانے سے کلام بارگاہ اور دوکان وغیرہ میں برکت ہوتی ہے مگر اس کو دین کا جز نہیں سمجھنا چاہیے۔ خیر ختم قرآن کے بھی اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ وہ مانگی چلیجے البتہ ختم قرآن کو ایک دم کی شکل دے کر ضروری سمجھنا اور اس کا خوب اہتمام کرنا دین میں زیادتی کے مترادف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔



جمہور کی نماز کے بعد درود شریف پڑھنے کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب! کچھ عرصے
 بعد میں نماز جمعہ کے بعد نماز کے بعد
 طور پر رکھوے ہو کر لاؤ بیٹھ کر یا واڑ بلند صلوة و سلام پڑھئے کا رواج ہے اور نماز کرنے
 والوں پر لمن ملن کی جاتی ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام پڑھنا، عظیم القربات میں سے ہیں لیکن
 شریعت میں نہ اس کے لیے کوئی خاص دن اور وقت مقرر نہیں کیا ہے بلکہ ایک سال میں بھی
 اور جس وقت بھی چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام پڑھ سکتا ہے اور یہ مثل ہفت تہ و
 برکت اور مہربان اور واجب ہے، مگر اس کے لیے از خود وقت اور دن نہیں مقرر کیا جاتا، شرع
 اور بدعت سے، بریلوی حضرات کے اس نوری دلیل کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں ملتا، یہ
 ان حضرات کا ذاتی اور خود ساختہ عمل ہے جو کہ شرعاً واجب و عزلی ہے۔

کھانے پر ہاتھ رکھ رکھ دھوا مانگنا | سوال :- بعض علاقوں میں یہ ایک عام رواج ہے
 کہ وہاں خواتین کھانا اور پانی کا گلاس سامنے رکھ کر
 اس پر ہاتھ رکھتی ہیں اور پھر فاتحہ پڑھتی ہیں، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- ایسا فعل تو اب کے لیے کھانا وغیرہ ختم و مساکین میں تقسیم کرنا جائز ہے
 مگر اس پر ہاتھ رکھ کر دھوا مانگنا بے اصل اور غلط ہے۔

لما قال المفتی کفایت اللہ، کھانا منے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کی رسم بے اصل ہے کھانا اللہ کے واسطے
 کسی مسکین کو دیدیا جائے پس یہی کافی ہے اور جو کچھ کہ تو اب بیچنا ہے وہ بغیر کھانا منے چھوڑ
 تو اب بیچنا دیا جائے اور ادا کھانا دیدیا یا نقدی میں ڈالنا جائز ہے اور اس کو تو اب سمجھنا غلط
 ہے۔ (کفایت المفتی جلد اول کتاب العقائد) لے

لے لاقال للعلاۃ مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، سوال :- کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم صحابہ کرامؓ، امام حسنؓ و حسینؓ، حضرات تابعینؓ، حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت غوث پاکؒ
 حضرت خواجہ مین الدین چشتیؒ نے کھانے کو سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھ کر کوئی کچھ بھیجتا تھا؟
 جواب :- یہ اکابر توجیع شریعت اور پابند سنت تھے، یہ بے دلیل اور غلط طریقہ کو بیکے
 اختیار کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ بر ۱۵۴۴ھ باب البدع والرسوم)

اولیاء اللہ کی قبروں کا طواف کرنا اسوال۔۔۔ اہل کچھ توں جسو نہ تو میں اولیاء اللہ کے مزارات کے گرد گرد و قافہ کے طواف کی طرح بھکر لگاتی ہیں اور اس کو کارِ شواب بھیتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب۔۔۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر بھکر لگانا طواف کرنا ناجائز و حرام ہے اور کسی کو کارِ خیر سمجھ کر کوئی سوچ دیتا ہے اس لیے اس کو نہ سے اور مشرکانہ طریقہ عمل سے بھتناسخ ضروری ہے۔

ما قال العلامة ملا علی قاریؒ : ولا يطوف المنيذ ورحول البقعة المشيئة لان الطواف من اختصاص الكعبة المشيئة فيحرأ حولي قبور ما يغير والا وليا ذكرا اعتبارا بما يفعله العامة الجهنمة ولو كانوا في صودة الشك والاوليد۔

ترجمہ۔۔۔ ماری مشہور فقہ و اہل علم کا یہ مقام۔

سوال۔۔۔ بعض لوگ اولیاء اللہ کی قبروں پر بھول پر بھولوں کی چادریں پڑھاتے ہیں بھول وغیرہ ڈالنے میں اس کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

الجواب۔۔۔ نماز بھول اور بیزارچہ یا شریعہ وغیرہ اس نیت کے ساتھ قبروں پر رکھنا اگر اس سے مذہبِ حق میں تخفیف ہو اور اس کی حمد و ثناء سے میرٹ کو نفع ہوگا اگرچہ شرعاً ناجائز ہے مگر ثناء و حمد اور فتنوں کے اس دور میں جو کچھ شیعوں میں اکثر فتور پیدا ہو چکا ہے اس لیے علماء کرام نے اولیاء اللہ کی قبروں پر بھول یا بھولوں کی چادریں ڈالنے کو خلافِ شرع قرار دیا ہے۔

ما قال العلامة اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ : کیا حواص ان اس کی یہ نیت ہو تو ہے اگر یہ نیت ہو تو توفیق و عطا کی قبور پر بھول پڑھاتے اولیاء کی قبور پر نہ چڑھتے اور اگر کسی کی نیت ہو بھی تب بھی اس کا فعل عزم کے لیے موجبِ ثناء نہ ہے۔

الحمد للہ علامہ تاج الدین علیؒ : لو فکرت قبرس بارہ شہد یا غیر سہ بارہ شرعاً غیر جائز و حرام است و مگر کلام کو اگر بارہ بار فاسق و مشرک و کافر بجا کر و مستحب و لذت و طواف خود و یا غیر خود کرنا است۔

کرامت۔۔۔ زمانہ مسائل ص ۵۵ اسواں سنی و حج پر دم

ترجمہ۔۔۔ ایمان و تہذیب و تمدن ص ۵۵ کتاب البیعات۔

ہونا ہے اس لیے اس کے لیے بھی مسجد ہے۔ (امام غزالی جلد ۳ کتاب بصرات) اے
والدین کی قبروں کو بوسہ دینے کے بارے میں شیخ محمد نسوول بہ کتاب مفتی

سے دو زبان و خط یہ بات سننے میں آئی ہے کہ والدین کی قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے۔
بہرہم علم و کرام سے یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ قبروں کو بوسہ دینا حرام اور قہر پرستی ہے
تو کیا والدین کی قبریں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور کیا یہ قبر پرستی نہیں؟ قرآن و سنت کی
روشنی میں وضاحت فرما کر مشکور ہو مائیں؟

الجواب: قبر پرستی والدین کی ہر ایک اور کسی اور کی ناجائز و حرام ہے سلام میں اس کی
قطعاً اجازت نہیں ہے مولوی صاحب نے ہجرات و عظمت کی کمی ہے کسی نامور اور اقویٰ کتاب
کے مصنف نے لکھی ہے کہ یہ قابل فتویٰ فتویٰ نہیں کیا کہ درالافتاء تالیف پر فتویٰ دینا حرام
نفسانہ کے خلاف ہے اس لیے صحیح اور قابل فتویٰ قول یہ ہے کہ والدین کی قبروں کو بھی بوسہ دینا
حرام و ناجائز ہے۔

مذہب اہل علم و عبادت علیٰ نبی و رسول و اولیٰ و والدین جائز است یا نہ؟ الجواب: حرام است
کذا اصوح علی النہای وغیرہ۔ مجموعہ غزالی جلد ۶ ص ۶۹۰ حاشیہ (اشیوار کتاب الجواز)

لے ذال اعلامہ محمد یوسف بنوریؒ فتاویٰ دامت بقیۃ انہو علی نقیورہ بالخاص علی قیود
نصرانیوں و سادہ و اہل فہم زیادہ نصیرا و علی ذلک و نقایہ و وصحت دلت مشا
فی اہل فہم انما سادہ تا بہا شریعۃ النعم و شمولہا سبب الشواب و اہل الجہل و نصیرہ مطلقا
فی شریعہ قصصی منع ذلک باننا استثنائا لثقتہ و وجہا لادۃ مکانہ المحدثات
و بالہذہ فہم متفرقہ مکررہ۔ (معروف سنن ج ۱ ص ۲۵۰ باب التشدید فی القیود)

۲۔ حال اعدا مدعیہ الحق لہ ہلویؒ میں فقہیہ تفسیر شرعیہ تحریر کیا جس میں کلمہ و ہاشیہ میں
بڑی ذرا زبرد و اندازہ و پرل برن اخرا از سادہ و عظیم قبروں کو بوسہ دینا و دست و پیر و عرق
و شیل نمودن و نحو شیل کردن و دینے کی مایہ و درست و درست و جائز و ہجرات سادہ
مکررہ و ذلک بطور کتاب کتابت و خط و شیخ اسلام مذکور است دست نہند پر قبر و مسیح کہ
۳۔ بوسہ نہ دینے و نہ ہاشیہ نمودن کی ایک شہادت و ثابت و شہادت و شہادت و شہادت و شہادت
کتاب و ہاشیہ مذکور است شرعاً و اہل فہم کہ نیست۔ (دائمیہ مسئلہ ص ۱۷۰ ذیل جہل و جہل)

بغیر نماز کے شہینہ کا حکم | سوال :- بعض علاقوں میں میت کے ایصالِ ثواب یا تقریباً

کے لیے چند حفاذ کو کرام شہینہ کا اہتمام کرتے ہیں اور اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ہر حافظ قرآن اپنی باری پر قرآن سنانے رکھ کر بغیر نماز کے لافو و سبک پر تلاوت کرتا ہے اسی طرٹ پر سلسلہ جاری رہتا ہے اس سے لوگوں کی ذہنیں بھی تڑپا ہوتی ہیں اور مردوں کو تکلیف پہنچتی ہے جبکہ بعض غاسبات میں قرآن سنانا ویسے ہی بے ادبی ہے اب دنیاقت طلب مشورہ ہے کہ اس طریقہ پر قرآن مجید پڑھنے کی شریعت میں گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب :- قرآن کریم کی تلاوت اگرچہ اعظم القربات اور قرب الہی کے ذرائع میں سے ایک بڑا ذریعہ ہے مگر اس کے لیے وہ کیفیت و طریقہ اختیار کیا جائے جس کے آثار و فواید ثلاث ہیں پائے جاتے ہوں اپنی طرف سے کوئی ایسا طریقہ نکال دینا قرآن کے لیے اختیار کرنا جو غیر تقویٰ میں نہ ہو اور نہ اس کو ایسا ذریعہ سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو یا عیب گناہ و عذاب ہے اسی لیے صورت مسئلہ کا شہینہ درست ہی نہیں بلکہ واجب الزک ہے ۔

تبیحہ درسم قتل وغیرہ میں ختم قرآن کا حکم | سوال :- بزرگوار پاک و ہند کے اکثر علاقوں میں نام مسجد اور حفاذ وغیرہ کو جمع کر کے میت کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن مجید کا ختم کرایا جاتا ہے اور اس رسم پر بڑی سختی سے عمل کیا جاتا ہے اور ایسا نہ کرنے والوں پر انتہائی سخت قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں، شرعاً اس طریقہ ایصالِ ثواب کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- میت کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن کریم کی تلاوت و نفل نمازیں اور دیگر نیکیاں اہتمام کرنا شرعاً مقرر نہیں ہے اور اس سے میت کو فائدہ بھی پہنچتا ہے اور اس کے لیے وقت اور ایام کی تخصیص شرع میں ثابت نہیں، اسی لیے مذکورہ بالا طریقہ ایصالِ ثواب کو فقہاء کرام نے بہت شہرہ کیا ہے ۔

لما قال: لعلاء مہ شہداً احمد شہنشاہی، مقرر کردہ روز سوم اور غیرہ بالتخصیص و اذرا مندرجہ انکاشات در شریعت محمدیہ ثابت نیست صاحب نصاب الاحساب آن را مذکورہ نوشتہ رسم و بالتخصیص بگنہ ذمہ ہر روز یک خواہند بود و چون میت رسانند و میت قریب رگ خود در بارہ تر خاج در میشوہ ہر قدر کہ ایصالِ ثواب ہر روز یک شود موجب خیر است ۔

در تابقات و شہدیتہ ص ۱۲۱ کتاب البیہات

تدار کے بعد التزم انما ان الله و مملکتہ الخ التزمنا پڑھنا | سوال: بعض نے کہا
 بادۃ ام یادان بعد نیت کر یا اللہ تعالیٰ علیٰ کلمتک ابراہیم کہ درود شریف پڑھتے ہیں اور پڑھتے
 والوں پر وہابیت درمکر درود کا فتویٰ دیتے ہیں، تو کیا فرض نمازوں کے بعد درود شریف
 بلند کرنا شرط پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب: درود شریف بلند کرنے سے ہو یا نہت سے دونوں طرح بلا اثر ہے درست
 اور غلط ثواب کا باعث ہے لیکن صورت مشروطہ میں درج طریقہ قبول بالغیر ہیں درود ہی
 ائمہ اربعہ میں کسی سے ثابت ہے، اس لیے یہ طریقہ چلتے انفرادی ہو یا اجتماعی دونوں طرح
 خلاف شرط اور بدعت ہے۔

ل قال: علاحدہ ابن عبدالحج لا لکن: الصلوة والتسليم على النبي صلى الله عليه وسلم
 لا يشك مسلم انها من اكبر العبادات واجلها دن كونه ذكر الله تعالى والصلوة والصلوة
 عن النبي حسن سنن وعلا تيا لکن یس لئان نفع العبادات لا فی مواضعه لہ وضعها
 التي وضعها الشارع فيها ومعنى عليه سلف الامة الاثری الى قول عبد الله بن عمر
 ان الله قد بعث ابينا محمد صلى الله عليه وسلم ولا نعلم شيئا واما تفعل كما
 رأيتا تفعل والصلوة والتسليم على النبي صلى الله عليه وسلم احد
 ثوابها فی رقيقة مواضع لہ یس تفعل فیها فی عهد من عقی والخیر کما
 فی الاتباع لہم۔ زالمندخل ج ۲ ص ۲۹۲

عرف کے دن حجاج سے مشابہت کیلئے شہر سے باہر نکلتا | سوال: جناب مفتی صاحب
 عرف کا دن حجاج سے مشابہت کیلئے شہر سے باہر نکلتا عرف کا دن بہت مبارک
 دن ہے، اس دن حاجی صاحبان عرفات کے میدان میں جمع ہو کر وہاں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے

ل قال العلامة مفتی کما یت الله الدہلوی: سوال: سنتوں کے بعد نام ابراہیم علیہ السلام پڑھنا
 اور درود بھیجنا کو ثواب ہے یا بدعت؟

الجواب: سنتوں کے بعد اس عمل کا التزام کرنا سنت نہیں، اور یہ راجح اور التزام کرنا
 بدعت ہے۔ رکنائیت المفتی ج ۱ ص ۲۳۵ کتاب العقائد

دکرتے ہیں، اب اگر ہم یہاں پاکستان میں گاؤں یا شہر سے باہر جا کر کسی پہاڑی وغیرہ کے ذہن میں حجاج کے ساتھ مشابہت کے لیے وہاں ظہر و عصر کا منظر اور کب تک تو کیا ہیں ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: اگر وہاں اگرچہ بہت ہلکا دھبہ لیکن حجاج کے ساتھ تشبہ کے لیے یہاں عرفات کے علاوہ اپنے اپنے ملاؤں میں باہر کھلے میدان میں ٹھکانے اور ظہر و عصر کی تلازمین اور کھڑے کے بارے میں شریعت مقدسہ میں کوئی حکم وارد نہیں، اس لیے تقیہاً و کرامتاً اس عمل کو بے اصل اور بدعت قرار دیا ہے اس لیے اس عمل پر کسی قسم کے اجر و ثواب کی امید تو درکنار بلکہ ان صاحب کا خطرہ ہے۔

لما قال العلامة: هذا باطل، وانما احسن ان يصحح الكراهة كما في الدرر في البحار ان ظاهره ماني غاية البيان، ذهابه عنية وفي شرح النية انما مناهي هذه الاشياء البدع... وما لم يكن من اصرام فهو بدعة والبدعة اذا لم يشترط منة فهي ضلالة۔ زردالمختار (جلد ۱)

سوال: اچھل کچھ ماہر چند سے کی رقم سے شریعتی تقسیم کرنے کی شرعی حیثیت؟ میں رمضان المبارک میں اپنی رقم کے اندر قرآن کریم کے حکم کے وقت چند جمع کر کے حاضرین میں شریعتی تقسیم کا مقصد ہے، جبکہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ شریعت مطہرہ کی روشنی میں اس مسئلہ کی وفادار فرمائی جائے کرواقعی ایسا کرنا بدعت ہے؟

الجواب: بختم قرآن کے موقع پر شریعتی تقسیم کرنا شرعاً جائز و منصوص ہے اس کو بدعت کہنا درست نہیں، البتہ چندہ کہ رقم سے شریعتی خرچ کر تقسیم کرنا صحیح نہیں، تاہم اگر کوئی شخص انفرادی طور پر بغیر چندہ کے تقسیم کرے تو اس کو کوئی حرج نہیں۔

مانا ان العلامة رشید احمد گنگوہی: چندہ کر کے اس طرح شریعتی تقسیم کرنا درست

لما قال العلامة مفتی عزیر الرحمن: بدعت مذکور ہو نا لوگوں کا تقیہاً بالواقعین، وینسبنا کثیراً پر علماء خیال حصول ثواب حج لازم ہے اصل اور بدعت و مکروہ ہے۔

رعربز الفقاوی ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب السنۃ والبدعت م

نہیں ہے علی الخصوص اس جگہ کہ اس شیرینی کا اثر انہر لیوں اور اس کے نازک کو ملامت کرنا نادرست ہے۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۱۴۸ کتاب البعدیات) لے

ختم القرآن کی تقریب میں مساجد کو روشن کرنا | سوال :- "بھائی! رمضان المبارک مساجد کو برقی قندیلوں اور غرج طرح کی روشنیوں سے سجایا جاتا ہے، اسلام میں اس کی کیا حکمت ہے؟" **الجواب :-** مساجد اور دیگر مقامات میں ضرورت سے زائد روشنی کرنا اسراف کے حکم میں داخل ہے اور پھر اس کو کاغذ یا کرا مرار کے ضروری سمجھنا اور تباہی کے حکم میں ہے اس لیے رمضان یا غیر رمضان میں ان چیزوں کا اتنا کم کرنا موجب گناہ ہے۔ لہذا قال العلامة رشید احمد گنگوہی: ضرورت سے زائد روشنی کرنا اور پھر اس کے ساتھ اس کو ضروری سمجھنا اسراف اور بدعت ہے اور نادرست ہے۔

تالیفات رشیدیہ ص ۱۵۲ کتاب البعدیات | لے
تقریب کے طور پر برق کی صورت بنانے کا حکم | سوال :- "ماہ محرم احرام میں بھائی کوکہ برق کی صورت بنا کر بطور تقریب پیش کرتے ہیں اور اس کو کاغذ اور موجب ثواب سمجھتے ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟" **الجواب :-** اسلام نے ہر موٹ پر بت سازی کی نفی کی ہے اور لوگوں کو اس قبیل فعل سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ چونکہ برق بھی ایک جائز مطلق ہے اس لیے کسی بھی عنوان سے اس کی صورت بنانا شرعاً ممنوع ہے اور اسی طرح تقریب بنانا چاہے محرم میں ہو یا دوسرے مہینوں میں حرام اور بدعت ہے۔

لاورد فی البعدیات: عن سعید بن الحسن قال كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما
رجل فقال يا ابن عباس اني رجل انما معيشتي من صنعة يدي واني افترع خلقاً

لے ولے لا قال العلامة اشرف علی التھانوی رحمہ اللہ، المذنبون کیف اودعوا قرآن کا ترجمہ ان امور میں یکساں ہے یعنی فضول روشنی کرنا اسراف ہے اور بدعت ہے اور شیرینی کو رازی سمجھ کر باغیہ بھی بدعت ہے۔ الخ (امداد الفتاوی ج ۳ ص ۲۸۹ کتاب البعدیات)۔

التصاوير فقال ابن عباس الا حدثك ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم
محمدا يقول من صور موصوفا فان الله معن به حتى يلتصق فيه الروح وليس
بنافع فيها ابداً فافى بالمرجل دابة شديداً واصفراً وجهه فقال ويحك ان ابيت
الا ان تصنع فعليت بهذه الشجرة وكل شيء فيه روح -

ومشكلة طمس باب التصاوير الفصل الثالث

تغزیر کے جلوس میں شرکت کرنا حرام ہے | سوال :- جناب مفتی صاحب! ہر سال
دس محرم الحرام کو اہل بیع تغزیر بناتے اور
جلوس نکالتے ہیں جس میں بعض اہلسنت بھی بڑے ہوش و جذبہ کے ساتھ اجرو ثواب کی نیت سے
شریک ہوتے ہیں۔ تو کیا اس قسم کے جلوسوں میں شرکت کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- دس محرم کو تغزیر بنانا اور اس کا جلوس نکالنا سب مخرعات اور بے اصل
امور ہیں، اس قسم کے اعمال نلاجذ شرع اور بدعت کے حکم میں ہیں، اس لیے اس قسم کے جلوسوں
اور جلوسوں میں شرکت کرنا ناجائز و حرام ہے۔

لما قال العلامة شاه عبد العلي يز: تغزیر داری در عشره محرم و سائتین مخرائج و مورت
قبور و غیرہ درست نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ ص ۱۷۱)
ایضاً قال: در اجتماع بہ نیت زیارت و تحریہ و تباری حاضر شدن ہم جائز نیست زیرا کہ آنجا
زیارت نیست کہ برائے او حاضر شود و ای جو بہا کہ ساختہ اوست قابل زیارت نیستند بلکه قابل
ازالہ اند۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ ص ۱۷۱)

لہ دعی ای طلحة قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل المملکۃ نبیاً فیہ کلب ولا تصاویر۔
عشاق علیہ۔ (مجموعہ بخاری ج ۲ ص ۱۷۱) باب من کثر القعود علی الصور کتاب اللباس
ومثلاً فی اعداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۲ کتاب البیعت عند الفصل المحرم فی فصل المحرم۔
لہ لما قال المولوی احمد رضا خان: غلم، تغزیر، بیہ کہ مہندی جو طرح رنگ ہے بدعت ہے اور بدعت کے
شوکت اسلام نہیں ہوتی، تغزیر کو حاجت روا لینا و بعد حاجت روائی کھنا جہالت پر جہالت ہے اور اس کے
منبت بنانا طاقت اور نہ کرنے والوں کو باعث نقصان خیال کرنا نمانہ و ہم ہے سکاٹوں کو ایسی حرکت سے
باز کرنا چاہیئے۔ (رسالہ نظم و تغزیر داری ص ۱۷) بخوار فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱ ص ۲۳۸ رد بدعات
و مشکلاً فی فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۰۷ تا ص ۱۱۲ رد بدعات۔

صفر المظفر کے آخری بدھ کو خوشی منانے کی شرعی حیثیت | سوال : جناب مفتی صاحب ! بعض علماء

میں یہ رواج ہے کہ کچھ لوگ ماہ صفر المظفر کے آخری بدھ کو خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے شفا دے دی گئی تھی اور اسی دن بتائیں اور چل جاتی ہیں، اسی لیے اس دن میں خوشیاں مناتے ہوئے شیری تقسیم کر لے جاتے ہیں، دریاقت طلب امر ہے کہ ماہ صفر میں اس عمل کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

الجواب : ماہ صفر المظفر کو موسیٰ بن جعفر نے خلافت اسلام عقیدہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے، اس ماہ مبارک میں نہ تو آسمان سے بلائیں اترتی ہیں اور نہ اس کے آخری بدھ کو اوپر جاتی ہیں اور نہ ہی امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن مرض سے شفا دے پائی ہوگی بلکہ موزوں نے لکھا ہے کہ ۲۸ صفر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تھے۔

لما قال المصلیٰ متقی عبد الوہاب : مسلمانوں کے لیے آخری چہار شنبہ کے طور پر خوشی کا دن منانا جائز نہیں۔ شمس التواریخ وغیرہ میں ہے کہ ۲۶ صفر ۱۱۰۰ھ روز شنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روٹیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷ صفر شنبہ کو اسامہ بن زید امیر لشکر مقرر کئے گئے، ۲۸ صفر چہار شنبہ کو کربچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہو چکے تھے لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کر کے اسامہ کو دیا، اسی روز کو کربچہ کی موت ہو گئی، آخر روز چہار شنبہ اور پنجشنبہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علالت ختم ہو گئی اور ایک ہفتہ ماضی گیا، اسی دن عشاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ (شمس التواریخ جلد ۲ صفحہ ۱۱۰)

اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۶ صفر کو چہار شنبہ (بدھ) کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں ترقی دہی ہوئی تھی اور یہ دن ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا، یہ دن مسلمانوں کے لیے خوشی کا تو ہے ہی نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کے لیے شومانی کا دن ہو سکتا ہے۔ اس روز کو تہوار کا دن ٹھہرانا خوشیاں منانا، عید وغیرہ

میں تعطیل رکھنا، یہ حرام یا غیر خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔ (ذیلوی رحمۃ ج ۱ ص ۱۱۹)
 کتاب العلم (۱) ص ۱۰

رمضان المبارک تیسویں رات کو مٹھائی تقسیم کرنا | سوال۔ بعض علاقوں میں یہ
 دستور ہے کہ رمضان المبارک کی

تیسویں رات کو نماز تراویح کے بعد امام مسجد یا کوئی حافظ قرآن سورۃ احکوت اور قمر
 کی تلاوت کر کے مٹھائی وغیرہ پر دم کرتا ہے۔ پھر وہ مٹھائی پھر حاضرین میں تقسیم کی جاتی ہے
 اور اس کو مستحب کہتے ہیں۔ کیا واقعی یہ طریقہ مستحب ہے؟

الجواب۔ رمضان المبارک کی تیسویں رات کو قرآن کریم کی بعض سورتوں، احکوت و
 قمر کو نہیں کر کے پڑھنا اور پھر مٹھائی یا پیسوں پر دم کر کے حاضرین میں تقسیم کرنا بے اصل
 اور بدعت ہے۔ شریعت محمد میں اس کا کوئی ثبوت نہیں لہذا اس سے اجتناب کیا جائے۔
 اگرچہ قرآن کریم کا سننا اور سننا ناموسیت اور عزت و آبرو ہے۔

قال العلامة ابن نجيم المصنف: لان ذكر الله اذ تعبد به التخصيص بوقت
 دون اوشى دون شئ لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به لادع خلاف
 مشروع۔ (المحررات ج ۲ ص ۱۵۹ باب العیدین) ص ۱۰

۱۔ تان لولوی احمد رضا خان البعلوی۔ الجواب۔ آخری چہار شنبہ کا کوئی اسل نہیں
 نہ اس دن مٹھائی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تمجوت ہے بلکہ مرضی اقدس میں
 وفات مبارک ہوئی اس کا ابتداء اسی دن سے بتایا جاتا ہے۔

(احکام شریفیت جلد ۲ ص ۱۵۹ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱ ص ۱۲ کتاب العلم)
 و مشکوٰۃ فی کفایت الفتی جلد ۲ ص ۱۲ کتاب العقائد۔

۲۔ قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: یا شخصیت الذکر بوقت لم
 یرد بہ الشرع غیر مشروع۔ (درة المختار ج ۲ ص ۱۲ باب العیدین)
 مطلب یطلق المستحب علی السنة وبالعکس

فرض نماز کے بعد بلند آواز سے دعا کرنا بدعت نہیں | اس سوال میں ہمارے محلے کی مسجد کے امام صاحب سے فقہاء میں سے کہا کہ حضرت آپ فرض نماز کے بعد جب دعا کرتے ہیں تو اول و آخر میں کچھ کلمات یا اور بلند کہا کریں تاکہ میں دعا کے شروع ہوں اور ختم ہوں کا علم ہو سکے۔ اس پر امام صاحب نے کہا کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے دعا کرنا بدعت ہے اسلام نے اس کو منوع قرار دیا ہے، اگر کوئی ثابت کر دے تو میں اس بات کے لیے تیار ہوں کہ میرے گلے میں رسی ڈال کر مجھے بازار میں گھسیٹا جائے۔ آنجناب سے گزارش ہے کہ میں اس مسئلے کا حل قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں عنایت فرما کر مشکور فرمائیں؟

الجواب:۔ صورت مسئلہ کے جواب کے لیے چند مقدمات سمجھنا ضروری ہیں جو کہ ذیل میں تفصیل کے ساتھ نمبر وار درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ امام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرض نماز کے بعد دعا کرنا قولاً و عملاً دونوں طرح ثابت ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

رواہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اذ ان یتصرف من صلاتہ استغفر ثلاث مراتب ثم قال وانت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام (ترمذی مسند معارف السنن ج ۳ ص ۱۲۳ باب ما یقول اذا سلم)

۲۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے نقل فرماتے ہیں، حدثنی رجل من الانصار قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی دبر الصلوة اللهم اغفر لی ولبی ولبی علی انک انت الشراب الرحیم مائۃ مرة۔

۳۔ عن ابي سلمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اذا سلم الصبح یسلم العلم فی اسنک علیاً نافعاً ورفراً طیباً و عملاً منقبلاً۔

۴۔ امام مصنف ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ ص ۳۰۱ رقم ۱۵۰۵ کتاب الدعاء

۵۔ علامہ ابن السنی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں، عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من عبد یسبط کفیه فی دبر کل صلوة یقول اللهم الہی والہ ابزہم واسحاق و یعقوب الا کان حقاً علی اللہ ان کلا یزدیدہ حاجتین۔

۶۔ عمل البیوم واللیلة بحوالہ معارف السنن ج ۳ ص ۱۲۳ باب ما یقول اذا سلم

ان کے علاوہ بھی بہت ساری روایات کتب حدیث میں مذکور ہیں جو ما بعد الفرائض کو ثابت کرتی ہیں۔ اس لیے علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

الدعا للامام والمأموم والمنفرد مستحب حقب کلی صلوات بلا خلاف ویقولہ ویستحب ان یقبل علی الناس فیبدعوا۔ (معارف السنن ص ۳۷۳) باب ما یقول اذا سلم۔ (۲) اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی اجتماع و عدا کرنا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

فہذہ وما شاکلہا من الروایات فی ابواب تکفی حجتہا اعتقادہ الناس فی ایلاد من الدعوات الاجتماعیۃ وہو الصلوۃ ولذا ذکرہ فقہاننا ایضاً کما فی نون الايضاح وشرحہ صرافی الفلاح۔ (معارف السنن ص ۳۷۳) باب ما یقول اذا سلم۔

(۳) ذکر اور دعا کرنے کے بارے میں دونوں طرح کی روایات ملتی ہیں، بعض روایات سے خفیہ طور پر ذکر اور دعا کرنا ثابت ہے، بلکہ بعض روایات سے جہر کے ساتھ رکوع یا ازبند کرنا ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اتباع میں فقہار اور علماء و علماء امت باؤ ازبند دعا کرتے آئے ہیں، چند دلائل بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں :-

(۱) علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے کنز العمال کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے، لا یجتمع ملائ فیبدعوا بعضہم ویؤمن بعضہم الا اجمعوا بسم اللہ۔ (معارف السنن ص ۳۷۳) باب ما یقول اذا سلم۔ اسی روایت سے باؤ ازبند دعا کرنا صاف ظاہر ہوتا ہے اس لیے کہ دعا پر آمین تب بھی جاتی ہے جب دعا کرنے والا ازبند آواز سے دعا کرے اور دوسرا شخص اس کو سنتے۔

(۲) علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت نقل کی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوۃ یقول یسبحون لا اعلیٰ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ الخ۔ (فتح الملہم ص ۳۷۳) باب ذکر بعد الصلوۃ۔

(۳) صحیح مسلم میں ہے، ان ابن عباسؓ اخبرہ ان رفع الصوت بالذکر حین لیجهر من الناس من الکتابۃ کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم واثقہ قال قال ابن عباسؓ کنت اعلم اذا انصرفت قوا یدلک اذا سمعتہ۔

(صحیح مسلم علی صدرہ فقہ الملہم ص ۳۷۳) باب ذکر بعد الصلوۃ۔

یہ دونوں روایات بھی بلند آورنے سے دیکھو اور دعا کرنے کو ثابت کرتی ہیں اسی لیے کہ ابن عباسؓ اس وقت حدیث السنن تھے انہوں نے نماز سے فراغت کے بعد یہ ذکر یا تو آخر صفت میں سنا ہو گا یا مسجد سے باہر۔

اس لیے علامہ مخنفؒ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں : واحتدل بحديث الباب بعض السلف على استحباب رفع الصوت بالتسبيح والذكر (تجہ بسم اللہ پاب اندک بعد صلاۃ) اسی طرح علامہ نوویؒ نے بھی اس حدیث کے تحت لکھا ہے : لهذا الحديث دليل على انه بعض السلف انه يستحب رفع الصوت بالذكر عند عقيب المكتوبة۔

و محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ كان في مكة قال لا اله الا الله (مجموعہ رسائل لکھنوی جلد ۳ صفحہ ۲۹۴) سیاحۃ الفکر الجہر یا ذکر کہ مسکن اقبال لکھنوی (مجموعہ رسائل علامہ لکھنوی) نے عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے : قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذكر الله ذكرًا حتى يقول الماخفون انكم مراؤون۔ (مجمع الزوائد ج ۴ صفحہ ۲۸۵) سیاحۃ الفکر ص ۲۹۴ باب العبادۃ فی الجہر

بلند آواز سے ذکر کرنے پر اس روایت اور دوسری روایات سے استدلال کرتے ہوئے علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے : وجه الاستدلال بهذين الحديثين انه لما قال لك عند الجهر لا عند النسي۔ (الحاوي القاري ج ۱ ص ۲۸۱) نیز الفکر الجہر ص ۲۸۱ (۵) علامہ جلال الدین سیوطیؒ رحمہ اللہ کہتے ہیں : اخبرني القاري عن ابى هريرة رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انا عندك عبيد وانا معك اذا ذكرتي فان ذكرتي في نفسك ذكرته في نفسي وان ذكرتي في ملائكتي ذكرته في ملائكتي ومنه والذكر في الصلاة لا يكون الا من الجهر۔ (الحاوي القاري ج ۱ ص ۲۸۱) نیز الفکر الجہر ص ۲۸۱ (۶) عن جابر بن عبد الله عن رجل من بني النضير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذكر الله اذ هو۔

رسائل جہد الحق لکھنوی ج ۴ صفحہ ۲۸۵) سیاحۃ الفکر ص ۲۸۵ باب العبادۃ ص ۲۸۵ (۷) عن شداد بن ابي اوفى رضي الله تعالى عنه قال كنا نذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم وبقال ارفعوا اذانكم فتقولوا لا اله الا الله ففعلنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم انك بعثتني بهذا الكلام وامرني بهذا وحدثني عليا : انك لا تخلق اليعاقبة۔ (مسند دکن حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۸۵) باب فی الجہر ص ۲۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قل ذکرہ روایات سے خوب ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد باؤز بند ذکر بھی کیا ہے اور دعا بھی فرمائی ہے اور ساتھ صحابہ کرامؓ کو اس کی ترغیب بھی دی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نماز کے بعد باؤز بند ذکر اور دعا فرمایا کرتے تھے۔ چند آثار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں:-

(۱) عثمان غنی رضی اللہ عنہ إذا انصرف من صلاته قال اللهم استغفرک للذنبی واستجد لک لأرشد امری وأتوب الیک قلب علی اللهم أنت ولی فاجعل رغبتی الیک واجعل فتنائی فی صدق ویرک لی یصارف فتنی وتقبل منی انک أنت ربی۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ملازم، کتاب الدعاء

(۲) عن صلیح بن زید قال سمعت ابن عمر یقول فی ذی القعدة: اللهم أنت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والإکرام۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ملازم، کتاب الدعاء

(۳) عن ابی یونس بن ابی موسیٰ عن ابی موسیٰ أنه کان یقول إذا فرغ من صلاته اللهم اغفر لی ذنوبی ویسر لی امری وبارک فی رزقی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ملازم، کتاب الدعاء)

مصنف ابن ابی شیبہ، سب احقر انکسار اور الحاقی طقناوی وغیرہ کتب، ہمارے میں صحابہ کرامؓ کے آثار موجود ہیں جو ذکر بعد الصلوٰۃ اور دعا بعد الصلوٰۃ بلند آواز سے اور کمزور آواز سے کہتے ہیں۔

ان تینوں مقدمات سے خوب واضح ہوا کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے دعا کرنا یا ذکر و اذکار میں مشغول ہونا جائز ہے، علماء امت میں سے کسی نے بھی اس کو بدعت (اصطلاحی میں شمار نہیں کیا، البتہ محققین علماء نے مرابا کے فرقہ سے جو کہ اختلاف اقلیٰ قرار دیا ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ دعا انفرادی کے ساتھ کی جائے۔

چنانچہ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں، والمذاعا بخصوصه الافضل فیہ لاسرۃ لاند اقرب الی لاجاہہ۔ (الحاشی للفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹۲ نیجۃ العکبرۃ بحرف الذکر)

اور علامہ صفائیؒ نے لکھا ہے، وقال ابن بطال اعصاب المذاهب المتبعة وغیرہم متفقون علی عدم استحباب رفع الصوت بالکلیں ولکن عقیب المکتوبۃ۔

(فتح الملہم ج ۲ ص ۲۸۱ باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

چنانچہ مفتی عبدالرحیم صاحب سے سید اسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا کہ تو آپ نے فرمایا
 درالجواب ہر سق دعاء افضل ہے، مائزوں کا طرح نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے دعا کرتا
 ہاں کہ ہے ہمیشہ چہرہ دعا کی عادت بنانا کمر وہ ہے۔ بقاؤں و سید ح ملک متفرق مسائل ؛
 علامہ ابوکر الجصاص الرزکی نے لکھا ہے : وھاذا من لا تثار دین علی ان الخطاء
 اذ عار افضل من اظہارہ لان الخفیۃ ہی النور (رحمۃ القرآن ج ۱ ص ۱۰۶) اور
 مکر یہ کہ بہت بھی تپ ہے کہ ساجد یا دیگر مقامات میں یا آواز بلند دعا کرنے سے زور
 کو تکلیف نہ ہو بلکہ وہ ان کی بند اور دیگر امور میں فعل واقع ہوتا ہو اور نہ غیر رسمہ کے بلند آواز
 دعا کرنا ناجائز بہت جائز ہے۔ اگر یہ علامہ شعرائی نے بعض مواقع پر بلند آواز سے ذکر دعا کو
 مستحب قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ رشید احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : عن النعمان لشعروانی اجمع العجا
 سلفاً وخلفاً علی استعجاب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش
 جہن ہم علی نائم او علی اوقاف۔ (فتح الملہم ج ۲ ص ۱۰۱) (لذکر بعد الصلوۃ)
 اور جہاں تک دُعَاؤُكُمْ تَخْشَعُوا وَخَفِیۃً (الایم) (تعلق ہے تو یہ آیت
 مطلق دعا کو ہر آگے سے منع پر دل نہیں اسی منع سے مراد یہ جا بلند آواز سے دعا
 کرنے پر محمول ہے، علماء اہل سنت نے اسی پر اسی کو محمول کیا ہے۔

چنانچہ علامہ عبدالحی الہی رحمہ اللہ نے لکھا ہے : ان خفۃ کلابۃ تدل علی
 ثبات الخلق علی المقصود لا علی مدعہ ینار علی ما فسر کلامہم الراغب فی
 تفسیرہ من قوله : اذ کلمت ربک فی نفسک معانہ دس خفیۃ وسرۃ ومعنی
 قوله : وکنت الجہن المضمط : المرامۃ ان یقع التاکید حیث یکون
 بین الخافۃ والجہن قال : اللہ تعالیٰ : وَلَا تَجْہَرُ بِصَلَاتِکَ وَلَا تَخَافُ
 وَابْتَغِ بَیۡتَکَ تَوَکَّلْ سَکِنَہً عَلَی وَعَلٰی هٰذَا تَدُلُّ الْآیۃُ عَلٰی جَوَازِ اتِّسَاعِ الْجَہِشِ
 کلیمہما وافضلیۃ اتساع للتشہد والخفیۃ : رباط التکریم لہذا دل علی الجہر والکرم
 اور حدیث : تَدْعُوْنَ : ہم تو بھی جہر مقررہ پر محمول ہے۔

علامہ عثمانی نے لکھا ہے : واما حدیث : تَدْعُوْنَ : اعم ولا یشاہد الجہون
 عندی عنی الا قتاد فی رفع الصوت۔ (فتح الملہم ج ۲ ص ۱۰۱) (لذکر بعد الصلوۃ)

اس تمام تحصیل سے واضح ہوا کہ بعد ان فرائض خدا آواز سے دعا کرنا جائز ہے اگرچہ پست آواز سے کرنا افضل و بہتر ہے اس کو بدعت کہنا لاجہلی اور کتب حدیث و فقہ سے عدم حمایت کتب دلیل ہے بلا وجہ کسی ثابت شدہ چیز کو بدعت کہنا شرعاً گناہ عظیم ہے جس سے قرہ کرنا فرودی ہے۔ صورت مسئلہ میں اگر مقتدیوں کا یہ ظاہر ہو کہ امام صاحب بڑا احترام دے گا کلمے اور آخر میں چند الفاظ کا ذکر کسی تا کہ مقتدیوں کو دعا شروع ہونے اور ختم ہونے کا علم ہو سکے، اس کو سنت اور فرودی نہ سمجھتے ہوں تو ایسا کرنا بجا کر بہت جائز ہے۔

چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الاختفاء افضل من دخول المریاؤکان فی الجہود لتبویض سنی نحو مصی اوانائم و تازی او مشق بعم شرم و بتقدیم الجہود علی الاختفاء بما اذا خل معن ذلک وکان فیہ قصد تعظیم الجاہل او نحو ازالۃ وحشۃ عن متوحش او طرد نحو تعاس او کسل علی المداعی لفساد او ادخال سرور علی قلب مشرمت الخ۔ (روح المعانی ج ۹، مکتبہ سورۃ الاعراف)

مسئلہ کو مزید وضاحت کے لیے مولانا عبدالحی الکتھویؒ کا رسالہ سجدۃ النکس، علامہ سیوطیؒ کی الفتاویٰ، علامہ جماعی الرازیؒ کی احکام القرآن، معارف القرآن، السیاسة فی حل شرح، نو تالیف کا مطالعہ کریں۔ (لھذا ما غدرنا واللہ اعلم)

خطیب جمعہ و عیدین میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اس سوال: اگر خطیب جمعہ یا عیدین کے خطیب نماز میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کر آئیں کہیں تو شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: عیدین و جمعہ کے خطبوں میں جو دعا کہلاتی ہے اس میں ایم کلام تھا ثنا اور وقت قبل آئیں کہنا کہیں ثابت نہیں۔ وجہ بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بریلوی حضرات کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ لہذا ان اللہ تعالیٰ بعد از عدم، سوال: عیدین و جمعہ کے خطبہ ثانی میں بعض خطیب دعا کرتے ہیں اس وقت حاضرین ہاتھ اٹھا کر آئیں کہتے ہیں اس کو کیا حکم ہے؟

الجواب: اس وقت ہاتھ اٹھا کر آئیں کہنا منع ہے اس میں دو بڑی مصلحتیں کا اختلاف ہے پہلی مولوی احمد رضا خان کی مصدقہ کتاب میں ہے کہ خطیب نے مسلمانوں کیلئے دعا کی تو ماسیوں کو ہاتھ اٹھانا یا آئیں کہنا منع ہے دوسرا کہ اگر کسی کو نہ ملے تو نہ ملے خطبہ میں درود شریف پڑھتے وقت خطیب کا دہانے ہاتھ اٹھ کر آنا درست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۲ ص ۲۰۲ باب در قرہ دعائے)

عید میلاد النبی کی تاریخی اور شرعی حیثیت

مسوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور
مفتیان مذہب فقہاء مسنونین کرام کل
میلاد النبی کے تمام سے بجا پس وعظ منقذ ہو گا ہیں اور ان میں علماء کرام کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ترغیب وترہیب کے مسائل پیش کرتے ہیں اور سنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور احکامات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور احکامات اللہ عزوجل
قسم کے بہتر ہی مفاد میں سناتے ہیں کہ اس قسم کی تقریرات میں علماء کرام اور علماء دین اس کی
شرکت بدعت ہے یا نہیں؟

جواب: اگرچہ ان بات کو قابل ہے کہ ایسی بجا پس واجتماعات واقعات بدعت و تصدیت ہے
ان میں شراب ہو تا رہے اور بازی، شراب نوشی، اور قتل و غارت، جسے بھی بڑھ کر گناہ ہے
لیکن غیر اذہقون میں اس قسم کے اجتماعات منع نہیں ہوتے تھے۔ تو یہ گناہ عین درست
ہے یا نہیں؟ اور درست نہیں تو ان کے لیے تو بشرعی فقہاء تحریر فرما کر ہدایت حاصل کریں؟

الجواب: یہاں مذکور دو محققین علماء کی تصریحات کے پیش نظر عید میلاد کے نام ہے
جو عیسائی عقیدہ کوئی ہیں اور ان کو عقل کے علماء اور علماء مذہب سے بہتر ہونا چاہیے اور ان کا غیر بجا
میں مذکور یہ کہ بدعت ہے، ہے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقل و محنت میں ایمان ہے
آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات تک کے حالات زندگی صحیح طریقہ سے ذکر کرنا
عبادت اور کار نواب ہے۔ سال کے ہر چہرے اور ہر عید کے ہر منظر اور منظر کے ہر دن اور دن
کے ہر گھنٹہ اور گھنٹہ کے ہر منٹ اور منٹ کے ہر سیکنڈ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پھر جائز
ہے اس میں کسی بھی مسلمان کو تو اختلاف کا کچھ نہیں ہے اور نہ ہی امت سے انکار کی جگہ ہے اگر مزاج
اور موضوع بحث وہ مجلسیں ہیں جہاں کو ثواب کا نیت سے خاص مہینوں مثلاً ذی الحجۃ اور ذی القعدہ
کے میلاد منایا جاتا ہے اور میرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر
اور شے ہے اول بدعت ہے ثانی مذہب اور مذہب ہے۔ صحابہ کرام سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کوئی نہیں تھا، ان سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور عظیم کوئی کر سکتا ہے حضور کی محبت ان میں
کامل تھی، عیسائیوں کے حضور کو جس میں نبوت کے ساتھ خود زود ہے، وہ بھی عیسائیوں کے
مذاہب راشدہ کی حکومت مانی، تقریباً سترہ سال تک عیسائیوں کا دور رہا، کم و بیش دو سو تیس برس
تھیں اور تیس سال عیسائیوں کا دور رہا لیکن تیس سال تک کوئی اس بات کا ثبوت صحیح سند سے پیش کر سکا کہ

اسے متذکرہ ملنے اور طویل حرمے میں عثمانی رسول میں سے کسی عاشق سادہ دل نے ایسی محفل انعقاد کیا ہے یا انعقاد کسے کہ کسی سے مراحت یا اشارۃً کہا ہے، یا خود حضور اکرمؐ کے مبارک زمانے میں آپؐ کی امانت سے ایسی مجالس منعقد ہوئی ہوں۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ کارِ ثواب اور بارِ کفر و بیگناہی ہی زمانوں میں انعقاد کیوں نہ ہوا؟ اور اگر نہیں ہوا ہے تو بعد میں ہونے پر اس کو بدعت کیوں نہ کہیں گے؟ آپ اس سے متعلق ظاہری شکل و صورت کو دیکھ کر ترغیب و ترمیم کا بنا بہ مستحب قرار دینا چاہتے ہیں مگر ذرا یہ سوچئے کہ وہ کون سی شرعی بدعت ہے جس کی ظاہری شکل و صورت عبادت کی نہ ہو؟ خاص کر جب اس کے متعلق اکابرین ولیدہ ہند ہمہ اندازہ دہانی کے مزاج قادیانی ہی حرمت اور ممانعت کے بارے میں موجود ہیں، تو دیوبندی جو کہ آپ کیوں اس کی طرف راغب معلوم ہوتے ہیں، میں نے خود اپنے شیخ حضرت الاسلام مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی کو ملندہ فرقہ سے زبان و درہ حدیث پر مشتمل وقت سے متعلق کہ ”ایک مجلسوں کا انعقاد بدعت ہے“ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گکھڑی رحمتہ ائمہ علیہم بھی اس کو ممنوع قرار دیا ہے، قادیانی رشیدیہ جنداً خالی میں آپؐ فرماتے ہیں: ”نفس ذکر و ولایت باطن خیر و عالم صلح کا مذہب ہے۔ یہ مگر سبب انضام ان وجود کے یہ مجلس ممنوع ہو گئی“۔

مجالس عید میلاد النبیؐ کا تاریخی پس منظر | اس رسم و بدعت کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ اسلام تاریخ میں مسلمانوں میں رواج نہیں تھا، یہ نہ کوئی صحابی کو نہ بھی نہ کسی تابعی کو، نہ کسی محدث فقہیہ، بزرگ و دلی ائمہ کو یہ بدعت اگر کو بھی تو ایک مسرب بادشاہ اور اس کے رفیق و نیاز پرست مولوی کو یہ بدعت ششدر میں موصول کے شہر میں مظفر الدین کو کرکری کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک مسرب بادشاہ اور دین سے بے پرواہ شخص تھا۔ (ایسی حالتوں میں اس کے متعلق امام احمد بن محمد بصری مانتی رتہ اند علیہ لکھتے ہیں۔)

کات ملکا مسرفاً یا مرملاء زمانہ ان یعملوا یا شنباء علم و اجتہاد ہم وان لا یتبعوا ہم
 غیر ہم حق مالک الیہ یتابعون من عند و حافظۃ من الفضل و یستقل مولد النبیؐ صلعم
 الربیع الاول و هو قل من احدث من الخلق هذا یس (القول المتحد لئن انہ)
 (ترجمہ) وہ ایک مسرب بادشاہ تھا، علم کے زمانہ سے کہا کرتا تھا کہ وہ اپنے استنباط اور اجتہاد پر عمل کے غیر دین کے مذہب پر عمل نہ کریں حق کر و نیاز پرست، علماء اور فضلاء کی ایک جماعت ایسی طرف

فائل ہو گئی اور وہ دیکھ لاقون میں محفل میلاد منعقد کیا کرتا تھا، بادشاہوں میں یہ سب شخص ہے جس نے یہ بدعت گھڑی ہے؟
اس محفل میلاد پر وہ کیا خرچ کرتا تھا؟ اس کے متعلق علامہ ذہبی نقل فرماتے ہیں :-
كان يتفق حينئذ سنة علي مولد النبي صدم نحو ثلاث مائة الف .

(۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰)

درجہ؟ وہ ہر سال میلاد النبی پر تقریباً تین لاکھ روپے خرچ کیا کرتا تھا؟
جس دنیا پرست مولوی نے اس کے جواز کے لیے مواد جمع کیا تھا اس کا نام عربی و اصیہ
بالفاظ بقاء حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں :-

صان كثير الويلة في كلفة وفي لسف من العلم حيث الملك من حق شدة
لکیر قلیل التخریج اموالہ من ہاویثا . (نسان ۱۰۱ میلاد ۴۴۷ ع ۱۰۱)

وتمیز لا وہ اسے دین اور ملت کی شان میں بہت بڑا کٹا خرچ تھا اگر زبان کا نامک تھا
بڑا حق اور معتبر تھا دین کے کاموں میں برابر برافہ اور مست تھا؟

ان دونوں بحثوں سے مل کر یہ بدعت ایجاد کی، اور اس کے بعد ملحدی میں سے
شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۱ میں امام نصیر الدین شافعی سے
ارشاد اختیار کیا کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ کے کتبائے دہ میں اور علامہ
ابن ابی الحاج ماکوٹ نے پوری محاسن اور وضاحت کے ساتھ اس کی تردید کی ہے۔ چنانچہ علامہ
موصوفہ نے مثل ابن الحاج ج ۱ ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں :-

ومن جملة ما سئل في شأنه من انه قد اعتمد عليه في ذلك من اكلوا العبادات والاعمال
التي حرمها فيكون في شهر الربيع الاول من المولد وقد ذكر على بدع وخرافات
ان قالوا ولقد اعتمدوا عليه في ذلك من المولد اذا عمل بالاسماع من دلائله وعلى
طريقه في ذلك من المولد ودعى اليه الاحوال وسلم من كل ما تقدم ذكره فهو بدعة
بعضي يشبهه فقل ان ذلك في اربعين وليس من عمل بالسلف انا غيبين و
اتباع السلف اوفى . (مدخل ابن الحاج مطبوعة مصر ج ۱ ص ۱۸۵)

(ترجمہ) کوکل کو ان بدعتوں میں سے ہیں کہ وہ بڑی عبادت سمجھتے ہیں اور حق کے کرنے کو وہ
تھا اور اسلام کا ظہر سمجھتے ہیں وہ جنہیں میلاد ہے جس کو وہ ماہ ربیع الاول میں کیا کرتے ہیں یہ علمی

بہت ہی برعادت اور فحش بات پر مشتمل جوت ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں : اور اس مجلس میں ہر پرہیزگار
اس صورت میں مرتب ہوتے ہیں جبکہ اس میں سماج ہو، پس اگر وہ سماج سے پاک ہو اور برکت
موجود کرنا یا نہ کرنا یہاں پر اور جائزوں اور دوستوں کو اس کے لیے بلایا گیا ہو اور تمام مذکورہ بالا مفاسد
سے محفوظ ہو تب بھی وہ نیک اتفاق و مجلس میلاد کی وجہ سے بدعت ہے کہ یہ دین میں ایک چیلہ
اور کافرا ہے جو بدعت نے اس پر عمل نہیں کیا ہے اور سنت کی پیروی زیادہ بہتر ہے۔
علامہ عبد الرحمن اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں :-

ان علیہما السلام بدعت لم یقل بہ ولم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والخلفاء والاصحاب۔

ترجمہ : مجلس میلاد کا انعقاد بدعت ہے اس کو حضور اکرمؐ، خلفاء راشدینؓ یا ائمہ اربعہؓ
کسی نے نہ خود کیا ہے نہ اس کی اجازت دی ہے۔
علامہ احمد بن محمد عسکریؒ ماکن لکھتے ہیں :-

انفتت علماء اصحاب الان لبعۃ یذم حدیث العمل بہ

ترجمہ : چاروں مذاہب کے علماء میلاد کی خدمت پر متفق ہیں ؟

نماز کے بعد مصافحہ کا حکم سوال :- مصافحہ کی عبادت ہے کہ وہ نماز باجماعت پڑھنے
کے بعد ایک دو سو سے مصافحہ کرتے ہیں اور اس کو سنت
کاویہ دیتے ہیں، کیا شرعاً اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں ؟

الجواب :- سنون طریقیہ ہے کہ دو مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ پہلی بارشیں و ملاقات
کریں تو مصافحہ کریں، حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے : ما من مسلمین يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يفترقا (راجع ترمذی ۲۴۰۷ ص ۹)
مترجمان کے بعد مصافحہ کرنا کسی صحیح حدیث یا سنن صحابہ کے اقوال میں مذکور نہیں، اس لیے
اس کو سنت سمجھ کر کرنا خلاف شرع اور بدعت ہے۔

لما قال العنقة ملا علی قاریؒ : فان تحمل المصافحة المشروعة اقل الملائكة يكون
حاجة يلاقون من غير مصافحة ويتصافحون بالكلام ومن ذلك العلم ونيل منة منية
تقرأ اصلاً يتصافحون فابت هذه الامانة المشروعة ولهذا صرح بعض علمائنا
بانها مشروعة جيدة، وانها من المباح المأمومة۔ (مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۵۵۵)

محرم الحرام میں شادی کرنے کا حکم | سوال :- بعض لوگ محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں اور اس ماہ کو محرم اور مصائب کا

مہینہ کہتے ہیں۔ تو کیا محرم الحرام میں شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- محرم الحرام بھی سال کے دوسرے مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے جس طرح سال کے دوسرے مہینوں میں شادی بیاہ کرنا جائز ہے اسی طرح محرم میں بھی جائز ہے، مگر جو دلیل شرعی سے حرمت و ممانعت ثابت نہیں۔ وہاں ائمہ دینیوں نے اس نتیجے اور پے بنیاد مسئلہ کو توگوں میں رائج کر رکھا ہے، مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ وہ اس بدعت کو ترک کر دیں۔

مسجد میں ذکر بالجہر کا حکم | سوال :- ایک صاحب مولیٰ نے آپ کو شہیدہ غافلان کے بزرگوں سے منسوب کہتے ہیں وہ عثمان کی نماز کے

بعد مسجد ہی میں حلقہ باندھ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ذکر بالجہر بھی کرتے ہیں اور بلند آواز سے کچھ اشعار بھی جمع میں پڑھ کر سناتے جاتے ہیں جن سے ان کے رفقا و پرستار یہ وجود ظاہری ہو کر گر پڑتے ہیں اور وحشی کی سی مانت ان پر طاری ہو جاتی ہے اس حالت میں وہ اصرار و صراحت پاؤں بھی مارتے ہیں اور چیخ و پکار کرتے اور مسجد میں اتنے بیعت ہوئے رہتے ہیں۔ جب انہیں اس قسم کی حرکات سے منع کیا جاتا ہے تو نہیں سمجھتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ جہانگیر میں مشرکان کوئی ممانعت نہیں ہے اس بارے میں جب انہیں علمائے شریعت سے فیصلہ کرانے کے لیے کہا جاتا ہے تو وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں علمائے شریعت ظاہرہ سے فیصلہ کرانے کی بجائے باطنی علماء سے فیصلہ کرانا چاہتا ہوں۔ تو کیا اس شخص کی مندرجہ بالا حرکات اور طرز عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ مفصل جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب :- مسجد میں ذکر بالجہر کے بارے میں فقہائے اہل اختلاف ہیں ایک جماعت کے نزدیک حرام ہے اور دوسری ایک جماعت ہے جو اسے جائز قرار دیتی ہے دونوں کے لیے کتاب و سنت سے دلائل پیش کرنے کی گنجائش بھی ہے اور دلائل جہنی کے بھی گئے ہیں۔ فقہاء کی ایک تیسری جماعت ہے جس نے اپنے دونوں کے درمیان تعلیق کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ان کا خیال یہ ہے کہ ذکر بالجہر اگر نمازی آدمی یا سونے ہوئے آدمی یا قاری کے لیے

موجب اذیت نہ ہو اس طرح اسی میں رہا کاری کا بھی خوف نہ ہو تو جائز ہے ورنہ حرام ہے۔ علامہ حنفی نے رفع الصوت بالذکر کو مباح میں شمار کرتے ہوئے کہتے ہیں: وبعثوا رفع الصوت بالنکر فی المسجد۔۔۔ برازیہ میں ہے۔ الجہر بالذكر جازم۔۔۔ وادعوا یکن ثانی نقل کرتے ہیں: اضطرب كلام البزازية فی ذلک فتاوة قال انه حطام وتارة قال انه جائز اور فتاویٰ تیسریہ سے بھی شامی نے براز نقل کیا ہے۔ اخیر میں سموتی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: وفي حاشية المحمدي عن الامام الشحراني اجمع العلماء سلفا وخلفا عن اختيار ذكرا للجماعة في المساجد وغيرها۔ الا ان يشوش جهرهم على ناسهم او مصلی اور تازیانی یہی تطبیق فتاویٰ تیسریہ میں بھی لکھی ہے، چنانچہ علامہ میر الدین ارغیٰ لکھتے ہیں: ولا یعارض ذلک حدیث عبد الذکر الخفی لان الحدیث یثبت فیما الریاء وتأوی المصلین، والنیام فان خلا عن ذلک فقال البعض الجهر افضل۔۔۔

حاصل التطبيق فقہاء کہ عبادتوں سے یہ حرم ہوتا ہے کہ قنوی محانت اور قول یا بخواند دونوں میں مخالفت نہیں ہے، محانت اس وقت ہوگی جب خود پہلو اس سے کسی قسم کی اذیت پہنچنے کا خطرہ ہو، اور جب اسی خطرے سے جہر یا تذکر غائی ہو تو جائز ہوگا، یہ ہے حاصل تطبیق۔ لیکن ہمارے نزدیک چند دعوہ کی بنا پر یہ تطبیق قابل قبول نہیں ہے۔۔۔

(۱) اول یہ کہ یہ تطبیق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اس فتوے کے مرتکب طور پر مخالفت ہے جو آپؐ نے ایک ایسی جماعت کے بارے میں دیا تھا جو خاص وقت میں بیٹھتے مخصوص کے ساتھ ذکر یا الجہر میں مشغول تھے، یہ واقعہ فقہ اور حدیث دونوں کی کتابوں میں مذکور ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:۔

عن ابن مسعود انه سمع قوماً اجتماعاً مسجد یصلون ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم جہراً فراح الیہم وقال ما عهدوا ذلک علی عہدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام وما الذکر الا یجسد عین فما ذال یذکر ذلک حقاً اخبر جہراً من المسجد۔۔۔ (حموی۔ میزانہ، بحر شامی)

اس واقعہ میں قوم کے جس حمل پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیعت کا فتویٰ دے کر ممنوع قرار دیا تھا وہ ان کا یہ بیعت اجتماع علی عامی مسجد میں جہر سے ذکر

کرنا۔ درود پڑھا تھا، و اس کو اس بنا پر ممنوع نہیں کہا تھا کہ وہ اس کی نافرمانی نہ کرتا تھا۔
یا غازی یا تلاوت کرتے ہوئے آدمی کو زہر دینے کا طریقہ تھا یا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
کو اس کے دلوں کی مضرت رہا، کا علم ہو گیا تھا بلکہ مخالفت کی بنیاد اس بات پر رکھی تھی کہ
منصور علی اؤ علیہ السلام کی زندگی میں اس طرح ذکر کرنا ممنوع نہ تھا، تو بدعت فی نہیں ہوتے
فاویہ سے ممنوع قرار دے دیا گیا، اسی بنا پر فرمایا گیا تھا کہ انکھ اکاھستندین۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس فتوے سے قائلین حرمت الجہر بالذکر نے حرمت پر
استہلال کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پہلے بصورت دعویٰ یہ ذکر کیا ہے، ہذا قولی فاجتنبوا
الرجوع والیاں، مگر حواہ۔ ا۔ میں نے بعد دلیل کے فوراً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا
فتویٰ انہوں نے ذکر کیا ہے جس سے عافیت واضح ہے کہ مسجد میں ذکر الجہر جہر حق ہے، اس کے
نزدیک مزارم ہے وہ خود قلم ازنت کا بناؤ نہیں بلکہ ابتداء اور حدث فی الدین کا وجہ ہے
مزارم ہے۔ تو خلافت و ازنت ان کے قول بالحرمت کے لیے عمل میں آتا ہے، نہ کہ کوئی عقیقہ میں نیا
کیا گیا ہے، تو جیسے اسلام بھلا دینا جی یہ قائل ہے کہ انہیں ہے تو اس کا کیا ہے؟

تطبیق کے قابل قبول نہ ہونے کی دوسری وجہ (۲) وہ یہ کہ کتاب و سنت
تاویلات کی جائیں، امانعت، میرزا کا ہے مطلقاً، عواریکہ قصور عاتہ خفیۃ، درناؤ
یہ کہ، الخ، یہ کہ، سے ظاہر ہو گیا ہے کہ ان کا عقاد منور و وجہ جدا ہے، انہوں
داخل ہے، بلکہ دیگر لوگوں کے پیش نظر جہاں جہر کی اجازت خود شارع علیہ السلام سے
نات ہو رہی ہے، جہاں جہر کی اجازت کا ثبوت نہ ملے وہاں ہی یہ کہ
کے علوم سے ممانعت ہی کو حکم دیا جائے گا نہ کہ جہر کی اجازت۔ اسی طرح منصور علی کریم علیہ السلام
کا یہ ارشاد کہ، ارجو علی انکھ انکھ کا متاعون اصم ولا خائف الخ، عاتہ
اس سے بھی ظاہر ہو گیا ہے کہ شارع علیہ السلام کے نزدیک انکھ، محبوب ہے، نہ کہ جہر
بلکہ یہ مکروہ ہے۔

الحاصل | داخل سے جو کچھ ظاہر ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فقہر سوائے ان موضع
کے جہاں خود شارع علیہ السلام سے اس کی اجازت منقول ہو، نہ کہ ان
کی اجازت تشریف یا تمجید فی الخ و غیرہ کہ وہ جو کچھ مطلقاً اور انکھ، وہ جو کچھ مطلقاً

اس میں اذیت وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے، یعنی منافعت اذیت کی صورتوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

ترجیح یا صحیح تطبیق فقہاء کرام کا ذکر وہ تطبیق جب مندرج بالا دو وجوہ کی بنا پر صحیح ثابت نہ ہوئی تو اس کے بعد دو صورتیں رہ جاتی ہیں: اول کہ

جم فقہاء کرام کے وہ قول کے درمیان کسی صحیح طریقہ سے تطبیق دیں یا ایک قول کو دوسرے قول پر ترجیح دیں، پہلی صورت انہیں اختیار کریں گے تو صحیح طریقہ سے تطبیق یوں ہوگی کہ ہر ایک کے اس وقت جائز ہوگا جبکہ اس میں نہ تو اذیت ہی الغیر پائی جائے اور شامی میں بدعت کا شائبہ نہ ہو، موجود ہو، مکمل قول یا لحاظ کے لیے یہ بھی ہے اور جب بھی اس میں اذیت ہی الغیر پائی جائے یا وہ بدعت کی صورت، اختیار کرنے تو منع اور ناجائز قرار پائے گا پہلی صورت میں اس لیے کہ اس میں حلال پایا گیا ہے جو حراماً حاصل دینی اسلام کی ویراستہ منوع اور ایذا نرس ہے۔ اور دوسری صورت میں مانع اس بنا پر ہوگی کہ وہ بدعت میں داخل ہو گیا ہو، بدعت و دفعی ہے اور یہی عمل ہے فقہاء کرام کے اس قول کے لیے کہ

الجمہور بانندکر محلہ

ممنوع لیکن اگر ہم ترجیح کا مسلک اختیار کریں گے تو پھر اصول ترجیح کے پیش نظر قول بالحدیثہ کو قول بالجواز پر ترجیح ہوگی۔ اس کے لیے ہم دو وجوہ پیش کر سکتے ہیں۔

اولیٰ یہ کہ فقہاء نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ کسی مسئلہ میں جب دو روایتیں ائمہ مذہب سے مروی ہوں یا روایتیں میں مختلف ہوں تو ان میں ترجیح اس روایت کو ہوگی جس کو علامہ قاضی خان رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہو کیونکہ وہ اہل اہل ترجیح میں سے ہیں۔ اس کی تشریح علامہ شامی نے روح الباری میں بیان کی ہے اور قاضی خان رحمہ اللہ نے حاشیہ جہاں لافاقل سے اس پر بنا پر حرجیت ہی کو جو شرط پر ترجیح دینا پڑے گی۔

دوم یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ما اجمع الخلال والاحرام الا وہما خلب، احرام علی خلاف، فقہاء کرام نے اس ارشاد سے ترجیح کے لیے یہ اصول مستنبط کیا ہے کہ جب بھی حرام اور حلال میں تعارض واقع ہو تو ترجیح حرام کو ہوگی نہ حلال کو۔ اس بنا پر یہاں بھی حرمت و اباحت میں چونکہ فقہاء کے اقوال متعارض ہیں اس لیے قائل ہو سکتا

کی رو سے حرمت کو اباحت پر ترجیح دینی چاہئے گی۔

بہر حال تحقیق مذکورہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ذکر باجمہر اگر ذریعہ اذیت الی الغیر ہو یا وہ کسی ایسے طریقہ سے ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو جس کی وجہ سے وہ بدعت کی حد میں داخل ہو جو یا ہو تو ممنوع اور ناجائز ہو گا۔ چونکہ واقعہ منقول تمہا میں بھی ذکر باجمہر غیر ثابت شدہ طریقہ سے ہے اس لئے لا محالہ بدعت کی حد میں داخل ہو کر ممنوع ہو گا۔ اس عمل کی حالت میں قوم کے عمل کی حالت سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے جس پر ابن مسعودؓ نے بدعت میں کام لگایا تھا، اس بنا پر یہ بھی اس کی طرح بدعت ہو کر ممنوع قرار پائے گا۔

وقت اور ہیئت کی تخصیص منہج نمبر ۱ اور طوائف شریعت کی تعریحات سے یہ خبر ملتی ہے کہ یہ شریعت میں تخصیص کی ہے کہ جس عبادت کو شریعت نے مطلق رکھا ہو اس کے لیے اپنی طرف سے مخصوص وقت یا کس خاص ہیئت اور کیفیت کو اگر میں کر لیا جائے تو اس کی وجہ سے وہ عبادت بدعت ہو جاتی ہے۔ نامشائی کھئے ہیں،
ومنها التزام الحقیقات والعیضات للعینة کالذکر بیہیئة وبتطاع علی صورت واحد۔۔۔ ومنها التزام العبادات المیعنة فی اوقات معينة لہر یوجب۔ بما ذلک اتعین فی الشریعة ام زاعتصاص ج۱ ص ۱۷۷

ترجمہ: اور انہی بدعات میں سے کیفیت یا مخصوصہ اور عینات یا عینہ کا التزام ہے۔ جیسا کہ بیہیئت اجتماعی سے ایک آواز پر ذکر کرنا، اسی طرح خاص اوقات کے اندر ایسی ہیئت عینہ کا التزام بھی بدعات میں سے ہے جن کے لیے شریعت میں عینہ نے وہ اوقات مقرر نہیں کیے ہیں۔ عینہ یا عینات ان بارز ایک خاص ہیئت اور کیفیت کے ساتھ مسجد میں اجتماعی طور پر ذکر کرنا، دالوں کا ذکر کرنے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی سابقہ روایت کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وهكذا يقال لكل من اتى في العبادات اجبة، يتركها لغيره، فلهذا لم يتركوا في زمن الصحابة۔۔۔ (بخاری در بوز ص ۱۷۷)

ترجمہ: ایسا ہی آٹھ شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بدعتی ہے) جو خالص اپنی عبادات میں کوئی صفت اور ہیئت ایسی پیدا کرے جو صحابیہ کو اصحاب کے زمانے میں نہ تھی نہ حافظ ابن رقیق، عید رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

ان ہندہ، مخصوصیت، بالوقت، اویالمن والعینة والفصل، مخصوصیت، بزمان
الذی دین خاص بقضی استجابہ، بخصوصہ، وھذا اقرب ۱۰

ترجمہ: وقت اور حال یا ہیئت کے ساتھ یہ خصوصیات اور فعل مخصوص کو لوگوں خاص ذیل کے
مقتضی میں جو علی الخصوص ان کے استجاب پر دانت کرے اور یہی اقرب ای اصواب ہے۔

یہ بھی ملتا ہے اصولی مسئلہ کے طور پر ماں یلیسے کے مطلق عبادت کے مشروع اور غریب
ہونے سے یہ لازم نہیں کہ قیودانت اور تخصیصات کے ساتھ وہ عبادت مفید اور مخصوص ہو کر بھی
مشروع اور غریب ہو کہ بلکہ اقرب اوقات، تقدیرات اور تخصیصات سے وہ بدعت اور قابل نفرت
تو ایسا جاتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ طریقہ فرماتے ہیں :-

فانما ندب انشراح مثلاً فی ذکر اللہ فاللہ لایقوم قوم الا اجتہاد علی سائر واحد و
بصوت واحد اوفی وقت معلوم مخصوص من تلک الاوقات لیکن فی ندب انشراح
ما یدل علی ہذا التخصیص امتنا من قبلہ ما یدل علی خلافہ (رحمہما ج ۳ ص ۳۲۵)

ترجمہ: شریعت نے سب کسی چیز کا ترفیع دے دی مثلاً ذکر اللہ پس ایک قوم نے
اجتماع کا التزام کر کے ایک آواز سے ایک زبان ہو کر ذکر کرنا شروع کر دیا، یا تمام اوقات
میں سے کسی عین اور مخصوص وقت کو منتخب کر کے اس میں ذکر کرنے کا التزام کرنا اور شریعت
کی یہ مطلق ترفیع، تخصیص اور التزام کی دلیل نہیں بن سکتی بلکہ اس کے خلاف پردہ دلیل بن جائے گی۔
اس مسئلہ اصول کے پیش نظر جب ہم واقعہ رسولی عنہا پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے
کہ اس میں اپنی طرف سے بہت سی تخصیصات اور عبادت کے طرز کی گئی ہیں۔ ایک وقت کا تخصیص
دو تہری ہیئت اور تہتری کیفیت کی تخصیص۔ ان تمام تخصیصات کی وجہ سے یہ اجتماع اور ذکر علماء
کے پیش کردہ قانون کے بموجب دونوں بدعت قرار پائیں گے۔

۱۱) مسجد میں آئے سیدھے ہو کر چیخ و پکار کرنا
۱۲) مسجد میں آئے سیدھے ہو کر چیخ و پکار کرنا
۱۳) مسجد میں آئے سیدھے ہو کر چیخ و پکار کرنا

ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مساجد میں جتنے چلنے سے گلی پر سیزاں کھل جاتا
مروڑی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دگر کی ہے۔ ایسا کہ وہ جہتات لا سواف
فی انس جلد ۱، دیکھنا، علیہ السلام، (ترجمہ) مسجد میں شور وغل اور چیخ و پکار سے جو
عام طور پر ہزاروں میں ہوتا ہے پر سیزاں کھلنے سے

۸ احادیث میں قرب قیامت کے جو علامات بیان ہوئی ہیں اور ہائے عام کے نزول کے جو سبب بتائے گئے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ مسجدوں میں بلند آواز سے چیخ رکار شروع ہو جائے گی، وارتفاع الاصوات بق المساجد۔ (الحديث) ان اوصاف میں سے ہر ایک سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں چیخ و پکار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ رسول مذکور میں اس کی تصریح موجود ہے کہ واقعہ منقول ہوتا ہے کہ لوگ مسجد میں وجہ کی حالت میں چیخ و پکار کرتے ہیں جو شرعاً ممنوع ہے۔

(۵) وجد یا تواجد | یہ بھی اس واقعہ میں ذکر ہے کہ وہ لوگ اس مجلس میں اشعار وغیرہ پڑھنے اور سنتے سے وجد یا تواجد میں اگر مسجد میں آئے سیدھے

مجھ جوتے بہتے ہیں۔ وجد یا تواجد کا مسئلہ صوفیاء اور شائخ کے مابین بھی اختلافی ہے اور فقہاء اور علماء شریعت کے درمیان بھی سخت اختلافی ہے۔ محققین صوفیاء اور فقہاء دونوں نے اس بارے میں جو اپنا فیصلہ پیش کیا ہے اور جس کو شائخ وغیرہ فقہائے فاضل کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں سائیک کی انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی زندگی انسانیت کی کامل صورت ہو اور اس پر خوف و خشیت خداوندی غالب ہو اور بظاہر و باطن کے آثار نمایاں ہوں، اس سے اگر ذکر کرنے کی حالت میں وجد یا تواجد کی حرکات سرزد ہوں تو اس کی عام زندگی کی حالت کے پیش نظر ایسی حرکات غیر امتیازی سمجھ کر قابل ملامت اور انحراف قرار نہیں دی جائیں گی، لیکن اگر وہ اپنی عام زندگی میں سنیعت نبویہ کا پابند نہیں ہے اور اس کے عام اعمال بھی شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں تو ایسی حرکات کو اختیار کرنا اور ایک قسم کا تصنع و بناوٹ قرار دے کر ان سے اس کو منع کر دیا جائے گا اور ایسی حرکات کو قابل ملامت اور لائق مرزنش قرار دیا جائے گا۔ فی زمانہ جو کہ خلافت شریعت حرکات اور بدعات ترقی پذیر ہیں اور سنیعت نبویہ کا اتباع حد سے حد درجہ کم ہے، خصوصاً عصر حاضر کے صوفیوں میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی ایجاد کردہ سنتوں و بدعات کے تو بڑی قدرت سے پابند ہوتے ہیں لیکن اگر ان میں سے کسی سنت کی پابندی نہیں تو صرف سنیعت نبویہ کی نہیں، بلکہ زبان سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کے دعویٰ بلند کیا گئے ہوتے ہیں، اس بنا پر ایسے لوگوں کے حق میں ہمارا رائے یہ ہے کہ ان کو اس قسم کی حرکات سے منع کر دیا جائے۔

اصل الجواب | (۱) مذکور بالا پانچ امور کے پیش اس اجتماع کے متعلق جو ان

خلافت شرعی امور پر مشتمل ہے ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ یہ ایک بدعت اور ناجائز فعل ہے اس میں شمولیت، احانت علی البدعت اور توقیر بدعت ہے جو شرعاً منہوعہ اور منوع ہے۔
 حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد و گرامی ہے: **دَمْنٌ وَقَدْ صَاحِبٌ بَدْعًا عَدُوٌّ**
عَلَى حُدُومِ الْإِسْلَامِ (حدیث مسلم) مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے پرہیز کریں اور غلط کو چاہیے
 کہ ایسے لوگوں کو حکمت کے طریقہ سے سمجھائیں۔ **ادْعِ إِلَى سَبِيلِ اللَّهِ بِالْحُكْمَةِ وَاللَّيْنِ**
تُجْلَزُونَ اور فسادات سے بچنے کی باتیں۔ نیز اس شخص کا یہ کہنا کہ یہ تمام امور جائز ہیں
 سخت غلط ہے اور سابقہ دلائل سے اس کی غلطی واضح ہو چکی ہے۔

(۲۳) شرعی فیصلہ کے مطالبہ کے جواب میں جو وہ یہ کہتے ہیں کہ شریعت ظاہری کے علماء پر
 فیصلہ نہیں کرتا ہوں باطنی علماء نے شریعت پر فیصلہ کرتا ہوں، اگر تو اس کا یہ جواب اس
 خیال پر مبنی ہو کہ علماء جو کہ ظاہری شریعت پر فیصلہ کریں گے اور ظاہری شریعت کو یہ تمام
 حاصل نہیں ہے کہ اس پر فیصلہ کیا جائے تو یہ انکار شریعت ہے اور انکار شریعت مرتکب گنہگار
 ہے، اور اگر وہ شریعت ظاہری کو فیصلہ کن قانون کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہے مگر فیصلہ ماننے سے
 گریز کرتا ہے تو یہ منافقوں کی روش ہے، قرآن کریم اس کو منافقوں کی نشانی قرار دیتا ہے۔
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا آلَ مَا نَزَّلَ اللَّهُ وَالِىَ الرَّسُولُ قَالُوا إِنَّا تَعْتَصِمُ بِمَا نَحْنُ بِمُتَّبِعِينَ
وَالِىَ الرَّسُولُ قَالُوا إِنَّا تَعْتَصِمُ بِمَا نَحْنُ بِمُتَّبِعِينَ (آیہ ۱۰۰) اور اگر وہ یہ گریز اس خیال سے کرتا ہے کہ علماء نے شریعت پر فیصلہ
 حق کے مطابق نہیں کریں گے تو یہ وہ ہے جیسے جاسوس غنیمت سے جس سے قرآن عظیم امتیاز کا
 حکم دیتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا احْتَصِبُوا كَتِّبُوا لَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ أَنْ يَدْفَعَهُ اللَّهُ**
أَنَّهُ (اللہ) فقط واللہ اعلم

سوال: محترم مفتی صاحب! اچھی فرمائید
 خواتین کا زیارت قبور کے لیے جانا علماء دین درمی مسئلہ کہ فقہ مستور است برائے
 زیارت قبور جائز است یا منوع است؟ اس مسئلہ کی تفصیلی تشریح بعد حوالہ جات
 در کتاب ہے ۹

الجواب: عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم مذہب مفتی پر کے مطابق عدم جواز
 کا ہے۔ ردہ اصل اس مسئلہ میں دو حدیثیں ہمارے سامنے ہیں، ایک وہ روایت ہے جو حضرت
 ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، **قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَارِعَ**

القبور۔ - اہل حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان خود قول پر مجبور
 پر جاتی ہیں۔ دوسری حدیث وہ ہے جو شخص اہل راہ و غیرہ کی تہمت میں منکر ہے
 میں سے عام رخصت ثابت ہوتی ہے اور وہ حدیث یہ ہے: کنت نہیت من زیارة
 القبور الا خضر ووحا لانہما تذکرة الاخیرۃ۔ (احادیث)۔ مجوزین حضرات فرماتے ہیں
 کہ حدیث بن عباس سے جو معن ثابت ہو ثابت وہ اس وقت کا حکم ہے بجز زیارت القبور سے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرمائی تھی اور جب نہیں منسوخ ہو گئی تو غواظین کو رخصت مل گئی،
 عیسیٰ کمرودوں کو حاصل تھی۔ اور مائین حضرات فرماتے ہیں کہ غواظین کے حق میں نہیں اب
 تک باقی ہے۔ بلکہ ہم ان سے ثابت مہر اور کثرت جنس کے، اور یہی وجہ ہے کہ خاص کر حدیث
 میں ان کا ذکر نہ تھا۔ چنانچہ فتح اہل راہ و ماسیہ اہل راہ و میں ہے: قیل کان ذلک حسین
 انتھی ثم اذن لہن حین نسحر النہی وقیل لیقین تعنت النہی لقلة صیوہن
 وکثرة جزعہن وھذا الاخر فی الی قصیصہن بانہ کس۔ اور علامہ تلمیذی مرقاۃ
 شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں: فی الشرح اسئلہ قیل ہذا قبل الترخیص
 فلما رخص وغل فی الزخمة الرجال والنساء وقیل بل لعلی النساء باقی لقلة
 صیوہن وکثرة جزعہن۔ لیکن ظاہر حدیث کا ثبوت ایسی قول کا ہے کہ یہی ان کے حق میں
 باقی ہے۔ مگر اس حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت جب وہ علماء کے
 نزدیک مستثنیٰ ہے یعنی ان حضرات کی قبر کی زیارت سب کو جائز ہے، خواہ مرد، خواہ عورت۔
 حضرت مولانا شاہ اسماعیل رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ خود قول کو زیارت قبور مافوق قول
 صحیح تر کے مگر وہ تحریر میں ہے چنانچہ کتاب "سخت" میں لکھا ہے کہ "مستحب ہے زیارت القبور"
 مردوں کو اور مکروہ ہے خود قول کو اور کتاب "مجالس واعظیہ" سے "مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ
 میں نقل کیا گیا ہے کہ خود قول کو محال نہیں کہ تکلیف طہر، مقابر کے کیونکہ روایت کی گئی ہے
 ابوہریرہ سے: انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لعن ذوات القبور۔ اور
 "نصاب الاحتساب" میں آیا ہے کہ قاضی حیاتؒ سے پوچھا گیا نکلتے عورتوں کے طہر، مقابر کے
 اور اس کی فراموشی و قیاحت کے متعلق آپس کہا انہوں نے کہ اسے مسائل مت پوچھ اس کے جواب و
 فسار سے بلکہ اس گناہ کی مقدار سے پوچھ جو اس کو لاحق ہوتی ہے لعنت سے اور کچھ کے کہ
 جب عورت ارادہ کرتی ہے نکلتے کا طہر، مقابر کے تو ہوتی ہے بیچ لعنت کے اور تاملے اور

ملائکہ کے اور ہر طرف اس کے مشاہدین لگ جاتے ہیں اور جب آتی ہے قبر پر لعنت کرتے ہیں
اس پر درج بہشت کی اور جہنم بھرتی ہوتی ہے۔ صحیح لغت اللہ تعالیٰ کے یہاں تک کہ وہ اس
نہج جاتی ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو موت گھر میں بیٹھے مردوں کے حق میں دعا کرتی
ہے تو اسے حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت سلمان اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد سے نکلے اور انکو گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے
اتنے میں مسیدنا خیر الانس و الخیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کہاں سے
آ رہی ہو؟ عرض کیا فلاں عورت فوت ہو گئی تھی ان کے گھر گئی تھی، فرمایا حضورؐ نے کیا اس کی قبر پر
بھی گئی تھی؟ حضرت خاتم النبیینؐ نے کہا کہ معاذ اللہ، بلکہ ایک چیز کی ممانعت میں نے آپ سے
سنی پھر وہ کام کیسے کر سکتی ہوں؟ میں حضور اکرمؐ نے فرمایا اگر تو اس کی قبر پر دعا تو نہ پاتی
تو شیوہ بہشت کی۔

خاتم النبیینؐ کا مالا بد مندہ میں کھتے ہیں کہ زیارت قبور مردوں کو جائز ہے نہ
مردوں کو۔ اتنی

علامہ کی ان تحقیقات اور روایات مشتمل بر ویدانت کے پیش نظر ان کے پرفتن دور
میں جہاں ہر طرف سے مستورات کی عصمت دری کے لیے شیطان دروازے کھلے ہیں اس بنا
پر فتویٰ اس پر ہے کہ خود توبہ کے لیے زیارت قبور کے واسطے جانا جائز نہیں مگر عام ہے۔
هذا ما عرفت والله اعلم۔

ایضاً ثواب و تفسیر ایام کے بارے میں چند سوالات | سوال: جناب مفتی صاحب

میں مندرجہ ذیل سوالات کا جواب شریعت مطہرہ کی روشنی میں عنایت فرمائیں ہم مافیہ ہوتی:

(۱) موت اور زندہ کے لیے قرآن شریف ختم کرنے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور اس میں
کھانے وغیرہ پینے کی ضروری سمجھنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) حدیث اور تفسیر قرآن شریف کر کے گوشت کو کھلانے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم
ہے؟ نیز بعض علماء نے قرآن پر ابرت پڑھنے کو جائز کہا ہے اور اس کو دھرت کے مسئلہ
پر محمول کرتے ہیں اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) بارہ وفات ۱۲ دسمبر ۱۴۱۱ھ کے دن اکثر لوگ ایک جگہ جمع ہو کر تبلیغ وغیرہ کرتے ہیں اور

اکثر لوگ ان دونوں میں حدود وغیرات کو ضروری اور بہتر کچھ کٹھن کر باہر میں تاریخ کو نکال دیتے ہیں اور جہاں تبلیغ وغیرہ ہر دای ہوتی ہے اس میں جسے بڑے علماء اور خواص و عام یعنی اور فقیر سب مروجہ مکتے ہیں اُن میں حدود وغیرات کی وہ چیزیں تقسیم کر دیتے ہیں شریعت مطہرہ میں ان افعال کی کیا حیثیت ہے ؟

(۳) ماہ صفر کے آخری چاروشبہ میں جو تھوڑی روزہ اور خیرات وغیرہ کرنے کا لوگ معمولی ہوتا کوٹتے ہیں اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے ؟
الجواب :- مذکورہ بالا سوالات کے جوابات ترتیب وار حاضر ہیں ۔

(۲۰۱) بہت اور زندہ کے لیے قرآن مجید کا تم کرنے میں فرق ضرور ہے وراہی ہاجرت لینے میں بھی تفصیل ہے چاہے نقد کی صورت میں ہو یا کھانا وغیرہ کھانے کی صورت میں ہو کتب نعمت کی تعلیمات سے واضح ہے انتہاء کلام نے صاف لکھا ہے کہ قرآن مجید پڑھانے اور تعلیم کی اجرت جائز ہے ۔ تادمہ خفیہ منع کرتے تھے مگر متاخرین نے جو اذکار کوئی دیا ہے سبب اندیشہ غفلت علم کے علوم دین اور قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا الیٰ اللہ عرش سے نکلتا ہے اس میں تو بحث کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ صحت کے ایصال ثواب کے لیے قرآن مجید پڑھنے پر اجرت لینا حرام ہے کیونکہ :- اجرت علی الصلۃ ہے ، تعلیم کی اجرت تو ضرور جائز کی گئی ہے ۔ ایصال ثواب میں ضرورت ہے نہ کوئی حرج دین و دنیا کا مقصد ہے لہذا قرآن پڑھ کر ثواب پہنچانے کی اجرت کسی کے نزدیک بھی حلال نہیں ، اگر رائے با پھر کے کاٹنے پر رشک کرنا کسی دوسرے مرتبہ پر چھوٹا جانے جس کو تہہ کہتے ہیں تو یہ علاج ہے مذکورہ اجرت اور ایصال ثواب طاعت ہے مزید تفصیل شاہی وغیرہ سے معلوم ہو سکتی ہے نیز فقہانہ یہ بھی لکھا ہے کہ دھان شریف میں جو قرآن شریف تدریس اور توافل میں سنا جائے اس کی اجرت بھی دینی دونوں حرام ہیں ۔ اور فی دینی و شیعہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ اگر جانفخ کے دل میں پینے کا خیال نہ تھا اور پھر کسی کچھ دیا تو درست ہے اور اگر سب دفاع و عرف دیتے ہیں حافظ بھی لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگرچہ ان کے کچھ نہیں کہنا تو درست نہیں ۔

(۲) اسی میں شک و شبہ کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشورت و عیت اور عقیدت عین ایمان ہے اور آپ کی ولادت باسعادت سے نئے کائنات کی زندگی

ترہیک ہے: چنانچہ کہتے ہیں: ومن جملة ما احدثوه من ابدع مع اعتقادهم ان ذلك من اكبر ابدع و: ظہار شعائروما يفعلونہ فی الشہار المربع الاقل من المورید وقد ابحر فی ذلك علی بدع ومخترعات ان ان قال وھذا المقصد مرتبة علی فعل المولود اذا عمل بالسماح فان فعل منه وعمل طعنا فقط وتوی بہ المولود واما الیہ الانحولان وتسلیم من علی ما تقدم ذكره فهو بدعة بنفس یتبعه فقط، الا ان ذلك زیادة فی الخیر ولبس من عمل بالتبلیح الماخصین واتباع الشیعہ اقلی۔

اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ حسن المقصد فی عمل المولود اس کھتے ہیں لیکن فیہ لمن ولكن فیہ قیاس۔

اسی طرح علامہ عبد الرحمن مغربی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ان عمل المولود بدعة طریق بدع واما یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلقہ والاشیاء۔

یہ مختصر طور پر مروجہ میلاد کی حقیقت ہے جو آپ پر ظاہر گندی گئی۔

زمرہ آخری چار شنبہ (ماہ صفر) کی پوری اور غیرات کرنے کا جو لوگ خاص خیال رکھتے ہیں اس کا بھی کچھ ثبوت نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "صفر کے آخری چار شنبہ کو اکثر عوام غرضی و سرور در اہتمام انعام کرتے ہیں، مگر اس باب میں کچھ ثبوت نہیں ہے، جہاں کہ باتیں ہیں: (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ "امداد الفقین" میں لکھتے ہیں: "یہ بات بالکل بے اصل ہے اور غلط ہے بلکہ حدیث میں ماہ صفر کا کوئی خاص اہتمام کرنے کی مخالفت وارد ہے۔ قال علیہ السلام لاھاملة ولا حفرة لحديث (مسلمان لا یراکا مولود سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ سرور کا ثبات صلی اللہ علیہ وسلم کا اتہام کرے اور اتباع کرنے میں اس کو اچھی طرح غلط سے تحقیق کرنی چاہیے کہ یہ فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں اسنی سنائی باتوں سے اتباع کرنا گناہ ہے۔ (امداد الفقین ص ۱۰۰)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ عزیز یہ نہیں لکھا ہے کہ: اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور یہ بدعت ہے۔

فتحدوا للہ اعلم

اپرین قول منانے کا حکم سوال۔ بتایا یہ مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ انورہ خشک !

انجیر ہے کہ ملک عزیز پاکستان میں ہر سال یکم اپریل کو رنگ بلا و ہر ایک دوسرے کے شہریوں اور دوکانوں وغیرہ پر دعویٰ مانتا ہے کہ یہ دن ہر سال کے ہر شہری کے لئے ایک نیا دن ہے اور بعض لوگوں کا مالی نقصان بھی ہوتا ہے۔ کئی لوگ بیمار بھی پڑ جاتے ہیں اس فعل کو یکم اپریل قول کہتے ہیں (یعنی لوگوں کو بلا و ہر معیت میں مبتلا کر کے خود خوش ہونا) اب دریافت طلب اس یہ ہے کہ شریعت میں اس مذکورہ فعل (اپریل قول) کی کیا حیثیت ہے ؟ کیا اس کو نیا و بنا کر لوگوں کا جانی و مالی نقصان کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب ۱۔ اسلامی نظام ایک ایسا نظام ہے جس میں دھوکا فریب اور دوسرے لوگوں کا بلا و ہر نقصان کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے اور نہ اسلامی تعلیمات میں کسی کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص کا اپریل قول وغیرہ جیسی فضول رسم کو سہارا لیکر جائیداد یا نقصان کر کے خوش ہوتا پھرے بلکہ اسلامی نظام کے قواعد ہر ایک (مسلم اور غیر مسلم دونوں) کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کا درس دیتا ہے اور کسی کو بلا و ہر دیکھ اور تکلیف دینا حرام قرار دیتا ہے (خلاصہ دلائل و دلائل الاسلام - (الحديث)

اسلام نے دوسروں سے جھوٹ و دھوکا کو بھی حرام قرار دیا ہے بلکہ جھوٹ کو منافق کی نشوونما میں سے شمار کیا ہے۔ سایۃ متافق ثلاثۃ، بذات کتب اذا حسن خان و اذا وعد غفل (رحمہ اللہ) اور غیر کے جان و مال کے تحفظ کے لئے واضح قانون جاری فرمایا، من قال لا اله الا الله معصی منی و ما رواه الا بصدقہ (الحديث)

خلاصہ یہ کہ لوگوں کے نفوس و جانوں (اور اموال) کا جتنا تحفظ اسلامی قانون میں ہے دنیا کے کسی اور قانون میں نہیں۔ ہر جگہ بلکہ زمانہ قدیم سے ہر سال یکم اپریل کو جو قول منایا جاتا ہے اس میں نہ کوئی تمام خدایاں موجود ہیں نہ کسی کی وجہ سے شرما اس (خون) کی کوئی گھاس نہیں۔ ان خدایوں کے علاوہ اپریل قول میں منہم پرستی کا تو ہم بھی موجود ہے، اور یہودیوں کے ساتھ قرین رسالت میں مشابہت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تسبیح جیسے تسبیح اسود جیسے شامل ہیں۔ اس لئے کہ تاریخ میں اس قول کی وہ تسمیہ کے بارے میں تین قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ انیسویں صدی میں مسیحیوں سے پہلے سال کا آغاز

حکم: نور ہی کے بھائے حکیم ابراہیل سے ہوا کرتا تھا، اس جیسے کو سنی لوگ اپنی دیوی و تیس کی کی صورت منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے جس کا ترجمہ عربی زبان میں ۵۰۶۷۸۰ء ۱۹۹۸ء کی جاتا تھا، اور شاید اسی پرانی نام سے مشتق کر کے پیسے کا نام ابراہیل دھار دیا گیا ہے۔

(دربار کا ایک قصہ یہاں ایک لکھنؤ جلد ۹ ص ۱۰۰ بحوالہ ذکر و فکر ص ۱۰۰)

اس لحاظ سے حکیم پرستی کا تو ہم اس (ابراہیل فولی) میں پایا جاتا ہے اس نے سکانون کو ان تو جہاں سے بھی دور رہنے کی اشد ضرورت ہے۔

بعض نے اس کا وجہ یہ لکھی ہے کہ ۲۰ مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آتی شرور ہو جاتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (وفاؤ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ مدد کر کے ہمیں یہ قدرت بخار دے گا، لہذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو یہ وقت منانا شروع کر دیا۔ (دربار کا جہاں ۱۹۹۸ء بحوالہ ذکر و فکر ص ۱۰۰)

تاریخ کے اس حوالہ سے (نور اللہ) قدرت سے انتظام لینا مستفاد و نکتہ ہے جو صریح لکھ رہا ہے۔

ایک وجہ یہ بھی لکھی گئی ہے کہ حکیم ابراہیل کا تاریخ ہے جس میں یہودیوں اور مسیحیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سحر و سحر کے کائنات بنایا گیا، موجودہ نام انہار اور معرفت اچیلوں میں بھی اس واقعہ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، اتفاقاً انجیل کے الفاظ یہ ہیں کہ:-

”اور جو آدمی اسے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) گرفتار کرے ہوئے تھے اس کو پھٹے میں اڑائے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے منہ پر طائفے مارتے تھے اور اس سے یہ کہہ کر پورے تھے کہ موت (انجام) سے بتاؤ گس نے تھک کو مارا؟ اور جسے مار کر بہت سی اور باتیں اس کے خلاف کہیں“ (ماتھا ۲۶: ۶۷-۷۵)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی اس شرناک اور توہین رسالت پر مبنی واقعہ کا بدیہہ ابراہیل فولی مانتے ہیں۔ اور بعض محققین کا کہنا ہے کہ اس دن سب سے اسلامی خلافت کا مکمل طور پر خاتمہ ہوا تھا جس کی خوشی میں عیسائی یہ دن مناتے ہیں اور اس دن ان کو مکمل آزادی ملتی ہے۔ اسلامی حکام ان کو اس قسم کے بیوقوف اور اسلامی تعلیمات کے مخالف سمجھتے ہیں لہذا انہیں اگر کچھ نے اس قسم کا تہولہ سنا کر دوسروں کو جانی یا مالی نقصان کیا تو وہ خداوند اور خدا کا دشمن ہے اور اسلامی حکومت کی دوسراوی ہے کہ وہ ایسے شخص کو سخت سزا دے۔ (واضح علم)

بہشت کا تہوار منانا جائز نہیں | سہ سوال: جناب مفتی صاحب دارالعلوم قادیانہ، علیہ الرحمۃ

پاکت لکے اکثر شہر وں اور دیہاتوں خصوصاً ایلیا بیٹا ہونے کو یکم جہاز کی آمد کے موقع پر ایک ہفتہ پہلے بسنت کے نام سے بڑے خوش و خروش سے مناتے ہیں، امسال تو سرکاری سطح پر اس تہوار کو منانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اب کیا مفتی صاحب اس پر اس قسم کے تہوار منانا شریعت مقدسہ کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: خوشی کا کوئی بھی تہوار جس میں کسی غیر شرعی قباحت کا ارتکاب نہ ہو سہا ہوا اور نہ کسی غیر اسلامی مذہب کا جز ہو تو صرف اظہار مسرت کی حد تک منانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اسلام میں عیدین و عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو تہوار کے طور پر منانے کا حکم موجود ہے مگر جس تہوار کا کسی غیر اسلامی مذہب سے تعلق ہو مسلمانوں کو ان تہواروں سے منع ثابت ہے۔ بقول مہدوی ص ۴۴ (الحدیث) کی بناء پر منع کیا گیا ہے۔ بسنت کا تہوار منانے میں دیگر قرمات کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ یہ علت بھی موجود ہے کہ ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے۔ مشہور محقق اور مسلم سائنسدان علامہ البرہن خان البرہنوی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”کتاب اہند“ میں بسنت کے بارے میں لکھا ہے کہ: ”اسی مہینہ میں استونوریسی ہوتا ہے جس کو نام بسنت ہے۔ اس کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس میں عید عید کرتے ہیں اور ہندوؤں کو کھلاتے ہیں اور لڑکوں کی نذر چڑھاتے ہیں۔“

کتاب اہند باب ۱۷ ص ۱۷۱

اس دن کو تہوار منانے کی حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں کے سبزے کی دیوی کو کسی نے انقاد کیا تھا اور انھوں نے اس کو زیر زمین سے نکال دیا تھا اس دیوی کا مطلق اسے خوش کرنا رہا اور تین ماہ کی مسلسل کوشش کے بعد دیوی کو نہا کرانے میں کامیاب ہو گیا، دیوی کے رام ہونے کے بعد دوبارہ ہرالی شروع ہو گئی، اس لیے ہندو اس کی رانی اور مائی ٹوبہ شروع ہونے کی خوشی میں اس دن کو بسنت کے نام سے مناتے ہیں۔

اس سکر رکھیں پاکستان کے اکثر شہر وں خصوصاً لاہور میں اس دن بسنت کو زیادہ زور و شور کے ساتھ منانے میں ایک اور علت بھی شامل ہے جس کی وجہ سے جہاز میں بسنت کی ہائی پرسکول میں بڑھائی جاتی ہے، وہ کہانی کچھ یوں ہے کہ مغل دور حکومت میں لاہور میں حقیقت رائے نامی ایک ہندو طالب علم نے مسعودی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

شأن اقدس میں ہشتام جہاز کی افاضی و نعت نے اس کو پھانسی کی سزا سنائی، بناچار ہو
 ہی کے عاقبت حضورؐ سے شاہ میں واقع مکہ عیشیہ کالج کی کراؤ میں حقیقت رائے کو پھانسی دینے
 لگی۔ جندہ کوں نے اس کو ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت دے کر خوشی کے طور پر مسند کے
 نام سے مناد شدہ کر دیا کہ ان کے ایک نو جوان نے لیت مذہب کے لیے اتنی قربانی دی کہ
 پھانسی کی سزا سے بچنے کے لیے اسلام قبول کرنے کی تجویز کو مسترد کرتے ہوئے اپنی جان کا قربان
 کر دیا۔

لہذا ان حقائق اور واقعات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسند کو نصیب
 موسمی تہوار نہیں بلکہ یہ ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے، مسلمانوں کے لیے اس تہوار کو منانا اور اس
 میں شرکت کرنا جائز اور صحیح نہیں ہے۔ اتنی ہی یہ بات کہ حکومت اس تہوار کو سرکاری طور
 پر منانے اور اداہ رکھتی ہے شرعاً صحیح نہیں کر رہی ہے نہ صرف غیرت ایمانی کا نقصان
 ہے بلکہ آئینہ ملی کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسند سمیت دیگر تمام غیر اسلام میں تہواروں
 پر فوراً پابندی لگا دے تاکہ اس سے غیر مسلموں کی مصلحت نہ ہو۔





وَاللَّهُ يَكْفِيكَ الْفِتْنَةَ وَاللَّهُ يُدْخِلُ
 مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَاللَّهُ
 يَعْلَمُ مَا تُعْمَلُونَ

کتاب العلم (علم کے احکام و مسائل)

لاؤ ڈیسک پر درس قرآن دینے کا حکم | سوال :- لاؤ ڈیسک پر تلاوت قرآن،
نعت خوانی یا قرآن مجید کا درس دینا بعض
اوقات مخلوق خدا کی ایذا رسانی کا باعث بن جاتا ہے، کیا اس طرح لاؤ ڈیسک کا استعمال
شرعاً جائز ہے ؟

الجواب :- قرآن مجید کا درس دینا، تلاوت کرنا اور نعت خوانی وغیرہ خواہ لاؤ ڈیسک
پر ہو یا اس کے بغیر کا وظیفہ اور موجب اجر و ثواب ہے تاہم اگر کسی نے خلق خدا کو ایذا پہنچی
ہو اور قرآن کی کتب حرامی ہوئی ہو تو ایسا کرنا مکروہ اور گناہ کا سبب ہے ۔

لما قال العلامة طهر بن عبد الرشید بقاریؒ : وعلى هذا ان يقرأ على السطح في
البلد جهراً والناس يسمون یا تم ای لا تسمع على القاری۔ رفقہم لتتوا فیما فصل فی القراءۃ لہ
قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کی حفاظت کا طریقہ | سوال :- قرآن کریم اور دیگر اسلامی
کتبوں کے بوسیدہ اوراق کو طویل یا
ہے یا نہیں اگر بلا جائز نہیں تو ایسے اوراق کی حفاظت کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟

الجواب :- قرآن کریم اور دیگر دینی کتبوں کا ادب و احترام ہر مسلمان کی دینی
ذمہ داری ہے، جو کہ ان کے بوسیدہ اوراق جلانے میں سودا و بے اس سیلے
قرآن کریم اور دینی کتب کے بوسیدہ اوراق کو کسی ٹھکانہ یا مکان پر دفن کر دیا جائے یا پھر
دریا برد کر دیا جائے تو بہتر ہے، بلکہ شرعاً مناسب نہیں ۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ : لمصحف اذا حصل خلل او تعذر القراءۃ منہ لا

لہ نمازل ! علامۃ ابن الحمامؒ : وعلى هذا ان يقرأ على السطح في البلد جهراً
والناس يسمون یا تم۔ رفقہم لغزید ج ۱ ص ۳۹ کتاب الصلوۃ فصل فی حفظ الصلوۃ
وَمِثْلُهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِحِ ج ۱ ص ۳۳ کتاب الصلوۃ فصل فی حفظ الصلوۃ

یحرق بالنار، ایسے اشارے محمد و ہم ناخذ ولا یکرہ و ینفی ان تنف بغرقہ
 ظاهرة و یلحد لہ - (رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الخطوط للباحث فصل فی البسم) -
کسب معاش کے لیے تدریس کو چھوڑنا اس سوال :- اگر کسی شخص کا گزیرہ تدریس کا
 کو چھوڑ کر دیوی کاروبار شروع کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- تنخواہ گذارہ نہ ہونا ایک بہم حقیقت ہے ایسی صورت میں ہی ضروریات
 پر نظر ثانی کر کے اخراجات کو محدود کرنا چاہیے اور غیر ضروری اخراجات سے احتساب
 کرنا بہتر ہے تاکہ تدریس میں مقدس عبادت سے تعلق منقطع نہ ہو تاہم اگر اہل وعیال
 کا نان و نفقہ تدریس کی خواہ سے پورا ہونا مشکل ہو اور بڑی اوقات میں متبادوں
 ذرائع آمدن کا اختیار نہ ہو تو پھر نفقہ کی تلاش میں تدریس کو چھوڑ دینا ناجائز
 نہیں ہے اس لیے کہ تدریس فرضی تقایر ہے اور اہل وعیال کے نفقہ کا بندوبست
 کرنا فرض عین ہے ۔

لَمَّا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا بَآفَاقَةٍ فَلَوْلَا تَفَرُّقُكُمْ لَحُلَّ
 مَرَدَةُ مَنَاسِكُمْ تَأْنِيفُ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا
 رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ (سورة التوبة آیت ۱۲۴) -
 اس سوال :- عصر حاضر میں دیکھوں کہ بے سکول
 دیکھوں کہ بے عصری تعلیم کا حکم کالج میں تعلیم حاصل کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے ؟
 الجواب :- مستورات کی تعلیم و تعلم کے بارے میں شریعت مقدسہ کی ماننے و ثابت

لحماني المهندية، والمصحف اذا صار خلقاً لا يفترأه ويخاف ان يضيع يجعل في غرقه ويدفعه
 ودفنه اذن من وضعه موضعاً يخاف ان يقع عليه التجاسة او غيرة ذلك ويلحد لہ -

(استاذ المهندية ج ۲ ص ۲۲۲ الباب الخامس في آداب المسجد والقبة والمصحف)

لہ لما قال العلامة جلال الدين السيوطي، قوله تعالى وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا
 بَآفَاقَةٍ (آية) فيها ان الجهاد فرض كفاية وان النفقة في الدين وتعليم الطبع ال
 كمال - (الكاظمي في استنباط التنزيل ص ۱۲۴ سورة التوبة)

ہے بشرطیکہ حدود اللہ کی رعایت ہو۔ تاہم عصر ماٹرن میں پروردہ وغیرہ کے فقدان کی بناء پر خواتین کا سکون و کامیابی میں تعظیم حاصل کرنے کے لیے وہ بھی موافقہ کرنے کے ذریعہ ہے، البتہ اگر بچیوں کو مستثنیٰ طور پر مستورات ہی کے ذریعہ تعلیم دی جائے اور مفاسد کا انسداد ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال الشيخ المحدث علي بن سلطان عمداً القاري تحت قول النبي صلى الله عليه وسلم: «لا تعذبوا هذه عرقية» فلهذا لما علمت بها المكتابة (قال الخطيب فيه دليل على أن تعلم النساء المكتابة غير مكروه قلت يحتمل أن يكون جائزاً مستحباً دون الخلف لقصد انشواؤهن في هذه الزمان - مرقاة شرح مشكوة مكتبة باب الرقاق)

سوال: ایک شخص کا مرد و دل
 تعلیم و تہذیب رکھتا ہے۔ کیا اسے بچے کو سزا دینا
 اسی کا جی نہیں گزرتا، وقت ضائع کرنے کا عادی ہے، کیا ایسے بچے کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟

جہ یا نہیں؟
الجواب :- شریعت مقدسہ نے اپنی اور اہل وعیال کو تعلیم و تہذیب سکھانے کی زنجیر دلائی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! تم خود بھی جنہم کی آگ سے بچو اور اپنے بے وعیال کو بھی بچاؤ اور یہ تب چھوگا جب بچوں کو تعلیم و تہذیب اور ادب سکھایا جائے اور ظاہر ہے کہ تعلیم و تہذیب کے لیے بعض اوقات بچوں پر سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔ لہذا صورتہ مسئلہ کے مطابق اگر کسی بچے کو تعلیم میں جی نہیں لگتا اور وقت ضائع کرتا ہے تو زبردستی اس کو سزا دینا مرضی ہے بلکہ اس میں ثواب کی بھی امید ہے، تاہم سزا میں اتنا مبالغہ نہ ہو کہ جسہاں نقصان بادل شکنی کا ذریعہ بن جائے۔

له دوام الامام محمد بن اسحق البخاري، عن ابي سعيد خدرسي قال قال النضر بن
صبي الله عليه وسلم نبينا عليك الوجع فاجعل لنا يوماً من نهارك موعداً هي يومنا لقين
فيه قومنا منكم واليوم هو - (الجمعة الثماني من شهر ربيع الأول من سنة ١٨٤٢) في القوم
وهم في مكة في سنة ابي داود ٢٠٤٢ باب في الرق

ساقا لله تبارك وتعالى - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَعْلَمُوا نَارًا

ذیادہ ۲۸ سورۃ التکوین آیت ۱۰۱

استاد کا شاگرد کو سزا دینا - سوال :- کیا استاد کے لیے تعلیم و ادب کے واسطے

اپنے شاگرد کو مارنا سزا دینا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- استاد کا اپنے شاگرد کو مارنے و سزا دینے کا حق حاصل ہے کیونکہ
 اہل خانہ نے تعلیم و تادیب کے واسطے بچے کو استاد کے حوالہ کیا ہوتا ہے، لیکن استاد
 کو سزا دینے میں اتنا مبالغہ نہیں کرنا چاہیے کہ شاگرد کو جسمانی نقصان پہنچے یا استاد
 کی سختی کی وجہ سے بچہ تعلیمی میدان ہی چھوڑ دے بلکہ شاگرد کی اصلاح کے لیے استاد
 اسے معمولی سزا دے سکتا ہے۔

ساقا العلامة ابن عابدین : ولو امر غيره بضرب عبده حق للمؤتمن
 ضربه بخلاف الحر قال فلهذا انتصيص على عدم جواز ضرب الولد بامره
 بخلاف العلم لان الامور غيره نيابة عن الاب لمصلحة (رد المحتار ج ۱ باب التعمير)

دینی علوم کے طالب علم کے نفقہ کا حکم - سوال :- ایک طالب علم دینی مدرسہ میں
 ہے ضعیف بھی نہیں، تو کیا والد پر اس بچے کی ضروریات پورا کرنا لازمی ہے یا نہیں؟

الجواب :- دین کا سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت کی ذمہ داری ہے تاکہ وہ اپنی
 ضروریات دین سے واقف ہو کر صحیح طریقے سے اپنی زندگی بسر کرے کہ قابل ہو سکے، جو
 انسان دینی علم کے حاصل کرنے کے لیے نکلا ہو اور صحیح معنوں میں علم حاصل کر رہا ہو اور

له قال العلامة الحفصاني، وفي القنية له كراهة لطلبه على تعلم قرآن ولوب وعلم تفرقة
 على لوالدين - (الندوة المختارة على صدره المختار ج ۱ باب التعمير)

وَمِنْهُ فِي لِحَاكَم الصَّغَارِ عَلَى هَامِشٍ جَامِعِ الْفَصُولِ مِنْ مَطْلَبِ لِسِ الْعِلْمِ لِيَضْرِبَ
 لَهُ قَالَ لِعَلَامَةِ عَمْدِنِ عَمُودِ اسْتَوْشِي، بَلِغِ الْقَبِيْ عَشْرُو مَنِيَّتِي يَضْرِبُ
 كَالْعَمَلِ الصَّلَوةَ وَبَعْدَ فِي سِيرٍ، وَكَذَلِكَ الْعِلْمُ لَيْسَ لَهَا أَنْ يَجُوزَ التَّشْلَاثُ -
 (حكاية الصغار عن هاشم ج ۱ باب التعمير)

وقت مائع نہیں کرتا ہو تو ایسے طالب علم کے والد پر اس کی جملہ ضروریات پوری کرنا ضروری ہے۔
 لما قال العلامة ابن عابدی: وكننا طلبت العلم اذا كنا عاجزين عن اكتساب
 لا يهتدون اليه لا تسقط نفقاتهم من آباءهم اذا كانوا مشغولين باعلو الشريعة.
 (تفصیح الفتاویٰ حامدیتہ ج ۱ ص ۱۷۷)

سوال :- ایک شخص جو کہ بڑا بد زبان اور بد اخلاق ہے، بغیر
 کسی سبب و جرم کے علماء دین کی توہین کرتا ہے اور ان کو
 حقارت کی نگاہ سے دیکھتا اور گالیوں بھی دیتا ہے، تو اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟
الجواب :- اللہ تعالیٰ کے بانی علماء دین کا بہت بڑا مقام ہے، ارشاد باری تعالیٰ
 ہے: **مَنْ يَسْتَفْهِمِ الَّذِينَ يُعَلِّمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ هَؤُلَاءِ أَسْرَأُ إِلَيْكَ يَخْلَعُونَ**
 اور جاہل دونوں برابر نہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کرام کو ایمان علیہم السلام کا
 وارث قرار دیا ہے۔ قرآن اور حدیث سے عالم کا مقام نمایاں ہے اور ایک عالم دین
 سے بلا وجہ بغض و حسد رکھنا یقیناً بہت بڑا جرم ہے۔ اگر کوئی بلا کسی دنیوی و اخروی
 سبب کے کسی عالم کی توہین کرتا ہو اور اُسے گالیاں دیتا ہو تو نہ علی قاریؒ اور دیگر علماء
 کے نزدیک اس کی یہ حرکت موجب کفر ہے، اور اگر کسی دنیوی وجوہات سے توہین کرتا
 ہو تو گنہگار اور فاسق ہے۔

قال العلامة ملا علی القاری: من ابغض عالماً من غیر سبب ظاہر خفی علیہ لکفر قلت
 بظاہرہ یکفر لانه اذا ابغض عالماً من غیر سبب دنیوی و اخروی فیکون بغضه علم لشیعہ ولا
 شک فی کفرہ انکسر فیضاً عن البغض. (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۷۷)

۱۔ لعافی الہندیۃ: وكننا طلبت العلم اذا كنا عاجزين عن اكتساب لا يهتدون اليه لا تسقط نفقاتهم من آباءهم اذا كانوا مشغولين باعلو الشريعة.
 (دفت ذی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۷۷ الفصل الرابع فی شفق الاولاد)

کتاب الصلوات

معین العلامة طاہر عبد الرشید البخاری: من ابغض عالماً من غیر سبب ظاہر خفی
 علیہ لکفر. (شرح الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۸۵ کتاب النفاظ الکفر)

فی ذلک المعلوم من الدین بالقصر والکفر بعد البعث و مصیبة المسلمین کے خلاف
بالا اتفاق ولا یخفیہما بقولہ لا ادری الخ

بہر حال و اور اس جیسی بیسیوں جگہ اس سے بھی زیادہ تصریحات کے باوجود جو ہم سب
طالیعوں کو معلوم ہیں حضرت شاہ صاحب کے الفاظ بالا غلط کامقصد کیا ہے؟ خدا
کرسے یہ میری نا کجی کا کثرت ہوا اور آپ کوئی ایسی تسلی بخش توجیہ سے سرفراز فرمادیں کہ اہل دین
قلبی کی دولت حاصل ہو جائے۔ نہ جلتے میری فہم و عقل کو کیا ہو گیا کہ اس سے نعمت پریشان
ہو جاوے اور بار بار بَشِّرْ لَافْتِنَہُ قُلُوْہُ بِنَاکِ د عا کر رہا ہوں۔ دو چار شخصیتیں ہیں سے ان کے
روحانی اثرات کی امید بندھی ہوئی ہے سے اپنا دکھ عرض کر رہا ہوں جن میں آئینہ سب سے
خصوصی طور پر پر امید ہوں، اس وقت صرف آپ ہی کو عریضہ بھیج رہا ہوں امید ہے جلد تردید کی
فرما کر محنوں فرمائیں گے۔ مجھے خود سامنے ہو کر شفعی حاصل کر لیتی چاہیے یعنی مردوں بھی مانع
ہے۔ اگر ان الفاظ کے یہی ظاہری معنی ملا دیں جو میں سمجھ رہا ہوں کہ قرآن پاک میں فقیر عریضہ
موجود ہے والیاء و ائمتہ کیونکہ نہ توفیق کا مرجع کتب سماویہ سابقہ بن سکتی ہیں اور اسے فقہا
کے کے کتاب کے سرور الامام، ابوہریرہ، عن محمد بنہم او غلط ہے اس سے مانع ہے کیونکہ
ان فقہاء کی تحریف تو یقیناً من محمد بنی زینقولہ تعالیٰ: تَبَسُّوْا لَیْسَ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْا
الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَخْلَعُوْنَ (سورۃ البقرۃ آیت ۸۰)

تو میری کیا کہی مسلمان نے تحریف کا ارتکاب کیلئے اور ائمتہ اگر ایسا ہے تو یقولہ شاہ
ہذا الذکر اذا جوز علی جمیع الامۃ المومنین و غلط متا نقلوہ۔۔۔ دخلتہ۔۔۔ منہ فی
جمیع الشریعۃ الا انما قلونہا و یقولون و نخلت عربی اللہ یحیی الذمیر (راہنہ)
اور اگر سفاذ ائمہ متنازع ہے جو ظاہر الفاظ سے کبھی جاری ہے تو عاصم بن اور عاصم بن
سے آج تک ان اکابر کے خلاف ان الفاظ کو اچھا لایا کیوں نہیں؟

المم فلا تکلنا الی انفسا طرقہ عین ولا الی احد من خلقک ولا اقل من ذلک
واعلم انما شئت کلمہ جاء بنیات المصطفیٰ و حیثک انما قفلی علیہ و علی
الہ و اصحابہ من البسملۃ کملہا و من التسلیحات افضہا۔

ناکارہ: عبد الکریم غفرلہ والوالدینہ از محمد الدارس کلاچ

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ / ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء

سے دیرینہ کتاب بدیشان چوبینی اور تزیین

بموجب مدارائے جہول مالی میں پریشان است

حضرت شاہ صاحب کا توفیق دے نہیں کہا جاسکتا کیونکہ قطعیات باخود رویت میں تفسیر کے کیا معنی؟ اگر ان الفاظ کو کہا جائے تو اس کے خلاف حضرت کی کوئی صریح عبارت موجود ہو تو اس کی کٹ نہ ہی قرار دیں تاکہ نقلی ہو جائے؟

جواب از حضرت العبد المذنب مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ

عزیز! آج آپ کا خطی صاحب دامت برکاتہم۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ما بعد! پس جب آپ نے مجھ جیسے کلام اور کلمہ پر اعتماد کیا ہے تو اس بنا پر اس نکال کے لئے ان کے خلیق عرض ہے کہ میں نے حضرت شاہ صاحب کے قلم پر حضرت شیخ الحدیث مولانا حمید الرحمن صاحب کامپوزیشن سے سنا ہے کہ فیض بناری ہمارے سنیخ ثانی المالی ہے اور نہ خود کئی تاریخ کے اس میں بہت سی بہن غلطیاں ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل ارفع سلمہ بنی متعلق اور قمر بنی والہی عدم صحت کے متعلق وغیرہ۔ تو ان مالی کے تعزیرات میں خود سے کام لینا ضروری ہے۔

میں تحریف والی عبارت کے متعلق مدائن کے ابتداء میں ایک سوال آیا تھا ان کا جواب لکھا گیا تھا کہ شاہ صاحب نے کتب سماویہ و سماویہ کے متعلق دو مذہب ذکر کیے ہیں۔ اول یہ کہ ان میں تحریف لفظی اور معنوی دونوں قسم تحقق ہوئے ہیں۔ دوم یہ کہ ان میں تحریف لفظی واقع نہیں ہوئی ہے ان میں صرف تحریف معنوی تحقق ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے اسی دوسرے مذہب پر اعتراض کر دیا کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ قرآن مجید بھی مؤلف ہے کیونکہ اس میں بھی تحریف معنوی واقع ہوئی ہے حالانکہ قرآن مجید محفوظ ہے۔ اور اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے مذہب اول کو ترجیح دیتے ہیں کہ کتب سماویہ میں تحریف لفظی بھی واقع ہوئی ہے۔ اس وقت سترم نے مؤرخ کی جگہ مذکر کی ضمیر لا یا ہے۔ وحی عبارتہ والہی تحقق عندی ان الشریف فیہا لفظی ایضاً: (۱) ہوا لفظی اور نہ لفظی

جواب از حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب مدظلہ العالی

آپ نے فیض لیا تھا کہ جس عبارت کی کٹ نہ ان قربانی ہے اس کے علاوہ بھی بعض دیگر عبارات میں بداعتراض ہیں۔ مثلاً۔

بهذا زاد ما دفعه فكان على ثمانين سنة - وصحبه المحافظ في الإحابة وهو الذي رجع اليه
 السيوطي في مرقاة المصدود - وفيض الباري ج ٣ ص ٢٦٢ كتاب البيوع - بإقتل الخنزير
 بمكة ثم الإصابة في تمييز الصحابة في عبارته ملائم كجبه - واختلف في عمره
 منه ولد إلى أن رفع فقيل ثلاث وثم ثمان سنة وهذه أشهر وقيل سبع و
 ثلاثون وفي مورد في سعيد بن المسيب أنه عاش ثمانين ذكره من رواية علي بن زيد
 عنه وهو ضعيف وفي مستدرک الحاكم عن ن طلة رضي الله تعالى عنها أن النبي
 صلى الله عليه وسلم أخبرها أن عيسى حاشي مائة وعشرون سنة في حديث
 ذكره - (الإصابة في تمييز الصحابة ج ٣ ص ٥٢٧ ح ٢٩٩)

العلامة الشيخ سليم بن الجمل قمر بانيه : ففي زاد اللاد ما يذكر أن عيسى دفع
 وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة لا يعرف به أثر متصل بحب المصير إليه
 قال الشافعي وهو كما قال فإن ذلك انما يعرف من انصاره والمصرح في
 الأحاديث النبوية أنه اثنان وعشرون سنة ثم قال عمار بن قات
 محدثه . وقع لما ذكر جلال الدين السيوطي في كملته تفسيره المحل وشرح التقائه
 وغيرها من كتبه الجزم بأن عيسى دفع وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة ويمكن
 بعد نزوله سبع سنين وما زالت المتعجب منه مع مريد حقه واقفاه
 وجهه المعقول والمتقول حتى رأيت في مرقاة المصدود رجع عن ذلك
 والفتوحات الإلهية ج ١ ص ٢٨٠ سورة البقرة

(٢) فيض الباري ج ٣ ص ٢٨٠ كتاب الكفالة ثم هي : وكله الاتعم الكفالة في
 القرض لا زه من باب ان عتاد اعز ما لا كفها كرام كقار في القرض كوسميج بانه
 من - شرع القرض من هي : قلت ومن حيل ناجية في القرض كقالتة مؤيداً بقتاشر
 من الاصيل لان الدين واحد - وفي رد المحتار قوله لان الدين واحد اع
 فاذا تاخر عن الكفيل لم يمتاخر عن الاصيل ايضا اذ ثبت ضمانا ما يمتنع فصار
 كبيع الشرب والطريق كما في المصنف تلخيص ابن مع ابن في التهر من السلام
 قال ابو يوسف اذا اقترض رجل بغيره لا ما لا كفيل به رجل عنه الى وقت كان
 على الكفيل الى وقته وعلما لا تنقض حالاً الى قوله وحاصله ان المجهول على انه

یاجل علی الکفیل دون الاصلیل و به افق العلامة قاذی الہدایہ وغیرہ (رحمہ اللہ) و فی رد المحتار ایضاً و نقل عبارتہا و مستثنی ایضاً مالو کفیل بالقرض مثویلاً الی سنۃ مثلاً فهو علی الکفیل الی الاجل و علی الاصلیل حال الخ (رحمہ اللہ) و فی شرح التنویر لو کفیل الحال مثویلاً۔ تابع من الاصلیل و لو قرضاً لان الذین واحد۔ الخ (رحمہ اللہ) ۳۱۶ م

نو بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ قابل گرفت عبارتیں جامع کے توہم پر مبنی ہیں اس لئے اب یہ کہنا ہے چاہئے ہوگا کہ جس عبارت کی نشاندہی آپ نے فرمائی ہے یہ بھی جائز کے توہم پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ اس عبارت کی توہم پر بھی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ حضرت الشیخ الانوری کی یہ عبارت والذی تحقیق عندی ان التحریف فیہ لفظی ایضاً اما انہ عن عمد منهم اور لفظیۃ فاللہ تعالیٰ اعلم بہ۔ قرآن پاک کے بارے میں نہیں ہے کہ کتب سہاوہ کے بارے میں ہے۔ الشیخ الانور رحمہ اللہ تعالیٰ اسی عبارت سے یہ مضمون اور فرمایا ہے میں کہ میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ کتب سہاوہ سابقہ میں صرف تحریف معنوی نہیں ہوئی ہے بلکہ تحریف معنوی کے ساتھ ان میں ظنی تحریف بھی موجود ہے۔ اور الذی تحقیق عندی ان التحریف فیہ می فیہ کا تفسیر ضرور بتاویں مذکور کتب سہاوہ کو دیکھ کر اسے کیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ جامع نے مونت کی جگہ مذکر کی تفسیر لائی ہے۔ و حوالہ لاء والذی تحقیق عندی ان التحریف فیہ لفظی ایضاً الخ۔ مگر اس توہم پر ہے جلد اما انہ عن عمد منهم الخ مساعداً اور موافقت نہیں کر رہا ہے۔ اللهم ان یتعال فیل ما قبل باعتبار بعض الجرفین آن یر ما علم قصد ہم وعد مد مگر وقیہ ما فیہ۔ فلا سبیل ولا فخلص لا ان یتثبت بالتوہم۔ واللہ اعلم۔

استبراء رحم کے لیے عدت نہ ٹھہرنے پر اشکال کا ازالہ سوال :- جانا مٹھی صاحب! کئی
 سادہ فہم لوگ اس مسئلہ سے ایک اشکال کو کہیں آ رہا
 ہے کہ تو اسلام نے معدت اور حیض کے لیے تو عدت مقرر کی ہے مگر استبراء رحم کے لیے کوئی عیساء
 مقرر نہیں کیا، مگر جہاں اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ اور اسے مہربانی میرے اس اشکال کا تو شریفانہ طور پر
 کی روشنی میں رفع فرمائیں؟

الجواب :- اسلام میں طلاق اور وفات کی عدت اس لیے مقرر ہے کہ غلط فہمی یا بوجہ کسی
 دوسرے شخص کی کچھ راجح ہو جائے اور ایک شخص کی کچھ کو دوسرا شخص یا انہیں بلا سکتا غلط
 استبراء رحم کے کہ وہ صرف حمل کا احتمال ہے اور وہ وحی بالشبہ یا حمل کی کچھ نہیں اس لیے
 وہاں صرف استبراء کو لازم قرار دیا۔

ما قال عیہ لیسلا - من کان یومئذ بائنا وایوم الاخص فیل یستغین مسا
 ذرع غیوہ - (جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۲۱) وین فی جلد وھو من کتابہ
لفظ قیل کی وضاحت سوال :- جناب قلم نعتی صاحب! ہم جب فقہ یا شریعت
 حدیث و تفسیر یا دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں
 بعض اقوال لفظ قیل کے ساتھ ذکر ہوتے ہیں، ایسے اقوال کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ وضاحت
 فرما کر مشکور فرمائیں؟

الجواب :- اس دینی کتاب میں کوئی قول قیل کے ساتھ مذکور ہو تو وہاں یہ دیکھا جائیگا
 کہ سادہ اقوال قیل کے ساتھ ذکر ہیں یا کہ ایک قول قال یعنی پیغمبر ص ۱۰۰ کے ساتھ
 ذکر ہے، اگر ایک قول پیغمبر ص ۱۰۰ کے ساتھ ذکر ہو تو صاحب کتاب کے نزدیک وہ
 قول جامع ہے اور اگر اقوال کے ضعف کی طرف ان کا قیل یعنی پیغمبر ص ۱۰۰ کے ساتھ اضافہ
 مقصود ہوتا ہے اور اگر سادہ اقوال قیل کے ساتھ ذکر ہوں تو اس صورت میں کسی قول کو ترجیح
 مقصود نہیں ہوتی۔

مسئله سوال :- اگر کسی عورت
 متعدد شوہروں والی عورت جنت میں کس کے پاس ہوگی؟
 دو تین شوہروں کی ہوں تو وہ عورت جنت میں کس شوہر کے ساتھ گی؟ قرآن و سنت کی روشنی
 میں جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب :- میں عورت نے دنیا میں دو تین شادیاں کی ہوں وہ قیامت کے دی جنت میں کس شوہر کو ملے گی؟ تو اس بار سے میں دعا کرتا ہوں۔ (۱) پہلا قول یہ ہے کہ وہ جس شوہر کے پاس رہنا چاہے اس کو اختیار ہو گا۔ (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ وہ عورت آخری شوہر کو ملے گی۔

حضرت علیؑ کو کرم اللہ وجہہ کہنے کی وجہ | سوال :- جناب عظیم مفتی صاحب :

ہم کئی صحابی رسولؐ کا مبارک نام سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو ان کے ائمہ گرامی کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں اور جب حضرت علیؑ کا نام سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں، اگر ائمہ گرامی بھی اسی طرح سنتے ہیں آیا ہے، اگر نا اس کا کیا وجہ ہے؟

الجواب :- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے گویا رضی اللہ عنہ کے بچے جیسے کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں استعمال کیا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی بتوں کے سامنے اپنے سر کو نہیں جھکا یا سنا کہ کوئی آپ نے بغوت سے قبل ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ یا سنا کہ اس نے کہ جنگ یمین میں بعض لوگوں نے آپ کے بارے میں سود اللہ وجہہ کے الفاظ استعمال کیے تو ان کو تردید کے لیے علامت نے آپ کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کے الفاظ استعمال کرنا شروع کئے۔

ذریعہ کون تھے؟ حضرت علیؑ یا حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام؟ | سوال :- حضرت

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے کسی بیٹے کو ذریعہ کیا تھا؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام بتاتے ہیں جبکہ ہم ابھی تک یہی سنتے آ رہے ہیں کہ آپ نے حضرت اسماعیل میرے سلام کو ذریعہ کیا تھا، ہر حال قرآن کریم انسانی ذریعہ کون تھے؟

الجواب :- حضرت براہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو ذریعہ کیا تھا اس کے یقین میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذریعہ اللہ قرار دیا ہے جبکہ جمہور علماء نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذریعہ اللہ قرار دیا ہے اور بھی ذریعہ اور مشہور ہے۔

سوال :- جناب مفتی صاحب : مولانا شاہ جیل نقار صاحب

قد ائروا ہمارے کا مطلب | نے اللہ العجل کا معنی ”لدا زواہد ہے“ لکھا ہے۔ مبراہانی

فرما کر شریعت مطہرہ کی روشنی میں لفظ ”لدا زواہد“ کی تشریح فرمائی جلتے ؟

الجواب: "مفسر ترمذی کا لفظ ہے اس کا معنی ہے وہ ذات جو کسی کی محتاج نہ ہو اور دوسروں کا بغیر اس کے کام نہ چلتا ہو دوسرے سب اس کے محتاج ہوں۔" اس سے معلوم ہوا کہ اللہ الصمد کا معنی اللہ ہے کیا ہے وہ تو فریم اگرچہ درستی سے مگر آدھا ترمذی ہے اس لیے کہ بے نیاز اس ذات کو کہا جاتا ہے جو کسی کی محتاج نہ ہو۔

لما قال المتقی محمود حسن گنگوہی: "مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا کہ میں نے میں میں ترمذی کا نام اللہ کا مطلق کیا جو حضرت مولانا شاہ ابو القاسم صاحب کا تھا، اس میں انہوں نے اللہ الصمد کا ترجمہ یہ کیا کہ خدا آزاد ہوا ہے، میں اس کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ ایک پڑھتا ہوا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ خدا کا کیا معنی ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے یہ لفظ کہاں سے سنا؟ یہ تو مفسر ترمذی کا لفظ ہے مذہب کے اونچے لوگ اس کو جانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ سنا ہوگا کہیں سے تم اس کے معنی بتاؤ، کیا اس کے معنی بے نیاز کے ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں، اس کے معنی ہیں جو کسی کا محتاج نہ ہو اور دوسروں کا بغیر اس کے کام نہ چلتا ہو دوسرے سب اس کے محتاج ہوں بے نیاز میں اس کے معنی آدھے آئے ہیں۔"

(مغلو خلافت فقیر الامت ج ۲ قسط ۱ ص ۵۴)





وَمِنْ أَكْرَمِكُمْ أَنْزَلَهُ
أَفْشَرُهُ مَسْكُوفُهُ

کتاب تفسیر القرآن

(قرآن مجید کی تفسیر کا بیان)

سوال ۱۔ قرآن کریم میں لفظ باؤ۔ ناؤ۔ جَاؤ
قرآن مجید کا رسم الخط توفیقی ہے جسے کے تواریخ کے مطابق ان کلمات میں لکھیں

نہیں لکھا گیا؟

الجواب ۱۔ قرآن کریم کے رسم الخط میں مصحف عثمانی کا اتباع کیا گیا ہے جو مکمل اور
بنیاد ہے جس کو کبار صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں ایک خاص طریقہ پر خط لکھا گیا تھا اور یہ رسم الخط توفیقی ہے اس لیے کسی قیاسی قانون کی وجہ سے اس میں تبدیلی جائز
نہیں ہے لہذا ان کلمات میں بھی مصحف عثمانی کا اتباع کیا گیا ہے نہ کہ تواریخ عربیہ کا۔

لما قال احمد مصطفیٰ الموائی: اما کتبتہ المصحف فی ثابۃ لصریحۃ النسخ کتبہا
فی عهد عثمان رضی اللہ عنہ الخلیفۃ الثالث علی ید جاحۃ من کبار رفقہا بلہ ولسی
الرم لثباتہ وقد اتبع فیہا نسخ خاص بخلاف ما اتبع فیہا بعد فی کثیر من المواضع ومن ثم
قیل خطا فلا یقاس علیہما خط اللوح وخط المصحف العثماني۔

(تفسیر مولانا ج. اقلہ مقدمہ، طریقہ کتابۃ القرآن الکریم) ۱۔

سوال ۲۔ قرآن کریم کے حروف کی صحیح تعداد کیا ہے؟
الجواب ۲۔ جس طرح قرآن کریم کی آیات میں اختلاف ہے

اسی طرح حروف کی تعداد میں بھی علماء کی آراء مختلف ہیں، چند مشہور اقوال تحریر یہ کیے
جاتے ہیں۔

(۱) امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی مشہور تفسیر "احکام القرآن" میں سلام ابو محمد اعمانیؓ نے نقل کرتے
ہیں کہ حجاج بن یوسف ثقفی کے زمانے میں اس کے علم سے قرآن کریم کے حروف کو

لے قال عبدہ بن قیس: فی مسئلۃ رسم خط القرآن ثلاثۃ اقوال۔ الاول: انه توفیقی لا یجوز مخالفۃ
ذلک مذهب الجمهور، الخ (مشاہل القرآن ج ۳ ص ۳۷۲) المصحف توفیقی؟

شمار کیا تو یہ تعداد ۳۰۰۰ ۳۳۰ ہوتی۔ (۱) ائمہ مفسرین معطلی پر ائمہ تالیف

مجاہد، ابویوب، سیدہ اعلیٰ و ابیہ و سیدہ

(۲) سلطان بن عیاض نے نقل سے قرآن کریم کے حروف کی تعداد ۳۰۰۰۰ ہے۔

واللہ اعلم فی عدم الفرقان ج۱ ص ۱۰۰ فصل فی عدد سور القرآن و آیاتہ و کلماتہ و حروفہ

(۳) علامہ شمس الحق اعظمی نے ائمہ نے ابن الجوزی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ کے حساب سے معانی قرآن مجید کے تمام حروف ۶۰۱ ۳۲۲ ہیں۔

و عنہم الفرقان ص ۱۰۰ فصل فی عدد حروفہ

سوال: قرآن کریم کی آیات کریمہ کی تعداد کتنی ہے؟

تعداد آیات قرآن کریم۔ الجواب: قرآن کریم کی آیات کریمہ ابتداء اور انتہاء میں سے

اختلاف کی وجہ سے ان کی تعداد کے بارے میں بھی علماء کرام درمیان اختلاف ہے اہم اس

بات پر سب کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی آیات چھ ہزار سے زائد ہیں۔ یہاں چند مشہور

علامہ کرام کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔

(۱) علامہ شمس الحق اعظمی نے ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ قرآن کریم اربعہ و سبع

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آیات قرآن کریم کی کل تعداد ۶۰۱ ۳۲۲

ہے۔ (۲) علامہ ابن کثیر نے آیات

(۲) ابن کثیر سے اس بارے میں دو قول منقول ہیں پہلے قول کے مطابق کل آیات ۶۰۱ ۳۲۲

۶۰۱ ۳۲۲ ہیں جو حضرت عائشہ کی طرف منسوب ہے اور دوسرے قول کے مطابق

۶۰۱ ۳۲۲ ہیں۔

(۳) ابن کثیر کی رائے کے مطابق کل آیات ۶۰۱ ۳۲۲ ہیں جو حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

(۴) ابن کثیر کے نزدیک کل آیات ۶۰۱ ۳۲۲ ہیں۔

(۵) ابن کثیر کے دو قول منقول ہیں جن کے مطابق کل آیات ۶۰۱ ۳۲۲ ۶۰۱ ۳۲۲ ہیں۔

(۶) ابن کثیر سے ۶۰۱ ۳۲۲ اور ۶۰۱ ۳۲۲ کی روایات بھی مروی ہیں۔

ما البیاض فی علو الفرقان لبقیہ بن زکریا ج۱ ص ۱۰۰ فصل فی عدد سور القرآن و آیاتہ و کلماتہ و حروفہ

و ما علی علو الفرقان لبقیہ بن زکریا ج۱ ص ۱۰۰ تحت نوہ عدد آیات الفرقان

سوال :- قرآن کریم کی بعض سورتوں کو مکی اور مدنی
مکی اور مدنی سورتوں میں فرق | کو مدنی کہا جاتا ہے ان میں کیا فرق ہے؟

الجواب :- قرآن کریم کا ورثہ دو قسم کی ہیں مکی اور مدنی، لیکن ان کے بارے میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ارشاد منقول نہیں، اور اس کی وجہ یہ بھی کہ آپ کے زمانہ تھیں جن
معاذہ نرازم وحی کے زمان و مکان وغیرہ کا مشاہدہ کرتے تھے لہذا ان کی مکی اور مدنی کی پہچان
کی ضرورت نہیں پڑی، لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہال ہوا اور صحابہ کرام کو تاریخ و
مسنوخ کی معرفت کی ضرورت پڑی تو اس کے بعد صحابہ کرام کو مکی اور مدنی سورتوں کا جاننا
ضروری ہوا تاکہ تاریخ و مسنوخ کی معرفت میں آسانی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مکی اور مدنی سورتوں کی
پہچان کے بارے میں صرف صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال و کتاب ہو سکتے ہیں۔

شیخ محمد عبدالعظیم زرقانی فرماتے ہیں: **الاسباب الی معرفۃ المکی والمدنی** اور
عن الصادق ع **اننا یعلم فی ذلک لایۃ لہدعو عن اشیء بیان مکی والمدنی وذلک**
لأنہما ین فی زمانہ لعلیو لوائی حجة الی صدا البیان کتب و محمد یفادون انوی
والشعوب فی شہدوت مکانہ و زمانہ و اسباب المنعول عیاناً۔ (الز
دماخل العرفان ج ۱ ص ۱۷۱) **ان طریق السیلة الی مدنیہ المکی والمدنی**

ماہم بعد از مشرین نے معانی اور معالمت و واقعات کی روشنی میں مکی اور مدنی سورتوں
کی تقسیم کی ہے جس میں ہر ایک سورۃ کی مختلف خصوصیات شمار کی گئی ہیں، بعض کے نزدیک
جو سورتیں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہیں انہیں مکی کہا جاتا ہے اور جو سورتیں ہجرت کے
بعد نازل ہوئیں انہیں مدنی کہا جاتا ہے اس میں مکان کا اعتبار نہیں ہے چاہے وہاں بھی
نازل ہوئی ہو، یہ اصطلاح سب سے زیادہ مشہور ہے۔

اصطلاح مکی جو سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں مکی کہلاتی ہیں نزول چاہے
ہجرت سے پہلے ہو یا بعد ہوا اور جو سورتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں وہ مدنی کہلاتی ہیں
اس صورت میں مکی اور مدنی سورتوں کے درمیان واسطہ نارت ہوتا ہے اور وہ مکہ و مدینہ
سے اپروائی سورتیں ہیں۔

اصطلاح مکی جن سورتوں میں خطاب اہل مکہ کے ساتھ ہوا ہو، مکی ہیں اور جن میں خطاب
مدینہ والوں سے ہوا ہو، مدنی ہیں۔ (امیران فی علم القرآن ج ۱ ص ۱۹۰) **انہوین مع معرفۃ مکی والمدنی**

مکی اور مدنی سورتوں کی پہچان | سوال ۱۔ مکی اور مدنی سورتوں کی پہچان اور ان کی علامات کیا ہیں ؟

الجواب ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کوئی روایت مروی نہیں تاہم بعد میں مفسرین حضرات نے اپنی اپنی فہمی استطاعت کے مطابق حدیثاتی ہیں جو مشہور ذیل ہیں :-
 مکیے سورتوں پر کچھ علامات

- (۱) مکی سورتوں میں لفظ محلاً کا ذکر ہر وہ مکی ہوگی۔
- (۲) جس سورۃ میں آیت بحدہ ہو وہ مکی ہوگی۔
- (۳) جس سورۃ میں انبیاء کرام، اہم سالقہ کے قصے اور واقعات کا ذکر ہو وہ مکی ہوگی سوائے سورۃ البقرہ کے۔
- (۴) جس سورۃ میں حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے واقعہ کا ذکر ہو وہ مکی ہوگی سوائے سورۃ بقرہ کے۔

- (۵) جس سورۃ میں یٰٰذَا بَنیٰ اٰلِ اٰدَمَ کے ساتھ خطاب ہو مکی ہوگی۔
 - (۶) جس سورۃ کی ابتدا حمد و ثناء پر ہو مکی ہوگی سوائے سورۃ بقرہ و آل عمران کے۔
- مدنیے سورتوں پر کچھ علامات

- (۱) جس سورۃ میں حدود اور فرائض کا بیان ہو وہ مدنی کہلاتی ہے۔
 - (۲) جس سورۃ میں جہاد اور احکام جہاد کا ذکر ہو وہ مدنی کہلاتی ہے۔
 - (۳) جس سورۃ میں منافقین کا ذکر ہو وہ مدنی ہوگی سوائے سورۃ النکاح کے۔
 - (۴) جس سورۃ میں یٰٰذَا بَنیٰ اٰلِ اٰدَمَ کے ساتھ خطاب ہو وہ مدنی کہلاتی ہے۔
- [ابوہانہ فی علوم القرآن دہلی میں مکتبہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند ۱۹۱۱ء]
 [مناهل العرفان (مجموعہ تفسیر قرآنی) ج ۱ ص ۱۱۱]
 [مناهل العرفان (مجموعہ تفسیر قرآنی) ج ۱ ص ۱۱۱]
- سوال ۲۔ ابتداء قرأت و تلاوت قرآن میں کون سے باتیں واجبہ ہیں؟

الجواب ۲۔ سورۃ نحل کی سورۃ ذیل آیت قَدْ اُنزِلَ الْقُرْآنُ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ يَنْصُرُ الْحَقَّ
 الزحیم میں توفیق کے حکم کی وجہ سے جب بھی کوئی مسلمان تلاوت کرے تو اس کو توفیق باللہ
 مِنَ التَّحْقِیْقِ الزحیم پڑھنا چاہیے تاہم اس آیت کریمہ میں امر اکثر مفسرین کے نزدیک

وجوب کے لیے نہیں صرف مذہب کے لیے ہے ۔

لما قال القاضي ثناء الله رحمه الله ، قد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يصلي اى يتعوذ قبل القراءة وعليه انعقد الاجماع من المذاهب والملتكنسطة عند الجمهور والعلماء .
والتفسير مطهرى ج ۳ ص ۳۰۳ سورة الفلق تحت تفسير الآية (۹) ص ۱۷

تعوذ کی جزئیت کا حکم | **سوال :-** اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ قرآن کریم کا جزو ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ان مخصوص الفاظ کے ساتھ قرآن کریم کا جزو نہیں ہے تاہم ایک دوسرے مقام پر تعوذ کا حکم ان الفاظ کے ساتھ ہوا ہے : قَرَأَا قُرْآنَ الْفُرْقَانِ فَاَسْتَعِثَّ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔

لما قال القرطبي : أجمع العلماء على ان التعوذ ليس من القرآن دلالة منه وهو قول انقاري اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۸) القول في الاستعاذه ص ۱۷
تسمیہ کی جزئیت کا حکم | **سوال :-** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قرآن کریم کا جزو ہے یا نہیں ؟

الجواب :- جو بیشتر ائمہ اربعین الترمذیوں نے اس پر ترسب علی کا اتفاق ہے کہ یہ قرآن کریم کا جزو ہے اس کے علاوہ باقی سورتوں کی ابتدا میں جو تسمیہ بھی گئی ہے اس کی جزئیت میں اختلاف ہے ، فقہاء احناف ، قراء مدینہ مجوس اور شافعی کے نزدیک کسی بھی سورۃ کا جزو نہیں ہے ۔

لما قال القرطبي : قد اختلفت العلماء على هذا المعنى على ثلاثة اقوال الاول يست بآية من الفاتحة ولا من غيرها وهو قول مالك الصحيح من هذا القول قول مالك

لما قال محمد بن احمد القرطبي : هذا الامر محل التردد في قول الجمهور في كل قراءة في غير المثلثة ۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۸) القول في الاستعاذه ص ۱۷

وذكره في مختصره في كتابه في کتب ج ۲ ص ۳۰۳ ۔ سورة النحل آیت ۹۸ ۔

لما قال الشيخ عبد الرحمن بن محمد التتائي : اجمع العلماء على ان قول القاري اعوذ بالله وسك الشيطان الرجيم ليس بآية من كتاب الله ۔ (تفسير التتائي ج ۱ ص ۱۹۰) سورة الفاتحة ص ۱۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثل آدم ہونا **سوال:** سورۃ آل عمران آیت ۵۹ میں ارشاد خداوندی ہے: **إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ** جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کا مثل اور شہدہ بنا دیا گیا ہے لیکن آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے تھے تو پھر یہ تشبیہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے ؟

الجواب: جو کریمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش عادتِ ستم کے خلاف ہوئی تھی جو بغیر باپ کے تھی اور ایک عجیب واقعہ تھا لیکن اس سے زیادہ عجیب تر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش تھی جو ماں باپ دونوں کے بغیر خدا تعالیٰ کی قدرت سے ہوئی تھی۔ تو یہاں عجیب واقعہ کی عجیب تر واقعہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ و تمثیل میں مثلاً یا مثلاً بہ کے ساتھ تمام وجوہات میں تمثیل اور یکساں ہونا لازم نہیں ہے بلکہ تشبیہ بہ کی بعض صفات کا تشبیہ میں پایا جائے تشبیہ اور تمثیل کے لیے کافی ہوتا ہے جیسے کسی انسان کی بہادری کی تشبیہ شہید کے ساتھ دی جاتی ہے اگرچہ میں کل اوجوہ یکساں نہیں ہوتے۔

بَابُ الْإِسْمِ عَلَاةَ تَمَثُّلِ قَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ قُلْتُ هُوَ مَثَلٌ فِي أَحَدِ طَرَفَيْنِ فَلَا يَمْنَعُ اخْتِصَامُهُ دُونَهُ بِالْعَرَفِ الْأَخَرِ مِنْ تَشْبِيهِهِ لِلَّهِ مِثْلَهُ مِثَارَةً فِي بَعْضِ الْأَوْصَافِ لِأَنَّهُ شَبَّهَ بِهِ فِي أَمْرٍ لَمْ يَجِدْ أَخَارَ مِنْ أَعَادَةِ السَّمَرَةِ وَهَذَا فِي ذَلِكَ تَطْبِيقٌ لِأَنَّ الْوُجُوهَ مِنْ غَيْرِ بَابٍ وَكُلُّ الْأَرْبَابِ فِي أَعَادَةِ الْوُجُوهِ مِنْ غَيْرِ بَابٍ تَشْبِيهِ بِالْغَرِيبِ بِالْأَرْبَابِ لِيَكُونَ الْقَطْعُ لِلْمَعْنَى وَاحْتِمَامُ تَشْبِيهِهِ بِالْغَرِيبِ تَشْبِيهِهُ بِالْغَرِيبِ غَارِظٌ مِنْ مَثَلٍ مَوْءُودٍ بِالْقُرْآنِ

لَمْ يَدَالِ الْقُرْآنُ تَشْبِيْهُ فَيَدُ دَلِيلٌ عَلَى صِحَّةِ مَقْيَاسِ وَالتَّشْبِيْهِهَ وَاقِعٌ عَلَى أَنَّ حَسْبَ خَلْقٍ مِنْ غَيْرِ بَابٍ كَأَمَّا لَا عَلَى أَنَّهُ خَلْقٌ مِنْ تَرَابٍ وَالتَّشْبِيْهُهَ بِالتَّشْبِيْهِهَ وَأَنَّ لَانَ بَيْنَهُمَا تَوْافُ كَبِيرٌ بَعْدَ أَنْ يَجْعَلَ فِي وَصْفٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ آدَمَ عَلَى مِنْ تَرَابٍ وَلَمْ يَخْلُقْ عِيسَىٰ مِنْ تَرَابٍ لَكَانَ بَيْنَهُمَا فَرْقٌ مِنْ هَذِهِ الْجِهَةِ وَكُنْ تَشْبِيْهُهَ مَا بَيْنَهُمَا أَنَّهُمَا خَلْقًا مِنْ غَيْرِ أَيْ . (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۸۱ تحت ان مثل عیسی عند الله الخ سورۃ البقرہ) وَتَشْبِيْهُهَ فِي تَسْمِيَةِ الشَّهِيْدِ بِالْأَصَاوِي ج ۱ ص ۱۸۱ سورۃ البقرہ .

سوال :- سورہ نسا کی آیت ۹۲ دیکھ کر مسلمان متحفظین
تجسس اور جھجھک خاںہ افیکھا سے معلوم ہوتا ہے کہ عدا قتل کا
ارتکاب کرنے والا حیثیت جنم میں رہے گا وہ جو حدیث شفا عت سے معلوم ہو سکتے کہ جنم میں
حیثیت نہیں رہے گا، اس میں کس پر عمل کیا جائے؟ اور عدا قتل کا ارتکاب کرنے والا حیثیت کے
لئے جنم میں رہے گا یا نہیں؟

الجواب :- عموماً قتل کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اور یہ شخص جہنم کے لیے جہنم میں رہے گا یا نہیں، اجماع جہود اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ شخص اگر موسیٰ بنو قوام اللہ تعالیٰ کی معصرت یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم میں کتابوں کی سزا پانے کے بعد جنت میں جائے گا اور بیان کی وجہ سے جہنم دیکھنے جہنم میں نہیں رہے گا لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب قاتل نے قتل کو حلال سمجھ کر یہ اقدام نہ کیا ہو ورنہ استحلال حرام کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اسی وجہ سے جہود علماء اس آیت میں غالباً کاترجمہ کث غول سے کرتے ہیں۔

لا قال: يتخبر ابن كثير... والذي عليه الجمهور من حلف الامم دخلها ان قال: قال ابن كثير...
 في الحديث: وبيد الله عز وجل فان تاب واثاب ورحم وعف وعظ وعزل عما لا يلائم الله عز وجل...
 حسنة وحسن المتكلم من خلاصة وافية من خلاصة... ومعنى هذه الصيغة ان هذا
 من ان كان جوهر عليه... وينقل من دخول الفاتح في الشا... فليس مجلس افيداً
 بل انقله المكث الطويل وتوالت الاسماء عن رسول الله... فاني قد سمعت من قال
 من كاذب في طلب ادق متقال دقة من ايمان... (تفسير ابن كثير ج ١ ص ٢٢٢)
 مع والي... حضرت آدم عليه السلام...
 ادم عليه السلام کے بیٹوں میں نزاع کا سبب

کیا تھا اور ان میں سے کون سی بھائی کا اختیار کیا تھا؟

لَمْ يَدُلَّ النَّسَقُ، فَجَعَلَ أَهْلُ الْأَيْدِ جَازِلَهُ قَالٍ عَلَيْهِ سَلَامٌ هِيَ جَزْمَةٌ بَأْزَاءً وَخَلْقُودٌ
قَدِيرٌ بِرَأْيِهِ طُولُ الْيَاسِ - وَحَدَّثَ ابْنُ اسْتَرْخِي ^ع أَنَّهُ سَمِعَ قَوْلَ تَوْبَلٍ: ^ع خُزْرَاءُ بَرْدِ نَسَمٍ خَالِدٌ وَبَهَامٌ
كَوْشَلُهُ فِي جَامِعِ الْبَيَانِ الطَّبْرِيِّ ^ع ج ٢ ص ٢٢٦ تحت قوله تعالى: مَنْ يَتَّقِ مَثُوثًا مَقْدَرًا -

الجواب: اس نزاع اور جھگڑا کے سبب کے باعث میں اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جب بھی چھ پرلہیز ہوا تو ایک لکھنور ایک راکی لا جو واسوتا جو کہ آدم علیہ السلام دنیا میں پہلے انسان تھے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی نسل بالذکر کا منظور تھی ایسے اللہ تعالیٰ نے خداوند پر مقرر کیا تھا کہ جو بڑے کا پس میں نکاح ناجائز ہوتا اور دوسرے جو بڑے کے ساتھ جائز ہوتا تھا اور ان کیلئے ضرورت کی بنا پر تفریق ہوتی بمنزلہ انفراتق کی تھی تو اسی طرح حضرت آدم کے ایک بیٹے قابیل کے ساتھ جوڑی پیدا ہوئی اس کی نام اقیما تھا اور وہ حسین بھی تھی اور ان کے بعد دوسرے یعنی سے جو پیدا ہوئے اس کا نام ہابیل ہوا اس کی بھی کا نام ہو تھا۔ اب اصول کے مطابق جب نکاح کا وقت آیا اور اقیما کا نکاح ہابیل سے ہوئے لگا تو قابیل نے اس سے نکاح کیا اور کہا کہ چونکہ میرے ساتھ میرا بھائی اسحق ہے اور میرا قودس ہے حسین بھی ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے قابیل کو سمجھایا مگر وہ نہ تو میرا آدم علیہ السلام سے قابیل اور ہابیل دونوں کو نہ لگا کا حکم دیا کہ جس کی تفریق ہو گئی تو اس کے حق میں ہوگا اب ہابیل کی نذر قبول ہو گئی تھی یہ قابیل کا غضب نہ بڑھا اور اسے فکر اس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔

فانتقل الطبرانی عن ابن عباس عن مرقہ عن ابن مسعود وناصب عن ائمتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کان لا یولد لآدم مولود الا ولین مع جارية فکان یزود هذا ابطرا جارية هذا ابطرا الاخر یزود جارية ثم هذا ابطرا فدام هذا ابطرا الاخر حتی ولد لہ ابنا یقال لہن قابیل وھابیل وکان ھابیل متنازعاً وکان قابیل اکبر ھما وکان لہ اخت احسن من اخت ھابیل وھان ھابیل طلب ان یکون اخت قابیل فلی علیہ قال ھو اخي ولدت منی وھي احسن من اختک وانا احق ان تزوجھا فامرہ ابوہ ان یردھا ھابیل فانی وانھا قربا فبرأ الی اللہ وھما حق بالحدیث ۱۸۸ - وعلیہ السلام ۱۸۸ سورۃ المائدۃ ۱۸۸

لہ وقل بن کثیر وغانہ فیما فی ابن عباس وابن مسعود وناصب عن ائمتنا النبیل علیہ السلام ان کان لا یولد لآدم مولود الا ولین مع جارية فکان یزود هذا ابطرا جارية هذا ابطرا الاخر یزود جارية ثم هذا ابطرا فدام هذا ابطرا الاخر حتی ولد لہ ابنا یقال لہن قابیل وھابیل وکان ھابیل متنازعاً وکان قابیل اکبر ھما وکان لہ اخت احسن من اخت ھابیل وھان ھابیل طلب ان یکون اخت قابیل فلی علیہ قال ھو اخي ولدت منی وھي احسن من اختک وانا احق ان تزوجھا فامرہ ابوہ ان یردھا ھابیل فانی وانھا قربا فبرأ الی اللہ وھما حق بالحدیث ۱۸۸ - وعلیہ السلام ۱۸۸ سورۃ المائدۃ ۱۸۸ لایہ ۱۸۸ وعلیہ السلام ۱۸۸ آدم (.....) - کہیں کہیں فی التفسیر للماہری للقاسمی شمارہ اللہ بانی حق جرم ۱۸۸ سورۃ المائدۃ ۱۸۸

لفظ لَجَرَم کی تحقیق۔ سوال: قرآن کریم میں متعدد مقامات پر لفظ لَجَرَم کا استعمال ہوا ہے مثلاً سورۃ النحل، سورۃ مومن وغیرہ، اس کا لفظی معنی کیا ہے اور صرفی و نحوی قرائین کے مطابق اس کی ترکیب کیا ہے؟ اگر لَجَرَم میں لام کے ساتھ لغت کو لکھ کر کے درجہ اولیت تو نماز قاسم ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ لَجَرَم کو الف کے بغیر پڑھنے سے جو لکھو معنی متغیر ہو جاتا ہے اس لیے نماز قاسم ہو جاتی ہے اور یہ اسٹاکس کے مشہور اقوال میں سے ہے۔ اس لفظ کی ترتیب صرفی و نحوی میں علماء نے متعدد توضیحات کی ہیں جو کو مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) امام سیبویہ یحییٰ اور عیسیٰ بن عیسیٰ کا قول یہ ہے کہ لَجَرَم خمسۃ عشر کی طرح مرکب بنا کر ہے اور مجموعہ فعل ماضی کے معنی میں ہے یعنی حق را اور اس کے بعد الا کلام کا مصدر باق ہے جو کہ لَجَرَم کا قائل ہوتا ہے۔

(۲) بعض دوسرے علماء کے نزدیک جَرَم فعل ماضی بمعنی شُبْتُ و تَجَبَّب ہے اور بعد والا جملہ اس کا قائل ہے اور لَکَ اس میں انیہ ہے جو ماقبل کے مضمون کی نفی کرتا ہے۔

(۳) زبدی کا کہنا ہے کہ جَرَم جمع کسب ہے اور اس میں ضمیر متغیر ہے اس کا قائل ہے جو کلام سابق کے مناسب مضمون کی طرف راجع ہے اور ما بعد الا کلام جَرَم کا مفعول ہوگا اور لَکَ انیہ ہے۔

(۴) زبدی سے یہ بھی منقول ہے کہ لَجَرَم اصل میں لَا يَدْخُلُكَ مَنِيّ یعنی جَرَم کے معنی میں ہے پھر ضربۃ اشعار کی وجہ سے لَا يَدْخُلُكَ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۵) کسی بھی مفعول ہے کہ جَرَم میں لَکَ انیہ ہے اور جَرَم اس کا اسم ہے مثلاً برقعہ جیسے لَا كَرَجَلٍ اور معنی اس کا لَا أَصَدَّ وَلَا مَنَعَ ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۳ ص ۳۳۳ - تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۲۰)

حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے نکاح کی تحقیق درمیان حضرت نکاح ہو ا تھا یا نہیں؟

الجواب: حضرت یوسف علیہ السلام جب شاہ مصر کے اہل گئے تو عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ پیش آئے و ملاوا تھ کہ صفائی کے بعد شاہ مصر نے آپ کو اپنے خواہ میں نمایاں جگہ دی اور عزیز مصر کے انتقال کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کے منصب پر فائز کیا

اور اس کی بیوی زین کا نام بعض مفسرین نے زلیخا بتا دیا ہے (۱) کائنات حضرت یوسفؑ کے ساتھ کر دیا۔ جو حکم عزیر مصر پر تھا اس کے لیے زوجہ اس وقت تک بکرہ ہی رہی۔ پھر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کمرے میں بچے پیدا کر کے جن کے نام اقرار ثمر، یثیسا اور رحمت ہیں۔

قال البیہقی: من ابن اسحاق قالوا ثم ابن قطنی بن عزیر مصر حدث فی تلك الطلیع ال
فزوج الملك یوسف داعیل امرأة قطنیر فلتدخل علیها قال الیس هذا خیرا ما كنت
تربین من علی قالت ان العزیر یحسان لا یأتی النساء۔۔۔ فقرّب منه یوسف فوجد بها
عذراء۔۔۔ (معالم لتفہیم ج ۲ ص ۳۳۴) ۱۴۵

حضرت یوسف علیہ السلام کے حیلے کی حقیقت سوال۔ سورۃ یوسف آیت ۲۳ میں ہے
اَلَمْ تَرَ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّا بَعَثْنَا اِلَیْکُمْ رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکُمْ
سَابِقُوْنَ۔ اس میں یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو جو رخصت کر دیا گیا ہے جو دراصل بے گناہ تھے،
اور سورۃ نساء آیت ۱۱ میں ارشاد فرماتا ہے: وَفِیْ سَبْطِکُمْ نَحِیْثَةٌ اُولَئِکَ اَتَتْهُمْ یَوْمَ الْاِثْمِ اِلٰهٌ
اِغْوٰی بَیْنَهُمْ اَنَّا وَاُولَئِکَ اَتَتْهُمْ اِلٰهٌ اِغْوٰی بَیْنَهُمْ۔ اس آیت سے بے گناہ پر از دام گناہ و علوم ہوا ہے، لہذا
یوسف علیہ السلام نے کیوں ایسا کام کیا؟

الجواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو بچے پاس رکھ کر جو طرہ قرار دیا کر لیا تھا
وہ وہی الہی کے حکم تھا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے گناہ رکھ کر ناپاک یوسفؑ کے ساتھ تعبیر کر کے سن بھی
فرمائی، لہذا اس میں حضرت یوسف علیہ السلام پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔

لَا قَالَا اَحْمَدُ الصَّوْرَیْ، کُنْ یَقُولُ کُنْ یَا یُوْسُفَ حَلَمًا وَّ اِلْحْتِیَالَ اِیُّ فَاوْقِعَ مِنْ یُوْسُفَ
فِی تِلْكَ الْعَاقِبَةِ یُوحٰی مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَحِیْقِدِنْ فَلَا یَقَالُ کَیْفَ نَادٰی عَلٰی یَحْزَمَ بِالسَّوْقَةِ وَحَقِّمَ
بِهَا مِیْعَ اَنْهَضَ مِنْ یَحْزَمَ۔ (تفسیر صہادی ۲ ص ۲۵۲ سورۃ یوسف ۲۳)

لَعَنَ تَانِ الْقُرْطُبِیُّ ثُمَّ مَاتَ قُطْنِیُّ بِنِیْ عَزِیْرَ مِصرَ فَوَازَ عِدَّةً لَّوْیِدَ بِزُوجِهِ قُطْنِیْرَ دَاعِیْلَ فَوَجَلَ بِهَا یُوْسُفَ عَزِیْرَ
عَنْ رَامٍ وَنَسَبَتْ لَهُ وَالِدِیْنِ ۱۶۔ (الکام الاذن ج ۵ ص ۴۹ سورۃ یوسف ۲۳)
وَرَبَّنَّکَ فِی تَفْسِیْرِ اَبْنِ کَشِیْرٍ ج ۲ ص ۲۸۲ سورۃ یوسف۔

۲۔ وَكَانَ لَهَا فَلَاحٌ کَثِیْرٌ وَهَذَا مِنْ اَفْکِیْدِ الْمَجْزُوبِ الرَّحَالِیِّ حَبَّ زَهَّ وَرِضَاهُ لِمَافِیْهِ مِنَ الْمَكِیَّةِ
وَالْمَصْلَحَةِ الْمَطْلُوبَةِ الْاِ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹ سورۃ یوسف)
وَرَبَّنَّکَ فِی تَفْسِیْرِ جَامِعِ الْبِیَّانِ الْمَطْبُوعِ ج ۸ ص ۸۸ سورۃ یوسف۔

مسئلہ رُوح | سوال :- جناب مفتی صاحب : رُوح کی حقیقت کیا ہے ؟ اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان فرمایا جائے ؟

الجواب :- جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رُوح کے بارے میں سوال ہوا تو وہ اپنی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے صرف اس پر اکتفا کیا، قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي یعنی رُوح بھی میرے رب کے امر کوئی ہی ہے اور اس کی مخلوق ہے ۔

اس کے بعد ہر مسئلے کے فلاسفہ عقلدار اور مفسدان، مفسدین ہر مذہب کے ہر وکلاء اور انہوں نے اپنی علمی بساط کے مطابق رُوح کے بارے میں اظہارِ خیال کیا حتیٰ کہ رُوح ایک مستقل موضوع بن گیا جس پر کئی کتابیں اور رسائل لکھے گئے ۔

اسی طرح مفسرین، حضرات میں بھی دو حالتیں بن گئیں، بعض نے اس میں تفصیل اور گہرائی پر غور سے کر رکھا ہے اور انہوں نے اسی اجمال کو ترجیح دی ہے جسے کلام اللہ میں بیان کیا گیا ہے ۔ چنانچہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رُوح کے بارے میں لوگوں نے جو اختلاف کیا ہے اس کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ اس پر کوئی دلیل نہیں اور انہوں نے جو تفصیلات کی ہیں ان کو طبع اور فلسفہ سے لیا گیا ہے جس سے لغت نے قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي کے معنی نظر سکوت کیا ہے ۔ اس لیے کہ لغت صاحبین نے جب یہ دیکھا کہ مشرکین نے سوان کیا اور اس وقت وہی نازل ہو رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے پھر بھی مشرکین کو تفصیل جواب نہیں ملا تو اس مسئلے میں سکوت کرنا کافی اور بہتر ہے ۔

لَمَّا قَالَ وَقَدْ اخْلَفَ النَّاسُ فِي مَاهِيَةِ الرُّوحِ قَرَأَ اخْلَفُوا هَلْ أَرَادَ النَّاسُ أَمْرًا أَوْ شَيْئًا
فَلَا يَجْتَازُ ذِكْرَ اخْتِلَافِ هَذِهِ الْأَرْوَاحِ عَلَى شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَأَمَّا هُوَ شَيْءٌ اخْلَفُوا عَنْ تَلَطُّبِ
وَزَعْدًا سَنَةً فِيهَا التَّلَقُّ فَأَتَاهُمْ سَكُوتُ عَنْ ذَلِكَ فَقَوْلُهُ تَعَالَى قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
فَلَمَّا دُرِّبُوا أَنْ الْقَوْمَ شَالُوا عَنْ الرُّوحِ لَمْ يَجِزُوا إِذْ أَوَى بِنَزْلِ وَالرُّسُولُ فِي عِلْمِهِ أَنْ
سَكُوتُ عَنِ الرُّوحِ يَحْفَظُ حَقِيقَتَهُ عَلَيْهِ أَوَّلَى - (زاد المسیر ج ۵ صفحہ ۱۷۷ سورۃ الاسراء)

اسی طرح امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی اسی اہتمام کو ترجیح دی ہے جسے قرآن میں اختیار کیا گیا ہے اور علامتے ہیں قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي کی وجہ سے بہتر اس میں اہتمام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل بیان ذکر کے سبب اس لیے چھوڑا ہے تاکہ انسان اپنے وجود پر غور نہ کرے کہ باوجود اپنی حقیقت سے جاہل ہو کر اپنے معجزات کا اعتراف کرے ۔ اور جب انسان کی اپنے نفس

کے بارے میں یہ حالت ہو تو حاضریل جسد کی حقیقت کے جاننے کے بارے میں ضرور ہموگا۔
 لما قال الصبيح الابهام لقوله تعالى: قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔ ای ہوا امر عظیم و شگفتہ
 کبیر من امر اللہ تعالیٰ مبہم و تاریک تفصیلاً یعرف الانسان علی انشراح مجزء من علم حقیقتہ
 نفسه مع العلم بوجودها و اذا کان الانسان فی معرفۃ نفسه حکماً کان بعضہ من امدانک
 حقیقۃ الحق اولیٰ الخ (احکام القرآن للمقرطبی ج ۱ ص ۱۰۷)

اس کے مقابلے میں بعض مغتربین حضرات ایسے ہیں جو شروع کے بارے میں تفصیل کرتے
 ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ کائنات کریم کی الرُّوح من امر اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ اجمال کی اس لیے اعتبار نہیں
 کیا گیا کہ امت موجود اس کی حقیقت کو جس جہان میں سمجھ سکتی ہو اجمال اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ
 اکثریت اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی اگرچہ بعض افراد پر یہ حقیقت کھل سکتی ہے اور یہ
 ضروری نہیں کہ جس چیز سے شریعت نے سکوت کیا ہو اس کی معرفت ناممکن ہو بلکہ اکثر ایسے ہوتا
 ہے کہ کئی صفت کے پیش نظر سکوت کیا جاتا ہے جسے اکثر نہیں سمجھ سکتے۔

لما قال الامام ولی اللہ الدہلوی: درستہ الایۃ تمہا فی انہ لا یعلم احد من الائمۃ الروح
 حقیقۃ الروح کما یظن ولیس کل ما سکت عنہ لشرع لا یکن معرفتہ البتۃ بل کثیری
 ما یسکت عنہ لاجل انہ معرفۃ دقیقۃ لا یصلح لتعالیہا جمیع الائمۃ و ان
 امکن لبعضہم۔ الخ (حجۃ اللہ البالیۃ ج ۲ ص ۱۰۷ باب حقیقۃ الروح)

اس کے بعد روح کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے امام شاد ولی شریعت فرماتے ہیں:-
 جاننا چاہیے کہ روح کے تعلق آؤں پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو ان میں زندگی کا باعث ہو کر رہتا ہے جب
 بدن میں رتقہ ڈال دیا جاتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اور جب نکال دیا جاتا ہے تو وہ مر جاتا ہے
 اس کے بعد ذکر کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ بدن میں ایک لطیف بھاپ ہے جو اعضاء کے خلاصہ
 سے پیدا ہوتا ہے۔۔۔ پھر جب زیادہ ہو کر کما جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روح تدبیر حقیقی
 کا مرکب ہے اور روح تدبیر حقیقی کے بدن سے متعلق ہونے کا مادہ ہے۔۔۔ اور مدبر حقیقی
 ایک جدا کا تدبیر ہے۔ وہ ایک نورانی نقطہ ہے ان تمام تغیرات سے جو ہیں سے بعض جو رہتا
 اور بعض غریب، اس کا رنگ و صفت نہ لایا ہے۔

لما فی الحجۃ اللہ البالیۃ: واعلم ان الروح اول ما یدرك من حقیقۃ ما انہا مبداء الخلق
 فی المیزان و انہ یكون حیث ینفخ الروح فیہ و یكون حیثاً بمعارفہا منہ تمہا اذا احسب

فان عمل يتجلى ان في البدن بخاراً مطبقاً متولداً في القلب من خلاصة الاخلاط
 فخرنا الامم في النظر ايضاً انجلى ان هذا الروح مطبق في حقيقة ومادة لتعلمها
 بل الروح في الحقيقة حقيقة فردانية ونقطة نورانية على طورها من طور قوة الطوار
 المتغيرة المتفاوتة التي بعد هليو حور وبعضها اعراض - (حجة الله ابانته جباراً حجة نوراً) ^{له}

اصحاب کہف کے گتے کا برکت میں جانا - سوالی :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے
 میں کہ اصحاب کہف کا کتا برکت میں جٹے گیا انہیں؟

الجواب :- قرآن کریم اس سیکے میں ساکت ہے اور ذخیرہ امارت میں بھی اس کا ذکر نہیں
 ملتا تاہم مختصر میں حضرات سفید حیوانات ایسے بنو گے ہیں جو برکت میں جائیں گے اور اصحاب کہف
 کے گتے کو بھی ان کا نمبر ست میں غمزد کیا ہے۔

لما قال الامامة سليمان عليه السلام: وروى الله يد هذا الجنة مع الثمينة على ما قال
 معالي عشرة من الحيوانات تدخل الجنة ناقة صالح وعجل ابراهيم وكثيرا مغفل وبقرة
 مومن وحوت يونس ورجل هزير وعلمة سليمان وحدهم بلقيس وكلب اصحاب الكهف
 وناقة عتمة صلى الله عليه وسلم فكلهم يصيرون على صورت كيش ويدخلون
 الجنة - (روح البیان ج ۵ ص ۲۲۱ سورۃ الکہف) ^{۲۲۱}

صاحب موسیٰ کا دیشتر ہونا - سوالی :- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس شخص کے پاس ہمارے
 استفادہ کرنے کا حکم ہوا تھا وہ انسان تھا یا کوئی شے

لما قال السيد مصطفی المصطفی (ص) ان الروح جسم نوراني في شجرة من اعالي العلوي عرفت
 بطبيعة هذه الجسم المحسوس ما يراه سريان الماء في النور والوهي في الزئبق واخذ
 في الفهم فيقبل القيد والفرق والتميز فيفيد الجسم المحسوس الحياة وتوابعها
 مادام صالماً لقبول شئ من حروف ما يمنع السريان والاحداث الموت واختلاف
 الزمان وابن القيم - (تفسير صواعق ج ۱ ص ۱۵۹ آراء العبد في الروح)

لما وقال الامامة محمود الاقوي رحمه الله: وجار في شأن كلبهم انه يدخل الجنة
 يوم القيامة فعن خالد بن معدان ان ليس في الجنة من الذواب الا كلب اصحاب الكهف
 وحمار بلعم - (روح البیان ج ۱ ص ۲۲۱ تحت کلبہم رباطۃ لکبر الکہف)
 ومثله في تفسير جمال ج ۳ ص ۲۲۱ سورۃ الکہف -

فرشتہ تھا؟

الجواب: ہر سال اسے بن ایک ضعیف قول ہے کہ شیخ فرشتہ تھا اور حضرت مرثد علیہ السلام کو اس سے اختلاف و کفر کا حکم ہوا تھا، لیکن یہ قول بہت ہی کمزور اور غیر معتد بہ ہے اور جمہور علماء کے نزدیک حضرت محمدؐ تھے جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور فرشتہ نہ تھے بلکہ انسانی تھے۔

۱۱ قال فتجوزا نوسی رحمہ اللہ، قوله تعالى: يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَعْلَمُ مَا يُغْيَبُ، على انه انطهر في جمع الخاء، وقيل يباس وقيل ملك من الملائكة وهو قول غريب باطل كافي شرح مسلم والحق الذي تشهد به الاخبار الصحيحة هو الاول في (روح المعاني ۵: ۳۹) حلہ
نبوت حضرت علیہ السلام [سوال: حضرت علیہ السلام نبی تھے یا پھر اس وقت قادی کے کوئی ایک ہند سے تھے؟

الجواب: حضرت خضر علیہ السلام نبی ہوتے و رہتے ہیں اور ایت میں اختلاف ہے، بعض علماء کے نزدیک وہ افریقائی کے دل اور ایک ہند سے تھے اور بعض دیگر حضرات کا قول ہے کہ وہ نبی تھے جس پر وہ مختلف شواہد اور دلایل پیش کرتے ہیں۔

۱۲ قال الخافض ابن كثير: تحت قوله تعالى: وَمَا نُنصِتُ لَكُمْ أَصْرًا - وفيه دلالة من قال بتبوق الخاضع عليه استخدام وقال آخرون مكان رسول وقيل بل كان ملكا وذهب كثير من إلى ادلة تدل على كونه نبيا بل كان دليلا قاله العلم - (تفسير ابن كثير ۹: ۳) سورة كهف آیت ۲۲
وقال الرازي رحمه الله: قال الأكثرون ان ذلك لعبد كان نبيا واحتج عليه بوجوه الخ - (تفسير كبير ۳: ۲) سورة الكهف آیت ۲۵

۱۳ وقال القرطبي رحمه الله: هو الخضر عليه السلام في قول الجمهور
وقيل كان ملكا موافق موسى ان يأخذ منه مما حمله من علم الاطن والاذل
المصحيح - (تفسير كرمي ۶: ۶) سورة الكهف آیت ۲۵

۱۴ وقال القرطبي رحمه الله: والخضر نبی عند جمهور وقيل هو عبد صالح غير نبی والادب تشہد بتبوقہ لان بواطل افعاله لا تكون لادب نبی (تفسير الكهف ۱۱: ۳) سورة كهف آیت ۲۵
وقال ابو حيان الأندلسي رحمه الله: والجمهور على ان الخضر نبی وكان علمه معرفته بواطن
فان وجبت اليه الخ - (تفسير اربع المحيط ۶: ۱۱) سورة الكهف آیت ۲۵

حیاتِ خضر علیہ السلام کی تحقیق | سوال :- حضرت خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں ؟

الجواب :- حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کے بارے میں علماءِ دُورِ مَدِیْنوں میں بے ہوشی ہیں۔ بعض محدثین کا قول یہ ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور ان پر مختلف دلائل پیش کرتے ہیں۔ لیکن اُن کے نقلِ طے میں جو علماء کا قول یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں اور بھی موصوفے کرام کو فہم ہے ۔

لما کان علامہ آنوسیؒ و ذهب ؟ ہوں علماء اہل اندلسؒ موجود ہیں ائمہ کے دلائل متفق علیہ تہ اندلسیہ ۔

قال خودیؒ : قول ان صلاح ہوئی ۔ ہندو جہاں ہندو اہل حق معلوم کرتے ہیں ۔ واذا ذهب الی الکادریہ دہلی ۔ محض نہیں ۔ * (درجہ عالی : ۲۱۵) سورۃ بقرہ : ۶۵

وہاں نقل ہے : (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۵۱) سورۃ النہل آیت ۱۰ :-

فذلک الخضریؑ الصبر علی ما لہم من الدلائل ۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۵۱) کہتے ہیں کہ :
تاہم جو کچھ مسئلہ ان کی ہے اور وہ لوگ صرف خضر علیہ السلام کو تو ہیں اور اس سے کسی شخص کا تعلق نہیں اس لیے کہ ان کے بارے میں دینی دستِ احصاء نہ ہے یہ کسی کو قاضی نہاد نہ ہے نہ ہی زیرِ قضا ہے اپنی تفسیر میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے فریقین کے شک کے تحت رفع کیا ہے :
وہ یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کشف میں خود خضر علیہ السلام سے اسی بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اور ابیاسس علیہ السلام ہم دونوں زندہ ہیں ہمیں پتہ ہے کہ کون سا ہے جس نے یہ قدرت بخش ہے کہ ہم زندہ آدمیوں کی شکل میں متشکل ہو کر لوگوں کی امداد و مختلف صورتوں میں کہتے ہیں ؟ یہ ایک ایسا علم ہے کہ اس سے جاہلین کے استدلال و خواہش کی رعایت ہو جاتی ہے ۔

ولا یکن حل هذا الکلام فی کلامہ دلائل انما فی حیاتہ من حیۃ الخضرؑ
تو ان کو حلال نہ ہے ۔ یہ متعاضد منہا دین خضر علیہ السلام کے خضر علیہ السلام کے خضر علیہ السلام
قال والیہ منہا من الایام کی تہہ ۔ علیؑ وہاں تو تہہ دینا و فعل : ہاں اس از ادب
من ارشاد خضرؑ و ان تہہ ہاں ہاں از شاء اللہ و تعظیم لہ فی واعیہ ۔ یہ تہہ

شادانہ تعالیٰ۔ (تفسیر مطہری ج ۲ ص ۱۱۱ سورۃ الکہف آیت ۷۵)

سوال قرآن کریم میں ذوالقرنین کا ذکر کیا ہے؟
الجواب۔ ذوالقرنین کے تعلق قرآن کریم میں جو وضاحت ہے وہ صرف اتنی ہے کہ وہ ایک نیک اور عادل بادشاہ تھا جس نے مشرق و مغرب میں پہنچ کر ان ممالک کو فتح کیا اور ان میں عدل و انصاف کا حکومت کیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر لمحہ کامیابی اور عزت و توفیق کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس نے فتوحات کرتے ہوئے مختلف اطراف کے ممالک کیے، جن میں مشرق و مغرب بھی اور شمال کو ہستان کے ممالک شامل ہیں اور مغرب کے دوران اس نے دریاؤں کے درمیان درے کو آبی دروازے سے بند کر دیا جہاں سے باد جو ہوج نکل کر وہاں کے باشندوں کو تکلیف پہنچاتے اور ہمارے کرتے تھے۔ جو کہ قرآن کریم کا نزول ضروریات کے مطابق ہوتا تھا اس لیے حضور علیہ السلام سے اس وقت جو سوال ہوا تھا اس کے سائیس کی تفسیر مذکور ہے۔
 سے ہوئی تھی، اس لیے قرآن مجید میں ذوالقرنین کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ ذکر نہیں کیا گیا اور نہ ہی ذوالقرنین اور اس کے بارے میں کوئی خاص ذکر ملتا ہے البتہ اس بارے میں تاریخی اور سرائیکی روایات ملتی ہیں، لیکن چونکہ ذوالقرنین کی تفسیر کے بارے میں تاریخی روایات مختلف ہیں اس لیے چند اقوال ملاحظہ ہوں۔

(۱) بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد اسکندر مقدونی ہوتا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً تین سو سال پہلے گذرا ہے، اور اسی کو علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے۔

لخاف، ولا اقرب عندی ذلک، اهل الملل والصل۔۔۔ اعتباراً لفظ الاسکندر بن خلفون

غالب دار الخ۔ (رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۱۶ سورۃ کہف آیت ۷۵)

(۲) اسی طرح نام رزی نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے اسی قول کو ذکر کیا کہ اس پر دو مل پیش کیے ہیں اور اخیر میں کہتے ہیں، وسموہ الاقرب اظہر ما ذکرنا۔ غرض تفسیر کی جہاں سورۃ کہف آیت ۷۵۔

لیکن ملاحظہ کیا کہ رزی نے اسی قول کی بڑی سختی سے تردید کی ہے کہ اسکندر مقدونی کافر و شرک تھا اور مکیم اور سطر اس کا استاد تھا اور جس شخص کا ذکر قرآن کریم میں آیا وہ اتقاناً مومن تھا، بلکہ بعض کے نزدیک تو نبی تھا، لہذا اس کو اسکندر مقدونی کہنا غلط ہے۔ تفسیر کے لیے ملاحظہ ہو: (تفسیر جامعہ ص ۲۹۹ خیر ذوالقرنین)

۳۰۔ بعض مفسرین اور مفسرین کے نزدیک ذوالقرنین سے مراد ابوبکر شہیدؓ کی قبر ہے اور وہاں پر جو قبر کے شعراء کے قصائد سے اسناد لال کرتے ہیں جن میں ذوالقرنین کی تعریف کی گئی ہے اسی قول کو ابوبکرؓ کی طرف سے لے کر ترجیح دی ہے۔ (تفسیر سیر روح معالیٰ)

۳۱۔ اور آخر متقدمین کے نزدیک ذوالقرنین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معاصر تھا، حج کے موسم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہوئی اور نصیحت علیہ السلام اس کے وزیر یا شیر تھا۔

(۵) چہرہ دور کے محققین اور تاریخ الف آؤں کے ماہرین مثلاً مولانا حفص الرحمنی، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ کا موقف یہ ہے کہ قرآن میں مذکور ذوالقرنین سے مراد فارس کا وہ بادشاہ ہے جسے وجود محمدؐ سے پہلے یونانی سائنس دانوں نے غارتی کو برتنس اور عین کینسہ کہتے تھے۔ اس پر وہ قرآن کریم سے اور تاریخی شواہد اور اسرائیلی روایات سے دلائل قائم کرتے ہیں۔

(قصص القرآن ۳۴: ۱۸۹ ذوالقرنین)

لَا تَبْدِلْ خَلْقَ اللَّهِ کی تفسیر | اسوالیہ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ
اسکے اسی یہ کتب ملتے ہیں۔ پتے نیکان گرفت مرد مسند
جس میں اصحاب کعبت کے گئے کا انسان بنا معلوم ہوتا ہے، لیکن اس سے ذہن میں کچھ
خدا شہت پیدا ہوتے ہیں کہ اصحاب کعبت کا کتا کیسے انسان بنا ادا لانا خدا تعالیٰ فرماتے
ہیں۔ لَا تَبْدِلْ خَلْقَ اللَّهِ تو پھر اس گئے میں کیسے تبدیل آئی کہ وہ انسان بن گیا؟
الجواب۔ قرآن کریم اور ذخیرہ احادیث میں یہ بات کہیں نہیں ملتی کہ اصحاب کعبت کا
کتا انسان بن گیا ہو، اور نہ ہی شیخ سعدیؒ کی یہ مراد ہے بلکہ شیخ سعدیؒ کیسے ہندوں کچھ
صحبت کے اچھے اثرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب گئے نے جو کہ
نعمتیں دیوان ہے، سہ اللہ تعالیٰ نے نیک ہندوں کی صحبت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے
قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا۔ جب گئے کو نیکیوں کی صحبت سے آشنا ہندو رہ رہا ہے تو
مومن مرشد باب ایسا کہے کا وہ ضرور اس مرتبہ کا مستحق بنے گا۔

ساقال محمد بن احمد ث۔ قلت اذا كان بعض الكلاب قد نال هذا الشر من الله
العیاض معینہ رحمہ اللہ الصلوات دلاویا حتیٰ انجلاہ اللہ تعالیٰ بدلائف فی کتابہم
لہ وعلیٰ فاطمہؑ بالکون منہ الخ۔ (مختصر ص ۱۰۱ سورۃ انہم بیت علیہم)

اور مردم شہد کا معنی یہ ہے کہ یہ گناہ انہوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا یہ نہیں
 کہ انسان بن گیا ہے۔ اسی مردمان داخل جنت شد۔ (روح البیان ج ۵ سورۃ الکہف آیت ۱۵)
 اور کاتب بنیٰ بخلق اللہ میں خلق سے مراد وہی اور فطرت سلیمہ ہے۔

لا قال اسماعیل ابن کثیر: قال بضعمو لا تبدلوا خلق الله فتغيروا الناس من
 فطرتهما التي فطرهم الله عليها وهو معنى حسن۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ سورۃ الزم آیت ۱۵) سجدہ

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی تحقیق اسوال: بعض لوگ حضرت ایوب علیہ السلام کی
 عرت ایک خاص بیماری کی نسبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس بیماری کا دور سے اُن کے جسم میں کیر سے پڑ گئے تھے، یہ واقعہ کہاں تک صحیح
 ہے؟ اور قرآن وحدیث کی روش سے اس کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب: اس بارے میں قرآن کریم میں صرف اتنی تصریح موجود ہے کہ حضرت ایوب
 علیہ السلام کو ایک شدید بیماری لاحق ہو گئی تھی جس سے نجات کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ
 سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاء عطا فرمائی لیکن اس بیماری کے تعین کے بارے میں
 قرآن کریم سا کفایت ہے اسی طرح ذخیرۂ احادیث میں اس کے تعین سے خاموش ہے۔ البتہ جن
 آثار سے آشنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کے برہمنے پر چھوڑے نکل آئے تھے جن کی
 وجہ سے لوگ نفرت کا اظہار کرتے تھے، لیکن محققین مفسرین نے ان آثار کی صحت سے انکار
 کیا ہے اُن کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بیماری تو آسکتی ہے لیکن انہیں کسی ایسی بیماری
 میں مبتلا نہیں کیا جاتا جو عوام کی نفرت کا سبب بنے۔ لہذا حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری
 کوئی عام بیماری نہ تھی بلکہ عام بیماری تھی اور جن آثار میں ان کی طرف بیڑوں کی نسبت کی گئی
 ہے اُن پر روایت و درایت اختتام نہیں کیا جاسکتا۔

انما لکم عیونکم ولا یبصر الا بقرآن عندی متضمنہ ما لا یطیق منصبہ الا نبی

علیہم السلام۔ (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۶)۔

۱۔ قال قتادہ بن انس: لا بد لای ما یفنی ان تبدل ملک لفظاً او فعلاً وقال الزبج مفسر للتبدیل
 لدین الله و بدل علیہ ما بعد۔ (مدارک التنزیل ج ۲ ص ۲۶ سورۃ الزم آیت ۱۵)
 ۲۔ ولا یطیق هذا الخدم من الخیار والاحادیث تصادم اساساً لکن الصیغۃ من ان لا ینبئہ بحسب ان لا
 یكون فہم من ان موافق ما ینقر الناس منہم۔ (تفسیر مواہی احمد مصطفیٰ ج ۲ ص ۱۲۵)

معلوم ہوتا ہے۔

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال ما صاب داود ما أصابہ بعد الفتن من الازم عجب بہ من نفسه وذلك انه قال يارب ما من ساعة من الليل ولا نهار الا وعب من ال داود بعدك يصلي لك ويسبح او يكبر وذكر اشياء ففكره الله وقال يا داود انت ذلك لو لم يكن الا بي فلو لا عوفي ما قويت عليه وجلالتي لم تحفك لي نبيك يومنا قد يارب فاخبرني به فصابت لنفسه ذلك اليوم۔ (رواه ابن جرير)۔

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض امور مثلاً شمس، نظام اور ہر وقت عبادت میں شغل سے ایک نوع الحجاب کی وجہ سے بطور عتاب یہ واقعہ پیش آیا۔

تعداد از درج حضرت داؤد علیہ السلام | سوال :- حضرت داؤد علیہ السلام کی بیویوں

الجواب :- حضرت داؤد علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد مورخین اور مفسرین نے ایک سو بتائی ہے لیکن یہ کوئی انوکھی بات نہیں اس لیے کہ ان کی شریعت میں تعداد ازواج کے بارے میں کوئی خاص محدود قرار نہیں تھی کہ جس کی پابندی کی جانی۔

ما قال الحفظ ان كثرهن راحة الله، وكانت لداود مائة امرأة منهم امرأة ورية ۲۱ سليمان التي تزوجها بعد الفتنه وقد ذكر البكري نحو هذا۔ (البدایة والنہایة ج ۱ ص ۱۵۷)

سوال :- سورۃ صافات کی آیت ۱۰۱ میں لکھا ہے اَمْ كُنْتُمْ لَمْ كُنْتُمْ مِنَ الْعَالَمِينَ میں لفظ عالمین سے بعض لوگ جماعت

یعنی تنہا مراد لیتے ہیں اور ان کو گول کے نزدیک سمجھ کر پاگ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہیں اور ان کو حضرت آدم علیہ السلام کو سمجھ

لہذا قال القرطبي وفي التفسير قس وسعون امرؤ قال ابن العربي ان كان جميعها حرة هذا في شريعة وان كان اما في ذلك فشرعنا ونظاهرت شرح من تقدم قبلنا امرئك محصور بعد دوا انما المختص في شريعة محمد صلی اللہ علیہ وسلم لضعف الابدان وقلة الاعمار۔ (احكام القرآن للقرطبي ج ۱ ص ۱۰۱ سورۃ صافات)

فہذا في تفسير جلالين ج ۲ ص ۲۱ سورۃ صافات۔

کرنے سے مستثنیٰ کیا یا تھا، کیا وقعتہ کوئی ایسی جماعت تھی جسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے مستثنیٰ کیا گیا ہو؟

الجواب: حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو دیا گیا تھا جس میں فرشتوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھی، جبکہ حج تن پاک کی جماعت اُس وقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ کسی تفسیر قرآن یا حدیث میں یہ بات نہیں ملتی کہ یہاں نہ یوں سے مزاحج تن پاک ہوئے، بلکہ اس آیت کی مختلف چیز سے وہ یوں ہے کہ جب ایسی لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے حکم سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "میس اثمہ میری اس ناسخ کو تو سجدہ کیوں نہ کیا جس پر میرا حکم تھا، تو نے اب تمیز کیا یا تو پہلے سے مشر تھا۔"

لما قال الله لا اله الا هو لا شريك له، استخبر من عباده خلقا ثم اختلف من اوابين
وكانت منسحقا لعلو قلوبهم. وقيل: لدغى احد ثقت لا استبذام لمثل من منس
كنت من المنكوبين ۶ روض المعانی ج ۲ ص ۲۰۲ سورہ صافات

سوال: کیا سورۃ فہم السجدہ کی منہ جہیزیل آیات فقط اعداء اللہ کی تفسیر ہے۔
وَلَوْ كُنْتَ فَتَحْتَ عَدَدَ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا تَعْلَمُ السَّجِدَ إِلَّا مَنَاجِدَ كُفْرًا شَكْرًا عَلَيْهِمْ سُبُحَاتُهَا وَبُصَاةُهَا وَخَبْرُهَا وَمَا تَعْلَمُ إِلَّا مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
آیت مشتق ہے یہود و نصاریٰ مشرکین و مہر یہ وغیرہ، مرد میں یا جو لوگ کفر پر کھڑے مردانہ سے تجاوز کرتے ہیں اور خدا و رسول کی نافرمانی کرتے ہیں وہ بھی اس میں داخل ہیں؟

الجواب: یہ آیت کے معنی کے بارے میں فطی مورس فیہد کرنا کہ اس سے یہی مراد ہے توئی اور نہیں ہے تب ہو سکتا ہے جب الفاظ کی روایت کا اس پر نقلی قیوت ہو و سراج خصال نہ ہو یا اس کے بارے میں انحضرت علی اسد علیہ وسلم سے کوئی تصریح موجود، ان دونوں صورتوں کے علاوہ فطی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ تاہم آیت کا سابق و سابقہ موقع و محل کی مناسبت اور قرآن کی دوسری ٹہا و تر ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے ممکن کہ سبب و انفعالی کسی آیت کے مفہوم کے باقیوں پر نظر طلب

لہذا قال ابن الجوزی ان السجود بفتح السين من آیت السجود عرفت من تعالین من قوم یملکون
تکون علی السجود بکونک من قوم یملکون۔ (ترجمہ تفسیر ج ۲ ص ۱۵۵ سورہ صافات)
وَمِنْهَا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فِیْ صَفْوَةِ الْمَنَاسِیْرِ بِرَحْمَتِكَ سَوْرَةٌ مِّنْ۔

منافقین کی کڑی سے تشبیہ اس سوال، سورۃ منافقون کی آیت ۴ کے تحت بحث کی گئی ہے ؟

الجواب : اس سے پہلے منافقین کی بحث چل رہی ہے، اس آیت میں ان کو کفر کے منافقین کے بے عقل اور بے ایمان ہونے کی کڑی تشبیہ کے ساتھ تشبیہ دلا ہے جو کتنی ہی موٹی کھول نہ ہو لیکن بے ایمان ہونے ہی کی حالت منافقین کی ہے کہ اگرچہ ظاہری طور پر یہ وہ طبع نظر آتے ہیں لیکن اندر سے قابلِ مروت نہیں۔
 لَمَّا قَامَ الذِّمَارُ مِنَ الرِّبَاذِ وَلَمَّا نَبَذَ فَرَسَهُمْ فَنَفَقَ لِحُلِّ انْفِاقِ كَانَهُمْ فِي تَحْرِيقِ انْفِاقِ
 وَالْاَسْبَابِ مَعْقُولَةِ الْغَشَبِ - (تفسیر مجید ص ۲۸۶ سورۃ منافقون آیت ۴ کے تحت)

سوال : اگر کوئی شخص سورۃ الم نشرح کی آیت ۴ **وَقَدْ فَتَنَّا كُتُوبَكَ اَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ دُكْرًا اَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ دُكْرًا اَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ دُكْرًا** کے بارے میں یہ کہے کہ اس سے مراد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو زندگی کے تشکیلی دور میں محنت سے کام لے کر لہذا مزید حاصل کرے وہ بھی اس جملہ میں اور رفعت میں داخل ہے، کیا اس آیت سے یہ مفہوم مراد لینا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب : جو کمزور فتائل دُکُر میں لکھے واحد مخاطب کی ضمیر سے اس آیت میں خطاب خصوصی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے لہذا اس کو عام کرنا اور یہ شخص کو اس میں داخل کرنا صحیح نہیں۔ یہاں رفعت اگر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم گزری اڑان، کلمہ تشبیہ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ذکر کرنا ہے جو کسی اور کے لیے حاصل نہیں ہو سکتا۔

لَا تَلْهَى عَنْ مَعَادِ اللَّهِ لَذَّةُ الْمَوَالِ فِي الدُّنْيَا وَالْآثَارُ الْمُنْتَثَرَةُ فِي الدُّنْيَا وَالْآثَارُ الْمُنْتَثَرَةُ فِي الدُّنْيَا وَالْآثَارُ الْمُنْتَثَرَةُ فِي الدُّنْيَا وَالْآثَارُ الْمُنْتَثَرَةُ فِي الدُّنْيَا

لَمْ يَقُلْ لِقَامِي الْبَيْضَاءُ دُكْرًا وَدُكْرًا هِيَ مَشْتَبِهَةٌ بِاِخْتِابِ مَشْهُوبَةٍ مَسْنُونَةٍ اِنْ خَالَطَتْ كُتُوبَهُمْ اَشْبَاهًا خَالِيَةً عَنِ الْعِلْمِ وَالْفَهْمِ - (تفسیر مجید ص ۲۸۶ سورۃ منافقون آیت ۴ کے تحت)

لَمْ يَقُلْ لِقَامِي الْبَيْضَاءُ دُكْرًا وَدُكْرًا هِيَ مَشْتَبِهَةٌ بِاِخْتِابِ مَشْهُوبَةٍ مَسْنُونَةٍ اِنْ خَالَطَتْ كُتُوبَهُمْ اَشْبَاهًا خَالِيَةً عَنِ الْعِلْمِ وَالْفَهْمِ - (تفسیر مجید ص ۲۸۶ سورۃ منافقون آیت ۴ کے تحت)

وَعِوَضًا - (تفسیر مجید ص ۲۸۶ سورۃ منافقون آیت ۴ کے تحت)

وَعِوَضًا - (تفسیر مجید ص ۲۸۶ سورۃ منافقون آیت ۴ کے تحت)

قرآن کریم کو پڑھنا | **سوال**۔ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھتے اور پڑھتے رہتے ہیں۔ اسے پڑھتے ہیں، کیا قرآن کریم کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مناف صالحین اور صحابہ کرامؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ قرآن کریم کو پڑھتے تھے اور اس میں قرآن کریم کی تعظیم و تکریم معصرتے، لہذا ایسا کرنے میں شرعاً کوئی نجات نہیں۔

قال العلامة بن عابدین: روی عن عثمان بن عفان أنه كان يأخذ المصحف كل غداة ويقلعه ويقول: عهدني ومنشورني عز وجل وكان عثمان رضي الله عنه يقبل المصحف ويضعه على وجهه. والظاهر مني أنه اختار جملة من كتاب الخطر والاباحة - باب الاستنباط وغيره ()

عظیم قرآن کے وقت سورۃ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنا | **سوال**۔ جناب مفتی صاحب! بعض

کے تخیل کرنے والے طالب علم کو اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھ کر کے وقت سورۃ اخلاص کو تین بار پڑھے، کیا یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب۔ صورت مشورہ فقہاء کے اس خلف فیر ہے، بعض مشائخ کے ہاں ایسا کرنا مستحسن نہیں جبکہ اکثر مشائخ کے ہاں ایسا کرنا مستحسن ہے، البتہ اگر عظیم قرآن فرض نماز میں ہو تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے۔

قال العلامة ابراہیم الحلبي: قرئة قل هو الله احدى ثلاث ثمرات عند ختم احداث لم يستحسنها بعض المشائخ وقال الفقيه الاوليت هذا احدى استحسنه اهل القرن والامة لعصاة قل يا اس يد الا ان يكون الختم في المكتوبة مثلاً يزيد على مرة .

رکبہ جوی ۱۲۶، ما القراءۃ خارج، الفصلۃ الخ

نص في مہندیہ: قرئة قل هو الله احدى ثلاث ثمرات عقيب الختم لم يستحسنها بعض المشائخ واستحسنها اکثر المشائخ لغير نقصان دخول حرمة البعض الا ان يكون ختم القرآن في المكتوبة فلا يزد على مرة واحدة كذا في الغرائب . (۱) الفتاویٰ الہندیہ: جلد ششم الباب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح وقرئۃ القرآن والذکر (۲) . (۱) دفع الصوت عند قراءة القرآن . (۲) .

قرأت سبعہ میں قرآن کریم پڑھنا | **سوال**۔ جناب مفتی صاحب میں نے ایک مسجد میں ایک مولانا صاحب کی اقتدار میں نماز پڑھی، جنہوں نے

عام قرأت کے علاوہ قرأت سبعہ میں تلاوت قرآن پاک کر کے نماز پڑھائی، کیا اس صورت میں مقتدیوں کی نماز ہوگئی یا نہیں؟ نیز قرأت سبعہ تواتر سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو قرأت چھ تک پہنچی ہیں ان میں بعض متواتر ہیں بعض مشہد اور بعض اہاد اور شان نزول حد تک قریح چکی ہیں، جہاں تک قرأت سبعہ کا تعلق ہے تو یہ قرأت سب سے ثابت ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت جمہور کے نزدیک حد تواتر تک نہیں پہنچی ہے جبکہ بعض تواتر کے قائل ہیں، جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو قرأت سبعہ میں ہر پانچوں قائل علامۃ السیوطی، تالیقی اولیٰ کتابہ التشریح قرآن و التفتہ العریضہ و لو بوجہ

رواقت احد الصاحف العثمانیۃ و لو احتاد و صح سند ما ضل القراءۃ الصحیحۃ التی لا یجوز ردھا ولا یجوز انکارھا بل ہی عن الاحرف السبعۃ انتی نزل بها القرآن و وجب علی الناس قبولھا سواء کان من الائمة السبعۃ ام عن العشرۃ ام عن غیرھم من الائمة المقبولین۔ (الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۱۷۷ النوع الثانی)۔ معروفۃ التواتر و طبعہ علیہ

قرأت عشرہ کا ثبوت | **سوال**۔ جناب مفتی صاحب! قرأت سبعہ کا تواتر سے ثبوت ہے اس کے علاوہ جو شخص عشرہ میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہو تو غالی شمار ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ قرأت عشرہ اگرچہ تواتر سے ثابت نہیں مگر اس کا ثبوت حدیث ہر ت کو پہنچا ہوا ہے اس میں قرآن پڑھنے والے کو غالی کہنا درست نہیں اس لیے کہ اس کی ترویج کیا رہا بعین و صحابہ کرامؓ آتے ہیں۔

لے تال صاحب مناہل العرفان، وجاد اتمار، علی ہولام السبعۃ مصادقہ و اتفاقاً من غیر قصد ولا عید، تالقی انہ اخذ علی انفسہم الا بروی الا عن اشہدہم بالصدق والامانۃ و طول العصر فی ملازمۃ القراءۃ و اتفاق الازاد علی الاخذ عنہ والتلفی منہ..... بلہ کل قرآۃ توافرت فیھا الارکان الثلاثۃ لضابطہ الشہور و جب قبولھا۔ مناہل العرفان ج ۱ ص ۱۷۷ احاد القراءات

فان من باب من اهل العرفان : الاول المنوام و ثانی المشهور و ثانی
 استوفان الله ان یقرن بهما مع وجوب اعتقادهما ولا یجوز انکار شریعت
 منهما : و من اهل العرفان هم اصحاب بحث اعادی عشر فی الثبوت والقرائن اثبہات
 التي تدریج فی هذا المقام سلم

مقام محمود سے کیا مراد ہے **مسوال :-** اقول تعالیٰ کے ارشاد کوئی علیٰ ان یثبٹک
 ربک منہ ما تعبدوا لیسوة الامم الذین منہ سے
 کیا مراد ہے یا تمہیں محمودیت میں کوئی جگہ ہے یا نہیں اور علیہ وسلم کو رضا کی جائے گی یا کوئی اور
 خاص مقام ہے ؟

الجواب :- جب وہ علم و ارادت صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہے اس
 مقام کا تسبیح یوں منقول ہے کہ اس سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے کہ ہے بلکہ
 مزید کہ بھی دوسرے نبی یا رسول کو خاص نہ ہوگا چنانچہ بعض روایات بھی اس قول کی تائید
 کرتی ہیں ۔

قال ابن عساکر بن حریز : قولہ مقاماً محموداً و هو لدی بحمدہ لاجلہ جمیع اہل
 الخلق و فیہ قولان : أحدهما انه «شفاعة من ان یوم القيامة» قالہ
 ابن مسعود و حدیثہ بن اجماع : و ان عاصم بن سلمان النخعی و جابر بن
 عبد الله و الحسن و حمی و ابی ذر بن ابی نجر عن مہر و انشائی یعطیہ علی
 العرش یوم القيامة روى ابو ذر عن عبد الله انه قال خذ لایة و قال

سہ قال العلامة جلال الدین سیوطی : اعلم ان القاضي جلال الدین البلقینی قال نقرة
 تنقسم الى اثنا عشر واجبا و شایا فالتواتر الثبوت السبعة المشهورة و لا حاد قرأت
 الشراقة اتفی علی تمام العشر و یحقی بہا قرأة العمایة و شاذ قرأة النابغین قال
 التواتر و كتبه نقرة فعمل فی حق من حروب القران علی الاقتناء و اللغة و الاقیس
 فی تعریض بل علی : اثبت فی الاثر و الاصح فی النقل و ذابنت الروایة لمدیرة هاشم عریة
 و لا فتولعة لات نقرة سنة متبعة یلزم قبولها و انصیر الیہا ۔

و لا تنقل فی علی القرآن ثمك تنوع الثاني معقرات التواتر المشهورة و الاصح الخ

اذان کے دوران قرآن کریم کی تلاوت کرنا سوال: ہر ایک دن پھر قرآن کریم کی تلاوت کرنا اذان شروع ہوگئی تو ایک

صاحب نے اس کو سختی سے منع کیا، تو کیا اذان کے دوران قرآن کریم کی تلاوت کرنا ممنوع ہے؟
الجواب: اذان کے وقت اگرچہ تلاوت قرآن ممنوع نہیں تاہم بہتر یہ ہے کہ اذان شروع ہوتے ہی تلاوت بند کر دی جائے اور اذان کو سنکر اس کا جواب دیا جائے۔

قال الشافعي حاشي: ولو سمع اذاني اذان فالفضل له ان يسلط على القراءة ويجمع الاذان - الخ - (فتاوى عالمگیری ج ۳ ص ۳۰۳ کتاب المظن ولا باحة) لہ

قرآن کریم کی تلاوت کرنا افضل ہے یا درود شریف پڑھنا؟ سوال: دو آدمیوں کی

ہمدی دہی کہ تلاوت قرآن افضل ہے یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پھینا افضل ہے؟
ان میں سے ایک نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پھینکا افضل ہے، دوسرے نے کہا کہ قرآن کریم کی تلاوت افضل ہے۔ خدا اکرم آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں؟

الجواب: مولانا ابوالحسن علی کھنوی فرماتے ہیں کہ اوقات مکروہ یعنی جن اوقات میں نافرمانی فرما مکروہ ہے ان اوقات میں تلاوت قرآن کے علاوہ دیگر نیکیاں و اذکار اور درود شریف پڑھنا افضل ہے اس کے علاوہ دیگر اوقات میں تلاوت قرآن پاک کرنا افضل ہے۔

لما قال الشيخ عبد الحی الكهنوی رحمه الله: لقوات افضل الاذ سجدة
لاسه كلام الله تعالى كما في الحصن الحصين انكر في الاوقات التي يكره القنولة
يها كما بعد صلاة العيم الى طلوع الشمس فالسليم والدعاء والقنولة على النبي

لله وفي المندية: ولا ينبغي ان يتكلم السامع في خلال الاذان والاقامة ولا يستغل
بقراءة القرآن ولا بشيء من الاحوال سوى الاجابة ولو كان في القنولة ينبغي ان
يقطع ويستغل بالاستماع والاجابة - (فتاوى المندية ج ۱ ص ۱۸۵) ابواب الشافعي
في الاذان، وما يتصل بذلك اجابة الموقوف؟

وربما في ابدائع الصنائع ج ۱ ص ۵۵ فصل واثبات ما يجب على السامع - الخ -

عن الله عليه وسلم فيها، فضل من قراء القرآن وكان السلف يستحبون في ذلك الوقت ولا يقرآن۔ (الفتح لمفاتيح واللسان ص ۱۲۰ ما يتعلق بقراءة القرآن)۔

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو بجلانہ جائز نہیں | سوال۔ جناب مفتی صاحب انبیا اور اوراق کے بارے میں بحث ہوئی، یہ ہے کہ قرآن کریم کا وہ نسخہ جو بوسیدہ ہو چکا ہو تو اس کو بجلانا اور بے اور ذیل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فعل پیش کیا، لیکن جو کہنے کہا کہ مصلحتاً قرآن کریم کو بجلانا جائز نہیں، اگرچہ بوسیدہ ہو چکا ہو، انرا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح امور محال سے ہمیں مطلع فرمائیے؟

الجواب۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جب قرآن کریم کا کوئی نسخہ بوسیدہ ہو جائے اور تراویح کے قابل نہ رہے تو اس کو بجلانہ دینا ہے، بلکہ کسی حضور نامہ مقام میں دفن کر دیا جائے اس لیے صورت مسعود میں ذکر کا قول درست ہے۔ جہاں تک اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل کا تعلق ہے تو محدثین نے اس کے مختلف جوابات ذکر کیے ہیں، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوراق ان کو پانی سے دھویا پھر آگ سے جلایا، تو یاد رکھنے کے لیے مصحف کو نہیں بلکہ ان صاف اوراق کو بجلایا تھا۔

قال العلامة ابن عاردين: وفي الذخيرة المصنف اذا صار خلفا وتعد القراءة منه لا يجزى بالتاريخية أشار محمد بن ناخذ. (رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۰) باب الخطر ولا باحة. (مجلد ۱ ص ۱۲۰) ج ۲ ص ۱۲۰

ثم قال العلامة ابوهم غليلي: وسئل ابي عن توارث القرآن في الاموات التي تنهى عن الفضلوة فيها احو افضل ۱۲ الفضلوة على النبي صلى الله عليه وسلم والذكر والتسبيح فقال الفضلوة على النبي صلى الله عليه وسلم والذكر والتسبيح افضل۔ (الرحماني الكبير ص ۲۹۶) ثم قال: فبما يكره من القرآن في الفضلوة وما لا يكره وفي القراءة خارج الفضلوة (۱)

فمثل في الهندية ج ۵ ص ۲۰۰ کتاب: كراهية ما ياب السج في الفضلوة والتسبيح۔ (۲) ثم في الهندية: المصنف اذا صار خلفا وتعدت القراءة منه لا يجزى بالتاريخية أشار الشيباني (۳) في محمد: ان هذا في السج كسيرة وبه ناخذ من الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۲۲ کتاب: كراهية: الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف۔ (۴)

نیکو پہننے والوں کے سامنے قرآن کی تلاوت کرنا بے ادبی ہے | سوال :- جناب فوجی خطیب ہوں، فوجی قانون پر ہے کہ صبح سویرے فوجی تہان بیکرو بینا کر پیڑ لکھنے، پہلی ہیں آتے ہیں جس کو دوسرے ان کی رائیں مٹی ہوتی ہیں اس حالت میں مجھے ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کو کہا جاتا ہے، کیا اس حالت میں ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- باتفاق علماء امت مرد کی ران عورت (مستتر) ہے، اس کو بدن عذر شریعت سے رکھنا ناجائز و حرام ہے، جس جگہ لوگ ناجائز اور حرام امور میں مشغول ہوں تو وہاں قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اس کو کسر دینا بے ادبی ہے، اس لیے صورتہ سوال میں فوجیوں کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت سے اجتناب کیا جائے اور فوجیوں کو شریعت کی تلقین کی جائے۔

لا قال العلامة المحقق، سلامہ مکروہ علی من متسرع... ومن بعد ما بدی یس و
بشعر مع روح کا فوائضا مکشوف عورة... ومن هو فی حال التغوط اشنع... (الدر المختار علی
صدرة المختار) ملاک باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیها طلباً لمواضع التي یکرہ فیها اسلام، بلہ
بوسیدہ قرآن مجید و فتنا ناجائز ہے | سوال :- جو مصاحب قرآن بوسیدہ ہو جائیں
نہوں کا کیا جائے؟ از روئے شرع اس کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب :- فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جو قرآن نسخہ لے کر بوسیدہ ہو کر اس پر تلاوت
کرنا ناگوار ہو جائے تو اس کو مسلمان حیثیت کی طرح قابل احترام اور محفوظ مقام پر رکھ لیا جائے
تاکہ پاؤں تلے آئے سے بچ سکے، تاہم اگر کسی بوری وغیرہ میں ڈال کر اور ساتھ بھاری پتھر
رکھ کر دیر بڑھ کر دیا جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

قال العلامة المحقق، المصنف اذا صار یحالی لا یقرأ قبلہ ید فی کاسلیم، قال
لہ فی اسندیہ، ولا یسلم علی الذی یفتی، والذی یبول والذی یسیر الحسام ولا
یسلم فی الحسام ولا علی العاری اذا احکان منہما ولا یجیبہم الیہم۔ الترمذی
(الفتاویٰ السندیہ ج ۵ ص ۳۳۲ کتاب التکلیف الیہما سابع فی التسمیہ والتسمیۃ معاصی،
و مکتبہ فی النجرات الفتن ج ۸ ص ۸۸ کتاب الکساحیہ۔

ابن عابدینؑ، تحت قولہ بدفن ای يجعل فی خزانة طاهرة ویدفن فی محل خیر متھن
لایوطأ۔ رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب طہارة۔ قبل باب المذلة البعث النفس

جس کمرے میں قرآن مجید ہو اس کی چھت پر چڑھنا۔ سوال۔ تقریباً ہر گھر اپنے
ادہ لوگ بوقت ضرورت مکان کی چھت پر چڑھتے بھی ہیں، تو کیا جس مکان میں قرآن مجید ہو
اس کی چھت پر چڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ فقہاء و ائمہ کی واضح عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں
قرآن کریم کا نسخہ موجود ہو اس کی چھت پر اگر میناب کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں
جب قرآن مجید کی موجودگی میں مکان کی چھت پر پیشاب کرنا بیحکم اور نہیں تو مکان کی چھت
پر صرف پڑھنا پڑھنے کی جائز ہوگا۔

لما قال: علامہ ابن عابدینؑ: فلهذا كان لو بال على سبع بيت فيه مصحف
وقد ثبت لا يكره۔ رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۲

قیامت کے دن کی مقدار کے اختلاف میں تطبیق۔ سوال۔ جناب مفتی صاحب کون
ہے نہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کی مدت ایک آیت میں ایک ہزار سال لکھا
ہے اور ایک دوسری آیت میں پچاس ہزار سال کا ذکر ہے جبکہ یہ بات مسلمات میں سے ہے
کہ قیامت دونوں ایک ہی ہے تو پھر اس مختلف مدت کو بیان کرنے کا کیا مقصد ہے؟ اور اگر
نہ ہو اس اشکال کو دور فرمائیں؟

الجواب۔ اگرچہ ان دونوں آیات میں ظاہری لغاتوں سے تفسیر نہیں آتی بلکہ
یہ مختلف مدت لوگوں کے جرائم کے تفاوت کی وجہ سے بیان کی ہے کہ لوگوں کو قیامت
کے دن کی سختی سے نسبت مدت میں بھی امتداد نظر آئے گی۔

لعل فی الجہدۃ الصغیرۃ ما خلقا یقرآنہ ویحاف ان یضع یعول فی خزانة طاهرة ویدفن بدفن ودفن اولی من وضعه موصیاً یحاف ان تقع علیہا حاسۃ او نحو ذلك۔ ... الخ
راختہ فی الجہدۃ ج ۱ ص ۲۸۲ کتاب النکاح۔ الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والصغیر الخ

قال الشيخ اشرف على التهانوي رحمه الله: یہ دونوں آیتیں یوم کی مدت کے حصے میں ہیں اور تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ مختلف لوگوں کو اشتداد کے تفاوت سے امتداد میں تفاوت محسوس ہوا کرتا ہے۔ (امداد اختلاوی ج ۲ صفحہ ۱۸۳ کتاب ما يتعلق بتفسیر القرآن) اسے ایلیس بن حکیم سجدہ کا مکلف تھا

سوال: فرماں کریم کے سیاق و سباق سے منظر ہوتا ہے کہ **وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ** ... ان میں حکم صرف فرشتوں کو تھا جبکہ ایلیس فرشتوں کی جنس سے نہ تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو سجدہ نہ کرنے پر مطلق کیوں کر دیا؟

الجواب: ظاہر آیت میں تو اگرچہ صرف فرشتوں کا ذکر ہے مگر یہ حرف تعلیل ہے ورنہ حکم ایلیس کو بھی ہوتا تھا جس پر اللہ تعالیٰ کا خطاب اور سوال و جواب قرآن ہی سے اسد اتفاقاً قیام قرآن سے کسی شخص پر آمر کا حکم لاکر جو جاتا ہے۔

قال الشيخ اشرف على التهانوي رحمه الله: بیان حکم اس کو بھی ہوتا تھا اور جس امر پر قرآن نام ہوتا ہے اس کی تصریح نہ حاجت نہیں ہوا اگر قرائان یہاں قرآنہ نص میں موجود ہے وہ یہ کہ جب اس پر خطاب کی حکایت بیان فرمائی گئی، خود اس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی مامور تھا، انکے سورۃ اعراف میں یہ آیت **مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِآدَمَ** ملے اس میں امر ہوا کہ تم سجدہ ہے پہلی دلیل عقلی و دوسری دلیل نقلی۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۸۳ صفحہ ۱۸۳) اسے فریشتہ ضحکا کی تفسیر

سوال: جناب مفتی صاحب! قرآن کریم میں ارشاد **رَبَّانِیْ ہِیَ الَّذِیْ اَعْرَضَ عَنْیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً** صَدَّكَ (سورۃ طہ ص ۱۲۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ذکر بعد از نسی سے اعراض کرے

لہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما: ہر یوم القیامۃ یجعلہ اللہ علی تکافیر من رخصین اہل سنتہ ثم یدخلون النار بلا استہرام۔ (تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۱۸۳ سورۃ الصارح)

وہ ضلالتی ہوا اور انوار ج ۶ ص ۳۹۹ حصہ سوم نوادر انیسرا بارہ۔

لہ قال مولانا محمد ادریس کاندھلوی: ایسی امر یہ لاکھ میں سے ہیں کہ ان اللہ تعالیٰ کا ان میں انحراف ملاحظہ ہو ورنہ یہ صحابہ الاموال و اضر مقامات معارف الحق ج ۱ ص ۱۹۹ سورۃ البقرہ:

وَمِنْ ضَلٰٓئِفِہٖ تَفْسِیْرُ مَا جَعَلِیْ سُوْرَۃَ الْبَقَرٰہُ ۱۶۱ ص ۱۸۳

تو اس کا زندگی ہمیشہ تنگ ہوگی، حالانکہ آخر یہ دیکھا گیا ہے کہ کفار و فجار جو دین الہی کے دشمن ہیں ان کا زندگی بہت آسودہ ہوتی ہے، ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہوتی ہے، تو پھر اس بات میں تنگ و مضیق کی کئی کیا مطلب ہے؟

الجواب :- اسلام دُشمن اور خدا کے باطنی اگرچہ ظاہری طور پر دنیا میں کافی آسودہ حال اور خوش و خرم نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں ان کے دل تنگ ہوتے ہیں اور ان کی یہ خوش قسمت ظاہری اور دکھاوے کی ہوتی ہے، اسی طرح آیت مذکورہ میں بھی باطنی تنگی مراد ہے نہ کہ ظاہری تنگی مراد ہے۔

قال الشیخ محمد عدیس کاندھلوی: دنیا میں تو اس طرح کی تحقیق اس کی زندگی تنگ ہوگی، راحت اور سکون اور اطمینان سے خالی ہوگی، کافروں کے دہ پر حرم اور ترقی کا اس قدر ظہور ملے گا کہ وہی رات نانوے کے پچھریں رہتا ہے اور دولت و عزت و وجاہت کے زوال کے خطرات ہر وقت اس کی نظروں کے سامنے رہتے ہیں، بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ دولت مند جس کو دن رات میں دو تین گھنٹے سوتا نہیں ہو جاتا، جب راحت اور سکون، نصیب نہ ہو تو دولت سے کیا فائدہ ہوگا؟ ظاہر میں بیشمار دولت ہوتی ہے مگر قناعت کی دولت سے دل خالی ہوتا ہے اور حیرانی اور پریشانی سے گریز ہوتا ہے۔ الخ
(معارف القرآن جلد ۱۵ ص ۵۹۵)

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً
سوال :- قرآنی کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً
تَزَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَلَا يَنْكِحُ الْمُؤْمِنُونَ الْمُكَافِرِينَ وَلَا الْكَافِرُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا زَانِيَةٌ زَانٍ وَلَا مُشْرِكَةٌ مُشْرِكًا
اس سے تو صراحتاً ہوتا ہے کہ زانیہ کے ساتھ نہیک مسلمہ یا کافرہ صحیح نہیں، بلکہ تو کی کڑا ہون سے صراحتاً لکھا ہوا ہے کہ یہ صحیح نکاح الحسبی من القرآن اور اسی طرح بعض واقعات و روایات میں بھی لکھا ہوا ہے کہ کسی زانیہ سے ایک نیک، یعنی وہیں میرا شخص سے نہ نکاح کیا ہے، کیا ایسا صحیح

لے قل علامہ اشرف علی اہل النور رحمہ اللہ :- میں کل متعلق بقلب است مہر نکاح و از احصاء نہ راہ دید کہ در لفظ متعلق و قرآنی باشد صراحتاً پریشانی و کدر و رنجی باشد۔ اھ
(علامہ اہل حق ص ۱۱۵) کتاب ما يتعلق بتفسیر القرآن

صحیح نہیں اگر صحیح ہے تو پھر آیت کو یہ لایا کی مطلب ہے ؟

الجواب :- اگرچہ اس آیت کریمہ کے بارے میں مستشرقین عقلام نے مختلف تاویلات اور اقوال بیان کیے ہیں لیکن مجمع بین الروایات کے تحت یہ قول زیادہ مانع معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے مقصود اخبار ہے نہ کہ حکم شرعی، یعنی زانیہ عورت عادی کسی صاحبِ مرد سے نکاح کرنے میں ریخت نہیں رہتی اور کوئی صاحبِ مرد کسی زانیہ سے نکاح کرنے میں ریخت نہ کھتا ہے، اس لیے کہ پاکدامنی اور عفت سے محبت ایک طبی اسبب ہے نہ کہ غماض کے نزدیک زانیہ کا نہ حکم شرعی کے تحت جائز اور صحیح ہے۔

قال القاضي شمس الدين بن القيم: وعند الأئمة اختلاف في نكاح الزانية والزانية صبيحة فني تفسير هذه الآية قال بعضهم معناه الأخبار كما هو ظاهر عيفة والعين أن الزانية لا تحل قسوة لا يرغب غالباً في نكاح السالحات والزانية لا يرغب فيها أصلاً فأن النكاح لا يعلق إلا في النكاح والتضاد والتخالف سبب للنزعة والافتراق فكأن حق المشابة أن يقال والزانية لا تحکم إلا من أدان، ويستدلون بالمراد بيان أحوال، الوصال في الرغبة فبين لما ذكرنا أنها نزلت في المسلمين أن الرجال من المؤمنين -

(تفسیر المظہری ج ۲ ص ۱۲۲ سورۃ النور)

اَقِمُوا الصَّلَاةَ سے مراد نماز ہے | **اَسْأَلُ** اس سوال :- آج کل ذکرِ زانیہ کے لوگ **يَقْتُلُونَ الْقَتْلَةَ**، **اَقِمُوا الصَّلَاةَ** وغیرہ آیات قرآنی سے نفسِ ذکر کے اثبات کے لیے استدلال کرتے ہیں کیا واقعی ان کا یہ استدلال صحیح ہے یا اس سے نمازی مراد ہے ؟

الجواب :- امارتِ میمور اور اجازتِ مت اس بات کی توضیح کرتی ہیں کہ ان آیات سے مراد نمازِ مجہود ہے اس سے صرف ذکرِ باطنی مراد ہے کہ غلو کی نفی کرنا تحریت فی القرآن کے خلاف ہے جس سے کفر لازم ہو جاتا ہے۔

قال العلامة ابن القيم: عبد اللہ بن محمد النسخی رحمہ اللہ: (وَقِيصُونَ الصَّلَاةَ) ای: بؤد و نہا نصبرین الاذہا بالاقامة لان القيام بعض لسانها كما عبر عنه بالقشوت وهو القيام بالركوع والسجود والتسبيح لوجوده

جان چھڑانے کی کوشش کرنا ہے بلکہ وہ تو ان اہل تشدد و عناد سے اور اپنے اہل عمل پر تو فریق
کی آیت مبارکہ و علی الذین یطیعونہ غدوۃ عطفہ علیہم (سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷) سے متعلق
کرتا ہے تو کیا محنت اور محنت کی باوجود نصیر کے کہ روزہ چھوڑنا جائز ہے ؟

الجواب :- حالتِ محنت میں فرضی روزہ رکھنے کے علاوہ کوئی اور عمل چاہے کتنا ہی بڑا
ہو نہ ہو بارگاہِ الہی میں قبول نہیں۔ جہاں تک آیت مذکورہ کا تعلق ہے تو یہ حکم ابتدائی مذہب
میں تھا لیکن بعد میں فقہ شہید منکرم الشہر سے منسوخ ہو گیا۔ لہذا موصوف کا مذکورہ
آیت مبارکہ سے نصیر کے تجاویز کا استدلال صحیح نہیں ہے۔

لما قال لما نظرت کثیر . رزقی الذین یطیعونہ غدوۃ عطفہ علیہم (نظم من شاء
صام ومن شاء اطعم مسکیناً فجزا ذلک عنه ثم ان الله عز وجل انزل الآیۃ الاخیر
رَفَعَهُ رَحْمَةً وَ الَّذِیْ یُؤَلِّیْهِ الْقُرْآنُ) الی قولہ رَفَعْنَا شَہِدَہُمْ مِنْکُمْ (شہر فیضہ)
فاثبت حیامہ علی المقیم فصیح و رخص فیہ تفسیر و ملک فروعہ الاطعام مسکین
الذین لا یسطیع احیام۔ وقف بر حجت کثیرہ ص ۶۶ سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷

یأت قرآن کا معروف ترجمہ شائع کرنے کی حیثیت | **سوال :-** جناب مفتی صاحب ارجو
احادیث اور مسائل و جوابات میں بغیر

لے حدیث ابن حنین قال نا جریہ عن منصور عن ابراہیم عن علفیۃ فی قولہ و علی الذین
یطیعونہ غدوۃ عطفہ علیہم (مسکین) قال کان من شاء صام ومن شاء افطر و علم نصف صاع
مسکیناً ففجہا و شہر رمضان۔ (الذی قولہ (فمن شہد منکم المشۃ فلیعصمہ)

من منیرہ عن ابراہیم بحدوہ و زاد فیہ قال فلیعصمہ و لا یفہ و صارت لآیۃ
ارادہ لتفہم الذی لا یستطیع الصوم یفصدہ مکاتیبہ بلو علی مسکین اوق صاع۔
سائیت اداریں ان سالت الاعلیٰ عن قولہ و علی الذین یطیعونہ
غدوۃ عطفہ علیہم (مسکین)

فحدثت عن ابراہیم عن علفیۃ قال فلیعصمہ (فمن شہد منکم الشہر
تلیجہ :-) رجامع البیان ج ۱ ص ۳۳ سورۃ البقرہ
و مشکوٰۃ فی الدعا المنصور ج ۱ ص ۳۳ سورۃ البقرہ۔

عربی متن کے قرآنی آیات کا اردو ترجمہ شائع کرتے ہیں، تو کیا ایسا کراشرہ جائز ہے؟ جبکہ اس طرح کرنے میں قرآن کریم کی توہین بھی ہے؟

الجواب: علامہ است کا اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ بغیر عربی متن کے قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنا حرام و ناجائز ہے، اس قسم کے عمل سے اجتناب کیا جائے اور موضوع پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا رسالہ "تولید القرآن" شائع ہو چکا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے وہاں مراجعت کریں۔ البتہ ایک دو آیتوں کا صرف ترجمہ شائع کرنا اس میں داخل نہیں، ہاں اگر اس کے شائع کرنے سے قرآن مجید کی توہین مقصود ہو تو پھر توہین اور بھی ناجائز اور حرام ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

قال الشيخ ابن العمام رحمه الله . وفي الكافي ان اعتاد القرأة بالفارسية او اذاد ان يكتب مصنف بهما يمنع وإن فعل في آية او آيتين لا فان كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته حاز . ۱۰

(فتح نقدير ج ۱ ص ۲۲۸ باب صفة النضوة) ط

سب سورتوں کے نام توقیفی ہیں | **سوال:** یہ جناب مفتی صاحب! قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتوں کے نام جو مشہور ہیں اس کا ثبوت کس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے یا کہ علامہ کرام نے اپنی طرف سے یہ نام رکھے ہیں؟

الجواب: قرآن مجید کی تمام سورتوں کے نام توقیفی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بحکم الہی خود ان کے نام رکھے ہیں، علامہ کرام کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔

قال اکامام ری الدین محمد بن عید الله الخطیب العمیری . عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجعلنوا بیوتکم مقابر ان شیطن

لعلہ قال العلامة المحقق رحمه الله . وتجوز كتابة آية او آيتين بالفارسية لا أكشن (قال انشائی) ولاحظ ان الفارسية غير قید بقر. (والله اعلم بالصواب) رد المحتار ج ۱ ص ۲۵۲. مطلب فی حکم القرأة بالفارسية او التواتر (والانجيل)

يعرفون البيت الذي يعرفه سورة البقرة. رواه سلم (مشکوٰۃ منہج درود ج ۱ ص ۲۴۳) فقال انزلوا
قسمہ ہاروت وماروت کی تحقیق سوال۔ سورۃ بقرہ میں ہاروت وماروت کے ناموں سے جو
 قسم مشہور ہے، بعض علماء اس کا منہج سے تردید کرتے ہیں، جبکہ بعض
 تفاسیر میں اس قسم کا یا سند مذکور ملتا ہے اس قسم کی اصل حقیقت کیا ہے؟

الجواب۔ ہاروت وماروت ایک اسرائیلی واقعہ ہے، اگرچہ بعض مفسرین نے اس کو صحیح
 اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر منتہی کے اعتبار سے اس اسرائیلی واقعہ سے جس کے بارے میں مسلمانوں کو یہ
 حکم ہے کہ اسرائیلیات کی تصدیق کریں اور نہ کذب بلکہ اس بارے میں تو قہ سے کام لیں۔
 قال الشيخ مفتي محمد شفيق: **الجواب:** بقسم ہاروت وماروت کا تفسیر بحال التورہ و غیر
 میں بہت مفصل لکھا ہے، مگر یہ سب اسرائیلی روایات سے لکھا گیا ہے، نیچے کی سبزیں اگرچہ
 قوی بھی ہیں مگر مٹا کر سند سب کا اسرائیلی روایات پر موقوف ہے جس کا حکم یہ ہے کہ نہ ان کی تصدیق
 کی جائے نہ کذب۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن قسم کا ثبوت کسی روایت میں
 ہے نہیں اور اسرائیلی روایات میں سب سے ان کا اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (امداد الفتوی ج ۲ ص ۲۲۳ کتاب التفسیر) ۲

لہ قال الشيخ مفتي محمد شفيق: سوال۔ ہر مذکورہ قسم کا تہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں رکھا
 علم سے خود یہ نام رکھ دیا ہے یہ قول صحیح ہے یا نہ؟

الجواب: نزدیک قول غلط ہے، مشہور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نام سرور کے ہر دو میں حدیث
 مسلم میں ہے: (ثم قال انزلوا من فوقه سورة البقرة وسورة آل عمران والحدیث در سلم) مشہور ہے۔

ان الشیخین شفر من البيت الذي يعرفه سورة البقرة. (مذہب (رد مسلم مشکوٰۃ شرعی) واقعہ علم
 (میزان الفتاوی ج ۱ ص ۲۴۳) کتاب التنبہ والبدعہ)

۲ قال ابن عثيمين: فانما تثبت في القرآن من اخبار الاحبار من الروايات الضعيفة اشارة الى لافقة
 عليها في القرآن بشيء... وبعد اسطر فان العاصم ان هذه الاخبار لم يروها عن النبي صلى الله عليه وسلم
 من الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال وهذه الاخبار من كعب السجود ورواها عنهم۔ (ال
 التفسیر النظمی ج ۱ ص ۱۰۹ سورۃ البقرہ)

وَجَعَلْنَا فِي مَعَارِفِ الْقُرْآنِ لِلشَّيْخِ مُحَمَّدٍ اَدْرِيسٍ كَانُ ذَهْلَوِي ج ۱ ص ۱۰۹۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذبیحہ کا گوشت کس نے کھایا تھا؟ سوال: کیا فرقہ میں علماء دیں اس مسئلے کے بارے میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چمکے ہیں

میں نہ کوئی کیا تھا اس کا گوشت کس نے کھایا تھا؟ لوگوں سے اس بارے میں بہت کچھ سنتے کوٹتا ہے۔

الجواب :- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذبیحہ کے گوشت کے بارے میں صاحب تفسیر صاوی نے لکھا ہے کہ گوشت درود پر نہ کھایا تھا اس لیے کہ اس کا پکا ہوا شکل بیکر ناممکن تھا کیونکہ بستی گوشت پر آگ اترنا نہ نہیں ہوتی۔

قال العلامة الصاوی رحمہ اللہ: ولقی قرناء معلقین علی مکعبۃ الخان حرقاً لیسف من ان یذبحوا یحق من الکبش الکعبۃ: شباخ والتوضیحات لان النار لا تؤثر فیها هو من البتۃ۔ (جاشیۃ العلامة الصاوی علی الحج ۱۹۱۹ ج ۲ ص ۲۳۳) سورة انعام (۱۷۴)

سوال :- پاکستان میں اس وقت کثرت کریمہ قالوا الخیر ثم ارضی اللہ وابعده قرآن و سنت پر مبنی نظام نافذ ہو گا جو ان فیہا کی تحقیق و تشریح نہیں ہے معاشی نظام سودیہ

رزق حرام سے ملک پر کفریہ انگریزی قانون نافذ ہے۔ قرآن مجید کے پٹ رکوع والا نہ ہیں آیت کی تشریح میں علامہ عثمانی برائے قریب ہے ”بعض مسلمان ایسے بھی ہیں کہ وہ سے تو سچے مسلمان ہیں مگر کافروں کی حکومت میں ہیں اور ان سے مغلوب ہیں اور کافروں کے خوف سے اسلامی باتوں کو کھل کر نہیں کہہ سکتے نہ حکم جہاد کی تکمیل کر سکتے ہیں سو ان پر فرض ہے کہ وہ اس

امثال: علامۃ سلیمان بن عمر لعجیل الشافعی الشہید بالحق رحمہ اللہ، وقد بقی قرناء معلقین علی الکعبۃ الخان حرقاً لیسف من ان یذبحوا یحق من الکبش الکعبۃ: شباخ والتوضیحات لان النار لا تؤثر فیها هو من البتۃ لا تؤثر فیہ نہ دھمکے طبع لم یکبش بل الکعبۃ لیس (الطیور تأمل۔) (التشہیر فی ج ۲ ص ۲۳۹ سورة انعام (۱۷۴))

وینفذ فی بلع الزہوی فی دقائق الخ ہو ج ۲ ص ۲۳۹ قصۃ ذیوح سعید علیہ السلام۔

ہجرت کریں۔ اور یہی مضمون شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تفسیر موضوع القرآن میں بھی ہے، آپ فرماتے ہیں: ”خاندانہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس ملک میں مسلمان کھلا نہ رہ سکیں وہاں سے ہجرت فرض ہے۔“ تو آیا پاکستان کے مسلمانوں پر اس آیت کی رو سے اس گھری نظام کی وجہ سے ہجرت فرض ہے یا نہیں؟

الجواب :- ہجرت داراخریب اور دارالکفر سے کیا جاتا ہے جبکہ پاکستان دارالکفر ہے جس میں مسلمانوں کو جبر و بی اسورہ و سلب و جبا کو کھلی غور پر ادا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں لیکن ایمانی کمزوری کی وجہ سے پاکستانی قوم اپنے فرائض کی ادائیگی میں روایتی سختی کا شکار ہے اور آیت کریمہ کی تفسیر و تشریح وہی ہے جو ان اکابرین نے کی ہے۔ اور اسی مقام پر علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے مزید مباحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”کافروں کے خوف سے اسلامی باتوں کو کھلی کر نہیں کہہ سکتے نہ حکم جہاد کی تکمیل کر سکتے ہیں تو ہجرت ان لوگوں پر فرض ہے۔“ لہذا آخر ایسی ہی انجام دہی کی صورت میں مذکورہ آیت کریمہ کی رو سے پاکستان سے ہجرت فرض نہیں ہے بلکہ یہی لازمی ہے کہ اس نظام کو دور کر کے اس کی بجائے شرعی نظام کا نفاذ کیا جائے۔ (تفسیر عثمانی ج ۳ ص ۱۳۲ پ ۱۳۲ سورۃ النساء ص ۱۱) لے

قبل المسخ شیطان کافر شتوں سے افضل ہونا | سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام سے واضح نبوت منسبہ کہ شیطان قبل المسخ میں اشراق الملائکۃ، خازن الجنۃ، سلطان سے نکالے جانے سے پہلے شیطان کا علم قرشتوں سے زیادہ تھا یا نہیں نیز اس وقت شیطان افضل تھا یا فرشتے؟

الجواب : شیطان کے بارے میں تفسیرین کثیر میں مختلف عبارات مذکور ہیں جس سے واضح نبوت منسبہ کہ شیطان قبل المسخ میں اشراق الملائکۃ، خازن الجنۃ، سلطان

ع قال العلامة قاضی شفاء اللہ الغانی رحمۃ اللہ علیہ: العزیز فی اللہ واسعۃ فتہا جبروتہا یعنی کنتم تادرون علی الخروج من مکۃ بلی الارض لا تمخرون فیہا من ظلم الاسلام وحقائق الکفر والکلیۃ اللہ کما فعل المعاجرون الی المدینۃ واجدۃ ونصب فتہا جبروتہ علی جوابہ الاستفہام۔ (التفسیر المظہری ج ۳ ص ۱۳۲ پ ۱۳۲ سورۃ النساء) ویکلف فی تفسیر روح المعانی ج ۲ ص ۱۳۲ پ ۱۳۲ سورۃ النساء

کی تخلیق میں واضح ثبوت ہیں جس میں نظریۂ ارتقاء کا شبہ بھی نہیں ہے بلکہ اس آیت کریمہ میں غور و فکر کرنے سے اسی نظریہ کا نفی ثابت ہو جاتا ہے۔

قَالَ الْعَلَمَةُ جَلَالُ الدِّينِ سَمَوَاطِي: وَأَنَّ اللَّهَ أَنْشَأَكُمْ مِنْ الْأَرْضِ نَبَاتًا
أَخْلَقَ أَبَاكُمْ مِنْهَا. (تفسیر جلالین، سورۃ نوح، باب آیت مکمل)

قَالَ الْعَلَمَةُ شَيْخُ أَحْمَدُ الْعَتَمَانِي: "بَعْضُ زَمِينٍ" سے خوب اچھی طرح مجاز کے ساتھ یہودیہ کیا۔
اول ہمارے باب آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے، پھر لفظ جس سے بنی آدم پیدا ہوتے ہیں،
لہذا کا خلاصہ ہے جو مٹی سے نکلتی ہے۔ (تفسیر عثمانی، ص ۷۷) یہ سورۃ نوح آیت (۱) سے

مِنْ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ هِيَ تَفْسِيرُ اور مصداق | اسوال: قرآن مجید کی بعض پشتو

مِنْ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے: "جہہ ہیں ان سرسری دی بہہ نسان کئے
بد عقبان، ہمشکان، پیوان، و ملیان، دی" کیا اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر و ترجمہ اور مصداق
صحیح ہے؟ کیا الناس کا ترجمہ سرسری صحیح ہے؟

الجواب:۔ آیت کریمہ مِنْ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ کا ترجمہ بزبان پشتو یہ ہے: "جہ و نسان
اور انسانانوں نہ" تاکہ مرد و زن دونوں اس میں داخل ہوں، اور مرد و زن دونوں انسان
اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں اس لیے ان دونوں کو آدمی منسوب ہونے آدم کا ترجمہ
بھی کیا جاتا ہے اس لیے آدمی میں مرد اور عورتیں دونوں داخل ہیں اور نسبی کے ساتھ
ترجمہ میں عورتیں تقبیلاً داخل ہوں گی اس لیے سرسری کے ساتھ ترجمہ کرنا بھی درست ہے۔
حضرت شیخ ابوزہرہ رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا ہے: "ہتوں میں اور آدمیوں میں"

لے قَالَ الْعَلَمَةُ قَاضِي شَامِ اللَّهُ الْعَالِي فُتِي رَحِمَهُ اللَّهُ: وَاللَّهُ أَنْشَأَكُمْ... ای، نشا کہ

فاسد و عیوانیات الانس، لانه اذل علی الحدوث، من الارض بان خلقی اباکم

آدم منہا او بانہ خلقکم من التطف والتطف من البعد من التثبت من الارض

کیا نا..... تقدیر و الله انبتکم فلیتم نباتا فاقضی کنتہا بہ مکالۃ انزلینہ۔

(التفسیر المظہری ج ۱ - ص ۱۷۷ سورۃ نوح)

وَمَثَلُهُ فِي تَفْسِيرِ الْبَحْرِ الْمُحِيدِ ج ۸ ص ۳۳ سورۃ نوح۔

اور انسانوں میں اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو دوسرے ڈالتے ہیں لوگوں کے دلوں میں بخوار وہ ہر طبقے سے تعلق رکھتا ہو۔

نواسہ عثمانیہ میں لکھا ہے: ”شیطان جتنوں میں بھی ہے اور آدمیوں میں بھی بڑا اللہ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَدُوِّكَ شَيْئًا يَتَذَكَّرُ أَلَيْسَ الْإِنْسَانُ بِغَفُوفٍ يُغْفَرُ لَهُ الْفُتُورُ عُدُوًّا۔“ (تفسیر عثمانی ص ۵۰ سورۃ الناس)۔

آیت کریمہ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الْخَلْقِ الْحَقِقیق | سوال: قرآن مجید کے

آیت کریمہ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کا ترجمہ کیا گیا ہے: ”چند کا کافی و سلیمان نہ دے“ مطلب داد ہے: ”چھ اعداد غوار یعنی صرف پہ نوم و اللہ چھ بے حد و مہربان اور رحم و ہمدرد توفی دے“ تو کیا حضرت سلیمانؑ خود اس آیت سے ابتداء کو کر رہے ہیں یا اللہ سب کو حکم دے رہے ہیں کہ تم استعانت علی اسم اللہ یعنی بسم اللہ پڑھو؟

الجواب:۔۔۔ اس آیت میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم مکرر سناؤ کو نہیں ہے بلکہ حضرت سلیمانؑ کی طرف سے استعانت بسم اللہ تعالیٰ علی الخیر ہے جیسا کہ عام طور پر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر نیک کام کے شروع میں پڑھی جاتی ہے جو کر باعث خیر و برکت ہے۔

قال العلامة القرطبي: لا تله بدأ بسم الله الرحمن الرحيم أو قل الحمد لله على ما شاء الله من كل ما لا يعلم فيه بسم الله الرحمن الرحيم فهو واجب۔۔۔ (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۱۳۱ سورۃ النمل)۔ ۲

لما قال العلامة مولانا: ”ألمن الجنة والناس“ لله پیر یا نورا سرور نہ یعنی لع شیطانا فرد چون اورانی صغیر۔ (تفسیر سیبویہ فوق السیر ج ۲ ص ۱۵ سورۃ الناس)

وَمِنْهُ فِي تَفْسِيرِ عُمَانِي كَامِلِي بِشَرْطِ ۲ ص ۸۲ سورۃ الناس۔

قال العلامة الآسسي، ولأنه البسملة في أوائل الكتب مسجورة به سنة نبينا صلى الله عليه وسلم

نزلت هذه الآية بخلاف... عن الشعبي قال قال اهل البيت عليه السلام يكتبون باسم الله الذي كتبت النبي محمد صلى الله عليه وسلم

أول ما كتب باسمك اللهم من نزلت باسم محمد وآله كتبت باسم الله (تفسير روح الباني ج ۱ ص ۹۵ سورۃ النمل) و مِنْهُ فِي الدرد المَشْهُود ۲ ص ۳۵۳ سورۃ النمل۔

لَعْمَرُكَ دُحْرَةٌ الْخَرُّ جَمْعُ قَسْمٍ هِيَ | سوال :- قرآن مجید کے بعض پشتوں پر جو یہ سورۃ النحر کی آیت ۷۴ میں لَعْمَرُكَ کا ترجمہ دیا گیا ہے؟ اللہ

حے ژوند سے ساقی تارائے نبیؐ؟ تو کیا یہ جملہ قسیم ہے یا دعا میر؟
الجواب :- لَعْمَرُكَ جملہ قسیم ہے، یہ مبتداء ہے جس کی خبر محذوف وجوبا ہے اور انھم اور اس کی خبر جو اب القسم ہے، تقدیر عبارت اسی طرح ہے لَعْمَرُكَ قسمی۔

قال فضی جلالین : قوله لعمرک آه لعمرک مبتداء محذوف والخبر وجوباً وانهم وهما فی حیزہ جواب القسم تقدیرہ لعمرک قسمی او معنی انهم والعمر والعمرک بالفتح والقسم هو البقاء الا انهم التزاموا الفتح فی القسم۔

(ھ مثل الجلالین ص ۱۰۱۔ سورۃ النحر ج ۵) لہ
تفسیر جواہر القرآن کا پڑھنا پڑھانا | سوال :- تفسیر جواہر القرآن (مولانا) کا مطالعہ کرنا یا مطالعہ کر کے پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب : تفسیر جواہر القرآن کا پڑھنا پڑھنا تفسیر کثرت کے پڑھنے اور پڑھانے جیسا ہے۔ یہ تفسیر اعلیٰ عالم اہل حق حضرت اعدہ مولانا حسین علی البغوی رحمہ اللہ کے تفسیر سے نکات و فوائد اور افادات کا مجموعہ ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ العزیز کے فہم القرآن تفسیری فوائد و نکات اور مسئلہ توحید میں استغراق کو علماء دین نے بغیر استحسان و کھلبے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غور غفشتوی قدس سرہ اندرز اس تفسیر

لہ قال العلامة القاضی شمس الدین عفی عنہ : لعمرک یا محمد وحبیبہ قسمی وهو لغة فی العمر یختص بہ القسم لا یت ولا یخف فیہ لانہ کثیر لدور علی الالسنۃ۔ قال البغوی : روی عن ابی الجوزی عن ابن عباس قال ما خلق اللہ نفساً اكرم ہلہ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما القسم بحیوۃ احد الا بحیات۔ (التفسیر المظہری ص ۵۴ منۃ سورۃ النحر)
ترجمہ لہ فی تفسیر القوطی ص ۵۴ منۃ سورۃ النحر۔

کی تقریظ میں رقمطراز ہیں: اِن فطرت فی هذا التفسیر وکون التظہر والمطالعة
فوجدته بعهد الله ومشيده نفعاً مقبلاً لتساؤل مبایگان۔

والتقریظ مولانا نصیر الدین غفر قزوینی محل التفسیر جوامع القرآن ج ۱ ص ۱۷۰
سیدمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور شیطان کی بادشاہت کا قصہ سوال، کیا قرآن

میں اس کے بارے میں کبھی کوئی حدیث قرآن پر حضرت سیدمان علیہ السلام کا یہ واقعہ بیان کرتے
ہیں کہ حضرت سیدمان نے اپنی انگوٹھی ایسے بڑی کے ساتھ غسل کے وقت اتار کر رکھی تھی
پھر شیطان نے حضرت سیدمان کی ٹانگیں میں لٹکائی اور وہ دشاہین گیا، پھر سیدمان ایک عجیب
کے ہاں ملازم ہو گئے، پھر پالیس دن بعد شیطان نے تخت چھوڑ کر غلام سیدمان کی دربار میں
چھینک دی اور سیدمان اسے پھینک کے پٹ سے نکال کر پھر بادشاہین گئے، پھر شیطان کو
دریابرد کر دیا، تو کیا یہ واقعہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اس واقعہ کی بنیاد ایک اسرائیلی روایت پر قائم ہے جو کہ تھوڑے اور
سرا مرقط ہے، شیطان کسی بھی نبی علیہ السلام کی شکل میں ظاہر نہیں ہو سکتا اور نہ اپنی شکل کسی
نبی علیہ السلام کی شکل جیسی بنا سکتا ہے۔

قال الامام محمد بن سيرين التابعي: ان الشيطان يتمثل في الوحي بامر يكره شيء
ولا الله تعالى وملائكته ورسله، فاستجاب لذلك في تفسيره على ما مشى عليه من ج ۲ ص ۱۷۰
لقد قال العلامة محمد يوسف السنوسي: وفي شاهد ذلك ما ثبت تراجم القرآن ولوائده
تفسيرية بعضها صحيحة من اهل الحق كتفسيرات توحيد القرآن فادها العالم عارف
مؤيد الشيخ حسين علي الفجائي خلال بقائه من تلامذة قصب زعفر مؤيد الحمداني مسعود
رشيد احمد كنگوھي الداروبندی۔ (بہار مشکوٰۃ القرآن ص ۱۹۰ م)

وَمِثْلُهُ فِي مَقَرِّ مَدْلَامِ الرِّمَزِيِّ مُحَمَّدُ نَكْرِيَا السَّهْ رَقَوِي ج ۲ ص ۱۷۰
تعالى، علامہ صاحب راجح العفانی، اکثر تفسیری نے آیت کی تفسیر وروایہ کے ساتھ بیان کیا ہے، پھر واقعہ
سیدمان علیہ السلام کی گھڑی اور قحطوں کے قتل کے ہیں، اچانک لکھے ہیں، وقد وريت هذا: قصّة مسطولة
عن جماعة من السلف رضي الله عنهم وكلّهم متفقاً من قصص أهل الكتاب، (تفسير عمري في ثلث سويعات)
وَمِثْلُهُ فِي التفسير المظهر ج ۸ ص ۱۷۰ م ۱۷۰ سورۃ ص ۱۷۰

پشتوزبان میں قرآن کریم کی معتبر تفاسیر | سوال: پشتوزبان میں قرآن کریم کی بہت سی تفاسیر لکھی گئی ہیں جن میں عنایت بائیں لکھی گئی ہیں مثلاً: پیرون اور مقبول پر جاننا جائز نہیں، مرد سے نہیں سنتے، دعا بعد از سنت جائز نہیں ہے وغیرہ وغیرہ، لہذا مطالعہ کے لیے پشتوزبان میں کون سی ایسی تفسیر ہے جس کا پڑھنا بڑھانا مفید ہو؟

الجواب: تفسیر معارف القرآن (از مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب) اور تفسیر عثمانی (از علامہ شبیر احمد عثمانی) ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا پشتوزبان میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے یہ دونوں معتبر تفاسیر ہیں ان کا پڑھنا بڑھانا مفید ہے۔

حضرت یوسفؑ کی برأت میں شیر خوار بچے کا گواہی دینا | سوال: حضرت یوسف علیہ السلام (از ام تراشی کی تفسیر) کی برأت میں جس نے گواہی دی تھی اور جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے کہ شاهد شاهد بئیننا اھلہ۔ (سورۃ یوسف آیت ۷۷) کو یہ شاہد کون تھا؟ کوئی بالغ آدمی تھا یا چھوٹا بچہ؟

الجواب: وہ گواہ نابالغ اور شیر خوار بچہ تھا۔ تفسیر بیان القرآن میں ہے: اس موقع پر اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے نوکر شیر خوار بچہ تھا اور یوسفؑ کے بھروسہ بول پڑا تھا۔ آپ کی برأت اور زناہست پر شہادت دیا۔ (تفسیر بیان القرآن ج ۵ صفحہ ۱۵۷ سورۃ یوسف آیت ۷۷)

۱۔ اس کے علاوہ مذکورہ ذیل تفاسیر بھی معتبر اور مطالعہ کے لیے مفید ہیں۔

(۱) تفسیر حبیبی: مولانا الحاج حبیب الرحمن خٹن الرشید شیخ المصطفیٰ کوٹا محمود حسنؒ۔

(۲) موضح القرآن: بیضاوی، نخوانی، ورحمہ اللہ، ابن کثیر، فتاویٰ البیان۔

(۳) تفسیر حبیبی: پشتو ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی، پشتو ترجمہ ملا عبداللہ۔

۲۔ شاهد شاهد بئیننا اھلہ۔ (سورۃ یوسف آیت ۷۷) کا ترجمہ: ہماری اہل خانہ کے ہاں، بلا لفظ اولیٰ (انہ) کے ساتھ۔

۳۔ اہل شاہدگان فی الحدیث: وفی الحدیث لم یکن فی الحدیث اربعۃ و ذکر منھا شاہد یوسف۔ رواہ

احمد بن ابن عباس۔ (حاشیہ: بلا لفظ ج اولیٰ سورۃ یوسف آیت ۷۷)

۴۔ قولہ فی تفسیر عثمانی ج ۱ ص ۳۷۷ خاندہ ۵۰۲ سورۃ یوسف آیت ۷۷۔

سورة الحج کا سجدہ ثانیہ عند الخفیفہ | مسوال :- سورة الحج میں دو سجود ہیں پہلا سجدہ

تو یہ دوسرا سجدہ کیوں نہیں کیا جاتا، اور نہ کہ باہر اور اندر اس سجدہ کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اندر افتادوی ج ۱ ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں کہ خفیفہ کے نزدیک سجدہ اولیٰ واجب ہے اور دوسرا سجدہ ثابت نہیں لیکن خفیفہ نے یہ لکھ رکھا ہے کہ مسائلی افتادہ میں اختلاف کی عمرات افضل ہے بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آئے، مومن قاعدہ کی بناء پر نہ ان کے خارج کو تو دوسرے سجدہ کا کر لینا بہتر ہو گا البتہ ہمارے اندر جو سجدہ نمازہ غیر سبب خوف و غرض صلوٰۃ ہے اس سے خارج کے اندر نہ کرنا ہے البتہ ایک خاص طریق سے کرنا چاہیے تو اس مکروہ کے ارتکاب سے بھی محفوظ رہے گا اور وہ طریق یہ ہے کہ سجدہ ثانیہ کی آیت پڑھ کر فوراً رکوع میں چل جائے تو سجدہ صلوٰۃ میں یہ سجدہ بھی کرنا ہو جائے گا باہر حال دوسرا سجدہ عند الخفیفہ ثابت نہیں بلکہ وہ سجدہ صلوٰۃ ہے، ولذا افتادوی قاعدہ علامۃ الکاسانی : ولما روى عن : ابی رقی الله عنه انه عن النبي

النبي سمعنا من رسول الله وعبدی الحج سجدۃ واحدة وقال عبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر سجدۃ استلاوة فی الحج ہی الاولی والثانیۃ سجدۃ الصلاۃ وہو تأویل الحدیث وهذا لان السجدة متى قرئت بالركوع كانت عبارة عن سجدۃ الصلاۃ كما في قوله تعالى : فاسجدی واركعی - اربانغ الصالح : فصل ما یأتی فی السجدة

وقیل من راقی : (۱) کہ پشستوترجمہ | مسوال :- کیا قرأتے ہیں علماء دین کہ سورة

نہاں میں کیا گیا مندرجہ ذیل ترجمہ صحیح ہے یا نہیں ؟ ادا وہ ویلے شی چہ مغولہ غوارہ

۱۔ قال علامہ علاء الدین الحسینی رحمہ اللہ : منها اولی الحج، ما ثانیۃ فصلاتیۃ لا قرأتہا بالركوع۔ وقال ابن عابدی : لان السجدة متى قرئت بالركوع كانت عبارة عن السجدة الصلاۃ كما في قوله تعالى : فاسجدی واركعی - بدلہ

والدرا لعلی باسناد الحسن ج ۱ ص ۱۸۱ باب سجود الصلاۃ

وہم قلہ فاحاشیہ الطحطاوی ج ۱ ص ۳۹۲ باب سجود الصلاۃ

ہم یہ ارواۃ چہ دہوئے غولہم د مریض مخلوقات بہ تبویں وکئی چہ غولہ
غولہ نوہفہ یہ ارواۃ چہ دہوئے غولہم د

الجواب :- علامہ شہر آشوبی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے : ”اور لوگ کہیں
کون ہے بھڑکنے والا“ علامہ عثمانی فائدہ میں لکھتے ہیں : ”ایسی مایوسی کے وقت جیسوں اور
ڈاکٹروں کی کچھ نہیں ملتی جب لوگ ظاہری علاج و تدبیر سے عاجز آجاتے ہیں تو بھڑک بھڑک
اور تعویذ گندول کی سوچتی ہے کہتے ہیں کہ میاں کوئی ایسا شخص ہے جو بھڑک بھڑک کر کے
اس کو مرنے سے بچا لے۔ اور بعض سلف نے کہا کہ ”من راق“ قرآن میں کلام ہے جو
ملک الموت کے ساتھ روح قبض کرنے کے وقت آتے ہیں وہ آپس پر بچتے ہیں کہ کون
اس خرد سے کیا روح کو لے جائے گا رحمت کے فرشتے یا عذاب کے ؟ اس لقب پر ”راقی“
”راقی“ سے مشتق ہو گا جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں ”رقیتہ سے نہ ہو گا جو فوسل کے
معنی میں ہے۔“ (تفسیر عثمانی ص ۶۵ سورۃ القیامتہ ج ۱) سہ

حضرت سلیمانؑ کا اپنے گھوڑوں کو قتل کرنے کے واقعہ کی تحقیق | سوال و بعض
سبباً کا یہ واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ اپنے گھوڑوں کی دیکھ بھال میں مصروف تھے کہ
آپ سے پھر کی نماز قضا ہو گئی جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے گھوڑوں کو قتل کرنا شروع
کر دیا جس پر اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا اور آپ نے نماز پڑھ لی۔ اب سوال یہ
ہے کہ ان گھوڑوں کا اس میں کیا قصور تھا، اور کیا واقعی سورج روک لیا گیا تھا ؟
الجواب :- گھوڑوں کے قتل کے بارے میں مفسرین کی دو رائے ہیں۔ ایک رائے
یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملے جہاؤ کے چلے پرورش کئے گئے تیر و سبک رفتار

لہ قال علامۃ شفاء اللہ ابانی بحدیثہ اللہ : وقب من راقی - ای فان حاضرہ والبعث
من یرقیہ صباہی من الترقیۃ کذا قال قتادۃ از قال الملئکۃ الموت ایکہ یوقیہ
ملئکۃ الموت او ملئکۃ العذاب من الرقۃ کذا قال سلیمان النعمی ومقابل بن
سلیمان - (تفسیر النظمی ج ۱ ص ۱۲۵ سورۃ القیامتہ)
وہلکۃ فی معالم التنزیل (تفسیر البغوی ج ۲ ص ۲۲۲ سورۃ القیامتہ)

مطالعہ شدہ ذوق اور شوق سے کہتے ہیں اور قرآن فہمی کے لیے اسے حرف آخر سمجھتے ہیں۔ اب دریافت طلب گروہ سے کہ تفہیم القرآن کا کام لے کر کیا ہے کیا واقف اس میں وہ باتیں ہیں جن کی ہمارے علم کو کام نہ لگتا ہے؟ کیا ہے؟ ہمارے ہم باقی مدلل جواب عنایت فرمائیں؟

ایچوا ایک ہندو سید لالہ لالہ مرودوی ایک آزاد خیال شخص تھا اور اس نے تفہیم القرآن بھی اپنی ایسی آزاد خیالی پر مشن خود ساختہ اصولوں کے تحت لکھی ہے۔ اس نے خود لکھا ہے کہ اس کام میں میرے پیش نظر علم و تحقیق کی ضروریات نہیں ہیں۔۔۔۔۔ میں نے اس کتاب میں ترجمہ عام طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔۔۔۔۔ میں نے اس میں قرآن کے لغات کو کار و کو عام نہ بنانے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آسکے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کروں۔

دوبن چہ تفہیم القرآن ج ۱ حصہ ۱ تا ۱۰

لہذا اس نو ساختہ ترجمانی کی جائزہ مرودوی صاحب نے ترجمہ اور تفسیر میں کافی ٹھوس کھائی دیں جس کو ہر سے حضرات ایمان و پیغمبر اسلام اور ہمارے کرام کی شای میں گستاخی کے رنگ بھی ہر کے ہیں مدعو نمونہ چند مقامات کی نشاندہی ملاحظہ ہے۔

(۱) الحمد للہ وبت علیہم کہ ترجمہ کرتے ہوئے سمجھتے ہیں: "تقریب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے" (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۲)۔۔۔۔۔ مرودوی صاحب نے آیت کریمہ کے ترجمہ میں الجود کے الفاظ نام استغراقی اور منہی کو نظر انداز کیا ہے بلکہ دیگر تمام ترجمہ میں نے اللہ نام کا ہی ترجمہ کرتے ہوئے الجود کا ترجمہ متبصر میں اللہ کے ساتھ کر لیا ہے۔ آپ کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں بعض الفاظ بے فائدہ ہیں، مگر قرآن مجید کا کوئی لفظ بھی بے فائدہ نہیں ہے۔

(۲) اسی آزاد خیالی کی بنا پر انہوں نے حضرات انبیاء و مرسلین کی شانوں میں توہین اور غلامی کے برائے مثال۔ (۳) حضرات داؤد علیہ السلام کے فعل میں غلامی میں انصاف کا کچھ دخل تھا اور وہ کوئی راسخ و متبحر تفسیر کے ساتھ حکومت کو لے جانے کی فرمائش کرنا کریم نہ دیتا تھا۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۲)

(۴) حضرت یونس علیہ السلام سے فریاد رسالت کی دلیلیں ہیں کہ تو میں ہوں تو میں نہیں ہوں (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۲)۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی بشری کمزوریوں سے مغلوب اور جلالیت کے جذبہ کا شکار ہو گئے تھے۔ (۵) مرودوی صاحب نے ص ۱۲۔۔۔۔۔ تو مرودوی صاحب کے ان اظہار کی وجہ سے جو لوگ کہنے لگے کہ تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا صحیح نہیں بلکہ باعث گمراہی ہے۔





کتاب ما يتعلق بالاحادیث

(احادیث مبارکہ کے بیان میں)

کتابت اور تدوین حدیث سوال۔ کتابت اور تدوین حدیث کا کام کب سے شروع ہوا ہے؟

الجواب۔۔۔ جزدی طور پر تو صحابہ کرامؓ کے دور میں بھی کتابت حدیث کا خیال نہ کیا جاتا تھا لیکن باضابطہ طور پر تدوین حدیث کے لیے دو چیزیں درکار تھیں۔ ایک تو ان حکم کے ساتھ التباس کے خوف کی وجہ سے انہیں منع کیا گیا تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ کا دافعہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے انہیں تدوین حدیث کی ضرورت ہی محسوس ہونی نہ تھی لیکن جب مدینہ کا دور آ یا اور مختلف فرقے اسلام کا سب سے اور گہرے نمودار ہونے لگے جو دین میں اپنی طرف سے کچھ داخل کرنا اور دوسری کے خلاف کو دین سے نکالنا کوئی گناہ نہیں سمجھتے تھے اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ احادیث نبویؐ کی باضابطہ طور پر تدوین کی جائے تاکہ صحیح اور مستقیم کا نتیجہ نہ ہو۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے ان حالات اور ضروریات کے پیش نظر ایک فرمان جاری کیا جس میں اہل علم کو یہ پیغام تھا کہ وہ احادیث نبویؐ کو جمع کر لیں، پھر اس فرمان کی روشنی میں علماء کرام نے احادیث کو جمع کرنے کا کام شروع کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ جو کہ سترہویں وفات پانچویں صدی سے پہلے ہوا کہ کتابت و تدوین حدیث کا کام باقاعدگی سے پہلی صدی کے اوائل اور دوسری صدی کی ابتدا میں شروع ہوا ہے۔

لَا قَالِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَعْلَمَ عَلَيْنِي وَأَيَّالَهُ أَنْ آتَا رَبَّنِي لَمْ يَكُنْ فِي عَمْرِو مَصَابِيهِ وَكَبَسَامِ تَبْعُهُمْ مَدُونَةٍ فِي الْجَوَاعِ وَلَا مَرْثَةٍ لِمَرِيٍّ أَحَدُهَا، أَنَّهُمْ كَانُوا فِي بَيْتِهِ الْأَمْرُ قَدْ شُهِدَ عَنْ ذَلِكَ كَمَا نَسِيتُ فِي صَحِيحِهِمْ مَسْأَلَةً خَشِيتُ أَنْ يَتَخَلَطَ بَعْضُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ أَنْ الْعَظِيمِ وَثَانِيَهُمَا لِسَعَةِ حَقِّهِمْ وَسِيلَانِ إِذَا هَانِهُمَا، فَلَا أَنْ كَثُرَ كَانُوا يَكُونُ لَا يَسْرُفُونَ الْبُكَتَا بَقَرِ تَوَجُّدَتْ فِي إِذَا خَرَصَ لَهَا بَعِيْنُ تَدْوِينِ الْأَثَارِ وَتَبْوِيبِ الْأَخْبَارِ لَمَّا انْتَشَرَتْ الْعِلْمَاءُ الْأَعْمَاءُ وَكَتَلَتْ بِشِدَّةٍ مِنْ الْخَوَارِجِ وَالرَّوَافِضِ وَتَكْرِي الْقُلُوبِ وَتَكْرِي الْعُقُودِ نَحْنُ بِأَيَّالَهُ فَفَصِّلْ لَنَا قَوْلَهُ

اسی طرح ارشاد السناری شرح معجم البخاری میں ہے: یوکان اول من امر بدوین احداث
وجمعة بکتابہ عبد بن عبد العزیز بن احوینہ اندلس است اخرج ابو نعیم فی تاریخ اصیبتان
عن معمر بن عبد العزیز انہ کتب: ان اهل الاتفاق انظروا فی حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاجمعوه۔ (ارشاد السناری للعقلائی ج ۱ ص ۱۰۱) انصاف الثانی فی ذکر اول من
وقد الحدیث والسنن:

اقسام حدیث سوال۔ حدیث کی کون کون سی قسمیں ہیں؟

الجواب:- روایہ کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں
ہیں: متواترہ مشہورہ وغیرہ وغیرہ۔

متواتر:- وہ حدیث ہے جسے ہر دور میں آتے والوں نے نقل کیا ہو کہ جس کا چھوٹ
پر اتفاق کرنا امر سے عقل محال ہو۔

مشہور:- وہ حدیث ہے جس کے راوی محدود ہوں جو تواتر کی حد تک نہ پہنچے
مگر اور ہر دور میں کم از کم تین راوی ہوں۔

عزیز:- وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر دور میں دو سے کم نہ ہوں۔
غریب:- وہ حدیث ہے جس کی سند میں کسی بھی دور میں ایک راوی آیا ہو۔

امان، علامہ ابن حجر عسقلانی، المعبری الحدیث، ص ۱۰۱، بکوت لہ طرق بدھصر
عدد معین ومع حصص مافوق الثلاثین اور یہما: (۱) واحد ناقلاً منقولاً وھو
المعتمد للعلم لیقینی بشرطہ والثانی المشہور، والثالث: لعزیز و رابع: لغریب الغ
(نخبہ لعنک ص ۱۰۱) بحث قسام باعتبار عدد رواۃ (۱) ص ۱۰۱

لہ وقال العلامة شبیر حمد، نعمانی، الخیر ما ان جمیعہ جماعة یلقون فی اکثرہ
مطلقاً یجمل اعادة تواترہم علی الکثر فیہ اولاً ناقلاً منقولاً والثانی تواترہم
وخریزہ جلد ۱ ص ۱۰۱ واثبات رواۃ فی کل حنفہ ثلاثۃ فاکثر منہی مشہوراً وان كانت
روایہ فی بعض الطبقات اشیر ولم تنقص فی سائرہا ص ۱۰۱ فاکثر منہی عزیزاً، الخ
وان انفرد فی بعض الطبقات وظہا راو واحد یسفی غریباً۔ الخ
ومقدمة فتح المنہم ج ۱ ص ۱۰۱ حدیث باعتبار عدد رواۃ

حدیث کی اقسام باعتبار صفات | سوال :- حدیث مقبول کی باعتبار صفات کل
کتنی قسمیں ہیں ؟

الجواب :- حدیث مقبول کی باعتبار صفات چار قسمیں ہیں ۔ صحیح لذاتہ ، صحیح
لغیرہ ، حسن لذاتہ ، حسن لغیرہ ۔

(۱) صحیح لذاتہ :- اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے تمام ناقلین تمام القیض ہوں
سند متصل ہو اور اس میں کسی قسم کی غلط یا شذوذ نہ پایا جاتا ہو ۔

(۲) صحیح لغیرہ :- وہ حدیث ہے جس میں مذکورہ شرائط اعلیٰ درجے کی نہ ہوں ،
تمام اس نقصان کا جبرہ کثرت سند یا کسی اور صفت سے کر دیا گیا ہو ۔

(۳) حسن لذاتہ :- وہ حدیث ہے جس میں مذکورہ بالا شرائط کا کوئی جبرہ نہ
کیا گیا ہو ۔

(۴) حسن لغیرہ :- وہ حدیث ہے جس میں قبولیت اور روایت برابر ہو لیکن
کسی قرینہ کی وجہ سے جانب قبولیت کو ترجیح دی گئی ہو ۔

ما قال الحافظ ابن حجر عسقلانی ، وغیرہ لا بد من نقل عدل تام القیض متصل السند
فیرفع عن كل شذوذ أو عییب لذاتہ اماناً یصل من صفات قبولی علی حلالها کما انزلنا صحیح لذاتہ ۔
والثانی ان وجد ما یعدو ذلك القصور بکثرة الطرق فهو صحیح ایضاً لکن لا لذاتہ وبعث لا
جیدو فهو الحسن لذاتہ ۔ وان قاعت قرینة ترفع جانب قبول من توقف فیہ
فهو الحسن ایضاً لکن لا لذاتہ الخ (شرح غیۃ الفکر ص ۲۷۱) لہ

لہ وقال العلامة شیعہ احمد الغنائی :- والقبول ینضم الی ادبۃ اقسام : صحیح لذاتہ ، صحیح لغیرہ ،
حسن لذاتہ ، حسن لغیرہ ۔ وذلك لان الحدیث ان اشتمل من صفات القبول علی اعلیٰ مراتبها فهو
الصحیح لذاتہ ۔ وان لم یتمثل علی اعلیٰ مراتبها فان وجد فیہ ما یعدو ذلك القصور الواقع فیہ
فهو الصحیح لذاتہ بل لغیرہ ۔ وان لم یوجد فیہ ما یعدو ذلك القصور الواقع فیہ فهو الحسن
لذاتہ وان کان فی الحدیث ما یقتضی التوقف فیہ لکن وجد ما یرفع جانب قبول فهو الحسن
لان لذاتہ بل لغیرہ الخ (مختصر المصباح ج ۱ صفحہ ۱۰۸) ان الذیل یقسم الی قسمین الذیل والمرتفع
وکیفۃ فی قواعد التحدیث القاسم ص ۱۵۷-۱۵۸ فی الباب الرابع فی معرفۃ انواع الحدیث ۔

فی بیان اقسام الصحیح و بیان الحدیث الحسن ۔

سوال۔ شاذ کس قسم کی روایت کو کہا جاتا ہے؟
شاذ کی تعریف الجواب۔ شاذ کے بارے میں محدثین کی مختلف عبارات منقول ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ شاذ کی تعریف اہل فن کے مابین مختلف نہیں ہے، چنانچہ علماء حجاز کی ایک جماعت کے نزدیک شاذ اسی حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں فقرہ راوی دوسرے شقائق کی مخالفت کرے۔

اور حافظ ابوالفضل علی کے نزدیک شاذ اسی روایت کو کہا جاتا ہے جس کی صرف ایک سند ہو اور ایک ہی راوی سے نقل کیا ہو چاہے وہ فقرہ ہو یا نہ ہو لہذا اس فقرہ پر پرشددہ صرف فقرہ سے عبارت ہے۔
 اور حاکم کے نزدیک شاذ وہ روایت ہے جسے کوئی ثقہ راوی انفرادی طور پر نقل کرے، اور اس کا کوئی متابع نہ ہو۔

ہم تحقیق کے نزدیک شاذ وہ روایت ہے جس کو فقرہ راوی راجح روایت سے مخالفت نقل کرے۔

لما قال العلامة شہید محمد عثمانی: بعد ما فصل الاقوال المذكورة - وللمعتمد في حد الشاذ بحسب الاصطلاح انما ما يورثه الثقة من الغايل هو ارجح منه - انما مقدمة فتح الملامح ج ۱ مثالی بیان الشاذ المعتمد والشرک والاعرف بالہ
سوال۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کسی صحابی سے ملاقات
 اور اس سے روایت ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ہرگز اور تاریخ کی کتابوں میں یہ بات واضح الفاظ کے ساتھ مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کئی بار دیکھنے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فخر تشریف لائے تو اس زمانے میں امام اعظم رحمہ اللہ کی ان سے ملاقات ہوئی ہے اور کئی

لہ وقال الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ - وعرف من هذا التقرير ان الشاذ ما انفردوا
 المقبول مما قال من هو اوفى منه وهذا هو المعتمد في تعريف شاذ بحسب الاصطلاح. انما
 (نزهة النظر شرح حقيقة الفكر مثالی في بحث الشاذ والشرک)
 ورسالة في قواعد التحديث من في مصطلح الحديث ج ۱ مثالی ذکر انواع تفتيح بالاضيف

نہیں تھے، اسی بات پر محدثین نے ان کی روایات کو نقل کیا ہے۔

لما قال العلامة بن حجر العسقلانی: فاعتقد ان الذي توردنا به من انكار مسند متواتر من الشيوخ معلوما من الدين بالضرورة وكذا من اعتقد عكسه فاما ما لم يكن بهذا الصفة وانضم الى ذلك ضبطه لما يرويه مع درعه ونحوه فلا مانع من قبوله۔ (ضحية الفكر ص ۵۵) لہ

حضور ﷺ کا شجر سے کتب موت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل تروی عن شجر
امیر بن ابی الصلت شیخہ فانشدہ مائتہ قافیۃ فجعلت کلها من رت علی بیتہ قال ہیم لا
اس روایت کا حشر کی معتبر کتابوں سے حوالہ مطلوب ہے ؟

الجواب :- مذکورہ بالا روایت جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شجر سننا ثابت ہے کو ذیل
کی کتابوں نے روایت کیا ہے : رواہ الامام مسلم بن حجاج ق صحیحہ : ونظمہ خکد ا۔
عن عمرو بن الشريد عن ابيه قال ردف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال هل معك
من شعرامية بن ابي الصلت شيئا، قلت نعم قال هيم فانشدته بيتا فقال هيم نعم انشدته بيتا فقال
هيم حتى انشدته مائة بيتين۔ وفي رواية استشهدني رسول الله صلى الله عليه وسلم لخم

لہ قال العلامة شيخنا حمدا عثمانی رحمہ اللہ، التبع في عرف المتقدمين
حول اعتقاد تفصيل على رضي الله عنه على عثمان رضي الله عنه وان عليا كان مصيبا
في حروبه وان زمانه مضى مع تقديم الشيعين وتفصيلهما وربما اختلفوا
بعضهم اى عليا افضل الملقب بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاذا احسان معتقدا ذلك ورعا دينيا صادقا مجتهدا فلا تورد رواية لهذا الاسباب
التي كان غير داعية۔ الخ۔ مقدمۃ فتح الملہم کتبہ روایا اہل البدع والاهواء
وقال العلامة النووي رحمه الله: في المبحث عين ومثله من قتال
تقبل اذا لم يكن الذي يدعيه كذا تقبل اذا كان داعية وهذا من ذهب الاكثريين
من العلماء وهو الاعدل الصحيح۔ الخ۔ زفوی شرح صیغہ مسلم ہر اصل فی باب
وجوب روایا من اشقات وتروك كذا ايج والتعديرون الكذب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

وزاد بن عاصم یسلم۔ الخ (الجامع الصحیح المسلم ج ۲ ص ۲۲۹ کتاب الشعر)

سوال :- حدیث: ”تم اپنے ادھر میرے طریقے کو لائے“
عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي كَاثِمُوت رکھنا اور خلفاء راشدین کے طریقے کو بھی اور اس پر
 خوب مضبوطی سے ڈٹے رہنا اور دین میں نئی باتیں گھڑنے سے بچے رہنا اس لیے کہ
 دین میں نئی باتیں ایجاد کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے“ اس روایت کا ماخذ
 بتا کر سنو غم مائیں ؟

الجواب :- یہ روایت حدیث کی مختلف کتابوں میں مذکور ہے جہز نجد السنن للابن
 محمد بن عبد اللہ الخطیب نقل کرتے ہیں ۔

عن العرياض بن سارية في رواية طويلة انه انبى صلى الله عليه وسلم قال نعيكم
 بسنتي وسنة اخفاء الراشد من السديين تسكوا بها وعضوا عليها ثوب لجن ذاك
 ومحدثات الامور فان كل محدث بدعة وسحدث بدعة ضلالة الخ
 (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ افضل السنن ص ۱۷۵)

سوال :- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
تلاوت قرآن مجید کی فضیلت روایت ہے کہ میں مہاجرین کی ایک جماعت میں
 بیٹھا ہوا تھا اور ان میں بعض اپنے ننگے جسموں کو دوسروں کے ذریعہ چھاتے ہوئے تھے
 اور ایک قادی ان میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
 اور کھڑے ہوئے اور فرمایا تم کیا کر رہے تھے ؟ اس روایت کا حدیث کی معتبر کتاب سے
 حوالہ مطلوب ہے ؟

الجواب :- اس روایت کو امام ابو داؤد و حرارہ نے تصحیح الی و انود میں نقل کیا

سنة وذكر محمد بن عيسى الترمذي رحمه الله: (يفتح عن العرياض بن سارية انه قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم: واتاكم ومحدثات الامور فانها ضلالة فمن
 درأ ذلك منكم فعليه بسنتي وسنة اخفاء الراشد من السديين والمحدثين الخ
 (جامع الترمذي ج ۲ ص ۲۹۹) فالبالغ من الباطل واجتناب عن البدعة
 وحفظه في سنن ابن ماجه ج ۱ ص ۵۵ في باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين ۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں :-

حدثنا محمد بن عبد الملك بن ابي بشير قال حدثنا يحيى بن عمرو بن مالك المكي عن ابيه عن ابي الجوزاء عن ابن عباس رضي الله عنهما قال خرب بعض اصحاب النبي خبانهم على خبر وهو بحسب احد قبر فان فيه خبر لسان يقرأ سورة الملك حتى ختمها فاتي النبي فقال يا رسول الله اني خربت خبان على خبر وانا لا احسب انه قبر فادخيه انسان يقرأ سورة الملك حتى ختمها فقال النبي هي المانعة هي المنجية سجد من عذاب القبر۔ (سنن الترمذی ج ۲ ص ۲۱۱ ابواب فضائل القرآن ص ۱۷)

سوال :- لاجئۃ ولا تشرق کی تحقیق

اس حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟ اگر حدیث صحیح ہے تو تحقیق کے بارے میں کیا حقیقت ہے؟

الجواب :- اس حدیث کو محدثین نے مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے جن میں سے بعض طریقے اگرچہ ضعیف ہیں لیکن تمام طریقے ضعیف نہیں بعض صحیح بھی ہیں لہذا تمام طرق کو ضعیف قرار دینا درست نہیں، جیسے محدث ابن ابی شیبہ کی سند: حدثنا جریر عن منصور عن طلحة عن سعد بن عبيدة عن ابي عبد الرحمن انه قال علي رضي الله عنه لاجئۃ ولا تشرق الا في مصر جامع کے بارے میں حافظ ابن حجر نے ردایۃ میں تصریح کی ہے کہ: (سننہ ضعیف)۔ (ردایۃ ج ۱ ص ۲۱۱ ابواب الجمعة ص ۱۷)

سوال :- اختلاف اُمّی رحمۃ حدیث ہے یا نہیں؟ اگر حدیث صحیح ہے تو کس درجہ کی ہے؟

الجواب :- اس حدیث کی صحت کے بارے میں محدثین نے اختلاف کیا ہے بعض اس کو قطع اور بلا اصل و بلا سند ٹھہراتے ہیں تاہم بعض محدثین نے اس کی تصریح بھی کی ہے چنانچہ علامہ ابن حجر مینی رحمہ اللہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں: (از حدیث کثیرہ من الامۃ فعلا صلیۃ

لہ و حکمہ از وی الشیخ و فی الدین الدالی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۱۸۷) (فہرست ابواب الحدیث فی الفہرست) لہ قال حافظ بد مالہ بن حنی: (وسنہ صحیحہ) (مجموعۃ الفوائد ج ۱ ص ۱۸۷) (ابواب الحدیث فی الفہرست) (فہرست فی فیض الیادی ج ۲ ص ۳۳) باب: الجمعة فی الفری۔

لکن ذکرہ غلطی فی غریب الحدیث مستطردہ اور شعر بیان نہ اصلاً و عدلاً و قلاً سیوفاً
 حرجید المقدسی فی الحجة و البیہقی فی الرسالة الاشعریة بغیر سند
 وقال الزکریا: انخرجه نصر المقدسی فی کتاب بحجة موفوعاً و البیہقی فی الصحیح
 عن القاسم بن محمد۔ (موضوعات الکبیری مشک حدیث ۶۰) ص ۱۵۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود کو قرآن سے کا عزم اور اس کی تحقیق سوال کیا انحضرت صلی اللہ
 ثابت ہے حمیہ مضمون یوں ہو کر میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو پناہ دے جو قرآن سے گرا دوں
 اگر یہ روایت سید سے ثابت ہو تو دریافت مطلب ام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ
 کب کیا تھا اور یہ کیسے ہوا؟ نیز خود کشتی شریعت میں حرام ہے۔

الجواب:- یہ روایت بعض کتب حدیث میں موجود ہے اور یہ واقعہ خیرۃ الہی کے
 زمانے میں پیش آیا تھا اس روایت کو علامہ قسطلانی نے امام زہری کے یوں نقل کیا ہے:-
 وَتَعَزَّاهُ قَسْرَةً حَتَّى حَزَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدَفْعِ الْعَبِيرِ مِنْ طَرِيقِ مَعْرٍ
 عَنْ ابْنِ هُرَيْرٍ: فَمَا بَلَغْنَا حَقَّ نَأْمِهِ مَرَّلاً لِيُتَرَدَّى مِنْ نَدَسٍ شَوْهَقٍ ابْجَالٍ فَكَلَّمَا وَفِي
 بَذْرَةِ جَبَلٍ لِيُطْلِقَ نَفْسَهُ بَدْعِي لَعَلَّ جَبْرِيْلَ تَقَالِي يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقّاً يَسْكُنُ لَذَلِكَ
 جَانَهُ وَيَقْرُنُهُ فَيُوجِعُ وَأَمَّا إِزْدَاتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا نَفَقَهُ مِنْ نَدَسٍ شَوْهَقٍ ابْجَالٍ
 نَفَرْنَا عَلَى مَا قَاتَاهُ مِنَ الْأَمْرِ الْقِيَّ بِشَرْبِهِ وَرَقَّةٍ رَرَّ شَادَانَسَارِي حَمْدٌ بِكَ سَوْدَةُ أَهْلَادٍ
 بِاسْمِ رَبِّكَ لَنْفَى خَلْقِهِ - مصمم ابن حبان ج ۱ ص ۱۵۹ البدایة والنہیة ج ۱ باب یکذ بڑ بڑی

اور اس سے خود کشتی ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ تو عشق و محبت مع اللہ کا اور جہت جیسے نہ کہ
 ایک شخص کے دل میں تڑپ ہو کہ اللہ کی راہ میں قرآن کو چھو جائے اور پھر جہاد کو چلے اور فخر کے

لے وقال علاؤ الدین علی النہدی: رواه نصر المقدسی فی الحجة و البیہقی فی رسالة الاشعریة
 بغیر سند و رد المحتار ص ۱۵۹ و المغازی حسین و امام الحرمین و غلویہم و لعلہ خمر ج ۱ ص ۱۵۹
 بعض کتب الحفاظ التي نقلت فی الیضا قال المناوی فی الفیض ج ۱ ص ۱۵۹ الخاقانی ص ۱۵۹
 سند صحیح وقال الخاقانی ص ۱۵۹ العیاتی ص ۱۵۹ ضعیف۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۱۵۹) کتاب انعام
 و مشک فی رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۱۵۹ مطلب فی حدیث اختصاف منقر رحمة۔

ابن الجوزی امام ابن تیمیہ اور امام احمد رحمہما اللہ وغیرہ نے اس کو موضوعات اور بلا اصل کوایات میں شمار کیا ہے۔ اور امام حماد بن عیسیٰ، قاضی عیاض وغیرہ نے صحت پر قول کیا ہے اور ابن کثیر نے روایت کو بھی صحیح روایات میں شمار کیا گیا ہے۔

لما قال عنہ عنہ لا یحکم فی حدیثہ خلافت بعد ذکر ابن الجوزی فی موضوعات وقال انہ موضوع عن ثلاث وقل الامام احمد لا اصل فیہ واخر ابن تیمیہ تصحاتی الزید علی الراافضی وذلک الحدیث بعرفہ ورجاہہ دانہ موضوع وصحہ لمحاوی والفاضی سیاض واطلبرائی۔ (روح البغی ج ۳ ص ۱۹۲ مطلب فی تفسیر قولہ فحقق مسجاً)

ابوالشیخ کے حالات زندگی سوال۔ حدیث میں جلی علی عن عبد بنی فسمعتہ ومن صلی علی نبتنا اہل بیتہ کی سند میں ابوالشیخ آیا ہے اس کا نام۔

اس کے دو کلام نام اساتذہ اور حالات زندگی کو تحریر کیا جاتے؟

الجواب۔۔ ابوالشیخ کا نام عبد اللہ اور ان کے والد کا نام محمد بن یحضر ہے اور مشہور ابوالشیخ کے نام سے ہیں، ان کے اساتذہ بہت ہیں جن میں سے چند کے اسماء درج ذیل ہیں، ازاد محمود بن افرح، ابی ابراہیم بن سدران، محمد بن عبد اللہ بن الحسن، محمد بن اسد الدینی، احمد بن محمد، ابو بکر ابن ابی عامر، احمد بن اسماعیل الرملی، ابو نعیمہ النجفی، احمد بن الحسن، الصوفی، ابو یعلیٰ لوصلی، ابو عروہ اعرافی۔

حافظ بن سرور نے ان کے بارے میں لکھے ہیں کہ ابوالشیخ ثقہ مامون تھے اور انہوں نے احکام و تفسیر میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔

ابو بکر نطیس نے ان کے بارے میں لکھے ہیں، حسان حافظ ثبتاً متقناً۔ بعض علماء سے یوں منقول ہے کہ جب بھی ابوالشیخ کے ہاں جاتے تو وہ تباہی میں مشغول ہوتے تھے۔

ابو نعیم کا کہنا ہے کہ وہ بلند پایہ علماء میں سے تھے، انہوں نے احکام و تفسیر میں کئی کتابیں تصنیف کیں اور وہ اپنے شیوخ سے علم پھیلاتے تھے اور ساتھ ساتھ ایک تصنیف کرتے رہے، وہ با اعتماد تھے۔

لما قال ابن حجر، ابوالشیخ حافظ صیحات وستر زمانہ الامام ابو یوسف عبد اللہ بن محمد بن جعفر الانصاری صاحب المصنفات الثمانیۃ ویموت ہابی التبعہ مع من جدہ

لامہ لڑا محمد بن نفیج، ابو جهم بن سعدان، محمد بن عبد اللہ بن الحسن، محمد بن
سدا، دانی، محمد بن عیسیٰ، دیکر بن ابی عامر، اسد بن یزید، سعید بن زید، ابو خلیفہ
محمد، محمد بن ابی اسحق، ابو یحییٰ اموی، ابو عروہ بن لوطی، اسد بن یزید، ابو
نعمان، مامون، صفیہ التفسیر، وکتب الکثیر فی الاحکام وغیرہ، لکھتے تھے کہ دیکر بن لوطی
کا بنی حنفیہ کا شرف تھا۔ ورنہ بعض اہل علم نے کہا کہ ماہرین علی ابی اسحق، لا وہو یحییٰ۔
قال ابو نعیم: هو واحد الاعلام وکتب الاحکام والتفسیر وکتب الفہم من الشیوخ و
یہنف، ہجرت ستین سنہ وکان ثقہ ووقع ما لکثیر من کتب ابی اسحق، وغیرہ۔
در ذکرہ احفاد، ج ۳ ص ۱۲۵

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ نَائِمًا
سوال: مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت
عثمان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ اگر کسی شخص کو ایسی حالت میں موت آئے کہ وہ توجید و رسالت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ شخص جنت میں
اُترے گا، اس عقیدے کے بنا پر جنت میں جانا ہو سکتا ہے تو پھر دیگر اعمال کا کیا فائدہ؟
الجواب: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو دل سے مہربان سمجھتا ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغاموں کے واسطے اور زبان سے نبی کے پیغام
کو اظہار کرے تو ایسا شخص جنت میں جائے گا، اہل بنی ہاشم سے مراد بنی ہاشم پر خاصاً نہیں
ہے، اور دوسرے اہل بنی ہاشم سے نہیں، بلکہ اس حدیث کا تعلق اس زمانے سے ہے جب
دوسرے اہل بنی ہاشم نہیں ہوئے تھے جبکہ ایمان کا دار و مدار صرف توجید و رسالت اور قیامت پر
تھا، اسی وجہ سے دوسرے اعمال کا یہ فائدہ ہونا لازم نہیں آتا۔ اور دخول جنت سے مراد
دخول اولیٰ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب کسی کو، کالو کاب، کیا ہو یا بصورت و کتاب کے
تو رکھ کر ہو یا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے معاف کیا ہو۔ یا دخول جنت سے مراد دخول
آخریٰ ہے جو اہل میں کوتاہی کی سزا بھگتنے کے بعد ہوگا، یا دوسرا جنت کا معنی استحقاق
دخول جنت ہے۔

لَا تَزَالُ تَزِيدُ مَا شَاءَ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ : دَخَلَ الْجَنَّةَ دُخُولًا اَوْثَانًا
بہارِ رشتہ و نسب بعد الایمان و الذنب و کتاب او عفا اللہ عنہ : دُخُولًا
اخریٰ یا فان الله لا یضیع اجر من احسن عملاً و معناه استحقاق

ہاجرین و انصار میں مقدمہ موافقات اور انصار کا مہاجرین کو بیعت کی چٹیکش **سوال** محمد بن حنفیہ نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین کے درمیان معتبر موافقات یعنی بھائی بھائی پارہ کر لیا تو جن انصار صحابہ کی دو بیویاں جنس انہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کو ایک بیوی کی ملاقات کے بعد چٹیکش کی۔ کیا یہ روایت حدیث کی کتابوں سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرماتے کے بعد مدینہ منورہ جا کر مہاجرین و انصار کے درمیان موافقات یعنی بھائی بھائی پارہ سے کارشتہ قائم فرمایا اور اس بہ انصار نے اپنے غرض و جذبہ ایمانی سے بھرپور طریقے پر عمل کیا تو حدیث کی کتابوں میں تفصیلی طور پر مذکور ہے۔ اسی جذبہ ارشاد اور اخلاص ہی کی وجہ سے حضرت سعد بن ربیع انصار رضی اللہ عنہ سے اپنے مہاجر بھائی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنی نصف جائیداد اور ایک بیوی کی چٹیکش کی جو کہ ان کے انتہائی ایثار کا اظہار تھا لیکن حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ظاہری طور پر خلاف مروت سمجھتے ہوئے حضرت سعد بن ربیع کی چٹیکش قبول کرنے سے معذرت کی۔

ناروی محمد بن اسمعیل، بغدادی، لا تقدموا المدينة احيى رسول الله صلى الله عليه وسلم بين عبد الرحمن بن عوف وسعد بن الربيع فقال لعبد الرحمن اني كثرت اهلها وانا فاقسم مالي نصفين وانا امرتان فانظرا عبيهما اليك لتبتي االي اهلها فاذا انقضت عدتها فتزوجها قال بارك الله لك في اهلك ومالك۔ (صحيح بخاری ج ۳ ص ۳۳۵ باب احاد اشبه صلى الله عليه وسلم بين المهاجرين والانصار)۔

اشعة النعمات کی ایک عبارت کی تشریح **سوال** شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعة النعمات ج ۲ ص ۲۱ میں کتاب فضل القرآن باب اول سے تحت ایک حدیث کی تشریح کی ہے جس کا

حدیثی لامع محمد بن عیسیٰ الترمذی: عن أبي رحو النميلة أخی رسول الله صلى الله عليه وسلم بين عبد الرحمن بن عوف وسعد بن الربيع فقال لهم اقسامك ما ففحقين والى امرئتان فقلت خالين فاذا انقضت عدتها فتزوجها۔ (معجم الترمذی ج ۲ باب النعمات، ابواب البه والفضلة)

مطلب سمجھ میں نہیں آ رہا، ازراہ کرم غامسی کی مندرجہ ذیل عبارت کی وضاحت فرمائیں۔۔۔
 — و مقصود وی صلی اللہ علیہ وسلم رفع جرح و منقشت و تکلیف و استقصاء رعایت توحید
 بہ تہیہ غایت است و تہیہ بر تہیہ حسد و اخلاص در عمل نور اللہ و ثقت کرد در معانی و شدت
 این نام بانی اگرچہ در تحسین الفاظ و تجوید کلمات نہ با قصا اغیار تہ کو شد نہ بر کر استقصاء و اہتمام
 نشان با سادہ و تقصیر در اول چندین قطع کنند و اعتقاد ثباتی با سادہ در اول ضرر نیار دند۔۔۔
 الجواب: یہ یہاں پر تلذذ و تہ قرآن کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اگر
 کوئی کلام پاک کے معانی و مطالب میں غور و فکر کرے بلکہ صرف الفاظ کا کہیں اور کلمات کی تجوید سے
 گوشہ نشین کرے تو اس میں کوئی خاص فائدہ نہیں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی کلام الہی
 کی تلاوت اخلاص کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے اور اس کے معانی و مطالب پر
 غور و فکر کرے اگرچہ انتہائی طور پر تو ان میں تجوید اور تحسین الفاظ حاصل نہ ہوں تو اس میں کوئی
 مضائقہ نہیں۔

اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت میں بنیادی چیز اخلاص و تہنیت اور فکر و تدبر
 ہے جب یہ حاصل ہوں تو تلاوت کا ثواب مکمل طور پر حاصل ہوگا، اور جب اخلاص اور فکر نہ
 ہو تو اگرچہ تحسین و تجوید سے پڑھا جائے اس میں کوئی خاص فائدہ نہیں۔

بشر و لا تنفس والی تحقیق | سوال:۔۔ اصولی تفسیر میں: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
 طرح کا کوئی روایت منقول ہے نہ نہایت نہ دالنا مستہدک کرنا،
 پہلے توحید و رسالت کی دعوت دینا جب اس کو مان لیں تو پھر نازل ہونے لگتا ہے

الجواب:۔۔ مذکورہ پورے الفاظ صی ایک روایت میں نہیں ملتے تمام متذکر روایات سے
 یہ بات ثابت نہیں، ایک روایت میں یوں ہے۔۔

بعث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اباموسیٰ و معاذ ارضی اللہ عنہما لی الیمن فقال لیسر
 ولا تنفس و یسر ولا تنفس الخ (المجاہد الصحیح) ۶۲۳ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ
 اور دوسری روایت میں یوں ہے۔۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اھل کتاب فاذ جھم فادعوم الخ ان یسجدوا للہ الا اللہ و ان
 یحمدوا اللہ فانہم اطلوا بذات فاضلہم ان اللہ قد فرض علیہم خمس صلوات فی کل
 یوم و لیقل: الخ (المجاہد الصحیح) ۶۲۳ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ
 (المجاہد الصحیح) ۶۲۳ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ ۱۲۲۱ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی سزا
 اس سوال پر فقیر ابدی ترجمہ صحیح بخاری میں
 پارہ اول حدیث ۵۱۱ کے تحت لکھا ہے
 کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جرم سے بہت سی حدیثیں بیان نہیں کرتا، اس کی وجہ یہ
 ہے کہ خود انورؐ نے فرمایا جو کوئی جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے
 مٹن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نہ دانستہ ایسا ہو جائے تو بالا جماع ذوق عام پر نہ ہوگا۔ جو کچھ نے
 کہا کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سدا جھوٹ باندھے وہ کافر ہو گیا، حتیٰ کہ کافر تو
 نہیں ہوا مگر سخت گنہگار ہوا اس حدیث کے صحیح مطلب و مفہوم سے روشناس فرما کر
 متونی فرمائیں ۹

البتہ جب اس حدیث کا مفہوم تو ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ
 باندھنے والے کی سزا جہنم ہے، باقی اگر کوئی غلطی سے یا بھول کر اس فعل کا ارتکاب کرے تو
 بالجماع علحدہ تحقیق کنگار نہیں ہوگا، اسی وجہ سے حکم کے ساتھ بالحد کہ یہ رکنا ٹھنی ہے اور
 جو روایات مطلق ہیں وہ اس عقیدہ قبول ہیں البتہ کذب عدا کے مرتکب کے کفر کے بارے میں اختلاف
 ہے لیکن مجہور کے ان جب کہ سلالہ رکھے کافر نہ ہوگا مگر چنگاہ طعم ہونے میں شک نہیں مگر کفر کا
 حکم نہیں لگایا جائے گا۔

ما قال النووي في الاجماع والنصوص المشهورة في كتاب السنة متوافقة ظاهرة
 على ذلك لا اثم على الناس وانما اثم فلو ائق النبي صلى الله عليه وسلم توهم انه يائثم الناس ايضا
 فقيدها واذا ما لتروايات المطلقة فمحصولة عن المتيقنة يا بعدد قسم فان
 ولكن لا يكفر بهذا الكذب الا ان يستحلله هذا هو المشهور من مذهب العلماء الا
 فتوى شجاع صبح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ باب التهم عن الحديث

ترجمہ عن الاستاد کی حدیث کی تحقیق
 اس سوال پر مندرجہ ذیل حدیث دیکھیں الشیخ
 صلی اللہ علیہ وسلم انما قال التزندق
 فوعین کسند عن الزین ومرتد عن الاستاد ما اسرود عن الزین ذہاب یصلح بالتوبة
 واما المرتد عن ذات ذہاب فہو لا یصح اصلا فہو کالیضخۃ الخسۃ، ایکسا کی تسخیر نظر
 سے نزدیک، مگر اشتباہ اس میں یہ ہے کہ حقوق دو قسم کئے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد
 حقوق اللہ تو توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں اور حقوق العباد بندوں کے دشمن کرنے سے معاف

ہر بات میں اور توبہ کے ذریعے تو کفر و فاسق کی اصلاح ہوتی ہے۔ مگر علی قادری و قاری وغیرہ
شرح فقہ کبیر میں لکھتے ہیں: ”توبۃ الکافر و مقبولۃ“ لہذا اس حدیث کے بارے میں
وضاحت فرمائیں کہ توبہ کبیر میں کے ہاں اس کی کیا حیثیت ہے، صحیح ہے یا موقوف؟

الجواب: اساتذہ کرام اور وائیدین کا احترام قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن اس
سے بیزاری نہیں کہ ناظران شاگرد کی توبہ قبول نہ ہو، بقولہ تعالیٰ: لَا تَنْظُرُوا إِلَىٰ ذُنُوبِهِمْ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ
إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا (سورۃ نعل آیت ۵۳) اور اسی طرح غَافِرُ الذُّنُوبِ وَقَابِلُ
التَّوْبِ۔ (سورۃ التَّوْبِ آیت ۳۵) لہذا توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

باقی چونکہ اس روایت کی سند نہ کہ نہیں اور نہ ہی کسی تخریج پر جو رد کیا گیا ہے، لہذا
صحت و ضعف کے اعتبار سے تفصیل نہیں بھی جاسکتی تاہم بظاہر وضع کے آثار اس میں
نمایاں ہیں جن میں کتاب السنۃ و سنت رسول اور اجماع امت سے تضاد شامل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا سوال :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ مزار کی رات میں

علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کیا یہ حدیث ثابت ہے یا نہیں؟
الجواب :- اس حدیث کو امام مسلم نے نقل کیا ہے، حدیث شاہدناہ بن خالد و

شیبان بن فروج قال أخبرنا قتاد بن سلمۃ البسانی و سنیان الشیمی عن انس بن مالک
رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت دفی روایۃ حدیث ابی مرثد
علی موسیٰ لیلۃ اشربی عند الکشیب الاحمر و هو قائم یصلی فی القبر۔

(الجامع مع الترمذی ج ۲ ص ۲۶۹ باب انما یصلی فی القبر)

نسبت الی الغیر بہ و عیدہ اور اس کی توجیہ حوالہ :- اس حدیث کی وضاحت فرما کر
مؤمن فرمائیں، ”حضرت امام ہی زید

رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنے

لہ عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت لیلۃ اشربی
بدا علی موسیٰ علیہ السلام عند الکشیب الاحمر و هو قائم یصلی فی

قبرہ۔ (نسائی ج ۲ ص ۲۳۰) کتاب قیام اللیل و تطویر التہار۔ ذکر صلوة نبی اللہ
موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ص ۱۶۱)

والد کے سوا کسی دوسرے شخص کو والد کہا اور وہ چاہتا بھی ہو کہ یہ شخص اس کا باپ نہیں ہے تو ایسے شخص پر جنت حرام ہے۔^۹
 الجواب :- یہ حدیث امام مسلم بن حجاج نے صحیح مسلم میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے نقل کی ہے۔

عن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ادعی الی غیر ابیه وهو یعلم انہ غیر ابیه فالجنة علیہ حرام۔

اگر حدیث نے اس روایت کی مختلف توجیہات کی ہیں :-

(۱) یہ کہ جو شخص اس کام کو حوالہ کچھ کر کرے گا تو اس پر جنت حرام ہے۔
 (۲) یہ کہ حرام ہی سے منع ہے تو ایسے شخص پر جنت میں دخول اولیٰ منوع ہوگا جو فائز اور سلامتی والوں کے لیے ہے اور مرزا پانے کے بعد داخل ہوگا۔

لما قال النووي: الأول انہ حرام علی من فعلہ مستحلاً۔ والثانی ان جزائہ انہا معصیۃ علیہ اذ عندہن الذنوب الخ۔ (شرح النووي عن صحیح مسلم ج ۱ باب بیان حال ایمان من رغب من ابیه وهو یعلم)۔

سوال :- ابو داؤد شریف میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے
نار میں اشارہ منوعہ کی حقیقت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من اشار فی صلواتہم فہم عنہ فیعد لہا یعنی القلوة (۱) مثلاً۔ کیا یہ حدیث اشارہ بالتباہرہ کی روایت سے معارض ہے یا نہیں؟

الجواب :- چونکہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ بالتباہرہ کے لیے مستقل عنوان باب الاشارة فی الشہد کے تحت روایات کو جمع کیا ہے، اور مذکورہ روایت کو بالابتداء فی القلوة میں نقل کیا ہے، لہذا اس اشارہ سے مراد وہ اشارہ ہوگا جو سلام کے جواب

لے قائم رہے، استمعوا لعلہ بانتم روی علی الروایۃ المشہورۃ فالمراد کفر بتمتعہ وفاقا ہر معظف غیر مراد وفاقا در علی سبیل تغلیظ والزوجہ فاعل ذلک والمراد باطلاق کفر ان فاعلہ فعل فعلاً شیعہ فاعل اهل الکفر الخ (فتح الملہم بشرح صحیح مسلم ج ۱، باب بیان حال ایمان من رغب من ابیه وهو یعلم)

یابی در بری ضرورت کے لیے کیا جائے۔

ما قال الشيخ خلیل احمد السہارنفوری رحمہ اللہ: الاشارة المذكورة في هذا الحديث
محمولة على الاشارة في الصلوة للحاجة كسرہ سلام وغیرہ۔

ربذاں اجمہود شری: ابوداؤد ج ۲ کتاب الاشارة فی الصلوة؛

فقیر اور عابد کے تقابلی موازنہ کی روایت | سوال: فقیر: احداً اخذ غسل
لشیطن من الیاف عابد: یہ حدیث ہے

یا کوئی عرفی متوال ہے؟ اگر حدیث ہے تو حدیث کی کون کتاب میں مذکور ہے؟
الجواب: یہ عبارت ایک حدیث کے الفاظ ہیں اور اکثر کتب: حدیث میں بیرونی
عبداللہ ابن عباسؓ ذکر کیے گئے ہیں۔

روی محمد بن عیسیٰ الترمذی بسندہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقیراً قد أخذ علی الشیطان من الیاف عابد۔

(جامع الترمذی ج ۳ کتاب ما جاء فی عالم المذنبین) اسے

حضرت علیؓ اور قوت حافظہ والی روایت | سوال: ایک روایت میں آئے ہے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے اپنی قوت حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چند
کلمات اور اسرار سنائی تاکہ جن کے ورد سے حضرت علیؓ کی حافظہ کی کمزوری ختم ہوگئی، پھر
بعد میں کسی صحابی کے پوچھنے پر حضرت علیؓ نے وہ کلمات بتائے۔ اس روایت کا توالہ بتائیں؟

الجواب: امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ روایت ان کلمات کے ساتھ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو معیت حافظہ کہہ کر رک کے لیے فرماتے تھے: نقل کی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مختصر الاشیکی علی رضی اللہ عنہ تفت القرآن عن صدرہ

سلمہ وکن اذکر فی المدین محمد بن عبد اللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فقیراً واحداً أخذ علی الشیطان من الیاف عابد۔

درمکوة المصاحیر ج ۱ کتاب العلم (الفصل الثانی)
وَمِنْهُ فِي سَنَنِ ابْنِ مَاجَةَ ج ۲ کتاب فضل العلماء والحق علی طلب العلم۔

قوابلنا ہے۔ اس بارے میں ابن ماجہ کی ایک روایت ہے جو آٹھ صحابہ سے مروی ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ارسل بشفقة فی سبیل اللہ و قام فی بیتہ فلما یکل
 درهم سبع مائۃ درهم ومن غدا یتفقد فی سبیل اللہ و فی وجہہ ملک فلما یکل درهم
 سبع مائۃ اربۃ درہم۔ (ایضاً ج ۱ صفحہ ۱۹ باب فضائل الصدقة فی سبیل اللہ)
 اور دوسری روایت کو امام ابو داؤد نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے،
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان استلوا و البقیام والذکر و ضاعف علی الصدقة
 فی سبیل اللہ و جیل لیسبع مائۃ ضعف۔ (سنن ابی داؤد ج ۱ صفحہ ۳۳۵ باب تصفیۃ الذکر
 فی سبیل اللہ)

یہاں پہلی روایت میں یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکل کر خرچ کرے اس کو
 ایک سو پچیس کے عوض سات لاکھ روپے کا ثواب ملے گا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نماز روزہ، ذکر اللہ کا ثواب اتفاقاً فی
 سبیل اللہ کی نسبت سات سو (۷۰۰) سو گنا زیادہ ہے۔ اب پہلی حدیث کے سات لاکھ کو
 دوسری حدیث کے سات سو روپے سے ضرب دی جائے تو انچاس لاکھ کروڑ ہی بنتا ہے۔

$$۷۰۰ \times ۷۰۰ = ۴۹۰۰۰۰۰۰$$

۴۹۰۰۰۰۰۰ روپے ثواب صرف بتسلیم ہیں نکلنے سے خاص نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کے ہر
 مسافر کا یہ حکم ہے، البتہ تبلیغ بھی سبیل اللہ کا ایک شعبہ ہے۔

ولد الزنا لا یدخل الجنة کی تحقیق | سوال :- درج ذیل حدیث ولد الزنا لا یدخل
 الجنة کا محدثین کے ہاں صحت اور ضعف کے

اعتبار سے کیا حیثیت ہے؟ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟
 الجواب :- اس حدیث کے متعلق اکثر محدثین نے اسے اس کا شمار موضوع روایات
 میں، بولتا ہے اور حدیث کے ذخائر میں اس کی صحت کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

ما قال عبد الرحمن بن عوف بن شافع: ولد الزنا لا یدخل الجنة و علی الانثی و لم یثبت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم قول عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فی دعوتها لآلہا باطش۔ (کنز الایب ص ۱۰۱)
 لحدائق البیان، ذکر فی انصاری فی حدیث الموضوع ولد الزنا لا یدخل الجنة اصل (ازرقوب ص ۱۰۱)
 مرفوعہ فی موضوعات کبریٰ لکھنؤ علی تخریج ۲۵۱ حادیث فی ولد الزنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجنبیہ سے غنا کی روایت | سوال :- عن عائشة رضی اللہ عنہ

قالت کانت ہندی امرأة تسعی
قد دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي على ثلاث بحال تشرد خل حصر ففترت
فضحك رسول الله فقال عسر رضي الله عنه ما ليضحك يا رسول الله صلى الله
عليه وسلم ، معذرة فقال والله لا أخرج حتى اسمع ما سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاسمعه . کیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اس روایت کو بعض محدثین نے موضوعات میں شمار کیا ہے اور اس کی
سند میں ابو الفتح البزار ہی ہے جو محدثین کے ان مصنف فہرہ ہے "اور بعض نے اسے ذی الحدیث
ما قضا اور دایۃ تک کہا ہے ۔

ماقارہ بوز الجوز قد رحمہ اللہ : قال الخطیب ابو الفتح البزار ذی حدیث
ساقط الروایۃ وصل ابو یوسف باطل . ا کتاب الموضوعات لابن الجوزی ۳ باب
فی باحۃ الغدام

سوال :- کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ
گائے کے گوشت کی حلت و حرمت کی تحقیق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
گائے کا دودھ جو کچھ اس میں دولا ہے اور اس کے گھی میں شہاد ہے اور بچھو اس کے
گوشت سے اس پہلے کہ اس میں پہلوی ہے ؟

الجواب :- گائے کے دودھ میں شہاد بھرنے کے بارے میں تو روایات و بھور ہیں
جن کو حافظ عبد اللہ دمشقی نے مستدرک میں نقل کیا ہے ۔

ان شاء اللہ تعالیٰ لہر یقول داء ؟ لا انزل لہ شفا اذا الحرام فلیکم بالہان البقر
ذاتہا تنعم من حلال شہرہ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۹) کتاب (النکاح)
لیکن گائے کے گوشت سے نہایت کی روایت نہیں مل سکتی بلکہ اس کے برعکس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے اس کی حلت ثابت ہے اور اگر منع کی روایت ثابت
ہو جائے تو نہی طبع پر محمول ہوگی ۔

لما روی الامام مسلم بن حجاج فی صحیحہ - عن عائشہ رضی اللہ عنہا
ان شہق صلی اللہ علیہ وسلم بلحسم بقر فقیل هذا ما تصدق بہ علی بیریۃ

مقال ہولہا صدقۃ و نماہدیۃ . (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۵) باب اباحۃ الہدیۃ
للمتین صلی اللہ علیہ وسلم و بنی ہاشم و بنی المطلب . (نہی ص ۱۰)

منجیات و مہلکات کی تشریح | سوال :- تلت منجیات و تلت مہلکات
فاما المنجیات فتقول فی اللہ فی المسد العلاء

واشول باحق فی الرضا والسخط : القصد فی انہ نادر و الفسق و اما مہلکات فہی
متبع و شیخ مطاع و اعصاب امور بنفسہ و ہوا شہہ . (رسم حدیث کا
حوالہ اور تشریح ارسال کریں)

الجواب :- حدیث صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے جلد ۲ ص ۴۳۲ پر شعب الایمان
للبیہقی کے حوالے سے نقل کی ہے ۔

تفسیر ص ۱۰ :- اس روایت میں مقصود یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں میں ہلاکت
سے بچنے اور نجات پانے کے لیے ضروری ہے کہ مومن میں تین صفات موجود ہوں ۔ (۱)
خوف خدا یعنی ہر حالت میں خوف خدا اس کے دل میں ہو ۔ (۲) قول پاکتے ، یعنی
ہر حالت میں حق بات پر ڈرنا کہ وہ خواہ کوئی خوش ہو یا ناراض ، دوست ہو یا دشمن کسی کو
بھی ملحوظ خاطر رکھے بغیر حق بات کرے ۔ (۳) قصد اعتدال اور میانداری نہ کرے
میں چلے نہ افراط نہ زندق ہو نہ خوف و فاقہ ہر حالت میں افراط و تفریط نہی اسراف اور تحمل
دونوں سے بچے اور ان کے درمیانی حالت کو اختیار کرے ۔

مہلکات :- اسی طرح دنیاوی و دنیوی بدلتوں سے بچنے کے لیے بھی تین چیزیں
الزی ہیں جن سے بچنا چاہیے ۔ (۱) ہوئی متبع یعنی نفس کی خواہشات کی پیروی اس لیے کہ
خواہشات نفسانہ کی مخالفت کبراہنمیاں ہیں سے ہے جیسے کہ اتباع خواہشات نفسانہ
انہر المہلکات میں سے ہے ۔ (۲) شیخ یعنی تحمل کہ انسان کی طبیعت میں تحمل مل جائے

لہ و عن جابر صلی اللہ علیہ قال : یح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ
بقرۃ یومہا البدر . (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳۲) باب ہوا لا یشتل فی الہدی و اباحۃ
اسدۃ و البقرۃ کحل واحدۃ منہما . عن سبطۃ (۱)

امیشلۃ فی سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۵۵ باب فی ہدی البقرۃ ۔

جو ان کے مطابق پختہ کر کے اور تمام یہ ہے کہ اس سے مراد وہ نکل ہے جو روض کے ساتھ تعلق ہو۔
 (۳) عجاب میں بنفسہ یعنی خود بخود پیدا ہو جلتے تو اپنے اعمال، احوال، جمال یعنی ہر کمال
 پر گھٹ کر سب سے زیادہ تہک نصرت ہے اس کا وہ بھی سب سے زیادہ اور
 نقصان بھی سب سے زیادہ ہے۔ (مراقہ شریعت کو پڑھا یا غضب و تکبر نقصان)
اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِانْقِصَانِ الْحَقِيقِ | رسول: حدیث اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِانْقِصَانِ
 ہے یا نہیں؟ اگر جی ہے تو کتاب کا حوالہ دے کر مشورہ فرمائیں؟

الجواب: یہ سند جرح بالحدیث کو امام احمد بن حنبل نے بھی اپنے کتاب شعب الایمان
 میں نقل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سند سے نقل کیا ہے اور امام بیہقی کی تحقیق کے مطابق اس
 روایت کا متن تو مشہور ہے لیکن امام اسناد لطیف ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :-

هذا الحديث شبيه مشهور واستاده ضعيف وحديثه من ادب
 كذا ضعيفه۔ (معجم الامان للبيهقي ج ۲ ص ۱۵۱)

اور علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے بھی جامع بیان العلم وفضلہ میں امام بیہقی
 سے نقل کیا ہے۔

ان طرق امام غزالی رحمہ اللہ نے حیدر علی لدین میں نقل کی ہے۔ (مدارج)
 امام ذہبی عری رحمہ اللہ نے اسے موضوعات کے زمرے میں شمار کیا ہے چنانچہ
 آپ فرماتے ہیں، سن احادیث لا یصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دون ہن
 حیات ہن احادیث باطل لا اصل لہ۔ (الموضوعات کا رد) بخاری میں اس کتاب (علم
 باب طلب العلم ولو بانقصان)

اس حدیث محمدیہ کے بہتر فرقوں کا ثبوت | رسول: حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 میری امت تب تک تہمت نہ لگے کہ تم میرے قول میں تقسیم ہو گے۔
 کی یہی صحیح حدیث کا مقبول ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ ایک صحیح حدیث کا مقبول ہے جسے محدثین نے مختلف سندوں
 کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا، یومودنسا لایا۔ یا ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت

لا تعلموهن الكتابية کی تحقیق اس سوال کے لئے ترمذی، الغریف، ولا تعلموهن

الجواب: اس میں ثابت ہوا کہ اس حدیث میں "شعب الیمان" میں "اور من فضل الوعد" کا حکم نے اپنی "مسند رک" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقل کیا ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول الله لا تتزويهن الغرف ولا تعلموهن الكتابية
یعنی النساء وعلومهن الغزل وسورة النور۔ هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجه
مستدرک حاکم ج ۲ ص ۲۹۶ تصحیح سورة النور انتہی میں تعلیم کتابیہ للتمام

تاہم بعض علمائے اس کی عدم صحت پر قول کیا ہے۔

لما قال ابن الجوزی: هذا الحديث لا يصح عن رسول الله. وقد ذكره ابو عبد الله
النيشابوري في صحيحه والعجب كيف خفي عليه امره۔

قال ابی حاتم ابن حبان: کان محمد بن ابراہیم الشافعی راوی الحدیث یضع الحدیث
على الشافعیین لا یعمل الروایة عنہ الا عند الاحتیاج ردی احادیث لا اصول
لہا من کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعمل الاحتیاج بہ۔

کتاب الموضوعات ابن الجوزی ج ۲ ص ۲۹۶ تا تعلیم النساء انہن من سکنی

الغرف و تعلیم کتابیہ (۱)

لما قال الشيخ السعيد بن سيرين: غلط تحت حديث ابن هزيمة لا تعلموا النساء كتابية ولا تكتفن الغرف
من حديث عائشة عن طريق محمد بن ابراهيم الشافعي عن شعيب بن اسحاق بن مشقة عن
هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة لا تكتفن الغرف ولا تعلموهن الكتابية و
علومهن الغزل وسورة النور۔

قال ابن الجوزي رحمه الله: هذا حديث لا يصح وقد ذكره الحاكم في
مجمعه وامله ابن الجوزي بمحمد بن ابراهيم الشافعي۔ تان ابی حاتم بن حبان مضاف
مصدق بن ابراهيم الشافعی يضع الحدیث على الشافعیین لا یعمل الروایة عنہ
إعند الاحتیاج ردی احادیث لا اصول لہا من کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یعمل الاحتیاج بہ۔

(حاشیہ مستدرک الفردوس لدیلمی ج ۵ ص ۲۹۶۔ رقم حدیث ۳)

امام مہدیؑ کے بارے میں روایات کی تحقیق | سوال :- کیا مہدی علیہ السلام کے آئینے کے بارے میں جو باتیں

زور عام ہیں یہ صحیح روایات سے ثابت ہیں یا کوئی عام واقعہ ہے جس نے شہرت پائی ہے؟
الجواب :- امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں واقعات درست اور صحیح روایات سے ثابت ہیں اور احادیث کی اکثر کتابوں میں مشعل باب کے تحت روایات جو جمع کیا گیا ہے جن میں امام مہدی علیہ السلام کے حالات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں مثلاً جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، مشرک حاکم، مسند احمد ابن عثم، مسند ابویعلیٰ، مسند ابن ابی شیبہ، بیہات الصبح ابن جہان وغیرہ۔

اور مجموعی لحاظ سے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں روایات تواریک کی مدد پر بھی جو ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تواریکوں کو نقل کیا ہے :-

قال ابو الحسن الامدي في مناقب الشافعي ثبوت الاخبار بان المهدي من هذه الائمة وان جلي عليه السلام يصلى خلفه۔

رفع: باری ۶۷ ص ۲۹۲ باب نزول جیسی ابن مہم علیہ السلام
سوال :- حدیث، اللہ تعالیٰ کی ذات طاق ہے اور طاق چیز کو پسند کرتی ہے لہذا اسے اہل قرآن تم طاق نازعین و تر پر حاکم کر دے۔

دریافت طلب بات یہ ہے کہ یہ روایت کتب حدیث کی کون سی کتاب میں مسطور ہے؟
ذرا وضاحت سے روشناس فرمائیں؟

الجواب :- یہ روایت حدیث کی اکثر کتابوں میں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے بولے منقول ہے۔

قال الامام محمد بن عيسى الترمذی في سننه من علي قال انتم لويس كهلوتكم الكتوبة

له ونقل من التوكل: انها توارثة بلا شاك ولا شبه بل يصدر عن الشروع على ما هو دونها على جميع الاصطلاحات المعرف في الاسول۔ (الاصول ص ۱۳)

مسنن ابی داؤد، سنن ابی حاتم، مسند احمد ابن عثم، مسند ابویعلیٰ، مسند ابن ابی شیبہ،

وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ وَتَوْحِيدَ الْوُثْنِ فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيهِ إِلَّا اللَّهُ
الْقُرْآنُ۔ (جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۸۱) باب ما جاء من توريث الوترين بختم لہ

شہر عید لا ینقصان کی تحقیق سوال: درج ذیل حدیث: شہر عید لا ینقصان رمضان و ذوالحجۃ کا مطلب اور مفہوم کیا ہے؟ ذرا وضاحت کے ساتھ اس کی تحقیق سے نوازیں؟

الجواب:۔ شہر عید لا ینقصان کے بارے میں اگر حدیث سے مختلف توہمات منقول ہیں لیکن شہر اور قریب الی الختم جو توہمات ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

(۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان اور ذوالحجۃ ایک سال میں دونوں ۲۹ دن کے نہیں آتے، اگر ایک ۲۹ دن کا آئے تو دوسرا کم ہو گا۔

(۲) امام السخّی بن راہویہ اور امام بخاری رحمہ اللہ اس کا مطلب واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قضاہ بر عدد ایام کے اعتبار سے رمضان اور ذوالحجۃ کے چھپنے اگرچہ ۲۹ دن کے آئیں لیکن باعتبار اجرو ثواب ۳۰ دن کے برابر ہوں گے۔

رسن ترمذی ج ۱ ص ۸۸ باب ما جاء شهر عید لا ینقصان لہ

انانی وادم بین الماء والطين کی تحقیق سوال: ایک واقعہ سے میلاد شریف کے عہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

اولین و آخرین ہر عہد کے بارے میں یہ الفاظ سنئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انانی وادم بین الماء والطين، کیا یہ روایت باقی الفاظ ثابت ہے؟ اور کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ نقل ابو داؤد سلیمان بن اشعث انس جستانی فی سقۃ بسندہ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل القرآن اوتروا فان اللہ وتوحد الوتر۔

سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۸۱ باب تفریع ابواب الوتر باب تعاب الوتر

ومثله فی سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۱ باب ما جاء فی الوتر۔

لہ نقل ابن التوجیبہ ابی یوسف ترمذی علیہ السلام فی متن سنن ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱ باب ما جاء شهر عید لا ینقصان

اقرئین و آخرین بھی ہیں ؟

الجواب :- تصویب مریح اور اجباری امت سے پرستگاہ ثابت ہے کہ اسخبریت صلی اللہ علیہ وسلم اقرئین اور آخرین بھی ہیں لیکن جہاں تک مذکورہ الفاظ کا تعلق ہے تو یہی الفاظ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ثابت نہیں البتہ معنی کے اعتبار سے روایت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

عن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ منی وجبت لک النبوة قال و آدم بن الروح والجسد۔ رواہ الترمذی۔ (شرح طیبی ج ۱۱ باب فضائل سید المرسلین) لہ

طَلَبُ الْعِلْمِ قَرِيضَةٌ الْفَرَى تَحْقِيقُ | سوال :- جناب معنی صاحب اجار سے منقولہ کی دیوار پر ایک حدیث ان الفاظ کے ساتھ لکھی ہوئی ہے طلب العلم قریضۃ علی کل مسدد ومسلمۃ۔ کیا یہ حدیث کسی کتاب میں موجود ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مسلم مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے اور اس حدیث کو صحیح اور مستند کتابوں نے ذکر کیا ہے مگر مذکورہ بالا حدیث میں حسنۃ کا لفظ زائد ہے۔

لاورق الحدیث، عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم قریضۃ علی کل مسلم واطیع العلم عند غیر اہلہ کہ قلند اختاروا الجوہر والؤلؤ والذهب۔ (ابن ماجہ ص ۲۱۰ باب فضل العلماء والاحت علی طلب العلم) لہ

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا تَحْقِيقُ | سوال :- جناب معنی صاحب اجار سے ایک عالم دین سے وعظ میں سنا ہے

لہ قال علامۃ ملا علی القاری : ای وجبت لی النبوة والھال ان آدم بن الروح والجسد یعنی انہ مطروح علی الامراض وضوۃ بلا ریح والمعنی نہ قبل تعلق روحہ بعبدہ۔

(مسوقات ج ۱۱ صفحہ ۱۱۰ باب فضائل سید المرسلین الفصل الثانی) لہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم قریضۃ علی کل مسلم واطیع العلم عند غیر اہلہ کہ قلند اختاروا الجوہر والؤلؤ والذهب۔ (مشکوۃ ص ۳۴ کتاب العلم الفصل الثانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد راجح ہے کہ: "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعِلْمٌ بَابُهَا أَيْ عِلْمٌ كَاشِفٌ
 ہوں، اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟
 الجواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں بہت سی روایات مروی
 ہیں مگر متقدم بالا روایت کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، علمی روایت
 نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔

قال العلامة ملا علی القاری: حدیث "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعِلْمٌ بَابُهَا" لا یثبت
 رواہ الترمذی فی جامعہ وقال ابنہ مشکوٰۃ کن، قال ابن ابی شیبہ کذب لا اصل له
 وكذا قال ابی حاتم وبعی وسعید۔ موضوعات الکبریٰ ص ۲۸۷ حدیث ۱۸۷۱

ابو حنیفہ سراج اُمّتی کی تحقیق | سوانح مخمّر معنی صاحب میں ایک دن
 الدرا الخزار، مقدمہ خالکہ در رہا تھا کہ اس میں

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق دیگر روایات کے علاوہ ایک یہ روایت بھی نظر سے گزری
 جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ سراج اُمّتی (رواہ ابی داؤد)
 کیا یہ روایت صحیح ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟

الجواب: امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں جو روایات ذکر کی جاتی ہیں اگرچہ ان میں بعض
 میں آپؐ کی تعظیم اور فضیلت کی طرف اشارہ ملتا ہے مگر اکثر روایات موضوع اور غیر ثابت شدہ
 ہیں ان ہی میں ایک یہ روایت بھی ہے، مذہب حنفی کے مشہور و معروف محدث اور فقیہ
 ملا علی قاریؒ نے اس کو موضوع کہا ہے۔

قال العلامة ملا علی القاری: حدیث: "ابو حنیفہ سراج اُمّتی" موضوع باتفاق:

المحدثین۔ رموضہ ت، کبریٰ ص ۱۸۷ حرف المسوۃ۔ رقم الحدیث ۱۸۷۱

فی الحدیث ابو الجوزی، قال یحییٰ بن معین هذا حدیث منہ یسألہ اصل، وقال بیہقی
 هذا الحدیث موضوع یفترق فی الملک (الموضوع ج ۱ ص ۱۸۷ باب فضائل علی علیہ السلام)
 قال العلامة ابو الجوزی، حدیث "ابو حنیفہ سراج اُمّتی" حدیث "ابو حنیفہ سراج اُمّتی"
 قال المحیب هذا حدیث موضوع نفرد رواۃ البیہقی، قال وحیدت عن ابی عبد اللہ الخالک
 انه قال، وضع ابو عبد اللہ ابی حنیفہ من: متکبر عن ثقاة مالا یحصى ولا یحشوا، حدیث
 رموضہ کا ابو الجوزی ج ۱ ص ۱۸۷ باب فضائل ابی حنیفہ

ما نقول في هذا الرجل كما مطلب | سوال: فریہ سوال و جواب کے بارے میں

بجور روایت مروی ہے اس میں یہ الفاظ بھی
ذکور ہیں ما نقول في هذا الرجل. ہذا اسم اشارہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
سامنے ہوں گے جبکہ آپ تو مدینہ منورہ میں اپنے روضہ اطہر میں آرام فرما رہے ہیں، قرآن و حدیث
کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے ؟

الجواب:۔ مقدمین عظام نے ان الفاظ کی مختلف توجہات بیان کی ہیں، بعض کہتے
ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک پیش کی جاتی ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ درمیان سے جہاں
ہم دیکھ جاتے ہیں، جبکہ علامہ ابن حجر کی رائے یہ ہے کہ بدون کشف بھابہ اور بدون شبیہ کے
سوال کیا جائے گا، اور یہ بصورتبہ امتحان زیادہ قوی ہے۔

قال ابن حجر، ولا يلزم من الإشارة ما قيل من رفع الحجب بين الميت وبينه صلى الله
عليه وسلم، انتهى بولہ... اقوى في الاستحسان... (امر مرفوعہ شرح مشکوٰۃ)

علماء ائمتی کا نبیاء بنی اسرائیل کی تہمت | سوال: ہندوہم قول حدیث عبد اللہ ائمتی

بہت شدہ دوسے بیان کرتے ہیں اور اس سے علماء کی فضیلت ثابت کرنے ہیں، کیا یہ روایت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متناہست ہے یا نہیں اور اس کا رد کیا ہے ؟

الجواب:۔ بخود نہیں کرنا، اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے جبکہ بعض علماء
نے اس کو موضوع قرار دیا ہے، تاہم صرف فضیلتِ علم کے طور پر بیان کرنا ممنوع نہیں ؟

قال العلامة طاہر بن علی الشہیدی رحمہ اللہ: وعلماہ ائمتی کا نبیاء بنی اسرائیل
قال شیخ غناؤ الزکری، لا اصل له ولا يعرفه من معتبر وروى بسند ضعيف.

(تذکرۃ لموضوعات مشکوٰۃ ص ۷۷)

سے قول العلامة صلا علی القادی رحمہ اللہ: وعلماہ ائمتی کا نبیاء بنی اسرائیل۔

قال: لم يعرفوا والعسفلان لا اصل له. وكذا قال الزکری وسکت عنه

نہی موطنی... موضوعات کبریٰ ص ۱۵۹ و تم حادیث ص ۶۱۔

روایت کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ کی تحقیق | سوال :- بخاری شریف کی کتاب العلم میں ایک حدیث

ہے کہ روایت کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ (حدیث) اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ میں نے بہت کوشش کی مگر سمجھ میں کچھ نہیں آیا ؟

الجواب :- علامہ عظیم حدیث سنن الفوائد کی مختلف تماریلات اور مقامات بیان کئے ہیں یہاں بہت سی غوریں دنیا میں احوال کے اعتبار سے غریب اچھی معلوم ہوتی ہیں مگر اپنی وجہ یا اصلوں کے وجہ سے آخرت میں احوال سے ٹکرائی (معاذ اللہ) ہوں گی ورنہ اگر کوئی سبب مطلب یہ معلوم ہو جائے کہ بہت ساری غوریں اگرچہ دنیا پر نظر پڑیں مگر بہت سے جہتے ہوتی ہیں جو اسلئے باریک جوتے ہیں کہ ان کا سارا بدن نظر آتا رہتا ہے تو ایسی غورتوں کو ننگا ہونے کی آخرت میں سزا ہوگی۔

قال الشیخ محمد زکریا السبیلانی رحمہ اللہ : اور حقیق سنن بھی یہ ہو سکتے ہیں کہ بہت سی غوریں دنیا میں جو لباس پہنتی ہیں وہ شرفاً معتبر نہیں ہوتا مثلاً اندر سے بدن اس میں نظر آتا ہے تو ایسی غورتوں کو ننگی ہونے کی سزا آخرت میں ملے گی۔ (ترجمہ علامہ زکریا السبیلانی رحمہ اللہ)

انامن نور اللہ والمؤمنون مٹی کی تحقیق | سوال :- جناب مفتی صاحب کچھ لوگ حضرت

ہیں اور دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کرتے ہیں : انامن نور اللہ والمؤمنون جیٹوس۔ کیا یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے یا نہیں ؟

الجواب :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ قدس کے اعتبار سے بشر ہیں اور آپ میں بشریت کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں لہذا آپ کو باعتبار ذاتِ نور کہنا صحیح نہیں۔ جہاں تک مذکور روایت کا تعلق ہے تو محدثین عقلمند نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔

قال العلامة طاہر محلی المہدی رحمہ اللہ : فی القریۃ نکتہ نبیاً وادام بن الدہ لطلبہ وکتب نبیاً وکادہ وکادہ کلہم : قال ابن قیم : موضح وحوالہ قال وکذا لک شد : انامن نور اللہ والمؤمنون تفسیر فی مٹی افابن القیامۃ : قال ابن حجر کلا عرفۃ : (تذکرۃ موضوعات جلد ۱ نقل الرسول وصالہ)

لے قال العلامة ملاح علی قاری : حدیث انامن نور اللہ والمؤمنون مٹی : قال ابن قیم : لانی : انہ کذب مطلق۔ وقال الزمخشیری : لا یعرف : قال ابن قیم : موضوع۔

(الموضوعات اکبری طبع علی قاری ص ۱۸)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ثبوت | سوال: جناب مفتی صاحب! ایک صاحب نے دوسرے سے کہا اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے تو کیا تم مان لو گے؟ تو دوسرے آدمی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا، دونوں کا اس بات پر اختلاف ہے۔ آنجناب سے استدعا ہے کہ ان کے اس اختلاف کو دور فرمائیں!

الجواب:۔ ابو داؤد اور دیگر کتب احادیث میں بالفاظ حضرت ذرہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فہ کی دھڑ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے لہذا اس سے انکار کیا جائیگا اور بلا حذر شرعی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے امتناہ ضروری ہے۔

اخرج الامام ابو داؤد: عن حفصة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: باطة قوم فبال قائماً فتردعا بعدا ففسح علي خفيه .

(ابو داؤد ج ۱ ص ۱۷۱ باب ابول قائماً) سلم

سبحان من زين الرجال باللعن | سوال:۔ سبحان من زين الرجال باللعن ذين الفساد بالذوائب والريثا

تھتے چلے آ رہے ہیں، ہر ایک مہربانی اس حدیث کا حوالہ دے گا ہے؟
الجواب:۔ یہ حدیث کتب احادیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ مذکور ہے مثلاً۔
 قال الامام النسائي: روى عن النبي انه قال ان الله تعالى متكئة تسبحهم سبحان من زين الرجال باللعن والفساد بالمقرون والذوائب والريثا ج ۲ ص ۲۷ کتاب ايات سلم

سلم اخرج الامام الزبيدي: عن حفصة رضي الله عنه قال: كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم فانتهني الى سباطة قوم فبال قائماً فتشيع فقال أدنه فدفوت حتى قمت عند عقبه فتوضاء ومسح علي خفيه .

(نصب النواية بحواه مسلم ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الطهارة)
 سلم قال العلامة عبد الرزاق النادعي: سبحان من زين الرجال باللعن والفساد بالذوائب .
 ذكر في المختار على ما مضى الجامع مع التفسير ج ۱ ص ۱۱۱
 ومثله في مستند العبد دس نند ملی ج ۲ ص ۹۔

من صن علی عند قبری اذکی تحقیق اسوال۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ
اس حدیث میں صل علی عند قبری۔ یعنی وہن صن علی نائیاً بلفظہ کو ضعیف کہتے ہیں
کیا واقعی یہ روایت ضعیف اور ناقابل ثبوت ہے؟

الجواب:- اس حدیث کے بارے میں اگرچہ بعض حضرات نے تضعیف کا قول کیا
ہے مگر اکثر محدثین نے اس کا توثیق کی ہے لہذا یہ روایت صحاح الثبوتی فی القبر علی الشریعہ
وسلم کے بارے میں قابل ثبوت ہے۔

کما زکرتہ العلامة ابوالطیب محمد بن علی بن الدین العظیم آبادیؒ تحت ذلک الحدیث۔
قال ابن القیم وقد صحح اسنادہ لحدیث اوسانت شیخنا ابن تیمیہ عن سماع
یزید بن عبد اللہ عن ابی ہریرۃ فقال یونہ اور نہ وہی سماعہ منہ نظر استہلکی بخبرہ۔
وقال النووی فی زاد معنی ترمذی الصالحین: ستادہ معجم۔ وقال ابن حجر: رواہ
الضعفاء۔ ہ (عون المعبود ج ۶ ص ۲۱ کتاب المناقب) علیہ

حدیث قال لا یدیع بعضکم اذکی وضاحت اسوال:- جناب مفتی صاحب
حدیث پر فرمائی ہے جو کہ کچھ اس طرح ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدیع بعضکم
علی بعض۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب:- یہ روایت امام ترمذی نے جامع الترمذی کتاب البیوع میں نقل کی
اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:-

(۱) عاقدین کے درمیان بیع تمام ہو چکی ہو اور ایک دوسرا آدمی اگر بائع سے یہ کہے کہ
میں نہیں اس بیع کی زیادہ قیمت دیتا ہوں تم اس آدمی سے بیع منسوخ کر کے یہ چیز
مجھے دے دو۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے درمیان بات چیت چل رہی ہے اور بائع
مشترک پر یہ چیز فروخت کرنے پر آمادہ بھی ہے کہ نمبر آدمی اگر بائع سے یہ کہے
کہ مجھ سے زیادہ تمہارے کو حق بیع میرے ساتھ کر دو۔ اس حدیث کی رو سے
یہ دونوں صورتیں ناجائز و حرام ہیں۔

حدیث "قال جاء رسول الله ﷺ وأنا صبي وأورق فقيروا مني رسول الله ﷺ" **مقول**

عبد اللہ بن عمر بن ربیعہ قال جاء رسول الله ﷺ وأنا صبي صغير فوجدت لعب فقال ابي يا عبد الله فقال اعطيت فقال رسول الله ﷺ ما زدت ان تعطيه فقلت اردت ان اعطيه فتمرا قال اما انت لم تعطى فكتبت عليك كذبة ردم منسوخا من القرآن اور علامہ ابن ہریرہ نے اس سے اپنے بچے کے ساتھ کذب کو ششٹی کیا ہے۔ قال ابن ہریرہ قال رسول الله ﷺ كل كذب مكتوب لا محالة الا ثلاثة لرجل مع امراته او ولده والرجل يصلح بين اثنين والرجل رد المعتاد ^{۲۳۸} قيل اياد الموات ^{۲۳۹} توان دونوں روایتوں میں تطبیق کس طرح ہوگی؟

الجواب :- سن تحارف میں الروایات کے محل میں تطبیق یہ ہے کہ حدیث اول میں کذب سے مراد کذب صحیح ہے اور حدیث ثانی میں کذب موری مراد ہے جسے تعریض کہا جاتا ہے۔ کذب صحتی اور حقیقی مراد نہیں ہے۔

قال خلاصة المشافى قوله قال ابي صاحب المعاني وعبد الله قال كل كذب مكتوب الا ثلاثة الا ثلاثة الرجل مع امراته او ولده والرجل يصلح بين اثنين والحرب فان الحرب ضد علة قال سعداوى وغيره هو محبوب على المعارض لان عين الكذب حرام... فالاستثناء في الحديث لما في الثلاثة من صورة الكذب وحيث اجم التعريف لحاجة لا يباح اخبره لانه يومئذ الكذب وان لم يكن للغة. كذا قال في الاحياء نعم المعارض تباح بغرض حتمى كطبيب قلب انغيصا المزاج... بجاز الكذب... قال اشرار ابن الشعنة نقل في انواره انه اراد به المعارض لا الكذب المنص... (رد المحتار على الدر المختار ^{۲۴۰} قيل اياد الموات ^{۲۴۱} سلم

ثم قال لا رمة يدان الطعنه وحى والورد التعريض عبارة الجتنى الطعنه وغيره هو الحديث محمول على المعارض لان الكذب حرام مظهره وان تعريض لا يباح الا في هذه الامور ^{۲۴۱} وصحة الطعنه على الله المتأخر ج م ^{۲۴۲} قيل اياد الموات ^{۲۴۳} ومثله في حاشية كشف الاستار على الدر المختار ^{۲۴۴} فصل في البيع قيل باب اياد الموات

احادیث وحی غیر متلو ہیں | سوال ۱۔ احادیث کو وحی الہی قرار دیا جاتا ہے یا نہ۔
جسے علماء دین وحی غیر متلو کہتے ہیں حالانکہ احادیث تو
رسول اللہ کا کلام ہے تو اسے وحی کیسے قرار دیا جاسکتا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟

الجواب۔ احادیث بھی قرآن پر یکا طرح وحی ہیں جسے علماء کرام وحی غیر متلو کہتے ہیں
تو جب اتفاق اور متبی دونوں بجانب اللہ مترسل ہوں تو اسے وحی متلو کہتے ہیں جبکہ قرآن مجید
ہے اور جب معنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اتفاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں تو
اسے وحی غیر متلو اور احادیث کہتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ :-

- (۱) وَمَا يَخْلُقُ عَنْ يَدِهِ قَوْلِي اِنْ هُوَ اِلَّا رُخْيَ يَتْلُوهُ (سورة البقرہ آیت ۲۵۵)
- (۲) وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَكْلِمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وُحْيًا اَوْ رُؤْيًا اَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ
رُسُلًا (سورة الزمر آیت ۷)۔

سوال ۲۔ حضرت امام ربیع
کسی غیر کو باپ بنانے اور حدیث فایختہ علیہ
حرام میں اس کی حرمت کی تحقیق
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جس کسی نے غیر کو اپنا باپ بنایا اور وہ جانشاہی ہو کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت
حرام ہے تو کیا حدیث میں لفظ حرام سے حرمت ایسی ملا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس حدیث میں جنت کے حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو اس
گناہ کو عداوت بھی سمجھے تو اس پر جنت ہمیشہ کے لیے حرام ہوگی اور جو عدالت نہ سمجھے تو اس پر
جنت کے حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر جنت کا دخول اولی قاتلین اور
اہل السلاسل کے ساتھ حرام ہے، بہنم میں سزا کاتنے کے بعد اسے جنت میں داخل
کیا جائے گا۔

قال العلامة محمد بن الدین النورانی: قوله فایختہ علیہ حرام..... احدھما انہ

لعلہ اعلامہ ملا جیون السنہ لا یختار ما ان یتصل فی بالوہما وغیرہ والوہی تمامتو و
هو کتب وغیرہ وهو المستند۔ (نور الانوار مک تقسیم اصول الشریع)
وہیکلہ فی کشف الاسرار علی النازح امتل تقسیم اصول الشریع۔

محمول علی من فعله مستحلاً لہ والثانی ان جزاءہ انہا محرمۃ علیہ اذ لا ھند دخول
انفاذین و اھل الاسلامۃ شراۃ قد یجازی نینعما عند دخولہم ثم یدخلنا
بعد ذلک وقد لا یجازی بل یعفو اللہ سبحانه وتعالی عنہ۔

و نوی شرح مسلم ۳۰۸ باب حال ایمان من رغب عن یمینہ وقد یعلم یمینہ

حدیث: یعنی بالحق لا یقبل اللہ صدقۃ میں قبول کی تکفیر سوال: ہند درم
ذیل حدیث مبارک

والذی یعفی بالحق لا یقبل اللہ صدقۃ من رجل ولہ قریات محتاجون انی صلاتہ و
یصر فیہا المیغیرہ؟ من عدم قبول سے کیا مراد ہے؟

الجواب: علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے،
عن ابی ہریرۃ مرفوعاً الی النبیؐ اتمہ قال یا امة محمد والذی یعفی بالحق لا یقبل
اللہ صدقۃ من رجل ولہ قریات محتاجون انی صلاتہ یصر فیہا المیغیرہ والذی
نفسی یمیدہ لا ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ۔ اور پھر علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے
عدم قبول سے مراد عدم ثواب لیا ہے، اگرچہ فرض کے ذمہ سے سبکدوش ہو جائے گا۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: والمراد بعدم القبول عدم الاثایۃ علیہ
وان سقط بها الفرض لان المتصور منها سبب غلۃ المحتاج۔ الخ

ورواہ عن علی ہاشم الذہبی الخناویۃ ۲۰۵ قیل باب صدقۃ العطر

لہ قال العلامة شیعہ احمد: نعمانی رحمہ اللہ: قوله فالجنتۃ علیہ عدم الخ۔ اما محمول
علی من فعلہ مستحلاً او علی ان جزاءہ انہا محرمۃ علیہ اذ لا عند دخول
انفاذین و اھل الاسلامۃ و یمکن العفو عنہ بفضل اللہ سبحانه وتعالی۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۷ باب الایمان من رغب الخ)
و مکتبۃ ارساؤ اسلامی الشرح صحیح الذہبی لمختصر الخ ج ۱ ص ۲۵۵ باب الخناویۃ ۲۰۵ قیل باب صدقۃ العطر

لہ قال الطحطاوی: قوله لا یقبل صدقۃ الرجل ای لا ثواب علیہ وان سقط الفرض ومثل
الرجل السراۃ کذا فی کتابہ الدرر۔ وطہ و علی السراۃ ص ۱۰۹ باب الصرف

و مکتبۃ فی البنایۃ فی شرح الہدایۃ ج ۱ ص ۲۰۵ قیل باب صدقۃ العطر۔

حدیث المولود حتی يبلغ الحدث ما يعمل من حسنۃ الخیر اور فقہی روایت میں تطبیق
سماویں۔ و آخر جہنم مردودہ
عن نسیم مالک قال قال رسول اللہ انمولود حتی يبلغ

الحدث ما يعمل من حسنۃ ثبت لوالده و لو ان یوم ولد علی مینۃ لم یتکتب علیہ ولا علی والدیہ فاذا بلغ الحدث و جرى علیہ القلم الخ و معشور (تفسیر معارف القرآن ج ۴ ص ۳۷۷)
اور علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، وقتی قالوا حسنات انصبی لہ لا لابیہ بل لہا ثواب التعلیم۔ رد المحتار حاشیۃ اسد مر، تختہ ج ۱ ص ۲۷۷

وفی خلاصۃ الفتاوی: (اسمعی) ذاعلم من الحسنات قن ان یجرى علیہ قلم کان ثواباً لہ لا لابیہ و لو علم انوالد تلک بطاعۃ کان لہو الذ ثواب التعلیم۔ (خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص ۳۷۷)
؛ ثواب مذکورہ بالا حدیث اور ابن قیمی

روایات میں تطبیق کس طرح ہوگی؟

الجواب:- یہاں دفع تعارض یہاں کہنا ممکن ہے کہ حدیث میں ثواب سے مراد ثواب التعلیم ہے اور فقہاء کی عبارات میں ثواب سے مراد ثواب العمل ہے ایسا کہ مرقاۃ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

قال (خلاصۃ فتاوی قاری رحمہ اللہ): (ذات مصادقۃ جاریۃ و علم ینفع بہ و ولد صالح)۔۔۔ (واما الثلاثة المذکورۃ فاشہا اعمال تہتد بہ و وفاتہ فلا یقطع عنہ لانه سبب تلک الاعمال و دفعتہا الخ و قال وفق معناه کتب العلق الشرعیۃ فیکون لہ ثواب السبب۔ (رسوقا ذہبیۃ نتیج علی مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۲۶۵)
کتاب العلم۔ الفصل الاول؛ ص ۷

اسے وقال، بعلامۃ رافعی رحمہ اللہ: ہذا قول عامۃ الشائخ وقال بعضهم ینفع المولود بعلم و لہ بعد موته و یکون لوالده جزؤ ذلک من غیر ان ینقص من اجر الولد شیء۔ (سندھی۔ زائتہ روایات الشافعی ج ۱ ص ۱۱۹)
کتاب الجنائز

و مشکوٰۃ فی شرح بطینی علی مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۱۹ کتاب العلم۔ الفصل الاول۔

یتبع المیت ثلاثة أهله الم (الحديث) کی تشریح | سوال: کیا میں ایسا کروں

جی۔ جو حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ یتبع المیت ثلاثة أهله وماله وعملہ فیرجع
اشان ویسلی واحد یرجع أهله وماله ویسقی عملہ۔ منفق علیہ۔ اس حدیث میں
عمل اور اہل تو واضح ہے لیکن مال سے کیا مراد ہے جو اس سے واپس آئے ہیں؟
الجواب :- اس حدیث میں مال سے مراد غلام، کنیز، خیمے، زینہ اور کفن چادری
چارپائی وغیرہ اور وہ سامان جو تدفین کے وقت قبرستان میں کام آتے ہیں اور پھر واپس
کئے جاتے ہیں۔

قال الصلحہ ملا علی القاریؒ: یتبعہ لہلہ ای اولادہ واقاربہ واهل معیتہ
ومعرفتہ ومالہ کالعبد والاموال والادبۃ والخیمۃ وضوہا قال المطہر اراد بعض
مالہ وهو مما ینکح وقال الطیبؒ: اتباع الہل علی الحقیقۃ واتباع المال علی الاتساع
فان المارحین لہ نوع تعلق بالمیت من التجهیز والتکفین ومونۃ القبر والمجلس
والدفن فاذا دخی القبر تعلقہ بالکلیۃ وعملہ فیرجع الہل ومالہ ویسقی علیہ۔
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۵۵ کتاب الرقاق الفصل الاول) لے
مقدمہ صحیح مسلم میں ضمائم خطاب کا مرجع | سوال: جناب مفتی صاحب! کیا
کے ضمائم سے ذکر کئے ہیں، مثلاً برحمتہ اللہ، لیسجل الانتصاب لاسنت وغیرہ۔

لے قال العلامة ابن حجر العسقلانیؒ: قوله یتبعہ الہلہ ومالہ وعملہ هذا يقع فی الاغلب ورب
میت لایقبحہ الا عملہ فقط۔ والمراد من یتبع جنائزہ من الہلہ ورفقہ وروایہ
علی ما جرت بہ عادۃ العرب واذا انقضى الامر الحزون علیہ رجعو اسواء اقاموا
بعد الذوق ام لا۔۔۔۔۔ قال انکرمائیؒ: التبعۃ فی حدیث انسؓ بعضها صنفۃ
وبعضها مجاز فیستفاد منہ استعمال اللفظ الواحد فی حقیقۃ ومجاز۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۵۵ کتاب الرقاق الفصل الاول)
وَمِنْکَہُ فِی حَاشِیَۃِ مَشْکُوتِہِ الْمَصَابِیحِ لِلْعَلَامَہِ تَبْرِیزِیؒ ج ۱ ص ۱۵۵ کتاب الرقاق الفصل الاول

تو ان حضرات خطاب ہر مرتبہ کون ہے، حل فرما کر مثنوی فرمائیں؟
الجواب۔۔ مقتدر مسلم شریفین میں فقہ حضرات خطاب کے نام ہیں ان کا مروجہ یا تو
 امام مسلم کا کوئی شاگرد ہے یا کوئی دوست و عالم، جیسا کہ مسلم شریف کے سبب تائید
 اور ضرورت کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔

قال الشيخ المغنى، محمد بن زيد مد ظله العالی: ذکر فی بعض حواشی مسلم
 ان مخاطب لهذا القاب بعض تلامذہ واما معاصره انما صاب وہ۔

فتح، لنعم شرح مسلم ص ۱۷۱

سوال۔۔ جناب مفتی صاحب! حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر نبوت میں لکھائی کی تحقیقی کے مبارک کندھوں کے درمیان جو قبر نبوت تھی تو اس
 میں کوئی چیز رکھی ہوئی تھی یا نہیں؟

الجواب۔۔ قبر نبوت میں کیا لکھا ہوا تھا اور تھا بھی یا نہیں! علماء کا اس بارے میں
 اختلاف ہے۔ عذر ابن حبان وغیرہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس پر محمد رسول اللہ
 لکھا ہوا تھا، جبکہ بعض دیگر روایات سے ظہور ہوتا ہے کہ اس میں سرفانانہ المذہب لکھا
 ہوا تھا، مگر بعض دوسرے اکابر کی رائے پر ہے کہ یہ روایتیں نبوت کے دربارہ میں پہنچی
 ہیں اور قبر نبوت پر کچھ بھی تحریر نہیں تھا۔

قال العلامة ملا علی قاری: وقال المستوفی ذروایہ کا ترجمہ جامع او ترکیفہ
 عن وکشیامہ خصمراء الاسود ان مکتوب فیہا محمد رسول اللہ: ورسولہ الذک المتصور
 بعد ثبت منہ شیء و یصحیح جہا: وجمع لولہ فی شرح الثعلبی ج۱ ص ۱۰۱ باب ما فی رقیۃ علیہ السلام
 الخ قال علی بن محمد: انما القاطب ابن سنان راوی صحیح مسلم ہے و در سبب تائید کی طرف اشارہ ہے کہ تم لوگوں کا
 یہ مطالبہ ہو کہ کیا انوار نبوت کے درمیان سائیدیت ایک ایسا تحفہ یا مجوہہ ہے یا نہیں؟

عبد اللہ الخفہم فی حل مسئلہ مسلم ص ۲۲۰

ابن خیر ناظر بن اخت بن سالم ازہی: عبد بن سمرقند: حدیثنا عمار بن مرثیہ الما حفظ حدیثنا
 سعید بن ابرہیم القاضی بسور قند حدیثنا ابن جریج عن عطاء بن اید عسوقان کان خاتم
 انوار فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا تھا کہ مکتوب محمد رسول اللہ
 زادہ بن یحییٰ بن جابر بن جہدہ عنہم کہ رقم حدیث ۶۱۶۹ باب ذکر حقیقۃ احد تصور
 و جملہ فی خلاصہ ترمذی شرح شہداء ترمذی ص ۱۰۱ باب ما فی رقیۃ علیہ السلام۔

حدیث فانہا تذهب حتی تسجد تحت العرش اذ کی تشریح | ممول :-

کی ایک حدیث ہے، ص ۱۱۱ ذیل قال کنت مع النبی فی المسجد عند غروب الشمس فقال یا ایہذا قد ہی ایت تغرب الشمس قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا تذهب حتی تسجد تحت العرش فذلت قوله تعالیٰ: وَالشَّمْسُ تَغِیُّوْنَ لِبُیْسَتِهَا فَاِذَا لَمْ تَلَوْاْ الْعَرْشَ لَیْسَ بِهَا اِلَّا عَرِیْضٌ اَلْعَیْضُ الْعَیْطُ (سورۃ یس) اب سوال یہ ہے کہ تمام ممالک کے اوقات جدا ہیں۔ مثلاً یہاں پاکستان میں رات ہے تو کئی دوسرے ممالک میں دن ہوتا ہے اب اگرچہ یہاں سے رات کے بارہ بجے یہ خبر نشر کریں کہ سورج عرش کے نیچے جگہ سے میں ہے تو اُس وقت دنیا کے کئی ممالک میں صبح کے اٹھ بجے بول گئے وہاں کے لوگ کہیں گے کہ یہاں تو سورج چمکتا ہوا دکھائی دے رہا ہے لہذا یہ بات درست نہیں کہ اس وقت سورج عرش الہی کے نیچے جگہ سے میں ہے۔ تو بلاشبہ ہر باقی حدیث کی تشریح فرمائیں؟

الجواب :- رفع اشکال کے لیے علامہ است نے اس حدیث کی مختلف توجہات بیان کی ہیں۔ مثلاً علامہ آسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورج کی روح اوپر جا کر سجدہ کرتی ہے جو کہ سورج کی حرکت کے ساتھ معارضی نہیں ہے خصوصاً جبکہ یہ خوب برکت منعم مہرہ کے مزا ہے۔ اور بعض علما نے یہ توجہ بھی کی ہے کہ چونکہ عرش تمام کائنات کے اوپر ہے اور سورج اپنی رفتار کے وقت مزید عرش کے نیچے سے گزرتا ہے گا اس لیے اس میں بھی کوئی بات خلاف عقل نہیں ہے البتہ ماوراء عقل ضرور ہے، چونکہ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے جس کا تعلق وحی سے ہے اس لیے ہم اس کے ادراک اور مشاہدہ کے مکلف نہیں ہیں بلکہ ہمیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

قال العلامة بذمہ الدین العینی رحمہ اللہ، الامم سوان السبع فی ضرب الشال کقلب الریح والعرش العظیم ذاتہ کالرحمۃ فایتما سجدات الشمس سجدات تحت العرش وخالق مستقرہا..... السَّمُوت والارضون وغیرہا من جمیع الباعث تحت العرش فاذا اسجدت الشمس فی ای موضع یصح ان يقال سجدات تحت العرش..... لا ینکران یمکون لها مستقر اور تحت العرش من حیث لا ندرا کہ ولا نشاہد ہوا نما نجدہ.

عن غیب فلا تکذبه ولا تکفوه ان علمنا لا یحیط به۔ (مدۃ القاری شرح
صحیح البخاری ج ۵ ص ۱۱۱ باب صفۃ الشمس والقمر بحسب کتاب بدر الخلق م ۱۷

حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ الزکا مطلب اس کی طرف سے ایک سوال کی بنا پر مفتوحہ ہے:

میں ٹھیکہ رہا ہے کہ حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ سے تو معلوم ہوتا ہے
کہ کفار کے ساتھ مطلقاً پیچھا اختیار کرنا ممنوع ہے حالانکہ ان کے بہت سارے
امور میں مسلمان کفار کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے ؟

الجواب : حدیث کے یہ الفاظ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہیں مگر اس میں کفار کے ساتھ مطلقاً مشابہت اختیار کرنا مراد نہیں بلکہ
ان امور میں مشابہت اختیار کرنا مراد ہے جو ان کے مذہبی اور دینی شعار یا رسوم و رواج
ہوں جیسے زنا و غیرہ پہننا۔

قال العلامة طہیسی رحمہ اللہ : وقوله مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ
فی الخلق والخلق والشعار ذلک ان الشعار الظہر فی التشبیہ ذکر فی
ہذا الباب۔ (شرح ضعیفی ج ۸ ص ۲۱۹ کتاب اللباس الفصل الثانی) م ۱۷

۱۔ قال العلامة تطلانی رحمہ اللہ : والجواب ان الامراض السبع فی
فہرہ المثل کقطب رہی و لعرش العظیم و اتع بمشاجہ الربی فایتما
سجدت الشمس سجدة تحت العرش۔ (امداد التاری شرح صحیح البخاری
ج ۵ ص ۱۱۱ باب صفۃ الشمس والقمر۔ کتاب بدر الخلق)

۲۔ كُتِبَتْ فِي عَوْنِ الْبَارِي لَعَلَّ دَلِيلَ الْبُخَارِيِّ ج ۳ ص ۱۱۱ فِي شَمْسٍ سَجَدَتْ تَحْتَ الْعَرْشِ۔
۳۔ قال العلامة ظہری احمد عثمانی رحمہ اللہ : ان امور میں تشبیہ جو کفار کا مذہبی
شعار یا دینی رسم اور قومی رواج ہے جیسے زنا و غیرہ پہننا یا جو میں کفار خاص ٹوپی جو ان کے غیب
کا شعار ہے اس میں تشبیہ حرام بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۲۸۳
کتاب ما یعلق بالحدیث والسنۃ)

۴۔ كُتِبَتْ فِي مَوَاقِفِ الْمَغَازِمِ شرح مشکوٰۃ للصائغ ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب اللباس الفصل الثانی۔

تطبیق بین الاحادیث | سوال :- دارمی کو غضب کرنے کے بارے میں درج ذیل حدیث
 احادیث سے علم میں ہیں بن کہ وجہ سے کوئی سختی فیصلہ نہیں
 کرتا، قبل ازیں حرمت کہ وجہ پر گروا تھا کہ چونکہ غضب دوسرا نام ہے کہ یہ جرم پڑتا ہے
 جس کی وجہ سے وضو میں خلل پڑتا ہے، اب دوسرا وجہ یہ کہ کوئی جہنمی میں یہ علت نہیں پاؤں
 جاتی لہذا اس کا استعمال جائز ہوگا۔ لیکن احادیث میں ترجیح نہیں دے سکتا اور آپ صحت
 رجوع کرنا ضروری سمجھتا ہوں لہذا آپ سے استدعا ہے کہ مدلل جواب سے مستفید فرما کر
 ممنون فرمائیں، احادیث درج ذیل ہیں :-

(۱) من ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احسن ما غیر بہ الشیخ
 الخنا وراکبکم۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد والنسائی)

(۲) عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یكون فی آخر الزمان خصیون
 یهتدون السعادات کما صلی اللہ علیہ وسلم ما نفعه الجنة و رواه النسائی و
 ابوداؤد)

(۳) عن ابن عباس قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعل قد غضب بالخنا
 فقال ما احسن هذا قال فمر آخر قد غضب بالخنا وراکبکم فقال صلی اللہ علیہ وسلم
 هذا احسن من هذا اخر من آخر قد غضب بالصقرة فقال هذا احسن من
 هذا اکلہ۔ (رواہ ابوداؤد)

(۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیروا
 ولا تشبهوا بالیہود۔ (رواہ الترمذی)

الجواب :- احادیث میں کوئی تعارض نہیں جو یہ ہے کہ حدیث میں مخالفت محمول
 ہے خالص سیاہی غضب پر اور احادیث الہیہ محمول ہے غیر خالص سیاہی غضب پر۔
 اھذا ما بلغہم من معتبرات الففتہ

ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ كِي تَحْتَقِقَ وَتُشْرَحَ | سوال : جناب منہی صاحب! فرمائیے

اور تکمیل بھی فرمادیں، حدیث شریف یہ ہے، اَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ، اُولٰٓئِہِ صَحَابَہُ اَوَّلِہِمْ دُوسَرَا اور تیسرا حضرت عائشہؓ ہے، حق متبع و اعجاب المرء بنفسہ۔

الجواب : مکمل حدیث یہ ہے، عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی ہُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ثَلَاثٌ مِنْجِيَاتٌ وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ، فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَتَوَيَّ اللہُ فِي الْاَسْمَاءِ وَالْاَعْمَالِ وَالْقَوْلِ بِالْحَقِّ فِي الْمَقْصَدِ وَالْقَصْدِ فِي الْغَنَى وَالْفَقْرِ، وَفَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَتَتَوَيَّ مَتَّبِعٌ وَشَرٌّ مَقْصَعٌ وَاعْتَابٌ لِنَفْسِہِ وَهُوَ شَقٌّ حَسَنٌ۔ (یعنی حقانیت، شکوہ، بلی الغضب و الکبر) فقہر تشریح درج ذیل ہے : (منجیات : ۱۔ خوف)

ارشاد نبویؐ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت میں ہلاکت سے بچانے اور نجات دلانے کے لیے ضروری ہے کہ کونوں میں تین صفات موجود ہوں، یہ تین صفات ہیں تمسُّ بِمَنْجِیَاتٍ یا مَنِیں کی وہ ہلاکت سے محفوظ اور کامیابی سے ہمکنار رہے گا۔

پہلی صفت یہ ہے کہ اعلانیہ اور خلیہ دونوں حالتوں میں وہ اللہ سے ڈرتا ہو، خاص ہے کہ جس آدمی کے دل میں خوفِ مخلوق نہ ہو، اس درجہ میں موجود ہو کہ وہ اعلانیہ اور خلیہ دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے یکساں خودِ نڈرتا ہو وہ یقیناً رُحِی اور دُہِی و دُنُو قِہم کی بنیادوں سے محض اس بنا پر رہے گا کہ اس سے ذوقِ حقوق اللہ بلیت ہوئے ہوں گے اور ذوقِ العباد۔ وہ دونوں حالتوں میں حدود اللہ کا پابند رہے گا۔ اور حاکم و تباہی میں وہی لوگ جلا ہوئے ہیں کہ حدود اللہ کو ذریعہ طرح پانا کرتے رہتے ہیں اور کامیابی سے بھی اس بنا پر وہ ہمکنار رہے گا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس نے دنیا میں ابھی زندگی اور آخرت میں جنت کا وعدہ فرمایا ہے، وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہِ وَتَتَوَيَّ النَّفْسَ عَنِ الْاَهْوٰی قَاتِلَ الْبَغْیَةِ حٰی اِلْمَاذِی۔ (اللہ! جو لوگ کوئی قیامت کے دن خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈریں اور خواہشاتِ نفس کی ناجائز تیر و کھجور دین اُلٰہ کے ٹھکانے کی جگہ جنت ہی ہے نہ دنیا میں ابھی زندگی کا وعدہ اس اُمت کریمہ میں موجود ہے، مَنْ عَمِلَ صَالًا مِّنْ دُونِ ذٰلِکَ اَوْ اٰتٰی وَہُوَ مُتَوَدِّعٌ فَلَا یُجِیْتُہُ حَبِیوۃٌ اَوْ یُطْعِمُہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ تَتَوَيَّ وَخُوفٌ مِّنْ عَذَابِہِ اُولٰٓئِہِمْ دُوسَرَا اور تیسرا حضرت عائشہؓ ہے، حق متبع و اعجاب المرء بنفسہ۔

۲۔ (قولی بالحق)

دوسری صفت جس پر نجات کا دار ہے ہر حالت میں قول بالحق کی بات کہتی ہے خواہ وہ
 نے شوق ہو یا ناراض ہو وہی کے ساتھ مویاوشن کے ساتھ، رشاد برحق کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ عدل و انصاف کے اصولوں کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑا جائے۔ یہی بات کہنے سے ہر نبی و انصاف
 کیا جائے بلکہ حق کوئی کوہر وقت اپنا شعار بنایا جائے خواہ وہ جس قوم سے ساتھ کیوں نہ ہو۔ یہ بھی
 ایک ایسی بہترین صفت اور انسانی کمال ہے کہ نہ عزت نہ کوسن، اور سلم کے لیے دنیا و آخرت میں
 دریغ نہ جاتے اور کامیابی کی لذت نہ لے لے بلکہ اتنا زہد و سبب و وقار و فاضل سے جس شخص یا قوم میں بھی
 یہ صفت پائی جائے وہ یہی الاقوامی عزت کے مستحق اور عام و خاص دوست و دشمن سب کے دوست
 میں اپنے لوگ محبوب بنی ہوں گے۔ یہی وہ ہے کہ قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو عدل و انصاف
 پر قائم رہنے کا حکم دیتا ہے اور اس سے کسی حالت میں بھی پیچھے ہٹنے کی اجازت نہیں دیتا۔
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ تَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْلُغُ أَمْرَهُ كُلَّ شَيْءٍ
 حَافِظًا فَخُذُوا حَافِظًا فَتُحْسِنُوا وَاللَّهُ يُدْعِي إِلَى الْإِيمَانِ وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الْقَائِمَ
 اِنَّ كَيْدَ الْكَافِرِ لَظَلْمٌ (۱) کسی قوم کے ساتھ انصاف و حق تو میں ظلم اور سب انصاف پر آمادہ نہ کرے گا
 اور توبہ مع انصاف دینا ہے انہیں گمراہی سے اور حق کو گونگوں کے ساتھ رہو

(۳) اعتدال ال: تیسری وہ صفت جس پر انسانی نجات کا دار و دار ہے اعتدال ہے۔
 ارتد و نبوی کا مقصد یہ تھا کہ اسے کو انسان ہر حالت میں خواہ فراق حق مذق کی حالت ہو یا فقر و فاقہ
 اور غلہ حق کی حالت ہو اعتدال کو ملحوظ رکھے نہ بے جا عراف اور فضول خرچی کرے نہ جس اور خیر کو
 اپنے شمار بنائے کہ خرچ ہی نہ کرے۔ رام اعتدال کو اپنا ہے سے ایک طرف تو انسان کی اقتصاد و ظلمت
 پر خیر اثر نہیں پڑے گا اور دوسری زندگی میں مشکلات سے دوچار نہ ہوگا۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے:
 مَا اخْفَرْتُمْ مِنْ اَقْصَدٍ اَصَابَ اَعْتَدَالٌ اَدْوٰی کَیْفَ فُتُوْا فَاخْرَجْتُمْ مِّنْ بَنَاتِہِمْ اَوْرَادًا وَرِی
 طًا وَہُیْ جَلْبَکَ بَرَادٰی سَیْ جَعْلُهَا رِیْطًا ہے جو نتیجے کے نام سے موسوم ہے جس کا ذکر پہلا
 کی فہرست میں آئے گا۔ یہی وہ صفت ہے جسے قرآن کریم فی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نشانی
 قرار دیا ہے ارشاد فرماتا ہے: وَالَّذِينَ هُمْ اِذَا اُلْفَعُوا لَمْ یَغْیُرُوْا اُولٰٓئِکَ یَفْعَلُوْنَ اُوْہَ فِیْہِمْ ذٰلِکَ
 قَوْلًا مَّعْرُوفًا اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ سرفراز کرتے ہیں اور
 نہ محتاج و محتاج کے لیے ہرگز و نوب کے درمیان راہ اعتدال پر رہتے ہیں:

یہ تو حیاتیات کی ختم شدہ شرح ہوتی، اب ذیل میں چند نکات کی مختصر تشریح کی جاتی ہے۔

مہلکات

پہلے نفس : انسان کو ذریعہ مخری و ذوقی قسم کی ہلاکتوں میں ڈالنے والی ہفت مشعلیں ہیں جن میں سے ایک انسان اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھ سکے تو غمروہ ہے کہ کسی نہ کسی طاقت میں مبتلا ہو جائے۔ پہلی صفت ہوائے نفس کی تابانہ دیر پوری اور خواہشات کی اتباع ہے جس کو مدیت میں ہوائی حبیب کے اغوا سے ڈر کر کیا گیا ہے۔ ہوائے نفس ایسی جھلک دار خطرناک بیماری ہے کہ جب ایک دفعہ انسان اس میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کی صحت خراب ہوتی ہے پھر بابت الہی کے تمام دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ درگزی کے تمام دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں۔ بالآخر انسان کو ہلاکت کے کسی نہ کسی درجے میں گرنا ہی پڑتا ہے۔ دنیا میں گمراہی کا شمار ہوگا اور آخر میں جہنم کے سوا کوئی بھی جگہ نہ رہے نہیں ملے گی۔ مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) اَلْقُلُوبُ مَن اَتَّخَذَ الْبَدَءَ حَوَاءً وَاصْلَحَ اللَّهُ عَلَىٰ جِبَالِهِمْ وَنُفْسٌ مِّنْ غُلَاقٍ وَتَجِدَ رِجْلَ غَاسِقٍ إِذَا وَقَعَهَا فِي مَلْأَمَةٍ يُدْبِرُ مِنْ غُلَاقٍ اَللّٰهُ اَخْلَا نَفْسًا لِّكَ قَوْلٌ رَّسُوْلٌ۔ اَلَمْ يَكُنْ اَمَّا تَمْتَلِكُ سِرُّو
کرن کو لوگوں نے خواہش نفس کرایا تا اور بعد بنایا ہے جس کے پیچھے وہ چل پڑے ہیں اور لوگوں نے ان کے لئے کئے
دلوں اور کانوں پر چھڑکا دی ہے اور آنگھوں پر یہ وہ حوالے کر علم کے باوجود انہیں غمروہ بنایا ہے تو نہ
کے سوا کوئی دوسرا ہے جو انہیں نہ حق دیکھا سکے، ہم اس پر غور کریں نہیں کرتے ہوئے
(۲) فَاَمَّا نَفْسٌ مِّنْ غُلَاقٍ اَلَمْ يَكُنْ اَمَّا تَمْتَلِكُ سِرُّو اَلَمْ يَكُنْ اَمَّا تَمْتَلِكُ سِرُّو اَلَمْ يَكُنْ اَمَّا تَمْتَلِكُ سِرُّو
لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے باغی ہو کر کشتی کی روشنی اختیار کریں اور ذریعہ زندگی کو آخرت پر ترجیح
دیں تو وہ یہاں سے پلٹ کر جہنم ہی میں جلتے واسطے ہیں۔

(۳) شیعہ مطاع : دوسری جھلک اور تباہی صفت انسان کے لیے حوس اور عقل کی افی ہے،
یہ صفت بھی ایسی بڑی مصلحت ہے کہ جب یہ نفس انسانی میں راسخ ہو کر آئے اپنا علوم اور مایع بنا دے تو
پھر اس سے آزادی غیر معمولی ہے۔ یہ غیر ناممکن نہیں تو مصلحت و شواہد و حوس ہوتی ہے۔ اس کے تابع اور
حکوم انسان تمام زمزمہ میں لازمی طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو بڑی طرح پامال کرتا ہے تاکہ
جس کا انجام اس کے حق میں ہلاکت و تباہی کے سوا کچھ نہ ہو سکے۔ یہی بنام پر قرآن کریم واضح الفاظ میں
یہ اعلان کیا ہے کہ اَوَلَمْ يَتْلُكُنَّ سُبْحًا تَدْنِيْهِ فَاَوْفَيْتُ عَنْهُمْ اَلْقُلُوبُ حَفَّتْ رَغْوًا وَی
لوگ کامیاب ہوں گے جو محسن اور عرس کی اطاعت سے محفوظ رہے۔

اور تو لوگ حوس اور عقل کے مری ہیں رہتے ہوئے ہیں انہیں قرآن کریم نے یہ تنبیہ کی ہے کہ اگر
یہاں امتحان کی چند روزہ زندگی میں اس کا ازالہ نہ کیا گیا تو آخرت میں ہم مصلحت و ہلاکت و تباہی میں

میں جتنا ہو کر رہو گے۔ ارشادِ ربانی ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ الْإِنْسَانَ بِشَيْءٍ مِّنْ أَنزَالِهِم مِّنْ لَّدُنْهُ فَخَلَقَهُمْ ثُمَّ يَهْدِيهِمْ لِمَا يَشَاءُ لَكُمْ سُبُلُ خُفُونٍ مَا يَعْطُونَكَ بِهِ قَوَارِيرًا فَالْمُهْرُوتُ هُوَ نَبِيُّكَ لَمْ يَأْتِ بِشَيْءٍ مِّنْ لَّدُنْكَ وَلَئِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ النُّجُومِ يَسْعَىٰ فِي سَنَابِلِكِ إِنَّهُمْ كَفَرًا كَانُوا كَاذِبِينَ ہرگز ایسا نہیں کہ ان کے لیے اتنا ہی نقص ہے، قیامت کے روز نکل آیا کیا مال ایک انداز میں کہ ان کے لیے میں بصورتِ حق پر ارجحے گا۔ نکل اور حرم کے مابین ملازم ہے ایک ہوگا تو دوسرا بھی اس کے ساتھ رہے گا۔ اور جراثیم آتے گا ہوگا دوسرے کا بھی وہی انجام ہوگا۔

(۴) انجلیب نفس: بیشتر ہی وہ صفت جو نہ صرف انسان کے لیے جھلک ہے بلکہ ملکات کی فہرست میں صدمہ کا مقام رکھتی ہے۔ انجلیب خود بینی اور کبر کی صفت ہے۔ خود بینی اور کبر کو تمام عقائد سے بڑھ کر جھلک اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان میں بندگیِ رب کا بالکل مفقود ہو جاتا ہے اور وہ اطاعتِ خداوندی کے لیے تیار نہیں ہوتا، بلکہ رفتہ رفتہ یہ صفت اسے خود خدائی اور وحییتِ ربوبیت کے خواب دکھانے لگتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کر لیتا ہے۔ قرطوبی نے اس کی وجہ سے آتاکمُ الْإِنْسَانُ لَكُمْ قَرُوبًا لَّنَا قَدْ خَلَقَهُ فَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ بَدُولًا حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں نے اس کی بدولت حضرت ابولہبؓ سے مقابلے میں آنا اچھا سمجھا، ابوہریرہؓ اس کی برکت سے انصاف صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے لیے تیار رہا، جو سکاٹھ، دو تینوں میں انجلیب ہونے کی بدولت مسلمانوں کو پہنچا نہ سکتا تھا۔ دَیُّوْمَ تُخْبِرُونَ عَنْ نَّبِيِّكُمْ فَأَنذَرْتُكُمْ نَفْسَكُمْ فَذَلِكُمُ الْفُتُوْرُ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْتِرْ وَلَا يَلْمِزْ سَائِرَ الْبَشَرِ وَلَا يَلْمِزْ سَائِرَ الْبَشَرِ وَلَا يَلْمِزْ سَائِرَ الْبَشَرِ وَلَا يَلْمِزْ سَائِرَ الْبَشَرِ۔ انجلیب اور کبر ہی وہ صفت ہے جو بہت جلد انسان سے اپنی غفلت کو بھلا دیتی ہے اور آہستہ آہستہ خدائی کے دعویٰ کے لیے تیار کرتی رہتی ہے۔

میرے ناقص علم میں اس وقت حدیث کی جو مختصر تفسیر ملتی ہے وہ یہی کہ وہ کبر ہے اور نہ انصاف کے لیے۔ یہ وہ وقت درکار ہے۔ بہر حال حدیث کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات میں سے ہے جو جو اجمع الکلام کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔





کتاب السلوک

تصوف کے احکام و مسائل

شریعت اور طریقت کی حقیقت | سوال - شریعت اور طریقت ایک ہی چیز ہے یا دونوں میں کوئی فرق ہے ؟

الجواب :- شریعت احکام تکلیف کے مجموعہ کا نام ہے چاہے اعمال ظاہریوں یا اعمال باطنی، اسی وجہ سے مقدمہ میں علماء کی اصطلاح میں لفظ فقہ امر مجموع کے مترادف سمجھا گیا تھا چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے :

هو معدو لہ نفسی ما یعاد ما علیہ ہے ، توضیح و توضیح ۲۱۵ میں تعریف فقہ

ایسے متاخرین علماء نے اس میں ذرا سی تبدیلی کر کے یعنی اعمالی ظاہری کو شریعت اور اعمال باطنی کے طریقوں کو طریقت میں تقسیم کیا ہے لیکن حقیقت میں دونوں ایک ہی چیز ہیں اس لیے جو شخص طریقت کو شریعت سے جدا سمجھتا ہے وہ گمراہی میں مبتلا ہے ۔

لما قال مجدد الف ثانی : ظاہر لہ ظاہر شریعت و باطن و باطن شریعت کہ عبادت اور حقیقت استیعوبی وغیرہ میں درندہ چہ حقیقت و طریقت عبارت از حقیقت شریعت است ۔ و طریقت ان حقیقت نہ کہ شریعت ادنی و بکرامت و طریقت و حقیقت دیگر کہ اتحاد و زندہ است ۔ و مکتوبات و فہرست اولی مکتوب ۱۷ جلد ۱ ص ۱۷۷

بریت کی حقیقت | سوال - بعض لوگ بریت کو عبادت مخصوص مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بریہ بیدی کے نام سے جو عین مروج ہے نہ کہ کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ ایک خود ساختہ رسم ہے ، کیا واقعی یہ بات درست ہے ؟

الجواب :- بہتر احسان اور تزکیہ نفس پر مسلمان پر لازم ہے اس زمانہ میں

لہذا انشاء غلام علیہ السلام در بیان آئندہ کلمات الہیہ در برہان برنگ دیگر ملاحظہ فرمادہ اند لیکن معیار انہا شریعت است ۔ مکتوبات شاہ نعم علی ص ۹۳ مکتوب مفتاد و جمعہ
و مختلف فی الشیخات مشرعیہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۲ کتاب العہد فصل اول

• تہ احسانی اور نیکو نفس معروف سے ہی حاصل ہوتا ہے اور احکامات پر اکثر متفق ہیں اور مزید احسانی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: الايمان ان تعبد الله كانك تراه فان لم يكن تراه فانه يراك۔ اور بیعتہ سنو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے ثابت ہے۔

لما قال خبيب بن ابي ذر الدين المشرك: الايمان ان تعبد الله كانك تراه فان لم يكن تراه فانه يراك۔ ومشكوة المصابيح ص ۱۰۰ کتاب الايمان الفصل الاول

وقال شاه ولي الله محدث الدہلویؒ: واستغاض عن رسول الله صلى الله عليه وآله ان الناس كانوا يسمونه تارة على الهجرة والجهل وتارة على اقامة اركان الاسلام۔ المشكوة المصابيح ص ۱۰۰

پابند شریعت شخص کی بیعت کا حکم اس سوال: کیا کسی کامل مرشد سے بیعت کرنا سنت ہے یا واجب؟ اس بار سے میں راجحاً فرماؤں گا کہ ضروری نہیں؟

الجواب: اگر کوئی پابند شریعت مرشد مل جائے تو باطنی صفاتی کے لیے اس کی بیعت کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور سنت ہے اس لیے کہ اپنی اصلاح کا فکر ضروری ہے۔

كما قال الشاه ولي الله الدهلوي: فاعلم ان البيعة سنة وليس بواجبة۔ مشكوة المصابيح القول بعين ملك درمزی فعلی ص ۱۰۰

الحمد لله على سلامة فقيرنا الخفي: وهي سنة ليست بواجبة لان الناس يسمونها بغير حق۔ وقصير يوابي الى الله تعالى وما وجدنا الدليل على تأييد تاركها ولو من كبار ائمتنا لعمدنا من الصعابة والتابعين على تاركها فكذلك اجماع السكوني على انها ليست بواجبة اعم اقطاب الاسلام منكم بعث تكرار البيعة ما ثورہ

الحمد لله على سلامة فقيرنا الجليل آدامي: وهي سنة ليست بواجبة۔ لان الناس يسمونها بالغير الخ۔ (قطب الاكرام ص ۴۳) نعم تكرار البيعة مأثورہ
وَمِنْ مَنَظَرٍ فِي افوار الهند ص ۱۰۰

بدعتی پیر کی بیعت کرنے کا حکم | سوال :- کیا کسی بدعتی اور ناقص پیر سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- پیر و شیخ چونکہ رسول الہی اللہ کا نوریہ ہوتا ہے اس لیے اس کے انتخاب میں احتیاط کرنی چاہیے، بدعتی اور ناقص پیر کی بیعت کرنا ایسے آپ کوتاہی کے دھلے نمک سے جانے کے مترادف ہے اس لیے ایسے کسی بھی پیر سے بیعت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ شرانظر اور شناو میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شیخ کا عقیدہ و عمل بھی ٹھیک ہو اور عمل و عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ و سنت کے مطابق نہ ہو تو وہ شخص شیخ یا پیر نہیں ہو سکتا۔

کہا قال مجدد الف ثانی، قوی ترین اسباب فتور و طلب انابت شیخ ناقص کر بسلول و جذبات و تمام انکارہ مسند شیخی خود را کشیدہ طالب را صحبت او سم قائل است و انابت او مضر و مہلک۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ۱ ص ۱۴۱ مکتوب ۱۱۱)۔

بیعت توڑنے کا حکم | سوال :- میں نے ایک پیر سے بیعت کی تھی اب اس میں کچھ اختلاف سنت و شریعت امور پیدا ہو چکے ہیں تو کیا میں اس کی بیعت توڑ سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب :- شیخ اور مرشد کے انتخاب میں احتیاط سے کا لینا چاہیے اور غریب سنت شخص سے بیعت نہیں کرنا چاہیے، جو شخص شریعت پر عمل نہیں کرتا وہ شیخ ناقص ہے اور اس کی بیعت توڑنے میں کوئی قباحت نہیں۔

کہا قال مجدد الف ثانی، قوی ترین اسباب فتور و طلب انابت شیخ ناقص کر بسلول و جذبات و تمام انکارہ مسند شیخی خود را کشیدہ طالب را صحبت او سم قائل است و انابت او مضر و مہلک۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ۱ ص ۱۴۱ مکتوب ۱۱۱)۔

لحمہ قال شاء و ط الله حدثنا الدہلوی رحمہ الله، و لشرط ان ان العذر لہ و التقوی فیجب ان یکون مجتنباً عن اکبار توعید مصر علی الصنائع۔ (شفا، اعلیٰ ترجمہ القول الجلیل ص ۲۸ دومری فصل شروط دومرشد) و بشلہ فی المصداغ دہدہ!

فائدہ نہ ہونے کی صورت میں بیعت توڑنا **سوال**: کسی مرشد سے بیعت کرنے کے بعد اس سے فائدہ حاصل نہ ہونا ہو تو بیعت توڑنا کیسا ہے اور اگر فائدہ ہو تو پھر توڑنا کیسا ہے ؟

الجواب: کسی مرشد سے بیعت کرنے کے بعد اگر کوئی فیض حاصل نہ ہوتا ہو تو دوسرے کسی متبع مرشد سے تجدید بیعت جائز ہے اور اگر فائدہ حاصل ہوتا ہو تو تجدید بیعت توڑنا صحیح نہیں اس سے ادنیٰ میں ہے برکتی پیدا ہو جاتی ہے اور ایسا شخص مشائخ کے فیض سے خروار ہو جاتا ہے۔

کہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فاعلم ان تکرار بیعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و گذار نہ تھا، اہل حق العیوبیۃ اہل حق شیعین غالباً کان بقرہ و ہور حافل فی من با یعدہ فلا یأس و لکن لطف بعد موتہ اذ حیثہ لحدۃ طاعۃ و اما بعد ذلک، فانتہی شیعہ المتلاحب و یدھب لحدیثہ و یصیر ان الشیوخ من تعہدہ۔

رشتہ اولیٰ و زمر القول الخیریل ص ۵۳ حکمت نکرار بیعت۔

بدعتی پیر کی بیعت توڑنے کا حکم **سوال**: میری نے ایسا پیر سے بیعت کی تھی اور میں معلوم ہوا کہ وہ مشرک و بدعتی تھا تو کیا ہے اب اس کی بیعت توڑنا میرے لیے جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب: ایک مسلمان کے لیے عقیدہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور شیخ مشرک و بدعتی فائدہ رکھتا ہو وہ شیخ ناقص ہے اور شیخ ناقص سے بیعت حرام ہے لہذا اس قسم کے عقائد رکھنے والے شخص کی بیعت توڑنے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ بیعت توڑنا ضروری ہے۔

ما قال مجتہد الفنا فہو جہ اللہ، و توحیٰ ترین اسباب متصور و مطلب امانت شیخ ناقص کو بسلوک و جذبہ کار را تمام ناکرد و بسند شیخی خود را کشیدہ طالب را احب و حکیم قاتل

لے قالہ شاہ غلام علی، قال اعلامہ مقبولہ، اما ان الشیخین قالوا ان بطلان اخل فیعت تبعہ فلا یسر۔ رخصت الامام شاہ ص ۵۴ بحث تکرار بیعت (ما تورد)

است و ثابت اور غیر ممکن۔ (کتوبات مجددہ ص ۱۲۸) مکتوب ص ۱۲۸
مرشد کی وفات کے بعد دوسرے مرشد کی بیعت کرنا۔ سوال۔ اگر کسی کا مرشد
دوسرے سے بقیع شریعت مرشد سے بیعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مرشد کی وفات کے بعد کسی بقیع شریعت مرشد سے بیعت کرنا
مباح ہی نہیں بلکہ موری ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لَا تَالِغًا فِی شَیْءٍ وَ لَیْ نَفْذُہُ وَ کُنْ ذَٰلِکَ بَعْدَ مَوْتِہُ وَ بَیْعَتُہُ لَمَنْ تَلَعَتْہُ۔

اشعار مہر یوم القول الجلیل مشہور ہے کہ مرشد کی وفات کے بعد
ذکر صدوق کا طریقہ اور اس کی حقیقت۔ سوال۔ بتاؤ بحق صاحب اسونیا
کے ان ذکر صدوق کی ایک اصطلاح مشہور
ہے اس کی شرعی حقیقت کیا ہے؟

الجواب۔ ذکر صدوق اصطلاح سے منقول ہے کہ روزِ انوار میں ذکر کلمہ اور ذکرِ اول
سے یاد کرے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور لفظ اَللّٰہ کو تیسویں آسمان
سے پڑھے اور دونوں ہاتھوں سے دل پر ضرب لگائے، ذکر کا یہ طریقہ ذکر صدوق
کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

کائناتِ انوار کی مکمل شیعہ نظام الدین، طریق ذکر صدوق، درانوار میں چند چنانچہ
ہر روز صبح و شام پڑھیں یا شد کلمہ لا الہ الا اللہ ۱۰۰۰۰ مرتبہ ہر روز صبح و شام پڑھیں
آسمان پر لفظ اَللّٰہ ۱۰۰۰۰ مرتبہ پڑھیں ہر روز صبح و شام پڑھیں ہر روز صبح و شام پڑھیں

لِہٖ قَالَ شَہَدَ لِلّٰہِ رَحِمَہُ اللّٰہُ ، وَالشَّرْطُ الثَّانِی ، بَعْدَ اَللّٰہِ وَالتَّقْوٰی ۔

بیشمار حسین علیہ السلام کہتے ہیں کہ: ۲۔ دوسری فعل، شرط دوم (مرشد)

وَمِثْلُہٗ فِی الْمِرْصَادِ لَعِبَادِہٖ ۱۵

۱۔ قال العلامۃ، شہادۃ الشہادۃ، وَ کُنْ ذَٰلِکَ بَعْدَ مَوْتِہُ وَ بَیْعَتُہُ لَمَنْ تَلَعَتْہُ۔

تطلب الاشارة ۱۵۵ تنہا اور ہیبتہ ما تویں

وَمِثْلُہٗ فِی مَکْتُوباتِہٖ جَدِہُ : اِنْ تَأْتِیَ ۱۵۶ مَکْتُوبِہٖ ۱۵۷

فائدہ بسیار و تاثیر بے شمار است۔ (نظام القلوب ص ۱۲)

صلوۃ معکوس کا حکم | سوال :- صلوۃ معکوس پر عمامہ شرعی کیسا ہے؟

الجواب :- صلوۃ معکوس اصل میں ایک عبادہ ہوتا ہے اور عبادہ میں تقلید ضروری نہیں۔ اگرچہ مشائخِ حقیقت میں اس کا ذکر تو پایا جاتا ہے مگر دوسرے ائمہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہم اس کو نمازِ عجمیٰ کہا جاتا ہے۔

ما قالہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ: ثقیۃ صلوۃ تسبیح صلوۃ المعکوس لم نجد من ائمتہ ولا اقوال الفقہاء ما نشاء علیہم قلنا لا، حدیثاً، والعلم عند اللہ۔

شعنائی علیہ رحمۃ القول جلیل ص ۱۸ صلوۃ المعکوس

ذکر میں دل پر ضرب نہیں لگانا | سوال :- بعض صوفیاء کو ہم ذکر میں دل پر ضربیں لگاتے ہیں کیا ذکر کرتے وقت ایسا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب :- شرعی اعتبار سے ذکر میں ضرب بڑے تصفیہ، طہن اور بطور طمانینہ کیا جاتا ہے کوئی ضروری عمل نہیں مگر جائز ہے علماء و محققین نے ضرب مع ذکر کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

کما قالہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ: اما بعض اہل اجماع بقول واحدۃ وصفتمہ ان یقول اللہ باللہ والحمد والجلل بقوۃ القلب والخلق جمعاً ثم یبکی حتی یحس وہابہ لنفسہ ثم یفعل ہکذا ہکذا۔ رشید انعلیل ترجمۃ القول الخیر ص ۱۸۱ حتی فصل مشائخ و ائمہ

ذکر میں پروردگار کی ہونے کا حکم | سوال :- بعض نوادرین پر دو زبان ذکر و بدھاری طاری ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب :- ہر کس پر وجد و جذب کا آنا حق ہے اور اس کے متعدد اسباب ہیں، اسی لیے اگر وجد کی حالت میں مسجد کہے عرض اور شور و غل نہ ہو تو جائز ہے کہ کسی کو کہے

ہے قال العلامۃ شکار پورہ: او بضرۃ بان یقول اللہ باللہ والحمد والجلل بقوۃ القلب و قبط الامام شاد ص ۲۲۹ نطوق ان اللہ تعالیٰ بعدد انفس الخلق و انہم و مثلاً فی نظام القلوب ص ۱۲

دلائل الخیرات کے وظیفہ کا حکم | سوال :- بعض سو فیوہ و لائل الخیرات کا ورد کرتے جانتے ہیں؟ اور اس سے کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

الجواب :- دلائل الخیرات کا اکثر حصہ جو کہ ورد و شریفین پر مشتمل ہے اس لیے اسے بطور وظیفہ پڑھنا جائز ہے بلکہ ثواب کا کام اور رحمتوں کے نزول کا ذریعہ ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر دو شریفین پڑھنا باعث اجر و ثواب ہے۔

کما ذکر مسلم بن حجاج : من ان هريرة ثمان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال من صلى على واحدة صلى الله عليه عشرا . راجع مسلم ج ۱ ص ۱۰۷ عن النبي صلى الله عليه وسلم
سوال :- کیا اوراد و وظائف اور عملیات کیلئے
عہدیت میں اجازت شیخ کا حکم | شیخ کی اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ

بعض لوگ تعزیمات اور دیگر عملیات میں اجازت شیخ کو ضروری تصور کرتے ہیں؟
الجواب :- اوراد و وظائف کے صرف پڑھنے میں تو کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں
البتہ اگر شیخ کی اجازت ہو تو ان میں برکات اور فیض تجارتی ہو سکتا ہے۔

لما قال العلامة السيوطي : الاجازة من الشيخ غير شرط في جواز التصدي
للافراد ولا فائدة من علم من نفسه الاهلية بجازله ذلك وان لم يحضر احد من
والا تعان في صوم القرآن ج ۱ عمل الفع ۱ ثلث في كيفية الاذعان والقرآن صلعم

عن قال الحبيب واما الذين تعبرونكم : وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من صلى على واحدة صلى الله عليه عشرا .
رمشكوت ج ۱ ص ۱۰۷ باب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها

وَمِنْ كَلِمَةٍ فِي الْقَوْلِ الْبَدِيحِ سَلَّمَ
عن قال العلامة جلال آبادي رحمه الله : الاجازة من الشيخ غير شرط في جواز
التصدي للافراد ولا فائدة من علم من نفسه الاهلية بجازله ذلك وان لم
يجزه احد من الزم . رقطب الاشرشاد ص ۲۳ الخاتمة في ذكر الاجازة
وَمِنْ كَلِمَةٍ فِي اَمَدَادِ الْفَتَاوى ج ۵ ص ۵۵۲ كتاب (سلوك)۔

مشائخ کا مریدین پر توجہ دینا | سوال | اس مسئلہ نفوس میں شیخ کا اپنے مریدین پر توجہ دینا ضروری سمجھا جاتا ہے اور اس کو کمال کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔ شرعاً مشائخ کا اپنے مریدین پر توجہ دینا کیسا ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟
 الجواب :- مشائخ کا اپنے مریدین پر توجہ دینا جائز ہے، ہو کہ علماء ربانین سے منقول ہے، اور اس کا طریقہ اپنے مرشد سے سیکھنا چاہیے جیسے اگر بعض بزرگوں نے اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

لما قال شاه في الله: اما هذه التصرفات عندكم اصحاب افتاء في الله وايضا به فلها شان عظيم واما عندنا ثم في لنا في اسباب توجسه الشيخ الى نفسه الناطقة وايضا بحمة التامة القوية ثم يتشوق في لبة بالجمعية وهذا الخ. (شفا العليل ترجمہ انقول الجميل تلك هي فضل تصرفات بنديہ رحمہ اللہ)
 سوال :- اگر کسی شخص کا اوراد و بہان کے لیے اوراد و وظائف چھوڑنے کا حکم وظائف کا معمول ہو تو بہان آنے کی صورت میں وہ اسے چھوڑ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر کسی شخص کا کوئی بہان آجائے تو وہ دو قسم کا ہوگا یا تو اکثر آثار بہان ہوگا یا کبھی کبھار آتا ہوگا، اگر بہان اکثر آتا رہتا ہو تو پھر یہ شخص اپنے نفی معمولات کو فساد کرے اور اگر کبھی کبھار آتا ہو تو اپنے معمولات چھوڑ کر بہان کے ساتھ بیٹھا رہے۔

تاتار علی، فظ الدین محمد بن بزاز الکودری، نزل بہ ضیفت و لہ ورد من الفعل فان کان یقول کثیراً فی نور و افضل و لا فی الاشتغال بہ الضیفت افضل۔

(فتاویٰ بزار علی ہامش انہدویہ ج ۱۲ کتاب الصلوٰۃ نوع فیما یارہ)
 لہ قال فتمیر اللہ جلال آبادی: و لتصرفات الموسیۃ للکمال عندک رؤسائکم و سائرہم تصرفات اصحاب سقا فی اللہ و تبقایہم و لہا شان عظیم فالنا توفی باطن بطاب ان یتوجد الشیخ الى نفسه الناطقة و یصادمها بالحمۃ التامة القویۃ الخ
 اقرب الارشاد ص ۷ ص ۷ و انفق بنديہ تصرفات

محمد قان عالم بن العلاء الانصاری، رجل نزل بہ ضیفت و لہ ورد من صلوٰۃ الطلوع فان کان هذا الرجل کثیراً الضیافۃ لیتوکل وردہ (فتاویٰ بزاز فی ترجمہ کتابنا بطریقہ الضم)

مجلس ذکر میں مشائخ کی ارواح کا آنا | سوال :- بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ چار چار
تجدد الارواح صحیح معلوم ہو سکتا ہے، کیا شریعت مقدمہ کی روشنی میں یہ عقیدہ صحیح ہے ؟
الجواب :- انبیاء و اولیاء اللہ کی ارواح دنیا میں آ سکتی ہیں مولانا رشید احمد گنگوہی
قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی تصانیف میں اس کا جواز رکھا ہے ،
لیکن اس کو عوامی عقیدہ نہیں بنانا چاہیے کیونکہ اس طرح کی حکایت بعض اوقات نفوس الیٰ الشریک
ہو سکتی ہیں ۔

کہا قال العلامة آلوسی : فقد وقعت رؤیته صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته لغیر
واحد من الکاملین من هذه الامة . (روح المعانی ج ۲ ص ۲۳۹ سورۃ الاحزاب آیت ۵۸)
سوال :- بعض صوفیاء کرام چالیس دن کے چکر کا اہتمام
چالیس دن کے چکر کا حکم کرتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو
اس کو وضاحت سے بیان فرمائیں ؟

الجواب :- اگر تو اس پند سے نفوس و عبادت الہی ہو اور یہ چتر طیبات کا تحریم
سے بھی خالی ہو تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں اور چالیس دن کا تسبیح اس پر بھی کرتے
ہیں کہ جو عبادت چالیس دن تک خلوص نیت سے کی جائے وہ راسخ ہو جاتا ہے ۔
قال اللہ تبارک و تعالیٰ : وَرَدُّ وَعْدُ نَاهُوسَىٰ اَوْ بَعِثْنَا لَیْلَةً ثُمَّ اَنْعَزْنَا نَحْنُ الْعِجْلُ
مِنْ اَبْدِنَا وَ اَنْتُمْ ظَالِمُونَ (سورۃ البقرہ آیت ۸۵)

علامہ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں : و بهذا استدلال الصوفیۃ علی
ان افضله اربعون یوماً . تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۲۹۹ سورۃ البقرہ (۸۵)
اور مشہور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مکرر ہے : عن انس بن مالک قال

لما قال العلامة مغیرال الدین السیوطی : ولا تمنع رؤیة ذواتہ اشرفیہ جسد روحہ
و ذلک لانہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر الانبیاء احوار ربوت الہم و اوحاہم بعد ما
تبعوا و اذنہم بالخروج من قبورہم و التمتع فی الملکوت العلوی و السفلی ۔
(العدای الفتاوی ج ۲ ص ۲۶۳) قولہ مکان رؤیة الہی یقتضی

والا رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى الله عليه ربيع يوم في جماعة يدرسه الكبير
الذي كتب له بلاتان بلاتان من النار ومائة من النفاق۔ (الجامع الترمذي ج ۲ ص ۳۳۰)

مشائخ کرام سے اس کے حجاز کی تصریحات اور شرائط بھی منقول ہیں، جیسے روزہ
رکعتا، شب بیداری، کم پڑنا اور کم کھانا وغیرہ۔

لما كان شاه ولي الله قال انشا نحن من ارباد دخول في الا، يعني ينزله موانع
امور دوام النصية، دوام الغيا، وتقليد الكلام، والطعام والشراب، وصحبة
مع الاثم، والموظية في الموضوعات، حالات التفتة، وعند التمام، وباطن القلب
مع الشيخ على ادوام وتوك العتلة رأساً، رضاء، طين، ترجمه القرآن، العنق، فلفظ جدي، يعني
اولياء الله کی پہچان | سوال :- جناب مفتی صاحب! شریعت مطہرہ کی روشنی میں
اولیاء اللہ کی پہچان کیا ہے؟

الجواب :- ہر وہ مسلمان جو شریعت کا پابند ہو، مفتی پر سیرگاہ پر وغیرہ اور کبیر
گناہوں سے بچتا ہو، اولیاء اللہ یعنی اللہ کے دوستوں میں سے ہے۔

ما قال العلامة تفتازانی: هو العارف بالله تعالى وصفاته حسب ما يمكن
المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي، معرض عن الاتهام في المذات
والشهوات۔ (شرح العقائد مشتمل تحت قوله النفس وكلمات اولياء الحق)۔ یہ
کافروں میں اولیاء کا حکم | سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ کافروں میں بھی اولیاء ہوتے
ہیں، یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب :- اگر ان لوگوں کی اولیاء سے مراد صاحبِ توبہ و تعزرت ہو تو یہ کافروں میں
بھی ہوتے ہیں جنہیں اولیاء الشیطان کا نام دیا جاسکتا ہے اور اگر اولیاء سے ان کی مراد

لما قال العلامة اشرف على التفتازاني: هو العارف بالله تعالى وصفاته حسب ما يمكن
المواظب على الطاعات، فيجتنب عن المعاصي، معرض عن الاتهام في المذات
والشهوات، ركشاً، اصطلاحات: الشون ج ۲ ص ۳۳۰ في التحقيق لفظ مولانا المولانا (لونی)
ومثله في النبلان ص ۳۳۰ كرامات الاولياء حق۔

عرفی و اصطلاحی اولیاء الرحمن ہوں تو یہ صرف مومنوں میں ہوتے ہیں کافروں میں نہیں۔
 كما قال الله تبارك وتعالى: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَخَافُونَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ یونس آیت ۶۲-۶۳)۔
 سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ جمع ہوتے ہیں
 اولیاء اللہ کا جمع ہونا کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب :- سو فیہ کلام کے نزدیک اولیاء اللہ بعض اوقات جمع ہوتے ہیں لیکن یہ
 سب بائیں کشت اور صحیحی امور ہیں فتویٰ لود قلم سے اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا البتہ سنیوں
 کے نزدیک یہ بائیں موجود ہیں کثرت کی موجودگی میں زندہ و مدید جمع ہوتے ہیں اور بعضے
 وفات شدہ اونیا کی ادوار بھی موجود ہوتی ہیں لیکن ان سب باتوں کو کوئی جہالت سے
 بچانا چاہیے۔

اس پر مسلسل بحث کرتے ہوئے علامہ عبد العزیز سلجاسی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،
 حضرت نے فرمایا کہ دیوانہ اسی غار میں لگتا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہشت سے
 پہلے عبادت کیا کرتے تھے، غوث غار کے باہر اس طرح بیٹھتا ہے کہ کھانے کے دایں شانہ
 کیچے ہوتا ہے (راہبین ۵۱۹) جو تھا باب دیوان صابین؟
 حضرت نے فرمایا کہ گزشتہ لوگوں میں سے بعض کالمیں بھی دیوان میں حاضر ہوتے
 ہیں۔ (راہبین ۵۲۱) جو تھا باب دیوان صابین؟

فرمایا کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مجلس میں شرکت فرماتے ہیں۔
 (راہبین ۵۲۲) جو تھا باب دیوان صابین؟

سوال :- کیا کوئی شخص کسی غوث
 فوت شدہ اولیاء اللہ کی نسبت معلوم کرنا
 اولیاء اللہ کی نسبت معلوم

سے تبارک و تعالیٰ: الولی هو العارف باللہ تعالیٰ وصفاته حسب ما یکن المولای
 حلی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرف عن الانہیاء فی اللہات والشہوات۔
 (شرح العقائد ص ۵۵ تحت قول النبیؐ وکلمات الاطوار حق)
 وَیُثَلِّکَ فِی شَرَحِ الْمُقَامِ ج ۵ ص ۴۷ شمولی فدرہ۔ للہ تعالیٰ۔

کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب : کوئی سالک اور متقی و پرہیزگار شخص مراقبہ کے ذریعے فوت شدہ اولیاء اللہ کی نسبت معلوم کر سکتا ہے اور مشائخ نقشبندیہ کو اس میں مہارت حاصل ہے۔

لما قال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ: **أَمَّا الإخْلَاعُ عَلَى نَسَبَةِ أَهْلِ اللَّهِ فطريقه ان يجلس بين يديه ان كان حيًّا اذ تجوده ان كان ميتًا ويفرح بنفسه عن كل نسبة ويفضي بوجهه الى روح هذا الشخص زمانا الخ** (شفادۃ الصلح ترجمۃ اقوال الجلیل طبع مطبعہ طبعہ لکھنؤ)۔
سوال : کیا ولایت، طریقت و بیعت ولایت کے لیے بیعت ہونے کا مسئلہ کے بغیر مل سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب : کسی قبیع شریعت شیخ سے بیعت ہونا ایک مستحب امر ہے، حصول ولایت کے لیے جتنے ذرائع ہیں کسی سے بیعت ہونا ان میں ایک کامیاب ذریعہ ہے جو لوگ اس کو شرط قرار دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

سوال : اگر کوئی شخص پہلے ایک مرشد کی موجودگی میں دوسرے سے بیعت ہونا مرشد کی موجودگی میں دوسرے مرشد سے بیعت کر لے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور مرشد کی وفات کے بعد بیعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب : طریقت و بیعت جو کثر اخذ فیض کے لیے کی جاتی ہے تو اگر پہلے جگہ بیعت کے بعد فیض کے حصول کا یقین نہ ہو تو دوسری جگہ بیعت کرنا جائز ہے لیکن اس کو عادت نہیں دینا چاہیے کیونکہ اس سبب برکت پیدا ہو آدھ ہے اور مرشد سے فیوض و برکات کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔

کما قال الشیخ الغنی رحمہ اللہ: **لو بیعت اولیٰ و ولی اللہ اور جب شیخ کی موجودگی میں بیعت ثانیہ جائز ہے تو اس کی وفات کے بعد تو بطریق اولیٰ جائز ہوگی**۔

لما قال شیخ اعطاء الحق محمد والہ ثانی، **بداختر المقصود حق است و پر و سطر است برمول**

الحق والعلامة الشکاک پوری، **أَمَّا الإخْلَاعُ عَلَى نَسَبَةِ أَهْلِ اللَّهِ فطريقه ان يجلس بين يديه ان كان حيًّا ومندرجہ ان كان ميتًا** (قطب الارشاد ص ۶۵)

جنابِ قدس حق تعالیٰ اگر طلبِ رشدِ خود را پیشِ شیخِ دیگر بیند و ولی در محبتِ اویں رحمتِ جسد یا برود است کہ در حیاتِ پیر سے اذنِ پیرِ طالبِ پیشِ اویں شیخِ برود و طلبِ رشدِ از خود نماید اتنا باید کہ از پیرِ اول انکار نکند و جز یہ نیکی یار نماید۔ (مکتوباتِ جسد الف ثانیہ ج ۲ ص ۵۲۸ دفرہ)

حصہ ہفتم مکتوب ۱۳۱

پیر کا مل بننے کی شرط سوال :- ایک شخص کہتا ہے کہ پیرِ شیخِ کامل وہ ہے کہ مرید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرے ورنہ ناقص ہے کیا اسی کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

الجواب :- جو شخص بیعت کے لیے یہ شرط لگاتا ہے وہ غلط پر ہے۔ انتویہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نہ صوفیاء کرام نے شرائطِ مرشد میں اسی کا ذکر کیا ہے۔

لما قال شاء ولی اللہ؛ شرط من یاخذ البیعة امورا احدھا علم الکتاب والشیعة (شفا علیہ السلام ترجمہ القول الجلیل ص ۱۳۱ دوسری فصل حکمت بیعت) ۱۳۱

ایک پیر کے الفاظ کا حکم سوال :- ایک پیر نے کسی شخص سے کہا کہ متبولک مینو (ایک پیر کے الفاظ کا حکم) اور وہ دن مردود ہی کیا اس طرح کہنے سے کوئی کام مقبول یا مردود ہو سکتا ہے؟

الجواب :- اگر ان الفاظ سے اس کی مراد یہ ہے کہ جو تم کو پسند ہے وہ مجھ کو بھی پسند ہے اور جو کام تجھے ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے تو پھر تو یہ صحیح ہے اور اگر اس کی

۱۳۱ قال شاء ولی اللہ؛ فاعلم ان تکرار البیعة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماثور و کذب عن الصوفیة اما من الشیخین وان کان یظہور بحالی من با یعد فلا بأس و کذب بعد موتہ وغیثہ البتة فاما بلا هذا فانه یشبه التلاعب۔ (شفا علیہ السلام ترجمہ القول الجلیل ص ۱۳۱ حکمت تکرار بیعت)

و مثله فی مکاتیب شوالیہ شاء و غلام ص ۱۳۱ مکتوب شانزدہم۔

۱۳۱ قال العلامة جلال آبادی: اعلم ان للشیعة والحنابلة بیعة شروط معناہم الکتاب والشیعة الخ۔ (قلب الارشاد ص ۱۳۱ بحث شروط المشیئة)

و مثله فی مرصاد العباد ص ۱۹۵

علم کیا ہے؟

الجواب :- مندرجہ بالا الفاظ شریعت فقہ سے تصادم ہیں لہذا ہر طریقت اور اسی کے الفاظ شریعت سے تصادم ہوں وہ مردود اور ناقابل قبول ہیں۔
لما قال مجدد الف ثانی: کل حقيقة مرددة الشریعة فهو منقاد۔

ذکوات جلد اول، صفحہ ۱۴۱، دفتر اول، مکتوب دوم۔
پیر کے بارے میں مباہلہ آمیزی سے کام لینا اس سوال میں ایک شخص نے پیر کے متعلق کہتا ہے کہ سب پیر کو فوٹے قبول کیا تو اس میں مذاہب سے اندر رسول بھی اور پیر کا باقیہ خدا کا باقیہ ہے اور پیر نہ اکانہ شہ ہے، ان الفاظ کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- اگر باطلہ کسی عالم یا دیندار شخص سے صادر ہوئے ہوں تو ان کی تاویس کی جائے گی اور اگر کسی فاسق و فاجر سے مندرجہ بالا تو یہ مخالفت الشریعت الفاظ ہیں لہذا طریقت میں استعمال ہوئے ہیں مگر مردود ہیں کیونکہ جو طریقت شریعت سے مخالفت ہو وہ زندیقیت ہے۔

لما قال مجدد الف ثانی: کل حقيقة مرددة الشریعة فهو منقاد

ذکوات جلد اول، صفحہ ۱۴۱، دفتر اول، مکتوب سوم۔

پیر کے پردہ کرنا اس سوال میں بعض خواہن پیر سے پردہ نہیں کرتیں، کیا خواتین کا پیر سے پردہ کرنا ناجائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- پردہ کے متعلق ہر اصول کی ہیں وہ عام ہیں، اس بار مرد و سب محرم سب کو

لما قال شاہ غلام علی دہلوی: آنحضرت اور ہر خاندان برائے دیگر ظہور و ردائے مکی میار اینہا شریعت است۔ (ذکوات جلد اول، صفحہ ۱۴۱، مکتوب ہفتاد و بیستم)۔
وَمِنْهُ فِي قُلُوبِ الْأَشْيَاءِ مَثَلٌ مَعْنَاهُ ۔

لما قال شاہ غلام علی دہلوی: آنحضرت اور ہر خاندان برائے دیگر ظہور و ردائے مکی میار اینہا شریعت است۔ (ذکوات جلد اول، صفحہ ۱۴۱، مکتوب ہفتاد و بیستم)۔
وَمِنْهُ فِي قُلُوبِ الْأَشْيَاءِ مَثَلٌ مَعْنَاهُ ۔

شامل ہیں تو اس وجہ سے دوسرے لوگوں کی طرح پیر سے بھی تمنا میں ان کے لیے پردہ کرنا ضروری ہے جو لوگ ایسا نہیں کر سکتے وہ غلطی پر ہیں۔

لما قال العلامة ابن نجيم: ولا ينظر من استنظر الى وجهها الا الحاكم، وانما هو ينظر الطبيب الى موضع مرضها. البدر الباقى ج ۲ ص ۱۹۲ کتاب النکاحية۔ فصل في النظر الى
تصريفه کے چار سلسلوں کا ثبوت | ان کی کوئی اصل نہیں، کیا واقعی ان سلاسل کا کوئی وجود ہے یا نہیں؟

الجواب:- سلاسل اربعہ وقادریہ کچھ دروی، چشتیہ، نقشبندیہ، سے انکار ہے مگر چیز ہے یہ نوصہ تو ارتکب پہنچا ہوا اور مشائخ کا معمول ہے اور ان کا اپنی کتابوں میں باقاعدہ ذکر کیا ہے۔
لما قال شافعی رحمہ اللہ: وبعد از زمان این خانواده ها خانواده ها خاوریان و دیگر پیدائند چوں بامید
قادریہ اکبر، اکبر، اکبر و یہ کبر و یہ اویسیہ و خاوریان و خانقاہ عین، کہ اولیٰ سے طریقہ چشتیہ است
و نقشبندیہ کے آئینے خانوادہ خواجگان است۔ (جمععات مشق) ۳
تصوف سے وابستہ نہ ہونے کا شریح | سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو تصوف سے
ملکہ تصوف سے وابستہ نہیں تو کیا وہ رب فاسق ہیں؟

الجواب:- جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو تصوف سے وابستہ نہیں وہ فاسق ہے تو اگر تصوف سے ان کا مراد نفس، معصیت، مرہمہ ہو تو قرآن عظیم کیوں تکبریت کرنا واجب نہیں بلکہ نفی

لما قال العلامة فخر الدين الرازي: ولا ينظر من استنظر الى وجهها الا الحاكم والشاهد
وينظر الطبيب الى موضع مرضها۔ ولا يصل فيه انه لا يجوز ان ينظر الى وجه امينة
اجنبية مع الشهوة۔ رتبين، الحقائق ۲ ص ۱۷۱ کتاب النکاحية۔ فصل في النظر
و جملہ افراد اختار ج ۲ ص ۱۷۱ کتاب النکاح والاباحۃ، فصل في النظر۔

کہ قول علامۃ الشکارینی، ان الطرق الى الله كثير، كالشاذلية والسنن والرومية والقادرية
الغیر ذلک۔ (طلب الاشارة ص ۴۴) الفصل في انما من المشككين والفقهاء والمؤمنين الخ
کوئیلہ فی شفاہد العلیل ترجمہ قول الجلیل ص ۱۷ حکمت انکار ربوت۔

تصوف کے مراقبات اور اذکار کا حکم | سوال: سلسلہ نقشبندیہ میں جو اذکار مجہد
الور اذکار ہوتے ہیں ان کا وجود تو قرونِ ثلاثہ
میں موجود تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدعت ہیں، کیا نقشبندیہ سلسلہ کے لطائف
سب کو راجع دیتے یا نہیں؟

الجواب: در مرتبہ احسان حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہوتا ہے جس کا اشارہ فقیرانہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی حدیث: ان تعبدوا اللہ کثلث تواءم میں ملتا ہے، اب یہ مرتبہ
ذکر الہی سے حاصل ہوتا ہے، تو بعض مشائخ نے جو اذکار مرتبہ احسان کے حصول کے لیے
مقرر کیے ہیں وہ محض آلات ہیں جن سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور آلات و وسایع میں یہ ضروری
نہیں کہ وہ منقول عن الشارح ہوں صرف یہ ضروری ہے کہ شریعت سے متصادم نہ ہوں اور
مطابق سبب صرف آلات ہیں شریعت سے متصادم نہیں مشائخ کی کتابوں میں ان کا باجماعہ
تذکرہ موجود ہے۔

کما قال العلامة الشکاربوری: اعلم ان الله تعالى خلق في الانسان ستة لطائف
بل عشرة فمما من عالم الاسرار وهي القلب والروح والسر والفتح والصفى والحق
من عالم المخلوق الغم، رطب الانشاد ^{مکمل} بیان اللطائف الستہ لم
سوال: جناب مفتی صاحب: سلطان الاذکار کون سا
ذکر سلطان الاذکار کا حکم | ذکر ہے۔

الجواب: لطیف قلبی کے ذکر کو سبب سائل اپنے سارے جسم سے ذکر کرنے لگے
نقشبندیہ سلسلہ کے مشائخ نے اسے سلطان الاذکار کہا ہے۔

کہ قال العلامة الجلال آبادی: ثم يلاحظ اسم الذات في اللطيفة القلبية
وهي جميع البدن واذا غلب الذكر واحاط البدن كله حقاً صار كله خبير

لہ قال شاہ غلام علی دھنوی رحمہ اللہ، طریق مشقربدی بدرستی سبحانہ تعالیٰ یا توہید
بطائفت سبعہ نادلال حرکت ذکر پیدا شود اینست الغم۔

مکاتیب شریفہ شاہ غلام علی ^{مکمل} مکتوب دوم

وینکے فی تہفہیات الالہیہ ج ۱ ص ۲۲۹ ما معنی لطائف السبعۃ۔

منہاجین ذاکراً مثل القلب تسحق هذه الحالة سلطان الاذکار۔

قطب الاسماء ص ۵۶ فی بیان اللطائف الستة :۔

غوث و قطب کے وجود کا حکم اس سوال :- مونیار کرام کے کلام میں قطب ، غوث اور ابدال کے الفاظ کثرت پائے جاتے ہیں کیا حدیث اور تفسیر میں یہ مراتب موجود ہیں یا نہیں ؟ اگر موجود ہیں تو ان کی تفصیل بیان کر کے مشکور فرمائیں ؟

الجواب :- اولیاء اللہ کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے ، منہاجیالار میں سے صرف ابدال کا ذکر مرافقا حدیث میں موجود ہے ، صحاح ستہ میں سے صرف البرادۃ کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں ابدال القسام کا ذکر ہے جو کلام المؤمنین سیدہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے ۔

عن نبی قال یكون اختلاف عند موت خيفة فیخرج من اجل من اهل المدينة هاربا الى مكة فیا تیه ناس من اهل مكة فیخرجونه وهو كاره فیا یعونه من الركن والمقام ویبعث الیه بعثا ثم ینفس بهم باللیل و یبعث مكة و مدینة فاذا رأى الناس ذلك اتاه ابدال القسام و البرادۃ و جلد ص ۳۳ کتاب السنن اولى کتاب المہدی میں مرافقا ابدال کو ذکر فرماتے ہیں ۔

امام ولی الدین صاحب مشکوٰۃ کے مشکوٰۃ میں امام محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے مسند کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ،

عن شریح بن عبد قان ذکر عن الشام عند عنی و قیل نعیم یا سید المؤمنین قال فی سمع رسول ینقول الابدال یكونون بالشام و هم اس یعون رجلاً کلما مات

لہ قال العلامة محمد بن عبد اللہ ابی فی الخیر : فیقتل الماطیفة احمد وھو ان یدکمر بتجمع الجسد متعصفاً لھا فی نظر القلب بطریق الشاہدۃ فی الجلیح ان تعبد اللہ کانت تراء و یدیان عن ذلک حتی تصی صیح (جزائہ تذکر بدلتک و جعل سلطان لذلک البھجة السنیة فی آداب الصریقة التفتتہ مدینة ص ۹۹

ما جل ابدال الله تبارک و تعالیٰ یسخر بهم القیظ وینهم بهم الا صدار و بعض من
اهل الشام بهم العذاب۔ رواہ احمد۔ مشکوٰۃ المصابیح مشکوٰۃ باب ذکر الیمن
والشام الفصل الثالث

باقی مراتب کا ذکر حدیث میں مراحۃ موجود نہیں ہے البتہ اشارۃ معلوم ہوتے ہیں،
جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ علی قاریؒ نے ابن عساکر سے نقل کئے ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل في الخلق ثلاثمائة قلوبهم
على قلب آدم و ثمان في الخلق اربعون قلوبهم على قلب موسى والله في الخلق سبعة
قلوبهم على ابراهيم والله في الخلق خمسة قلوبهم على قلب جبرائيل والله في
الخلق ثلاثة قلوبهم على قلب ميكائيل والله في الخلق واحد قلبه على قلب اسرافيل
الخبر جده ابن عساکر الحارثي للفتاوى ۲۸۰ مشکوٰۃ۔ وايضا ذكره ملا علی قاریؒ في مرقاة
۲۵۹ ج ۹۔ جو کہ خطب بخاری، تفسیر، کفریہ اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور علامہ واسطیؒ نے
اسی کو اسی طرح بیان کیا ہے لیکن یہ صرف بعدیت اور قرب کے مدارج ہیں نہ کہ خواجہ
ربوبیت کے مدارج۔ سلمہ

متصرف کا حکم | سوال: تعترف کیا ہے، کیا کوئی دینی یا پیر متصرف ہو
سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: تعترف کے دو معنی ہیں، ایک تو عوامی معنی ہے کہ اولیاء اللہ کی
قوت اور ان کا کام ہے ایہ معنی غلط ہے۔ دوسرا معنی شرعی اور اصطلاحی اور فنی تصوف کا
معنی ہے، ان میں تعترف سے مراد قوت تو حق سے قناعت آثار پیدا کرنا ہے، تو اس سے
تعترف اور تعریف دونوں صحیح ہیں۔

كما قال الشيخ اشرف علي التهانوي: وحقيقة هذا التأييد اضافة كفايات خاصة

لما قال الامام ملا علی قاریؒ: قلت نعم لا قطب في الاقطار ياخذون الغيض من قلب
الاقطاب الجسمي ياخذون الاحطام فهم بمنزلة الوزير تحت حكم الوزير الاعظم۔
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۳۵۵ کتاب الدعوی: الفصل الثالثی)
ومشقة في السانین بن عابدی ج ۲ ص ۲۶۲

معموۃ واقامہا فی بعض آثار خاصۃ تشدد حسب اختلاف المقاصد ولحمیٰ ہذا
التایید فی عہد اہل التصوت تصرفاً وتوجہاً وحمۃ وجمع الخواطر۔

بروارد النواردر ملکہ رسالۃ المعروف فی تحقیق التصوت (جلد
اصحاب القبور کا تصرف | سوال :- جناب مفتی صاحب! اصحاب القبور کے تصرفات
کا ثبوت ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر اصحاب القبور کے تصرفات سے مراد ان کی دعا، توجہات اور غیرات
ہوں تو پھر تو ان کا یہ تصرف موجود اور صحیح ہے ورنہ تصرف اصطلاحی تسلط غیبی ثابت نہیں
بلکہ یہ شرک کا ایک قسم ہے۔

کما قال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ: واما بوجہ استمداد زود است حضرت شیخ محی الدین جو انقاد
ہیلہ اندک در ایشان در قبر خود مثل احیاء تصرف میکنند۔

رہنمات ص ۶۱

لما قال محمد بن سلیمان الرضائی: معنی البیت ان کرامات الارباب رجالہم
فی الدنیا لہا وجود وشہوت وتوقع ای حال حیاتہم کما بعد الموت بمعنی اکرامہ
فی قبورہ احوال حضرت فیہ وتوسیعہ لا بمعنی لغتہ فی اعلم کما یقتضی جملة العلام
رنجۃ الالہ شرح بدأ الامانی ملکہ

بعد الوفات انبیاء اللہ کے تصرفات کا حکم | سوال :- کیا بعد الوفات اولیاء اللہ
کا تصرف ثابت ہے یا نہیں؟

لہ قال شاہ ولی اللہ: واما الاولیاء فثبتت فیہ تصرفات عجیبۃ من جمیع المہمۃ علی مراد لکونہ
علی وفق المہمۃ۔ (شاہ اہلبیل ترجمہ القول الجلیل ملکہ مفتی صاحب! تصرفات نقشبندیہ
وثلثہ فی قلب الارشاد مشہور: ان للفقہ شہادت یقینہ۔

لہ قال شاہ ولی اللہ: وذلك لان شیخ عبد القادر کثر شہتہ من المسمیان فی العالم وذلک لدنہ
لہامات حارہ بھیمۃ اللہ الاعلیٰ وتطیع فیہ الوجود ساری فی العالم کلہ۔

تخصیصات الالہیۃ ج ۱ ص ۱۱۱ تہذیب ۳۲

وثلثہ فی امداد الفتاوی ج ۵ ص کتاب الملوک

الجواب :- اور یہاں اللہ کے تصرف بعد الوفا سے مراد اگر تسلط غیبی و قاضیہ نہ ہو تو یہ مرتکب شرک ہے اور اگر اس سے مراد کوئی کرامت ہو تو بعد الوفا بھی اولیاء اللہ کے کرامات کے اثرات سے انکار سبب معنی ہے۔

کما قال محمد بن سلیمان الحلبي الرضاوى: تحت قول الماتن: کرامات الاولیاء بعد رجوعها لھا کون فہم اهل النول، وحاصل معنی البیت ان کرامات الاولیاء حال کونہم فی الدنیا لھا وجود ثبوت وقوع ای حال حیاتہم وکذا بعد الموت بمعنی کونہم فی قبرہ و حال حفرۃ فیہ وتوسیعہ لا بمعنی تفرقة فی العام کما یعتقد جہل النعمان۔
(نخبۃ الاذنی شرح بدایہ الامالی ص ۵۷)

کرامات اولیاء بعد الموت کا حکم | مسوالی بہ بعض لوگ کرامات اولیاء بعد الموت کو شرک ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب :- کرامات اولیاء بعد الموت اہل السنۃ و الجماعہ کے ہائی محقق اور ثابت شدہ ہیں اور ان کا قطعاً ثبوت بھی پایا گیا ہے۔

لما قال محمد بن سلیمان الرضاوى: وحاصل معنی البیت ان کرامات الاولیاء حال کونہم فی الدنیا لھا وجود ثبوت وقوع ای حال حیاتہم وکذا بعد الموت بمعنی اکرامہ فی قبرہ۔ (نخبۃ اصلائی شرح بدایہ الامالی ص ۵۷)

۱۔ قال العلامة عبد الغنی النابلسی رحمہ اللہ: (کرامات)..... (اولیاء) الاحیاء والاموات اذا نول لا یعزل عن ولائہ بالموت ۱۔

(المعدیۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ج ۱ ص ۲۹۲)

وَمِنْهُ فِي رُوحِ الْمُعَاتِي ج ۲ ص ۱۰۱

۲۔ قال العلامة جعفر بن عبد الباقی رحمہ اللہ: (کرامات الاحیاء) الاحیاء والاموات اذا نول لا یعزل عن ولائہ بالموت کالتبرک لا یعزل عن تیوتہ بالموت -

(المعدیۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ج ۱ ص ۲۹۲)

وَمِنْهُ فِي رُوحِ الْمُعَاتِي ج ۲ ص ۱۰۱

اولیاء اللہ کا مریدین کی مدد کرنے کا حکم | مسواں: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ یا شریف
مدد کا شریعت مقدسہ میں ایسے عقیدہ کی گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب: ہاں قسم سے بعض واقعات کا جزوی طور پر رد و ثناء و ثناء متعلق ہے، یہ کہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رفیع رحمہ اللہ فضائل و دود مثالی میں ذکر فرماتے ہیں،
مگر اس کو حرامی عقیدہ نہیں بنانا چاہیئے کیونکہ اس سے علم غیب کی کاحیدہ پیدا ہو جاتا
ہے جو منافی الی الشرائع ہے۔

کاتال اعلامۃ ابن نجیمؒ و موتل و جہ شہادۃ اللہ و رسولہ یا مقد و یکتو
لا اعتقاد ان الشیء یعلم الغیب۔ (البحر الرائق ج ۳ ص ۵۸ کتاب النکاح) لے

کشف القبور کے علم کا حکم | سوال: کشف القبور کیسا علم ہے؟ کیا قبروں کے اندر فی
احوال کا کسی کو کشف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ہو سکتا
ہے تو یہ علم سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی فرمائیے کہ کشف قبور علم غیب میں داخل
ہے یا نہیں؟

الجواب: کہ جو ایسی قبور کا کشف انسان کو ہو جاتا ہے کہ کوئی باقاعدہ علم نہیں بلکہ
غیر انتہائی کیفیت ہوتا ہے اسکی وجہ سے اس میں تعلیم و علم جاری نہیں ہو سکتا، اور علم غیب
بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ کشف سے قطع رکھتا ہے اور کشف لفظ کا قائمہ و قیاس ہے علم جزا
کا نہیں، مشائخ کا کتابوں میں اس کا باقاعدہ ذکر ہو جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی
قبور کا کشف ہوا تھا جیسا کہ مشکوٰۃ میں باب غلاب القبر فعن ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا ایک ایسی
کے تحت حدیث قاری شریف میں لکھتے ہیں۔

وحدثنا الحسن بن علی بن فضال عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ ما علم
لنفسکم قلیل ولا یکتم کثیرا۔ وفيه ان الکشف بحسب الطاقة

لحقول اعلامۃ قاضی خاں: مولانا جہ شہادۃ اللہ و رسولہ لا یعتقد و یکف للاعتقاد ان
الشیء یعلم الغیب۔ (فتاویٰ قاضی خاں ج ۳ ص ۵۸ کتاب النکاح یا انتہایۃ
و مشکوٰۃ فی جمع الامہور: ۱۲۲ کتاب النکاح)۔

ومن كوشف جمالاً بعد بطبع ورطامه. وشرح مشكوراً كتاب (ذمات) ودرخ کے لیے فرا کا حکم | سوال: بعض صوفیاء و زہد شائستہ کہتے ہیں کہ درخ آفریں ان ہیو جانے کی کیا واقعی تریخ ہے ؟

الجواب: اکثرت اہل علم تو اہل سنت ہی بہتر سمجھتے ہیں مگر ظاہری نسوح سے تو یہی مغرور ہوتا ہے کہ درخ کو فنا نہیں بلکہ کفار کی تفریب کے لیے ہمیشہ کیلئے رہے گا۔ کافال علامۃ بعد اعزیز پھاری: ذہب شریعتہ قلیلة بہت المسلمین ائی اے وہ بعض الکشف رقم قان بعد النظام الطویل (وعلیت پاکف من طعنه۔ رندیل ص ۳۶۱) ۲۔

سوال: صفت جلال اور جمالی کیا ہوتی ہے؟ اور صفت جلال و جمالی کا فرق | سوال: ان کے مزقہ ہا کیا حکم ہے ؟

الجواب: علماء صوفیائے صفت جلال اور جمالی کی مختلف تعریفات کی ہیں بعض کہتے ہیں کہ جن صفات میں قہر و غصہ ہو وہ صفات جلالی ہوتی ہیں اور جن صفات میں نرمی و شفقت کا ذکر ہو ان کو جمال کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ صفات باطن کو جمالی اور باطن کو جلالی کہتے ہیں اور ان صفات سے اخذ فیض کو مراتبہ جمال و جلال کہتے ہیں۔ کما فی تاضی حد علی تھانوی: در کشف الہات میگوید نیز صفات باطن حق تعالیٰ را جلال گویند و بی بر جلال۔ رکشاف اصطلاحات الفنون جلد اول ص ۲۳۷

اے تامل اللہ متہ الشکر پہنچی: وقالوا: اذا دخل البقرة قوا بصری، نانتھا فی رکعتین ثم یجلس

مستقبلاً لیست اعر. و مطلب الانشاء ۵۵۵ (اشعش العاشر)

و منکلف فی شفاء العیور ترمیم: القول: بحیل ۵۵۶ پانچویں فصل کشف القبور۔

الحق: علامۃ تہا اللہ پانی پانی: بوبہ قال من الصوفیۃ شی: الدین ابن العربی رحمہ اللہ،

لکن ہذا قول مریدود: تغیر مظہر: ص ۵۵

حمہ ذال اللہ تہا آلوی: والصفات ما جرامہ و اولیہ و لا اولی البی و ایزدیرانید حدیث

سبقت حق تعالیٰ: الروح الاحی بر مالک بیعت فی لفظ الاسم :

و منکلف فی تقویات الالہیۃ ص ۲۲

کائنات سے اللہ تعالیٰ کی معیت کی حقیقت | سوال :- اللہ تعالیٰ کی نسبت کائنات
معیّت ذاتی صحیح ہے یا معیت علی؟

الجواب :- اللہ تعالیٰ کے لیے کائنات کے ساتھ معیت ذاتی و علی ایسے ہیں کوئی
تفاضل نہیں کیونکہ معیت علی سے خود معیت ذاتی منقطع ہو جاتی ہے۔

کما قال ابن تيمية: الله ذاتي مبارك ومنه أثره، فالوجودات ما شرها من حيث الوجود
الوطني، ومنه وصفه وصوابه، والحقبة له تعالى فعلية، وأما الإجمالية، فثلاث الأقسام، الخصة قد
تعالى. (تقاضی شرح السلم ۵۰)

وحدة الوجود اور وحدة الشهود کا مسئلہ | سوال :- وحدت الوجود اور وحدت الشهود

الحدان و تفرق میں کون سا صحیح ہے؟ بعض کون شرک کہتے ہیں۔

الجواب :- وحدت الوجود اور وحدت الشهود دونوں کئی مسائل ہیں، نظم
اور فتویٰ سے ان کا اظہار مشکل ہے، لیکن تحقیق کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اللہ ان
مسائل میں کوئی تضاد نہیں اور اگر آپ اصواب شہود معلوم ہو سکتے ہیں۔ عندئہ شہود الوجودیہ
کما قال محمد بن تقي: توید فہم ہست شہودی کو جودی و انہما لا بدست و بد شہودی ہست
کہ فہما بان مرہود ہست و توید شہودی با عقل و شرع فی لغت تبار و مختلف وجودی۔

وکتوبات محمد بن تقي ثانی جلد اول مکتوب ۱۱۱ (مترجم) ۱۱۱

۱۱۱ قال: شاہ اسماعیل شہید، ومنہم من تعلق بالاعتقاد القیومیہ بنسبہ (فی الحق) و

بالاعتقاد علی نحو الابداع، انہم تعلق بالاعتقادات مسئلہ

و مشدداً فی المکتوبات شاہ غلام علی دہلوی مدظلہ العالی مکتوب ۱۱۱

۱۱۱ قال: لا رافقہ قاضی شہ، اللہ باقی بقی، و علی هذا القول و علی هذا القول علی التوید
شہودی، کما قال بہ الجہد در حق اللہ عنہ دون التوید موجودی۔

(از تفسیر المظہری ج ۱ ص ۱۱۴ - سورة البقرة)

و مشدداً فی مکتوب شریفہ شاہ غلام علی دہلوی مکتوب ۱۱۱

اصطلاح حقیقت المحمدی اس سوال بعض مولانا حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اس اصطلاح کا استعمال
شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حقیقت محمدی علیہ السلام جس کو یقین نافی اور مرتبہ ولہدیت بھی کہتے
ہیں یہ سب کشتی امور ہیں اور شریعت سے منقاد نہیں بلکہ امت کے اکابر اولیاء اللہ سے
اس مقام کا اور کیا ہے اور اس پر گفتگو کا ہے۔

نماز ال مجدد الف ثانی؟ در جواب گوئیم کہ حقیقت محمدی نہایت مقامات نزولی محمد
علیہ السلام است از اوج منزلی و تقدیس و حقیقت کہ نہایت مقامات عروج کوکب
است۔ در مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ۲۲۲ مکتوب ۲۲۲ لے

استاد اور پیر کے حقوق کا حکم سوال۔ ایک شخص کا استاد بھی ہے اور مرشد
بھی موجود ہے تو اس پر چاہی یا حق زیادہ ہے یا
استاد کا؟

الجواب۔ مرشد اور استاد دونوں علم و عمل اور رشد و ہدایت کے ذرائع ہیں
ان کے دونوں کا حق برابر ہے لہذا اگر پیر اور استاد میں اختلاف ہو جائے کہ آدمی
ان کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے اور اگر مجبور ہو جائے تو مجبوری کی اتباع کرے
تاہم بعض اکابرین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کا درجہ استاد پر مقدم ہے۔

کہ قال مجدد الف ثانی: منہا شرافت علم بالمدہ شرف و تہذیب معلوم است۔
معلوم ہے چند شریف تر علم ان عالی تر پس علم باطن کہ صوفیاء کی تہذیب و شرف باشند
علم ظاہر کہ نصیب علمائے نوابراست بر قیاس شرافت علم ظاہر بر علم مجاہد و دیانت
پس رعایت آداب پیر کہ علم باطن لاہ از واحد کنند باضعاف و زیار باشند رعایت

لے قال العلامة عقیل اللہ جلالہ آبادی: و ثانیاً ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بھی پامین
محمد ولایۃ ہذا الاسم ناشیۃ عن الاسم النبی لہذا سبب تسمیۃ ہذا الاسم
الاسم و معنی الحقیقۃ لہ الحمد لہ۔ (قطب الاکسار ص ۱۱۵ حقیقۃ اکبر فوق حقیقۃ المحمدیہ)
و مثلاً فی روح المعانی ج ۱ ص ۱۱۵ سورۃ البقرۃ۔

کتاب ایسا نہ کہ علم ظاہر اور اشفاق نہ نمایند و عنین رعایت آداب است۔ از علم ظاہر اندیش
نہ بارہ است۔ از رعایت آداب است از محام رحمت۔ (بیتار و معاد ۱۱۱)

خواب میں خلافت شریعت حکم دیکھنا | سوال :- اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر غلبہ تسلیم اسے خلافت شریعت
کام کا حکم فرما رہے ہیں تو اس پر عمل کیا جائے گا یا نہیں ؟

الجواب :- صورت مذکورہ میں اگر ارشاد مبارک شریعت کے صریح مخالف ہو تو
اس پر عمل نہیں کیا جائے گا اور اگر شریعت کے مخالف نہ ہو تو اس پر عمل کرنا چاہیے ۔

لما قال محمد دافع ثانی : انہ فیقول است کہ بعضی در منافع حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
راہ ہدیہ بعضی احکام یا اخذ کی کنند کہ فی الحقیقتہ خلاف ان احکام متحقق است در یہ صورت
اتفاق شیطان متصور نیست کہ خدا و علماء عدم نقل شیطانی است بصورت غیر از طریق خلوت و استقام
بہر صورت یہ باشد پس در یہ صورت نیست الا تعریف متخیلہ کہ غیر واقع و ناچندہ است ۔

در کنزات امام ربانی جلد ۱ ص ۱۱۵ مکتوب ع ۱۱۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں قرآنی کلمے کا حکم دینا | سوال :- ایک عورت غریب
اسے دیکھ کر اور شاہدات
اس کا کہنا ہے کہ مجھے مراقبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہے آپ مجھے
مراقبہ میں قرآنی کلمہ فرمایا ہے اور وقت طلب امر ہے کہ اس عورت پر آپ قرآنی کلمہ
ہے یا نہیں ؟

الجواب :- خواب اور مراقبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ممکن ہے اور جو
حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں اگر وہ خلاف شریعت حکم ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے
گا اور موافق شریعت ہو تو اس پر عمل کرنا سب سے کیونکہ یہ کلمہ کے مترادف ہے ۔
لہذا اگر یہ عورت اعتباری طور پر قرآنی کلمہ تو اچھی بات ہے ورنہ اسی پر قرآنی واجب

لہ قال العلامة علا علی نقادی رحمہ اللہ : ولذا لم یعتبر احد من الفقہاء جواز
الحصول فی الفروع الفقہیۃ ۔ لایظهر المعرفۃ من الامور الکشفیۃ احوالات
انسانیۃ ۔ و مسند ۹ ج ۲ ص ۲۵۸ کتاب الفتن :

نہیں ہے۔

کما قال ملا علی قاری: ولذا لم يفتبر احد من الفقهاء جواز العمل في الفروع
التفقيه بما يظهر للصوفية من الامور الكيفية ومن حالات النامية۔
مرقاۃ ج ۹ ص ۳۵۹ کتاب الفتن ص ۱۱۱

کشف پر عمل کرنے کا حکم | سوال: کہنا کی کتنی قسمیں ہیں، نیز کشف پر عمل کرنا
بائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کشف کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مخالف شریعت ۲۔ اور موافق شریعت۔
پس موافق شریعت کشف پر تو صاحب کشف عمل کر سکتا ہے اور مخالف شریعت کشف
مردود ہے اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا تاہم کسی غیر صاحب کشف کے۔ یہ کشف
ذیل نہیں بن سکتا۔

کما قال ملا علی قاری: ولذا لم يفتبر احد من الفقهاء جواز العمل في الفروع
التفقيه بما يظهر للصوفية من الامور الكيفية او من حالات النامية۔
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۹ ص ۳۵۹ کتاب الفتن ص ۱۱۱

تصور شیخ کا حکم | سوال: سلسلہ تصوف میں پہلا سبق تصور شیخ کا ہوتا ہے
لیکن بظاہر یہ صرف عرف شریعت معلوم ہوتا ہے تو کیا عقیدہ شیخ
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: سلسلہ تصوف میں تصور شیخ جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسے بطور
علاج و دوا کے اختیار کیا جائے نہ کہ بطور ثواب کے، اس لیے کہ اس سے ذکر کلمہ
انکر جمع ہو جاتی ہے اور تصور شیخ کے نتیجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
لے قال محمد دالہ تالیف الہام ثبت علی و حرمت نہ بود کشف باب اعن اثبات نعت و سنت
ناید۔ (مکتوبات امام ربانی ج ۶ ص ۱۵۶ ص ۱۵۷ مکتوب ۵۵)

کہ قال محمد دالہ تالیف الہام ثبت علی و حرمت نہ بود کشف و باب اعن اثبات نعت و سنت
ناید۔ باب وایت خاصہ یا عامہ در عقیدہ مجتہدان بر بر انکشاف و انہامات ایشان و امریت
نہ بحث شد۔ (مکتوبات امام ربانی ج ۶ ص ۱۵۶ ص ۱۵۷ مکتوب ۵۵)

علا میں چیزیں خریدیں کیلئے استعمال نہ کرنا درست ہے اس حکم کی تعمیل میں کوئی گناہ نہیں بلکہ مرید کے لیے اپنے شیخ کے اس حکم کی بطور علاج تعمیل کرنا ضروری ہے، پیچھے طیب حاذق بعض اوقات مرید کی حالت دیکھ کر کسی علا میں چیز کا کھانا اس پر بند کر دیتا ہے جس کے کھانے کو اس کی طبیعت زیادہ گنتی ہوتی ہے، یہی حالت کسی شیخ کے اپنے حکم کی ہوتی ہے۔

علاوت ذکر کا مسئلہ [سوال :- ایک مسئلہ قابلِ ذکر ہے وہ یہ کہ ذکر میں علاوت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے، مجھے ذکر کی علاوت کیسے حاصل

ہو سکتی ہے؟

الجواب :- ذکر اللہ میں علاوت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ فضیلت ذکر میں وارد آیات و احادیث کو سامنے سمجھ کر ذکر کیا جائے قرآن و احادیث حاصل ہوں گے۔

ترقی نہ ہونے کی صورت میں شیخ کی تبدیلی کا مسئلہ [سوال :- حضرت مفتی صاحب

بندہ ایک پیر صاحب سے بیعت ہے کسی مالی ہو چکے ہیں لیکن کوئی ترقی نہیں ہوئی، فیض نہیں پہنچتا، باوجود اس کے کہ میں اپنے شیخ سے از حد محبت کرتا ہوں اور ان کے ساتھ عقیدت بھی بیعت ہے ان کی ہدایات پر عمل بھی کرتا ہوں، تو کیا میں وہ حالت ترقی اور فیض شیخ کے لیے اپنے شیخ کو چھوڑ کر کسی دوسرے شیخ سے بیعت کر سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب :- اگر واقعی آپ کو اپنے شیخ سے عقیدت اور کمال محبت ہے اور ان کی ہدایات پر عمل کرنے کے باوجود آپ کو مدد مافی ترقی اور فیض نصیب نہیں ہوا تو مناسب یہ ہے کہ شیخ خود آپ کو کسی دوسرے اللہ والے سے بیعت کا مشورہ دے ورنہ بصورت دیگر آپ خود بھی ان کو چھوڑ کر کسی شیع شریعت شیخ سے بیعت ہو سکتے ہیں شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة اشرف علی التھانویؒ، دوسرے شیخ سے رجوع اُس وقت کرے جب ایک معتد بہ مدت کے بعد بھی اپنے اندر اصلاح محسوس نہ کرے، اور اصلاح کے یہ معنی ہیں کہ دوائی صحیحی کے مفصل ہو جائے، ایسکن شرط یہ ہے کہ شیخ اذل کی مجوزہ تدابیر پر بروی طرح عمل کر چکا ہو اور بھر بھی کامیابی نہ ہوئی ہو ورنہ تو اس طرح کا صداق ہو جائے گا کہ نسخہ تو پیا نہیں اور حکیم صاحب کی شکایت کہ ان کے علاج سے نفع نہیں ہوا۔

را تعالیٰ عینی ص ۲۹ حصہ اول

سوال :- اگر ایک شخص شریعت پر کسی مجاز ہونے کے لیے بیعت شیخ ضروری نہیں کرتا، مگر شخص اس شیخ سے بیعت نہیں، تو کیا اس شیخ کا اس شخص کو اجازت بیعت دینا صحیح ہے اور وہ شخص دوسروں سے بیعت لے سکتا ہے یا نہیں؟ نیز اگر کسی شیخ کا مجاز ہونے کے لیے اس سے بیعت ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگرچہ عموماً کوئی شخص اس شخص کو بیعت لینے کا اجازت دیتا ہے، مگر خود اس سے بیعت ہو، لیکن اگر کسی دیندار اور صالح شخص کو اجازت بیعت دینے سے تو یہ اجازت صحیح ہے اور یہ شخص دوسروں سے بیعت لے سکتا ہے۔

ہمارے اکابرین میں سے حضرت تھانویؒ نے حضرت عبدالرحمن کا ملپوریؒ کو کہیں بیعت کے مجاز فرمایا تھا جب آپ کو حضرت تھانویؒ کا اجازت نامہ ملا تو بخدا بخون جا کر حضرت تھانویؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تو آپ سے بیعت ہی نہیں ہوا ہوں پھر یہ اجازت نامہ کیسے؟ تو اس پر حضرت تھانویؒ نے فرمایا اگر اجازت کے لیے بیعت شرط ہو تو آئیے اب بیعت کر لیتا ہوں۔ (ماخوذ از ملفوظات فقیر الامت جلد ۲ صفحہ ۱۰)

سوال :- ایک مسجد کے قریب ہی خانقاہ بھی آباد ہے، مسجد کی فضیلت خانقاہ پر اور صاحب اور ان کے مریدین مسجد کی بجائے خانقاہ ہی میں نماز پڑھتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ بیعت مسجد کے خانقاہ میں لازم پڑھنے کا ثواب زیادہ ملے گا۔ کیا شرعاً ان کا یہ عمل درست ہے یا نہیں؟ اور کیا واقعی مسجد کی بجائے خانقاہ میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے؟

الجواب :- مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت احادیث ہمارے میں کثرت سے وارد ہے خانقاہ کے بارے میں اس قسم کی کوئی فضیلت و برتری نہیں ملتی، نہ ہی خانقاہ مسجد کے حکم میں ہے اگرچہ وہاں اصلاح و ترقی نفس کا منسلک جاری رہتا ہے مثلاً مسجد ہی میں پڑھنا افضل ہے خانقاہ میں نہیں۔ اس لیے ان حضرات کا یہ اعتقاد فاسد ہے شریعت مطہرہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا
الرجل فی الجنتۃ تصعب علی صلواتہ فی بیتہ ولی سورۃ خمساً و عسرون صفحۃ

وَذَلِكَ إِذَا اتَّوَضَّأَ فَحَسَنَ الْمَوْضِعَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَخْرُجُ بِهِ
إِلَّا الْعِصْلَةَ لَعَرِ حِفْظَ خُطْوَةٍ أَلَّا تَفُتَ لَهَا بِهَا دَرَجَةٌ وَخَطٌّ عَنْهُ بِهَا
عُطْفُشَةُ الْخَمْرِ - دمشقوة الصارح ص ۱۱ باب المساجد، الفصل فادل ہلے

کیا کسی شخص سے بیعت کرنا ضروری ہے؟
سوال:۔ جناب مفتی صاحب! ہم راکب دوست
کسی پیر صاحب سے بیعت ہو چکا ہے اور
وہ ہمیں بھی ہر وقت اس بات کی تلقین کرتا رہتا ہے کہ آپ لوگ بھی کسی پیر سے بیعت ہو جائیں۔
اسلامے اپنا پیر بنالیں۔ اب رہا وقت طلعہ عربی ہے کہ کیا کسی پیر کی بیعت کرنا شریعت میں
ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ افان کہ ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطنی، ظاہر کی درستگی اور اس کے
متعلق احکام شرعیہ کی تعبیر و تشریح ہونے کے لیے جس طرح ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تفسیر کرنا
اور ان کے راہنہ چلنے والی بات کو درست کرنا ضروری ہے، اسی طرح باطن کی اصلاح اور اس
سے متعلق دیگر امور کی درستگی کے لیے کسی قبیح شریعت شیعہ یا پیر کی بیعت کرنا درست ہے اسی
میں کوئی قباحت نہیں، بلکہ یہ یاد رہے کہ یہ بیعت کوئی شرعی ضرورت نہیں بلکہ عادی ہے۔

لما فی الامداد السلوک، پس اگر سادک عالم ہوگا تو وہ خود ہی ضروریات دین سے آگاہ
ہوگا ورنہ ایسا شیخ کو غوث نہ چاہیے جو اس کو اول توحید درست کرنے والے حنفیہ اور فقہی
مسائل کی تعلیم کرے اور اس کے بعد مجاہدہ اور زہد و تقویٰ کا راستہ دکھائے۔ مثل مشہور ہے
کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ سو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ جس کا کوئی راہنہ
نہ ہو یعنی نہ ذہنی علم رکھتا ہو کہ خود راستہ دیکھ سکے اور نہ مرشدِ کامل کی صحبت نصیب ہو کہ وہ
راہنہ دکھائے تو ایسے شخص کو شیطان گمراہ بنا دیتا ہے۔ واما داد السلوک ص ۵۵ بیضی کہ ضرورتاً ہم
کسی نیک آدمی سے دعا کی درخواست کرنا
سوال:۔ اکثر یہ دیکھنے میں آتا رہا ہے
کہ بزرگان دین جب ایک دوسرے سے
ملاقات کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ چھوڑنا یا یہ کہ ہماری حق

لے لما قال لا بد من ان ماہدین وان صل فی مسجد حیرہ متفرع آفلس ... بقولہ علی شریعہ وسلم
لاصلوۃ لہما المسجد الا فی المسجد۔ ورواہ الترمذی ص ۵۵ باب الدعاء

تصویر ثانی الشیخ کی شرعی حیثیت | سوال :- اہل تصوف کے ہاں ایک سترہ قاعدہ ہے کہ کوئی ساک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو ثانی الشیخ کا درجہ حاصل نہ ہو، تو گویا تصوف میں فناء فی اللہ کو ترقی کا بنیادی درجہ حاصل ہے اس کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

الجواب :- متصوفین کا یہ سترہ قاعدہ کہ ثانی الشیخ کو ترقی درجات کے لیے بنیادی حیثیت حاصل ہے صیح اور درست ہے، علماء اہل سنت نے اس کو جائز کہا ہے۔ ورنہ پابند بدعت اس کے کوئی اثر قریب نہ ہوگا۔

لما قال شیخ الاسلام مولانا سعید حسین احمد مدظلہ العالی، الغرض فناء فی اللہ ہونا ملوک میں ضروری اور اقویٰ ذریعہ کامیابی ہے، بعض شریعہ البدع کے یہ الفاظ اور اس قسم کے دیگر جملے اسی فانییت فی اللہ کے مظاہر ہیں جو کہ حضرت شیخ الحدیث کے ملوک میں کہاں کو بتاتے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۶ صفحہ ۲۸۲ مکتوب ۱۵۸)۔

آنکھیں بند کر کے ذکر کرنا | سوال :- جناب مفتی صاحب! ہمارے ملتے میں ایک پیر صاحب ہیں جو اپنے مریدین اور متعلقات کو حکم دیتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے ذکر کیا کرو، تو کیا ذکر کرنے کا طریقہ شرعاً یہی ہے یا آنکھیں کھول کر ذکر کرنا درست ہے؟

الجواب :- ذکر الہی ہر حال میں کرنا جائز ہے چاہے آنکھیں بند کر کے کیا جائے یا کھول کر، البتہ تصوف میں شیخ کے سامنے حاکم و جاہل ہر شخص کو آنکھیں بند کر کے ذکر کرنا ہے اس لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے شیخ سے کوئی ایسا عمل سیکھ لیں جو بدعتی یا سبب ہے، اس لیے مذکورہ پیر صاحب کی بات غلط یا درست ہے۔

اعلامی اعلامیۃ و شیعہ احمد گنگوہی، رحمہ اللہ، سوال: ثانی الشیخ اور ثانی الرسول کیا ہوتا ہے اور کہاں سے ثابت ہے اور اس کی نسبت مومن یا کلام کیا فرماتے ہیں؟
جواب: یہ دونوں لفظ اصطلاح مشائخ کے ہیں انہما کرتا اور محبت کا ظہر ہو اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اس کی اصل شرط سے ثابت ہے، **وَأَتَيْنَاكَ فِي وَجْهِكَ**، **اللَّهُ - (الآیۃ)**
(فتاویٰ رشیدیہ و تالیفات رشیدیہ ص ۱۸۸ کتاب التوکل)

رضاء بالقضاء اور دُعا کرنا | سوال :- ایک اشکال کئی دُعاؤں سے دُعا میں آ رہا ہے کہ انسان اللہ کا حکم بہت تو چاہیئے، وہ ان مصائب پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی قضاء پر رضا و تسلیم کا اظہار کرے مگر دوسری طرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس کے دُعا کرنے کے لیے دُعا میں شروع کر دیتا ہے۔ تو کیا یہ دعائیں رضاء بالقضاء کے منافی قرار نہیں؟

الجواب :- انسان پر مصائب و آفات کا آنا اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی کے امر و ارادہ سے ہے انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ پر راضی رہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو برداشت کرنا چاہیئے، چونکہ انسان بہت کمزور اور ضعیف ہے جس کی وجہ سے مصائب و آفات کے وقت اس کی حالت میں مثلاً ہوسنے کا اندیشہ رہتا ہے اس لیے شریعت مقدسہ نے اس کو دفع مصیبت کے لیے دعا کی تعلیم دی ہے کہ دعا اس طرح کہے کہ لے اللہ! مصائب کا آنا بھی تیری رحمت ہے اور ان کو دور کرنا بھی تیری رحمت ہے، ہم چوں کہ بہت ناتوان اور کمزور ہیں، ان مصائب کو برداشت کرنے کی طاقت ہم میں نہیں، اس لیے اپنے فضل و کرم سے ان مصائب کو کم سے دور فرما۔ اس قسم کی دعائیں کہ نہ رضاء بالقضاء کے خلاف نہیں البتہ جن دُعاؤں میں جبر و فرغ اور شکوہ و شکایت ہو تو وہ رضاء بالقضاء کے منافی ہونے کی وجہ سے ممنوع ہیں۔

لما قال المشیخ مولانا اشرف علی تھانویؒ، دعا کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ! آپ کی اجازت سے وہ چیز مانگتے ہیں جو ہمارے علم میں مصلحت و فیر ہو اگر آپ کے علم میں بھی وہ فیر ہے تو عطا کر دیجئے ورنہ نہ دیجئے، ہم دونوں حال سے راضی ہیں مگر اس رضا کی علامت یہ ہے کہ قبول نہ ہونے سے شک کی ذرا تکلیف نہ ہو اور عا کر نہ رہے دعا کا تاخلف رضاء نہیں۔

(انفاسی جلد اول ص ۳۳ رضاء بالقضاء)

استدلال و کتابت غیبت کرنا | سوال :- اگر کوئی شخص کسی کے بارے میں دوسرے شخص کے سامنے التزیر انداز میں یہ کہے کہ یا ماں میں اس کو اور بھی طرح جانتا ہوں اب جو کہ غائب اس غائب شخص کی تعریف کر رہا ہوں تو کیا ایسا جملہ کہنا غیبت کے حکم میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب :- فقہاء کرام نے غیبت کی مختلف اقسام بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی شخص کی تعریف سنا کر غائب جواب میں یہ لفظ کہے جائیں کہ ہاں میں، اس کو بھی طرح

کونسی ہوئے؟

الجواب :- متفرقین کے۔ یہ ربط قلب ہاشخ و مطلب یہ ہے کہ اپنے دل کو شیخ کی طرف اس طرح متوجہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فیضانِ رحمت شیخ (مصدقی) کے قلب پر بہہ رہا ہے وہ ان کی طرف بھی متوجہ ہو جائے۔ شیخ کی وہ سب سے میرے دل پر بھی بیضاء نازل ہو جائے۔

سوال :- جناب مفتی صاحب! ہم اکثر یہ سنتے رہتے ہیں **قلند اور مجذوب کا مطلب** اگر، وایا، اللہ! میں سے فلاں قلند رہے، فلاں مجذوب ہے اور فلاں فلاں قلند روں کی بھارت ہے۔ البتہ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ ان دونوں اصطلاحات کا کیا مطلب ہے؟

الجواب :- موصوفہ کی اصطلاح میں وہ جماعت قلند کہلاتے ہیں جن کے انال قلبیہ یعنی ظاہری اعمال تو کم ہوتے ہیں مگر ایمانی قلبیہ ان کے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور انال قلبیہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست رکھا جائے، قلب کی نگہداشت کی جائے کہ وہ غیر حق کی طرف متوجہ نہ ہو۔ نئے پائے بلکہ کثرتِ وقتِ قلب کو ذکر و شغل میں مصروف رکھا جائے۔ نیز قلب میں کئی حکم کی طرف سے خل و خد رکینہ و مسد نہ ہو سب کے ساتھ خیر خواہی ہو نیز موقوفِ رقت ادا کئے جائیں کہ کوئی وقت ذکر سے خالی نہ جاوے نیز غمی و خوشی کے حقوق ادا کیے جائیں، لغتِ طہ پر شکر ادا ہوتا رہے، احزان و غم میں دل خدا تعالیٰ سے راضی رہے اس کے علاوہ اور بہت اعمالِ قلبیہ ہیں۔ درغورہ و طریقت کے آثار۔
قصہ قلند و مجذوب شخص ہوتا ہے جو ظاہری اعمال کی بجائے انال قلبیہ پر زیادہ متوجہ رہے۔

اور مجذوب وہ ہوتا ہے کہ حسن کی عقل کی وارد غمی کے غلبہ سے زائل ہو جائے مگر کبھی کبھی احوال و درویشی کے غلبہ سے غلط میں بھی تغیر ہو جاتا ہے اس لیے غلات سے تو اس کی پہچان مشکل ہے۔ البتہ مجذوب کے پاس پیچھے کر قلب کو بکثرت کی طرف کشش ہوتی ہے، اعانت و اس کی یہ ہے کہ اس زمانہ کے اہل بصیرت اس شخص پر غیر متوجہ ہوتے ہوں۔ (در بیعت و طریقت ص ۴۴)

الصوفی لامذہب لہ کی وضاحت

سوال :- جناب مفتی صاحب ! انصوفی لامذہب لہ کا کیا مطلب ہے ؟ بظاہر تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صوفی غیر متعلا اور لامذہب ہوتا ہے ، حالانکہ بہت سے عالم صوفیا کرام شافعی مسلک ہوتے ہیں اور بہت سارے سنی ، مائیں اور حنفی مومنین ہیں ؟

الجواب :- حکیم الامت حضرت تھانویؒ "انفاس یعنی" میں مذکورہ قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں : "الصوفی لامذہب لہ" اس کا یہ مطلب نہیں کہ صوفی لامذہب ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ مختار ہوتا ہے اور ہر مسئلہ میں امتیاز کی جانب کو اختیار کرتا ہے ، ورع و تقویٰ اس کا نام ہے ۔ ہمارے فقہاء کرام نے بھی اس کی تعریف کی ہے و ما یلہ الخلفات والفرج منہ الی عالم بینک مگر وہ منہاجیدہ کو اعتقاد سے نہ نکھانستہ ہے جب تک اپنے مذہب کے کسی مکروہ کا ارتکاب نہ ہو" (انفاس علی ص ۲۸۳) (مشادات)

سیر الی اللہ و سیر فی اللہ کا مطلب

سوال :- جناب مفتی صاحب ! دارالعلوم حقانیہ ، اہلہ کو تصوف سے متعلق ایک مسئلہ درپیش ہے وہ یہ کہ سیر الی اللہ و سیر فی اللہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا مہربانی فرما کر تصوف کی ان دونوں اصطلاحات کی وضاحت فرما کر شکر فرمائیں ؟

الجواب :- صورت مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ : "تعلق مع اللہ کے درود ہے ہیں ایک سیر الی اللہ یہ توحد و دست ، ایک سیر فی اللہ یہ غیر محدود ہے ۔ سیر الی اللہ یہ ہے کہ نفس کے امراض کا علاج شروع کیا یہاں تک کہ امراض سے شفاء ہوگئی اور ذکر و شغل سے تعبیر شروع کی یہاں تک کہ وہ انوارِ کسب سے معمور ہو گیا ، یعنی تخلیق و تحلیل کے قواعد بیان کئے ، سوانح مرتفع کر دیئے ، ساجد امراض سے واقف ہو گئے ، نفس کی اصلاح ہوگئی ، اخلاقی ردائیں ہونگے ، اخلاقی قیود اور انہی کے سے قلب راست ہوگا ، اعمال صالحہ کی رغبت جیدت ہی گئی ، اعمال و عبادت میں سہولت ہوگئی نسبت و تعلق مع اللہ حاصل ہو گیا تو سیر الی اللہ ہوگئی ۔ اس کے بعد سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات و ذات کا حسب استعداد انکشاف ہونے لگا ، تعلق سابق میں ترقی ہوئی ، اسرار و مالات کا درود ہونے لگے ، یہ غیر محدود ہے" (اور یہ سیر فی اللہ ہے)

(در شریعت و طریقت ص ۳۹)

استغفار نہایت محتاج الٰہی استغفار کشیں کامطلب | سوال :- جناب مفتی صاحب، میری بیوی

کے موقع پر ایک راجہ صاحب سے کسی بزرگ کا ایک مقولہ سنے میں آیا کہ ہمارا استغفار بہت سارے استغفار کا محتاج ہے۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی آپ میری بیوی فرما کر مجھے اس مقولہ کا مطلب سمجھائیں؟

الجواب :- یہ مقولہ حضرت سید مقلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ استغفارنا یہ محتاج الٰہی استغفار کشتید۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر استغفار کرتے ہیں صرف رحم پوری کرنے کے لیے استغفار کے الفاظ استعمال کرتے ہیں دل سے اس گناہ کو چھوڑنے کا کوئی ارادہ یا قصد نہیں ہوتا بلکہ اللہ ہی اندر اس گناہ کو بار بار کرنے کا قصد ہوتا ہے اور یہ استغفار کی صورت ہے جو خود ایک عظیم گناہ ہے۔ تو اس قسم کے استغفار کے باوجود میں ہی آپ نے فرمایا کہ استغفار نہایت محتاج الٰہی استغفار کشیں استغفار کا محتاج ہے۔

دل کو روشن کرنے کا طریقہ | سوال :- دل میں روشنی اور نوریت پیدا ہو سکتا ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی سے رہنمائی فرمائیں؟

الجواب :- عبادات کرنے اور نیکو اعمال و معاصی سے اور رنج سے دل میں نور پائی پیدا ہوتا ہے اور تمہیں ان کے کرنے سے دل مر رہا ہو جاتا ہے، انہذاں کو نورانیاتی سے روشن کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ عبادت الٰہی کی طرف زیادہ توجہ دیں اور مشغول رہیں آپ کو پچائیں اللہ اللہ دل روشن ہو جائے گا۔

سوال :- جناب مفتی صاحب، مجھے ربی کاری کے خوف سے نوافل وغیرہ کو ترک کرنا نوافل پڑھنے اور ذکر اذکار بہت شوق ہے مگر اس لیے ترک کر دیتا ہوں کہ میں لوگ یہ نہ کہتا ہوں کہ میں کہہ رہا ہوں کہ بہت بڑا عبادت گزار ہے اور میرے اندر کہیں ربی کاری نہ پیدا ہو جائے تو مجھے اس طرح کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب :- عبادت میں ربی کاری اگرچہ بہت بڑا گناہ ہے ایک مسلمان کو سختی اللہ اور اس سے بچنا چاہیے، مگر ربی کاری کے خوف سے یکساں کو ترک کرنا بھی کوئی غلطی کا کام

تو میں اس سے بڑیکہ غل و غفل و غور اذکر آپ صرف اس وجہ سے ترک کرتے ہیں کہ میں اس میں رہا ہوں نہ پیدا ہوں سے بالکل نامناسب اور سلاطین شرعاً غل ہے آپ کو جب بھی عذر نہ لکھو تو پیدا ہو فوراً غل اذکر میں مشغول ہو جانا چاہتے۔

صرف سلام کر دیتے سے بلا عذر شرعی کسی | سوال: ایک صاحب سے میرے تعلق سے
سات بات تحریر کر کے پروار و عیدت پر بھیجے | اس مدمک کشیدہ میں کہ میں اس کے ساتھ
میں وارد و عیدت بھی کرتا ہوں | مجھے کوئی ایسی تدبیر بتائیں کہ میری اس کے ساتھ زیادہ
عزت و شہید بھی نہ ہو اور اس عیدت سے بھی بچ جاؤں ؟

الجواب: کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بلا عذر شرعی بات نہ کرنا جائز نہیں
لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اس کے ساتھ دوستہ تعلقات قائم کر کے طویل وقت تک
گپ شپ لگائیں اور اس کے ساتھ آنا جانا عین بیچنا اور ہلکے صرف سلام کہنے پر کلام کا
اطلاقی ہو جانا ہے۔ لہذا اگر آپ اس شخص کے ساتھ کسی شرعی عذر کی بنا پر بات چیت کرتا
نہیں چاہتے تو نہ کریں صرف سلام کرنا ہی کافی ہے۔ نہ تو سے بھی آپ کا ذکر خارج ہو جائے
لگا، طویل وقت تک گپ شپ لگانا اور گفت و شنید کرنا ضروری نہیں۔

خلافت اور بجا دینے کی شرعی حیثیت | سوال: جناب شی صاحب اذکر ان تعالیٰ نظام
جو بچا ہے تو وہ کسی کو اپنا جانشین مقرر کر کے اپنے بیٹے اور اجنبی و اقداب کی موجودگی میں
اس کی دستار بندی کرتے اور اس سلسلے میں بڑی دھوم دھام سے ایک تقریب منعقد کئے
جاتی ہے۔ تو کیا سلام میں بھی کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کرنے کی گئی ہے؟

الجواب: کسی اہل شخص کو اپنا جانشین مقرر کرنا اور اس کو خلافت سے فخر نہ کرنا کوئی غلو نہ
شرع میں نہیں اسلامی بیعت میں بھی کوئی شخص مقرر نہیں کیا۔ ایک روایت کے مطابق بیعت نام بخاری اور
امام حسن نے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو
جانشین کی طرف اختلاف فرمایا ہے۔ لیکن اگر میں امر بات دیکھتا ہوں تو اس سے کہ میں وہ شخص
عقیدہ مقرر کرنا مقصود ہوا میں اس وقت ہم ملا جلتیں ہوں، ہوں جن کا ایک طبقہ سنت ضلع باپ و مرشد
میں دینا چاہتا ہوں ہے نہیں میں، بیعت نہ ہو اسلام نے اس کو خلافت دینے اور جانشین بنانے

کی اجازت نہیں دی ہے، بلکہ اگر نااہل لوگوں کو خلافت سے توازن دینا ہے جو کہ بے دینی اور فساد کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

لما قال الامام شرف علیہ السلام: لا یجوز ان یشیع شیخ کی عادت ہے کہ وہ بالفاظیہ اور اجازت دینے کی بجائے اپنے آپ کو اس سے کسی کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کرتے ہیں ایک کوئی متعدد کو، کبھی حیات میں اور کبھی بقیہ اپنی وقت کے، نیز مقصود ان سب سے یہ ہے کہ ان کا شریعت کا شریک نہ ہو۔

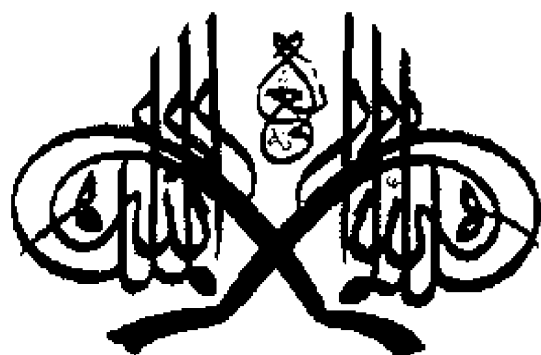
البتدیر فرمادے کہ وہ شخص اہل ہوا، حدیث شریفہ اس کی اصل ثابت ہوئی ہے کہ ایک عورت حضرت علیؑ سے ملا کہ میں نے اس سے عرض کیا کہ اگر اس وقت آپ کو نہ پاؤں تو میرا اس کی یہ بھی راہ گویا کی وفات ہو جائے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابو بکرؓ کے پاس چل جانا۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور اب جو خلافت و حجاز و نشی کا طریق متعارف ہو گیا ہے کہ کبھی شیخ کی حیات میں اور کبھی بعد وفات سلسلہ کے توسط جمع ہو کر شیخ کے اہل یا خدام میں سے کسی کو نیا یا انفرادی دیکھا، گو وہ انفرادی دینی ہی ہو اور گو اس میں اہلیت نہ ہو و سلسلہ کی گود میں نہ ہو۔ یہ بالکل طریقہ کافرو اور طاغیوں کی رہبری اور نظام کی اضاعت و بربادی ہے۔

نام مکتبہ نے روایت کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس عہد و رعایت کے ایسے شخص کے حوالہ نہیں کرتا جو سس کا اہل نہ ہو البتہ ایسے شخص کے لیے تجویز کرتا ہوں جس کی رغبت اہل اسلام کی توفیق کی طرف ہو، سب سے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے نیا دہ مستحق ہیں۔ اس حدیث سے نااہل کو خلیفہ بنانے کا ابطال ثابت ہوتا ہے۔

و شریعت و طریقت ص ۲۳ باب پنجم متفرقات







یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرامؑ کی تعلیمات میں سیاست ایک مستقل شعبہ رہا ہے، حدیث میں ہے
 عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان من سرائین تسوسہم الانبیاء رکبنا ہذا فی
 خلقہ، ویؤانی لانی لعدوی وینکون خلقہ وینکثون اما اماناتہ مننا یا رسول اللہ
 ذلک انہ یحییٰ الذل فی الاولیٰ و الاولیٰ و یطوہم خلقہ فان اللہ ما کلہم عما استقرماہور۔
 وقال اما ان النور فی بشرہ ام لم یحت ہذا، الام یہی؟ کو لہ: صلی اللہ علیہ وسلم
 کان من بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء و کلما ہانت بنو داودہ ہی؟ ای یقولون امور ہم
 کما یفعل الذمیر و یقولان انہ یطوہم۔^{۱۲۹} والنبی اسلہ لقیہ؟ عمل لمنش، یما یصلہ۔
 التورہی شرح المسلمین^{۱۳۰} ہم کتاب اماناتہ ما یجری بوائہ، علیہ السلام

سیاست ایک ایسا عمل ہے جس کے نزدیک انسان منسوب نہایت پر فائز ہو تاکہ اسے اور یہ
 عمل خود سرور کا متمتع بن کر رہے۔ علیہ السلام سے بھی ثابت ہے۔

تورہ میں یہ آیت کریمہ **وَأَعْمَلْ فِی مَیْمَنَکَ سُلْطَٰنًا أَتَمَّ** (المائدہ: ۲۴) کے تفسیر
 میں مفسرین حضرات یوں تفسیر کرتے ہیں :-

قال الامام ضہریؒ : واجتہد فی ملکنا صرا یصرف علی من ناولی و عطا اقیمہ
 دینک، (ادفع ہم عنہ من ادادہ یسویہ) (وامیع بنیان چھ سورۃ حق اسود ہیں)

وفی الامام شہاب الدین لآلوسیؒ البغدادیؒ : **وَأَعْمَلْ فِی مَیْمَنَکَ سُلْطَٰنًا**
صَبْرًا یعنی اسرائیل و عیونہی اللہ امہ لا ط قذہما ہمدان امر لا یستعان فذل
 کسھا لا تعینہ لا لکناب اللہ تعالیٰ و حدودہ و خرافضہ فان سلطان مدۃ من اللہ
 عزوجل جعلہا میں، ظہر عدہ یولا ذلک، اشار بعضہم علی بعضی و اکانتہا
 ضعیفہم۔ (روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۳۲) سورۃ حق اسود میں لے

مروجہ سیاست میں **اُکھنا** | **مسوال** : سورج و دور کی سیاست میں تعمیل اور اس کے
 لیے ہمد و جہد کرنا شرعاً کیسا ہے ؟

لحق لا مانہ یجدوہی، و لکن لک کل ہی، خلقہم فی نمرۃ الارض و سبقتہ لک و تکبیل
 نفوسہم و تظہیر عروہ فیہم۔ (تفسیر یوسف و یوسف شریف ص ۱۲۹) سورۃ یوسف
 و قس فی تفسیر ان سبہ **صَبْرًا** لک فی تفسیر یہ ظہری ج ۱ ص ۱۳۲ سورۃ حق اسود

الجواب: موجودہ دور میں نوں سیاست میں مختلف مقاصد کے حصول کے لیے مختلف طریقے ہیں، بعض لوگ تو اپنی سیاسی دوکان چمکانے کے لیے متحرک نظر آتے ہیں جبکہ بعض لوگ غیر شرعی نظام کے زندگانی مثلاً سوشلزم، نیشنل ازم، کمیونزم وغیرہ کے سینے صحت کرتے ہیں اور بعض لوگ مذاقائی یا قومی تعصبات کی سیاست میں ہی اپنی بقا سمجھتے ہیں ان مقاصد کے حصول کے لیے یہ سیاست میں تفریق اور ان کے لیے جدوجہد کرنا یقیناً سب سے اصل کے متواضع ہے جبکہ اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے کوشش کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، اس لیے اگر ایک شخص ایسے ہے وہی نظام کی ترویج و اشاعت کے مقابلہ میں، اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے جدوجہد کرتا ہے تو یقیناً مستحسن اقدام ہے بلکہ بے دینی کی بنیاد کے مقابلہ کے لیے اپنی طاقت و رحمت کے مطابق اس میدان میں سہارا دینا علماء کرام کے فرائض منصبی کا تسلسلہ ہے۔

ما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: عن ابی سعید الخدری عن انبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من اعلم الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر۔
(ترمذی ج ۵ ص ۲۸۰ نواب الفتح ص ۷۷)

البتہ جہاں کہیں علماء کرام بجا آئے کسی اصلاحی پہلو کے تحت کسی غیر شرعی سیاست کا شکار ہو کر اپنے دینی شخص کو کھو بیٹھیں تو ایسی حالت میں اپنے دینی شخص کا تحفظ کرنا علماء کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

ما قال اللہ تبارک و تعالیٰ: یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْبِغُوْا اَنْفُسَکُمْ لَا یُضْمَرُ کُمْ مَنْ صَدَّقَ زَاہِدًا یُّؤْمَرُ اِلَی اللّٰهِ مَرَّ جَعَلَهُ جُجُیًا فَاَیْبَکُمْ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (العائدۃ آیت ۲۸)

لے وقال العزائم سلا علی قاری و لیس تحت حدی الحدیث: افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر و قال المظہر و انما کان افضل لان ظلم سلطان یشری فی جمیع من تحت سیاست و هو جہد غفر فاذا نہا عن الظلم فقد اصل لضعفی خلق کثیر یخاف قتل کافر۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۲۸۷ و انشاء بقدر انشاء) و یفتی فی ابی داود ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب المراءم۔ ب۔ لا مرد و النبی۔

امارت شرعی کے قیام کا حکم مسلمانان پاکستان میں مختلف پارٹیاں انتخابات میں جھڑپتی ہیں جن میں ہر پارٹی کا نقطہ نظر الگ ہو تا ہے اور بعض پارٹیاں تو کامیاب ہونے کے بعد نظام ہائے بشر شرعی کے نفاذ کی کوششیں کرتی ہیں جبکہ دینی جماعتیں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے انتخابات میں حصہ لیتی ہیں تو اب اہل پاکستان خصوصاً مسلمانوں پر شرعی نقطہ نظر سے کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ملک میں اسلامی خلافت یا جمہوری نظام کے قیام کی حادی پارٹیوں میں سے کس پارٹی کو کامیاب کریں ؟

الجواب :- تمام مسلمانوں کو یہ ذمہ داری ہے کہ کسی ایسی پارٹی کو برسرِ اقتدار لائے جو عہدِ نظام اسلام کو ملک میں نافذ کر سکے شرعی نظام میں خلیفہ کی بڑی ذمہ داریاں ہیں، احکامِ انبی کا عمل فضا کرنا، حدود اور قصاص کو جاری کرنا، جہنوں اور عیدین کی نمازوں کو قائم کرنا، اچھی برائی کی حفاظت کرنا، اسلامی مشکروں کو ستم کرنا، ڈاکوؤں اور قطاعِ اعریض کا قلع قمع کرنا، عوام سے جکڑوں اور مزارعات کو مل کرنا، شرعی نقطہ نظر سے سب مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی طاقت کے قیام میں تعاون کریں ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

لما قال الامام سعد بن ابی وقاص: فقد اجمعنا على ان نصب الامام واجب نما
الخلافة في امة يجب على الله اوهي الخلق بدليل سمعي: وسقلى والمذهب الذي يجب
على الخلق سمعاً لقوله: علم من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة جاهلية۔
وشرح بقائده: لنسفي صلا الخلافة والا مارة

وقال الامام شاه ولي الله محدث الدہلوی رحمہ اللہ: احکم انما يجب ان يكون
في جماعة المسلمين خليفة لمسالخ لا تشم الا بوجوده وهي: كشيخة جنتيها
صفان، احدهما يرجع الى سياسة الدنيا من ذب الجنود التي
تغزوهم وتنهزمهم وكذا نزالهم عن السطوع وفصل القضايا وغير
ذلك..... وثانيهما ما يرجع الى الدنيا وذلك ان تحريم
دين الاسلام على سائر الاديان لا يتصور الا بان يحكومت في
المسلمين خليفة يستكر على من خرج من ملة واسر تكب
ما نصت على تحريمه او ترك ما نصت على القراضه. والاثار
وبذل هن سائر الاديان يأخذ مشهم اجرة بية عن يدهم

صاعقوں۔ رجعت اللہ اب لفظ جو ۲۲ کتاب ابواب سیاست آمدت ہے
اسلام میں انتخاب امیر کا طریقہ کار | مسلمان اسلام میں انتخاب امیر یعنی کسی شخص
 کو امیر اور خلیفہ مقرر کرنے کے لیے کون سا طریقہ
 اپنایا کرتے ہیں ؟

الجواب :- اسلامی سیاست میں انتخاب امیر کے لیے چار طریقہ پائے جاتے ہیں
 ۱۔ وقت ربیٰ معلومہ ۲۔ اختلاف ۳۔ شور و غلہ ۴۔ استیلاء
 علیہم صحیح مسلم کی مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہے کہ چار اہل حل و
 عقد نے جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کے بعد عام ہو گئی ہے بیعت
 کرنا شروع کی تھی۔

ما قال الامام ابو الدرداء رحمہ اللہ : ان بیعة ابو بکر رضی اللہ عنہ انفقہم رجعت
 اذ دعوا لہ ہا ثم تابعہم الناس فیہا وھم رجعت من الخیر و ابو بکر دنا من الخیر
 و اسیر من حصار و یسرون سعد و سالم مولی ابا جندبہ رضی اللہ عنہم۔

۱۔ اختلاف سلطانہ ۲۔ کتاب الامامہ ۳۔ لا بد فی عقد الامامہ
 ۴۔ اختلاف کی صورت یہ ہوتی ہے کہ علیہ وقت چند اہل حل و عقد سے شور و غلہ کر کے کسی
 ایسے شخص کے بارے میں وصیت کرے کہ جس میں خلافت کی پوری شرائط پائی جاتی ہوں ایسا
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت
 فرمائی تھی کہ میرے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

ما قال الامام شہاب الدین محمد بن سعدی : طریق دوم الانتخاب علیہ امت جمیع

لہ وقال الامام عبدالستار والمسلمون لا بد ان یوم من یوم تنفیذ احکامہم
 واقامۃ حدودہم ویدفعون ہمدونہم حیوۃ ہم و اخذ صدقاتہم
 وقہم بالنخلۃ والمثلخصۃ وقطاع الطريق واقامۃ الجامع والامیاد وقطاع
 المنازلات لواقعۃ بین عباد و فیوں الشہادات الثانیۃ فی الحقوق۔

(شرح عقائد السننک اختلاف ولاما مرقم)

فہیکلہ فی احکام السطانیۃ لابی یعلیٰ ما فی اصول فی الامامۃ۔

شروع دایمہ تعلیمہ عادی، مقتضائی تصحیح مسلمان غرضی و از میان مستقیم شروع خلافت اختیار کئے
و جمع کثیر مردمان را و انش کئے، اختلاف وی دو وصیت نماید، تبار دی۔ پس این شخص
میان سائر مستقیم خصوصیتی پیدا کئے و قوم را در دست که ہماں شخص را خلیفہ نمازند انعقاد
خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں طریق بود۔

(ذالہ الحفہ ص ۵۵ مقصد اول)

۳۱۔ مشورہ اشوری کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خلیفہ وقت چند آدمیوں کی شوری مقرر ہے
کہ میری خلافت کے بعد یہ حضرت آپس میں مشورہ کئے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کریں گے
جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چند آدمیوں کی شوری مقرر کی تھی اور اس شوری
والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا تھا۔

۳۲۔ قال الامام ابو الحسن الماوردی: والنسائی ان عبد الرحمن بن عوف بن عبد اللہ بن جابر
الشوری فی سبقتہ یعتقد لا حدہم بوضاء الخلیفۃ، وانما حکم السلف تیرہ ص ۱۲۱ ذیل فقہ امام
مسلم استنبلاہ: استنبلاہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص مذکور تین طریقوں کے علاوہ کسی
اور طریقہ سے خلیفہ بن جائے، پہلے یہ استنبلاہ بھی دو قسم پر ہے: (۱) ایک قسم وہ ہے کہ
جو شخص طاقت و قبضہ کے ساتھ اپنے آپ کو خلیفہ مقرر کرے اور اس میں خلیفہ کی تمام شرائط
موجود ہوں تو یہ قسم شرعاً جائز ہے۔ (۲) دوسری قسم یہ ہے کہ جو شخص طاقت کے زور سے
خلافت کے منصب پر فائز ہو جائے اور اس میں خلیفہ کی شرائط بھی موجود نہ ہوں تو ایسی
خلافت کو نظریہ ضرورت کے تحت تسلیم کیا جائے گا، شرعاً کسی مسلمان کو اس کے خلاف قدم
اٹھانا صحیح نہیں۔ تاہم جب تک اپنے خلیفہ سے ضروریات دین میں کوئی نہیں آئی ہو تو مسلمین کا
پراسی کا اہمیت کرنا اور اس کے ساتھ جہاد و قیرو کے لیے جانا لازم ہے۔

حضرت شامی ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ایسی خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں:-

طریق چہارم: استنبلاہ۔ مسلمان ہوں خلیفہ ہمیر و شخصی مندی عنفت کے بغیر بہت
و اختلاف و ہمدار خود جمع سازند بایلاف کتب یا بقہر و نصب قتال خلیفہ شود و از ہم
گرد و مردمان انہار فرہانی آورد آں چند موافق شرع باشند و این دو نوع است و بخت
آنکہ مستوفی صحیح شرع باشند و صرف نماز عین مند بصلح و تدبیر و غیر از انکہ تحریر و این قسم
جائز است و رخصت و اتفاق و خلافت معاویہ بن ابی سفیان بعد حضرت مرتضیٰ و بعد صحابہ ام

حسنی رضی الله عنہم بھیجی فرج برد۔

دیگر آنکہ سبب شرط نباشد و مرتب نماز عین کند بقول و از کتاب فہم ذات جائز
نیست و قائل آن عامی است باین واجب است قبول اتمام او و نحو سابقہ شرع باشد و اگر
عقل و اخذ زکوٰۃ کند از ادب ابطال ساقط شود و چون فاعلی او حکم نماید فاعل گردد
حکم او همراه او چنان می تواند گرد۔ و این نفعاً دجا بر ضرورت است زیرا کہ در عزل او قائل
فقدیم مسلمین و مہر و حرج و مرج شدید لازم می آید و ایشین معنوی نیست کہ این شاید معنی
شود بعد از یاز۔ محتمل کہ دیگری بدتر از اول غائب شود پس از تکوین فاعلی کہ قبح او متعین
ہست بجز باید گرد و راست مصلحتی کہ موہوم است و محتمل و انعقاد عرفانست ہمہ الملک بن
مروان و ازین خفت مے بنی عباس ہمیں فرج بود کہ از ان نفعی بن خندہ شد و متعین بود کہ

لہ وقال الامام شاد و طہ الله في طريق انعقاد خلافة : زاعفد خلافة بوجود اربعة
هذا الحل والعقد من العناء والموساد : مراد الاجناد من يكون لها رغب
و تمسك بالمسلمين كما انعقدت خلافة في يكو دعي الله عنه (۲) و بان يوصي
خليفه انفس به كما انعقدت خلافة عمر رضي الله عنه (۳) و يجب شوي
بين قوم ك كان عند انعقاد خلافة عثمان بن عفان رضي الله عنهما (۴) و
استلزام رجل جامع لشروط على التام و قلنا عليهم كما مر اختلف بعد
خلافة النبوة ثم ان استلزام من لم يجمع اشروط لا ينبغي ان يورق ان خلافة
لا خلعه لا يتصور غالب الآراء رتب ومضائقات وفيها من : انفس
اشد مما يرفع من المصلحة . و مثل رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم
فقلل اضلنا بذهم ؟ قال لا ما اتوا فيكم الصلوة و قال ان اتوا كفر
يو حاكم من الله فيه جهات و ب جملہ فاذا كفر ابيطت باز کار
ضروری من ضروریات تقریر حل تحت له بل وجب و الا د

حجة الله البالغة جزم في ان ابيطت الصلوة
امد و انعقاد خلافة بنو جبر

مثله في الاحكام السلطانية لا في على صلا . فصول في الامامة .

عورت کی حکمرانی شرعاً ناجائز ہے | سوال :- اسلامی نقطہ نظر سے کوئی عورت کسی جمہوری نظام میں کسی عورت کو اقتدار سونپ دیا جائے تو ایسی حالت میں شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے ؟

الجواب : قرآن و حدیث کی روش سے سربراہی ملکیت بننے کے لیے دیگر شرائط کے علاوہ سربراہ کا مذکور ہونا لازم شرط ہے ، اسلامی نظام خلافت میں یہ قطعاً غوار نہیں کہ کسی عورت کو زمام اقتدار سونپا جائے ۔

لما قال الامام سعد الدين الشافعي رحمه الله تعالى : (رعت قول النسفي ثم ويشترط ان يكون من اهل الكفاية المطلقة الكفاية اي مسلماً حراً ذكراً عاقلاً بالغاً بالغاً وانفساً ، ناضجاً عقلاً وديناً -) (شرح العنايد النسفي) ملك الملافة والاعمارق ، وقوله انصافه ان ما يجب رعت قول درمنازم ويشترط كونه مسلماً حراً ذكراً ، وقوله انصافه امره بالقدرة البيوت فكان جعفر حاله على استواء واليه اشار النبي صلى الله عليه وسلم حيث قال كيف يفتح قوم تمكلمهم امر ردة ۔

(مراد احتیاج بہت باب الامانة)

سربراہ بننے کے بعد اس کے فرائض بھی کی احسن طریقہ سے ادا کیے گئے ہیں امور کی ضرورت ہے مقرر تھے وہ مردوں میں پیدا کئے ہیں ، البتہ گھریلو اور خانہ دانی امور کے کھلنے کی ضرورت عورت کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے ، اسی لیے عورت کو اس میدان میں اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے جن امور کی ضرورت تھی وہ اسے مکمل طریقہ سے دیئے گئے جبکہ مرد بہت زیادہ صلاحیتیں مفقود ہیں ۔

عورت کے لیے پردہ کی رعایت اچانک سے بے جا اختلاط سے ممانعت اور دامن عصمت کا تحفظ ایسے امور ہیں جو میدان قیادت میں جانے سے منع کرتے ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کسی قوم کی اس سے بڑھ کر اور کیا قسمی ہو سکتی ہے کہ جس نے اپنی حکمرانی عورت کے سپرد کر دی ۔

لا ویدعی الحدیث : عن ابي بكره رضي الله عنه قال : تعني الله بكلمة سمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم : يا ابا الجمل بعد ما كادت ان اخطق باصعاب الجمل

فَاتَاتِلْ مَعَهُمْ قَدْ مَاتَ بِلَا يُغْنِي عَنْكَ رِجَالُكَ إِنْ كُنْتَ خَائِفًا عَزْماً
 بخت گزری قال لی یفلح قوم اتوا اسلاماً (در صحیح بخاری ۳۳۲۱) ^۱
 وقال الامام بقوی: رحمت هذا الخديث: تفقوا على ان المرأة لا تصنع ان تكون اماماً
 ولا قطباً لان الامام يحتاج الى الخروج في قامة امر الجهاد والقيام بامور الناس.....

ولان المرأة ناقصة وان مامة والقبضاء من كمال النوايات فلا يصلح لها الا ان يكمل
 من الرجال۔ (شرح المسئلة ج ۱۰ ص ۱۰۰ كذب الحائض والقضاء بکبره وقله للنساء) ^۲
 جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ایک کافر قوم کے ہاں ہے اسی پر کسی
 بھی قوم کو اس سے مستثنیٰ کرنا جائز نہیں خواہ مرد و جہوریت میں یا اسلام کی مرقدہ نہایت میں
 کسی صورت کو یہ موقع دیا جائے ہر حالت میں عورت کی حکمرانی غدا پر خداوندی کے شراف ہے۔

اولوالامر کی حقیقت | مسوال ۱۰ جہوریت یا شہنشاہیت میں جو لوگ مکیث کے
 وظیفہ دار ہیں کیا یہ لوگ "اولی الامر" کی حقیقت میں داخل ہیں یا
 نہیں؟ تاکہ ان کی تابعہ کی رعیت کے لیے لازم ہو کہ ان کے حقوق آواز اٹھانا بغاوت کے
 مترادف ہو؟

الجواب: شریعت کی روش سے "اولی الامر" کی حقیقت خلافت علیٰ مبلغ النبوة سے خاص
 نہیں بلکہ امراء اور مسلمان ہیں اگر عوام کے حقوق کی تحفظ کی ذمہ داری نبھاتے ہوں اور کفر علی
 طریقہ انتخاب سے ان کی تقرری ہوتی ہو اور جس کو عوام کی تائید بھی حاصل ہو خواہ جہوریت
 میں ہو یا دوسرے نظام حکومت میں ہو تو یہ لوگ بھی "اولی الامر" میں شمار ہوں گے۔

ما قال الامام جصاص: والصحيح عندهم: انهم الامراء والعلماء جميعاً اذ
 الامر اخلاق اصل الامر منهم والحق اليهم وما اعلموا فلا تنوهم واجب
 متعين على اقل وجوابهم لازم۔ (احكام القرآن ص ۱۱۱ مسوال ۱۱۱)
 تاہم جہاں کہیں امراء اور مسلمان کسی خلاف شرع نظام کو مسلمانون پر نافذ کرنے
 کی کوشش کریں تو ان کے خلاف آواز اٹھانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مسلمانون کی دینی اور

لہذا قال العلامة الامام: انقرضت (واجبوا على ان المرأة لا يجوز ان تكون اماماً۔

(الجامع لاحكام القرآن ج ۱ ص ۱۱۱ مسوال ۱۱۱)

اخلاقی ذمہ داری ہے ۔

ما قال لا امام الا قرطبي في تفسيره اوى لا يوافقون على ان اطلاق رضى الله عنه انما
هو حق من الامام ان يحكم بالعدل ويؤدى الامانة وذا قال ذلك وجب على المسلمين
ان يصوبوه لان الله تعالى امر بدين الامانة والعدل فصار مرتبطا به ۔

التفسير الجامع لآخرة القرآن ج ۵ ص ۳۵۹ ۔ سورة النساء ص ۱۲

خلافت یا ملوکیت سوال خلافت علی منہج النبوة کا دور تک عصر ہا اور اس کے بعد
نہاں ملوکیت خلافت کی بجائے ملوکیت کو منتقل ہوا نیز خلافت

اور ملوکیت میں کیا فرق ہے اور ملوکیت کا دور کس وقت سے شروع ہوتا ہے ؟

الجواب خلافت علی منہج النبوة کا دور تیس سال تک مسلسل رہا پھر اس کے
بعد ملوکیت کا دور شروع ہوتا ہے البتہ درمیان میں بعض ایسے خلفاء آئے جن کے عدل و
انصاف کی وجہ سے ان کا دور ملوکیت بھی خلافت علی منہج النبوة میں شمار کیا گیا تاہم حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خلافت علی منہج النبوة تیس سال تک رہی ۔ اس کے
بعد مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے خلافت ملوکیت کی طرف منتقل ہوئی ۔

ما ورد في الحديث : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : خلافتي تسب ثلاثون
سنة ثم خلف بعد ثلاث . ثم قال : فيها ذمامك يا خليفة اني بكوا شريرة وخلافتي
عشر وخلافتي ثمان شرا من اهلك خلافتي فوجدنا خلافتي سنة قال : وجد
فقلت : لانني لا أرى شيئا يرضون ان خلافتي فيهم قال : لان يوافقوا الزور بل هم
ملوك من ذرا الملوك ۔ (نزہ الدینی ج ۲ ص ۱۸۲)

بڑا یہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے تعلق سے خلافت کی ذمہ داری اور فقہیت کی ذمہ داری کا

تعلق ہے امام الشافعیؒ نے ابوہریرہؓ اور ائمہ اربعینؓ کے عقیدہ کو بھی من کویت لے
ولایۃ النبویۃ لا دلایۃ طویتیۃ والمردا منہم فیما یرون بہ وینہون عند ما
یکون معصیۃ فلا جاعلۃ لخنوق فی معصیۃ اللہ کاثبت ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (فتح القدیر لشوکانی ج ۱ ص ۱۸۴)

نیز علیؓ کی ج مع ابیہان الطبری ج ۴ ص ۱۲۷ سورة النساء ص ۱۲

دور مغربی دور بدلایا، آپ جس کی وجہ سے بعض اسلام نے آپ کے دور حکومت کو ختم کر
 دشمنوں کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔

عن عبد بن یحیٰی عن الصادق علیہ السلام یقول: لو انکم وسمیر ورفیع ورفیع ورفیع

عبد لغیر بنی رضی اللہ عنہم۔ (ابوداؤد ۲۷۳۲ کتاب المغازی ۲۷۳۲)

خلافت کی مملوکیت میں تبدیلی کے سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 وفات کے بعد دشمنانِ کفر نے مسلمانوں کی قوت اور اہل وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے
 یورپی کوشش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ مقلد راشدین خاص و حضرت
 ابو بکر و حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں انہیں موقع ملنے نہ سکا تاہم ان لوگوں نے زیر زمین اپنی
 سرگرمیاں زور و شور سے جاری رکھیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد
 دشمنان اسلام کھل کر میدان میں آئے جس کے سبب سے بڑی دیرین خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
 کی الشاک شبہ رست ہے۔

قال عروة ابن کثیر رحمہ اللہ، کان اول من دخل علیہ رطل یقاتلہ اصوات لاسی
 فاعلم حقائقہ، ینا حقاً، فی علیہ وجعلت بعد تردد فی حالہ فخرک وھو یغن اننا
 قد اقلعہ.... ثم دخل علیہ آثار و معطیات فخر بہ بہ فانت و بین وقطعہ... کان
 اول قصہ فیہا منقصات علی ہذا لایہ الضیاع لکلمہ اللہ وھو شہید علیہم لہ
 جاء آخر شاھد اریضہ فاستقرت الامور لکلمہ لکلمہ العرافۃ لکلمہ مسد و اخذت
 النبیؐ فان حصرہ منها فقطع اصابعہ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۰۹)

جس کے بعد جملہ معتین اور دوسری مجلس اس کا وہ حق ثبوت ہیں۔ یہی وہ احوال تھے جن کی
 وجہ سے خلافت علی مرتضیٰ النبیؓ کی بڑی کمزوری کی گئیں جس سے رفتہ رفتہ غیر القرب کا دور
 ختم ہو کر خلافت کی مملوکیت نے لے لی۔

خلافت اور مملوکیت میں نمایاں فرق یہ ہے کہ خلافت کے انتخاب کا جو طریقہ غفار راشدین
 کے دور میں مروج تھا وہ مملوکیت میں نہ رہا، اصناف راشدین کے دور میں رعایا کی رعایتی سے

لہ من صلی اللہ علیہ وسلم خلافت الہیۃ فلا یفوت لہ شری فی اللہ

انصاف من ہشام۔ (ابوداؤد ۲۷۳۲ کتاب المغازی ۲۷۳۲)

بیعت کی جاتی تھی جبکہ طو کثیت میں اس کے برعکس یا تو اور جمہ سے بیعت نہ جاتی تھی، اس کا اثر
خود حضرت امیر مہاجرین رضی اللہ عنہ کی مدینہ طیبہ میں کی گئی تقریر سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا :-
انما بعد اذانی و لا ما ولیت سرکھ حین ولیتہ وانا اعلم انکم لا تسترون بولایتی
ولا تحبونها واذ لایام ماری لغویسکم من یراک وایکو حالیکہ لیسیم ھذا الخالصة
والسنة والنهاية ۲ ص ۲۵۱

اس کا نتیجہ ہوا کہ طو کث کے دور میں خلفاء و شہداء کی کسی سادہ زندگی کے بجائے قیصرانہ
کسرفا کی ہی شان و شوکت پیدا ہوئی اور بادشاہ اور رعیت کے درمیان حاجب اور دربان
مائل ہو گئے، رعیت کی خبر خدائی کہ بلکہ امر خود انہی کا شکار ہو گئے اور ان سے ایسے کام
مردہ ہوئے جو اس منصب کو ذیب نہیں دیتے۔

مسوال :- اگر ایک شخص عمال کے اعتبار سے
منصب خلافت کے انتخاب کا معیار
وزن کا پابند ہو، تقویٰ اور دینداری میں بڑی
شہرت رکھتا ہو ممکن مکی اور مدینہ الاقرا کی حالت پر کبھی نظریہ ہونے کی وجہ سے اس پر مملکت چلانے
سے نااہل ہو تو یہ منصب خلافت کے عہدہ کیلئے اس کو ترجیح دی جا سکتی ہے یا نہیں؟
الجواب :- کسی مسلمان کی دینداری اور تقویٰ بے شک ایک اچھی چیز ہے جو کہ صرف
اس کی اپنی ذات تک محدود رہے، منصب خلافت میں جو کچھ ذاتی کردار سے ہٹ کر فضائل
سے واسطہ پڑتا ہے اور اس میں معاشرہ کے فہم و ترجیح اور عادات کے نشیب و فراز سے گزرتا
پڑتا ہے اس لیے اس میدان میں اس پر خلافت سے واقفیت رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔
تاہم ایسے منصب کے انتخاب میں دجل و ہلمیس اور ظلم و زیادت سے بچنے کے لیے امیدوار کے
ذاتی کردار و اخلاق کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

لما قال العلاء سعد الدين قننا رافى رحمه الله تحت قول المفسر
و لا يشترط في الامام ان يكون معسوماً ولا ان يكون فاضلاً اصل
انه لا ان المساوى في الفضيلة بل المفضون الاض علمنا وعبدنا كما كان
اعرف بمصالح الامم وما ساءها وقد رافى على القياس يسودها
خصوصاً اذا كان نصب المفضول مع نشو و بعد عن اثار الفتنة
..... مع انه لا يجوز نصب امامين في زمان واحد قننا غير الجائز

وقال: لا امام الا هما: نجم الصلوة والدين عبد النسخ، ويضطران، يكون من اهل النورية
المطابقة لکلامه سائفاً قادراً على تنفيذ الاحكام وحفظ حدود الارلا سلاماً واهلاً
المظلوم من الظلمه۔ (شرح العقائد النسفی ص ۱۱۳ الخلافه والامامه) ۱۔

ورث کی شرعی حیثیت | سوال ۱۔ مروجہ طریقہ انتخاب میں ورث کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب ۱۔ عصر حاضر میں ورث کی مختلف حیثیتیں ہیں ۱۔

(۱) اس کی حیثیت شہادت اور گواہی کی ہے، دو ورثین ممبر کو ورث دے رہا ہوتا ہے
وہ اس بات کی گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ میں اس کو ملک و قوم کے لیے مفید و نفع بخش
سمجھتا ہوں۔

(۲) اس کی حیثیت مشورہ کی سی ہے، دور حکومت اور نظم و نسق کے سلسلہ میں اپنی رائے

لا اظہار کرتا ہے کہ سیاسی امور میں کوئی زیادہ بہتر، ایسا انداز اور یا متدار ہے۔
(۳) اس کی حیثیت سفارش کی ہے کہ دو ورث اس امیدوار کے لیے ایک اہم و مفید شخص
کے لیے سفارش کرتا ہے۔

(۴) اس کی حیثیت وکالت کی ہے، دو ورث اپنے لیے حکومت کے گھر میں وکیل نامزد کرتا ہے
کہ یہ شخص راہبہ واد حکومت سے میرے مسائل حل کرائے گا۔

(۵) ورث کی حیثیت سیاسی بہت کم ہے، دو ورث اپنے ورث کے ذریعے مقامی امیدوار
کے واسطے سے سربراہ مملکت کی بیعت کرتا ہے۔ اسی بیعت میں یہ ضروری نہیں کہ
براہ راست سربراہ مملکت یا خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کی جائے بلکہ بیعت خط و
کتابت کے ذریعے بھی ہو سکتی ہے اور اسی طرح سربراہ مملکت کی جانب سے ضرر و مشرہ
نامزد کے ہاتھ پر بیعت کرنا بھی خلیفہ کی بیعت شمار ہوتا ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر بن صامتؓ

لے قال: لا امام الا المصطفى، ہی صفیری وکبری فاکبری استحقاقاً تعارف عام علی

الکائنات۔ راہبہ اخبار علی باطنی رد المحتار ج ۱ ص ۴۴۰ باب الامامة

و مشفقہ رد المحتار ج ۱ ص ۴۴۰ باب الامامة۔

سے فرمایا کہ لوگوں سے میرے لیے بیعت نہ ہو۔

عن عبد اللہ بن العباسؓ یقول قال لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحدث عن
مجلس تبايعی علی بن لا تشركوا باللہ شیئا۔ (مجمع بخاری ج ۲ ص ۱۰۷) کتاب الاحکام

وعن عبد اللہ بن دینار قال شہدت بن عمرؓ حیث اجتمع شامی علی
عبد المطلب کتب اُفی اُقول بالسمع والطاعة لیس اللہ عبد بلعل امیر المؤمنین
علی۔ سنۃ ملہ و سنۃ رسول اللہ ما استطعت وان لی قد قدروا محسن ذلک۔

مجمع بخاری ج ۲ ص ۱۰۷ کتاب الاحکام

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے اپنے حق رائے دہی روٹ کے استعمال کی گمانہ
بڑا نازک اور اہم ہے۔ اگر کسی نے نااہلی شعنی کو روٹ دے دیا تو یہ ووٹ شہادتِ دور
غلط سازش و رعب مشورے میں داخل ہوگا اور اس قسم کے غلط افعال کا ارتکاب قرآن
اور حدیث کے شرکِ محض ہے۔

لَا قُوَّةَ لَنَا إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ مِنَ الْأَوْتَارِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ وَخُذُوا بِلَدِّ
عَبْدِ مُشْرِكِينَ۔ (الحج آیت ۳۱)
مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَلُفُّهَا نَفْسٌ مَقْبُوضَةٌ فَهُوَ فِي رَفْعٍ شَفَاعَةُ شَفَاعَةٍ
يَكُونُ لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا۔ (النساء آیت ۷۵)

وقال عليه القبلوة والسلام السقنار مؤمن۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷)

ومن ثم ان الشی صلی اللہ علیہ وسلم قال الی بن الصبیح قلنا لمن
لا یلک وکتبہ وقریوہ ولسلہ اناسلین وعاصمتہم۔ (مجمع بخاری ج ۲ ص ۱۰۷)
کتاب الزمان۔ مترجم ج ۱ ص ۱۰۷ کتاب الزمان

ووٹ کا حق استعمال نہ کرنا | سوال | عصر ما میں انتخابات کے موقع پر ووٹنگ
کے دوران بعض لوگ بائیک ووٹ کا استعمال نہیں

لے ووٹ کی طرح حیثیت کے لیے دیکھتا ہوں۔ (مجمع بخاری ج ۲ ص ۱۰۷)
ج ۲ ص ۱۰۷ فتویٰ سائل ج ۱ ص ۱۰۷ ۲۶۶۲ منقذات۔

وَمِنْهُ فِي النَّاسِ ج ۲ ص ۱۰۷ کتاب الامارۃ۔

کرتے ہیں، کیا شریعت مقدسہ کی رو سے ووٹ کا حق استعمال کرنا لازمی ہے یا نہیں؟
الجواب :- ووٹ کی حیثیت ایک قسم کی شہادت ہے اور شہادت میں یہ تفصیل ہے
 کہ شہادت کبھی واجب اور کبھی فرض کی حد تک پہنچتی ہے اور کبھی استحباب اور ایاحت کے
 درجہ میں ہوتی ہے۔ جہاں کہیں شہادت کے ترک کر سنے کے بعد بھی کائنات سلب نہ ہوتا ہو تو وہاں
 شہادت دینا واجب ہو جاتا ہے، اور جہاں کہیں گواہوں کی تعداد زیادہ ہو وہاں گواہی
 دینا مستحب اور مباح ہے۔

قَالَ اِذَا كَانَ الْاِمَامُ الْقَرِيطِيُّ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْاَيَةِ: "وَلَا يَأْتِ الشَّهَادَةُ اِذَا اُنْذِرُوا"
 فَاِذَا كَانَتْ الْفَضْلَةُ مَكْتُوْمَةً الشُّهُودُ وَالْاَمَنُ مِنْ تَعْطِلُ الْحَقَّ فَالْمَدْعُوْ مِنْدَعِبٌ
 وَلَهُ أَنْ يَخْتَلِفَ لِاَدْنَى عَذَرٍ دَنْ تَخْلَفَ لِقَبْرِ عَذَرٍ ذَلَا اَنْعَرِيْهِ وَلَا ثَوَابَ لَهُ
 وَ اِذَا كَانَتْ الضَّرْفَةُ وَاجِبَةً تَعْطِلُ الْحَقَّ اِذَا فِي عَوْنِ قَوِي الْمَدْبِ وَقُوْبَ تَحِي
 الْوَجُوْبِ - وَ اِذَا عَلِمَ اِنَّ الْحَقَّ يَذْهَبُ وَيَخْلَفُ بِاَخْذِ الشَّاهِدِ عَنِ الشَّهَادَةِ فَوَجِبَ
 عَلَيْهِ اَلْقِيَامُ بِهَا لَا لِاسْمَاعِائِلَ كَانَتْ مَحْصَلَتُهُ وَمَحَالُ اِلْعَادِ اِلَيْهَا اَدْنَاهَا -

(رجوع احکام القرآن ج ۳ صفحہ ۳۵ سورۃ البقرة)

استیہات میں ووٹنگ کے دوران ہر شخص کو یہ اندازہ لگانا چاہیے کہ اگر میں نے غلام
 وعدہ شکن کو ووٹ نہ دیا تو اس کے مقابلے میں قاسم فابز کامیاب ہو جائے گا، تو ایسی حالت
 میں اس کے لیے ووٹ کا حق استعمال کرنا ضروری ہے، اور اگر یہ خطرہ موجود نہ ہو تو اس
 کے لیے ووٹ کے عدم استعمال پر کوئی مواخذہ نہیں۔

اسی طرح اگر کسی انتہائی ملحد میں مصد لینے والے اُمید وارفقانی و فجار ہونے ووٹر
 کے لیے جہلائی اسی میں ہے کہ ووٹ کا بالکل استعمال نہ کرے۔ حقیقت میں ووٹ کے
 استعمال کے دو پہلو ہوتے، اور یہ تو ووٹر کی اپنی صوابدید پر منحصر ہوتا ہے کہ میرے لیے
 ووٹ استعمال کرنے میں کیا فائدہ ہے اور عدم استعمال میں کیا نقصان ہے، اپنے
 دینی اور دنیوی فائدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ووٹ کا استعمال کرے، اس لیے کہ ووٹ
 کی حیثیت ایک قسم سفارش کی ہے، اور سفارش اگر ایچی ہو تو ثواب و جزا گناہ کا
 مستوجب ہوگا۔

قَالَ اِذَا كَانَ الْاِمَامُ الْقَرِيطِيُّ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْاَيَةِ: "عَنْ تَفْعُلُ شَعَاعَةً مَّكْتُوْمَةً لِّمَنْ لَّهُ"

يُصِيبُ بِمَنِّهَا وَمَنْ يَشْفَعْ مَعَهُ يَنْفَعْ يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا. (النساء آیت ۴۸)
 وقال جہاد والحسن زایت زیاد وغیرہم فی شفاعات الناس
 بینہم فی حوائجہم فمن يشفع لينفع فلنا نصيب ومن يشفع ليضر فلا كفل۔
 دالجامع لاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۹۲ سورۃ النساء ۴۸

سوال :- ایک شخص دیندار ہے اور شرع کا
 پابند ہے، جب اختلافات کا وقت آتا ہے تو
 وہ ایک دینی جماعت کو روٹ دیتا ہے

دین کے لیے ووٹ کے استعمال میں
 والدین کی نافرمانی میں گنہ گار نہیں

جیسا کہ والد سیکورڈ ہنسٹ رکھتا ہے اور اپنا ووٹ بھی غیر مذہبی پارٹی کو دیتا ہے اور
 اپنے دیندار بیٹے سے بھی کہتا ہے کہ میری پسند یہ پارٹی کو ووٹ دینا، اب میری یافت طلب امر
 ہے کہ زروٹے شرط بیٹے کے لیے والد کی یہ بات ماننا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب :- ایک سو دو نمبر بیٹے کے لیے والدین کی فرمانبرداری ضروری ہے لیکن ایسے
 امور میں نہیں کہ جس سے دین کو نقصان پہنچے جو اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہو۔
 صورت مسئولہ میں بیٹا عذر اللہ اپنی مسئولیت کا احساس کر کے کوئی ایسا فیصلہ کرے کہ جس سے
 اللہ کے ہاں اس کی ذمہ داری فارغ ہو۔

لَا تَالِ عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ : لَطَاعَةُ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ أَمَّا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ
 وَمُجْتَنِبِ الْمُنْكَرِ ۝ ۱۵۹ کتاب الامارۃ۔ کتاب ۲ ص ۲۸۱ کتاب البیعة)
 وعن ابن سيرين ان عمرو بن حصين قال للحكم بن اعين ان احب اليك من علي بن

علي وقال الامام ابن جبريل اضبط في تفسير هذه الآية : وَلَا يَأْتِ الشَّهَادَةُ إِلَّا
 مَا دَعَا لَا يَجِبُ فَرْضٌ ذَلِكَ عَلَى مَنْ دَعَى وَلَا شَهَادَةٌ عَلَى الْغَائِقِ إِذَا لَمْ يَوْجَدْ غَيْرُ
 فَمَا إِذَا دَعَا غَيْرُهُ فَهُوَ فِي الْأَجَابَةِ إِلَهُ ذَلِكَ غَيْرُهُ شَاهِدٌ أَوْ لَا شَاهِدٌ
 لَمْ يَجِبْ۔ (راجع البیون لطبری ج ۳ ص ۲۸۱ سورۃ البقرۃ)

وقال الامام احمد مصطفیٰ السراغی رحمه الله : في حق الشهادة : وهو لو لم تكن
 لا يجب على من دعى اليه الا اذا لم يوجد غير يقوم مقامه۔

(تفسير السراغی ج ۲ ص ۲۸۱ سورۃ البقرۃ)

رسول لأطاعة لمخلوق في معصية الخالق قال نعم۔ (کنز العمال ج ۹ ص ۱۳۴) حدیث ۱۳۴۱

ووث دیتے وقت شخصیت یا پارٹی کو ترجیح دینا | سوال :- بعض ماضی میں انتخابات کے وقت اہل صفہ کی امیدوار شنا

نہہ لو مارا ہو دیندار اور مدبر سمجھتے ہیں مگر پھر بھی اس کے مقابلہ میں ووث ہو کر دیتے ہیں ہو کر مرتبہ میں زیر سے محو اس کام ہے، اہل صفہ کا یہ اقدام شرعاً کیسا ہے؟

الجواب :- انتخابات میں ووث دیتے وقت اہل اور صالح ترین آدمی کو ترجیح دینا ضروری ہے تاہم اگر صالح آدمی کے متعلق یہ یقین ہو کہ وہ اہل میں پہنچ کر مصلحتاً انتخابات یا وزارت عظمیٰ کے انتخاب میں کسی فاسق یا غیر کو ووث دے گا تو اس صورت میں اسے ترجیح نہیں دی جائے گی بلکہ جو شخص آگے کسی دیندار و صالح امیدوار کو ووث دے گا اس کو سوبائی کہہ دی جائے گی اور اس کے انتخابات میں ترجیح دینی ضروری ہے۔

قال العلامة الحاکم نيسابوري: عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من استعمل رجلاً من مصابة وفي تلك المصابة من هو ارضى لله منه فقد خان الله وخان رسوله وخان المؤمنين. (المشكاة للشيخ محمد بن عيسى ج ۱ ص ۱۳۴) حدیث ۱۳۴۲

بیوی کو ووث ڈالنے سے منع کرنا | سوال :- دو ٹنگ کے دوران ایک شخص اپنی بیوی کو ووث ڈالنے سے منع کرتا ہے اور بیوی اپنے

له عن ابن جدير كوش عن علي قال لأطاعة لبشر في معصية الله۔

رکنز العمال ج ۶ ص ۱۳۴ حدیث ۱۳۴۲

وقال الامام شوكاني محمد بن علي: وكل من كانت له ولاية شرعية لا ولاية لمخلوق في معصية الله۔ (تفسير فتح القدير لشوكاني ج ۱ ص ۱۳۴) سورة البقرة

کے وہ من حذیقة رحمہ اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امارجل اشعبد رجلاً من عشرة انفس علم ان في العشرة فضل من استعمل فقد غش الله وغش رسوله وعش جماعة المؤمنين۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۳۴) حدیث ۱۳۴۳

کو مشکے فی کنز العمال ج ۶ ص ۱۳۴ حدیث ۱۳۴۳

خاوند کے فوت کی وجہ سے دوش ڈالنے سے فروم ہو جاتی ہے، شریعت کی رو سے یہی
کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب :- دوش، یک جسم کی شہادت ہے اور شہادت کہیں واجب ہوتا ہے
اور کبھی فرضی کفایہ، موجودہ حالات میں دوشنگ کا جو نظام ہے اس میں دو زریاں ہوتی
ہیں اس لیے دوش ڈالنا زیادہ سے زیادہ فرضی کفایہ کے حکم میں داخل ہوگا، اور فرضی
کفایہ میں یہ قاعدہ ہے کہ ضرورت کے تحت اگر چند لوگ دوش کا حق استعمال کریں تو
اور ہر ایک کا ذمہ فارغ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر عاوند بیوی کو دوش ڈالنے سے منع کرے
تو شرعاً کسی پر مواخذہ نہیں، نہ عاوند پر اور نہ بیوی پر، بلکہ عورت کے لیے عزت اور حیا
اسی ہیں۔ یہ کہ عاوند کی بات مان کر دوش ڈالنے سے احتراز کرے۔

لما قال العذبة ابن تميم المصمری: ان الشہاد ذفر من العذبة اذا قام بها بعض
مصدق من الرجال وتسعين اذا لم يكن الا شاهدان۔ (بولاق بیروت) یہ شہادت
رشتہ داری کی بنیاد پر دوش دینے کا حکم، اصول: کسی امیدوار کو اچھے
رشتہ دار ہونے کی وجہ سے دوش دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اہل اور فقہار کے بجائے صرف رشتہ داری اور برادری کا وجہ
کسی امیدوار کو دوش دینا عصیت، جرجاہیت کے مترادف ہے، اور غور بنی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصیت کی دلدلی میں پھنسنے والوں سے بے زاری کا اظہار
فرمایا ہے۔

ما ورد فی الحدیث: وعن ابا هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من خرج من اوطاعة وفارق الجسالة فماتت ميتة جاهلية.....

لہ وقال الامام عبد الرحمن بن عیسیٰ الجوزی القرطبی: انما يلزم الشاهد ان لا يأتی اذا دعی لا جمعة
انشهادة الا لم يوجد من يشهد بخبره۔ فاما ان كان قد تحملها جماعة لم تتعين عبود كقول الله
فما حال تحملها الا انه فرض على كفاية كالمهاد فلا يجوز لجميع الناس الامتناع منه۔
(زاد المسیر فی علم التفسیر ج: ۳۲۹ مسودۃ البقرة)

ومن فاق تحت رآيته عمية بن عوارقا عصبية او يقضب بعصبة دقتين
فقتاعه جاهلية - ومن انشأ ج ۲ ملت کتاب الحارث بن عاصم بن قائل تحت رآيته عمية

ویندار امید و فر کے حق میں ووٹ دینے کی قسم توڑنا اس کے موقع پر عمرو کے بارے

قسم اٹھائی کہ میں اپنا ووٹ عمرو کو دوں گا، لیکن کچھ دن بعد عمرو کے مقابلہ میں ہر انتخابات
کے پہلے کھڑا ہو گیا، در تمام ان عمل کے نزدیک عمرو سے دینی اور دنیوی دونوں اعتبار سے
اچھے کر دلوں کا ملک ہے، اب زید کہتا ہے کہ میں نے جو قسم اٹھائی ہے اسے بکھر کے حق
میں توڑ سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب :- ہر چند کہ ویندار اور ویندار ہونے کی وجہ سے ووٹ کا صحیح حق ہے
ہے اس لیے زید کو چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے، ورنہ اپنا ووٹ
بکھر کے حق میں استعمال کرے تو شرعاً اس کا ذکر خارج ہو جائے گا۔

لما روی امام انسائی عن من عدی بن حاتم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من حلف على يمين فخرى ففخرها غيراً منها فليأت التذى هو خير وليكف عن
يمينه - ومن انشأ ج ۲ ملت کتاب الحارث بن عاصم بن قائل تحت رآيته عمية

مسلمانوں اور مرزائیوں کی متحدہ جماعت کو ووٹ دینے کی شرعی حیثیت | سوال -

پاملہ آقا و یاموں سے انتخابی اتحاد ہوا ہے، ایسی متحدہ جماعت کو ووٹ دینا مسلمانوں

لما فی الحديث: وعن فضيلة قالت سمعت ابا يقول: قال ابو حنيفة رضي الله عنه وسلم
نقلت يا رسول الله: ان بعض بني النضير لم يحج الرجل فزعمه قال لا ولكن من بعض بني

يعين الرجل فزعمه على الظلم - (مسند بن جرير ج ۲ ص ۲۸۵) | اب | اعصبيه |

ومثله في كل زمان ج ۲ ص ۳ ص ۳۵ رقم حديث ۵۵۵

سہ وقال الامام ابو ليلى كات عبد الله بن احمد بن محمود الشافعي: ومن حلف على
معصية يبغي ان يحنث ويكفر - (كنز الدقائق ص ۱۵۵ کتاب اليمين)

ومثله في سنن انسائي ج ۲ ص ۱۱ کتاب الحارث بن عاصم بن قائل تحت رآيته عمية

مسلمانوں کے لیے شرعاً جائز۔ ہے یا نہیں؟

اجواب :- قادیانی جو کہ مرتد اور خارج عن اسلام ہیں ان سے اتحاد کرنے سے اگرچہ کسی کو فتنی مصلحت کی بناء پر کچھ معذرت حاصل ہو سکتے ہیں، لیکن ان کے ارتداد اور کفر کی وجہ سے ان کے جوہد موسم مقاصد ہیں اتحاد کی صورت میں وہ متاثر ہونے والے نہیں رہ سکتے، اسی لیے قادیانیوں سے اتحاد کرنے میں فائدہ کم اور نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ یہودیوں سے اتحاد کیا تھا لیکن اس سے کوئی اصلاحی شعائر متاثر نہیں ہوئے تھے۔

ماہم صورت مسئلہ کے مطابق اگر مسلمان کسی نیک مقصد کی تکمیل کے لیے قادیانیوں سے اتحاد کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بنیادی طور پر کفار اور مشرکین سے اتحاد کرنا ممنوع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَا تَجِدُ الشُّرُكُوکَ اِلَّا کَافِرِیْنَ اُولَٰئِکَ مَعُوذٌ لَّکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ رَّبِّکُمْ یَفْعَلُ فَاَیُّ ذٰلِکَ فَلِیْسَ مِنْ اَشِیْءٍ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْ تَشَقُّوْا وَاَذْهَبَ لَکُمْ نَفْسُکُمْ اَوْ یُعَذِّبَکُمْ اللّٰهُ نَفْسُکُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ لَکَصِیْبٌ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۲۷)

لیکن یہاں کہیں مسلمانوں کو کفار اور مشرکین سے جبری اور دبیوی فائدہ ہو تو اسی صورت میں ان سے اتحاد کرنا مضر بھی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہر مذمتورہ میں آتے کے بعد یہودیوں کے دشمنوں قبائلی بنو نضیر اور بنو قریظہ سے اتحاد کیا تھا، اور صلح حدیبیہ بھی اسی قسم کے اتحاد اور معاہدہ کی ایک کڑی تھی۔ اسی طرح آج بھی عادت کو دیکھنا بائیسے گا کہ اگر مسلمانوں اور اسلام کو کفار کے ساتھ اتحاد کرنے میں کوئی معقول فائدہ ہو تو ان سے اتحاد کرنے میں شرعاً کوئی قبحیت نہیں۔

نا قال الامام شمس الدین سرخسی، ولان رسول تہ صلی اللہ علیہ وسلم صالح اهل مكة عام الحديبية عن ان وضع الحروب بينهم وبينهم عشرين فكانت نكاح المسلمين لمواطنة كانت بين اهل مكة واهل خيبر وهم معروفة ولان الامام ذهب ناظر اومن انظر حفظ قوة المسلمين دأ قوما في المودة (اذا كانت المشركين شدة) (المبسوط للرمي ج ۱۰ امش كتاب السير)

وكان الامام يوليى جماعته في تنبيه هذه الآية "لَا تَجْعَلُوا لِلْكَافِرِ مَا يَجْعَلُ لَكَ يَحِبُّ" قال

ابوبکر قد كان النبي صلى الله عليه وسلم عاهد حين قدم المدينة اهلها فآمنت
المشركين منهم النضير وبنو قينقاع وخريلطة وعاهد ثبيل من المشركين .

راحكام المقرآن ج ۳ ص ۳۰۰ سورة الانفال

قاسق و فاجر کے حق میں ووث کا استعمال کرنا | سوال :- کسی قاسق اور فاجر شخص
کے حق میں ووث کا استعمال شرعی
جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ووث ایک امانت اور عارض ہے یا ایک قسم کی شہادت ہے اس
اعتبار سے کسی قاسق یا فاجر شخص کو ووث نہیں دینا چاہیے ، ووث کسی دیانت دار ، امانت دار
اور دیندار یا ایسے شخص کو دینا چاہیے جو قوم اور ملک کے لیے مفید ثابت ہو ، ہر جہاں
کہیں پارٹ کا بنیاد پر ایکشن ہو تو اس میں شخصیت کے مقابلہ میں پارٹی کے غشور کو مد نظر
رکھنا زیادہ مناسب ہے ۔

قوله تعالى ذللت الله يا من لم ان تؤذ ولا مآفات راي اهلها . والنساء آيت ۷۵
من يشفع شفاعته حسنة يكن له نصيب منها ومن يشفع شفاعته سيئة يكن
له كفى فيها . (النساء آيت ۷۵)

ولقد الامام القرطبي في تفسير هذه الآية : هي شفاعة الناس بينهم فهو انهم من يشفع
ليشفع عنه نصيب ومن يشفع يضر فله كفى . (ايلام مع الاحكام القرآن ج ۲ ص ۲۹۵ سورة النساء ص ۷۵)

لہ قال فی ہندیہ : واذا اذی الامام ان یصالح اهل الحرب او فریقاً منهم وكان ذلك مصلحة
للمسلمین فلا بأس به وان رأى الامام موادة اهل الحرب وان يأخذ علی ذلك مالا
فلا بأس به لكن هذا اذا كان بالمسلمین حاجة اما اذا لم تكن فلا يجوز .
(گفتار دعا ہندیہ ج ۲ ص ۱۹۱)

لہ وقال السکوتی فی الجرح : ثانیاً ، العدالة : ای ، الدیانة والاخلاق ، النافعة وحی معصیة
فی کمال الایسۃ وحی ان یکون صدق المہیۃ فافہر الترانۃ عطفاً عن الحادۃ متوقفاً علیہم بعد لکم
تربیب . منسوخاً فی الرضا والنفس . مستعملہ لمرورۃ مشلۃ فی دینہ کذبتکاء ۔

(النفقہ الاسلامیہ وادارتہ ج ۲ ص ۲۹۳) اجابہ اساسی فقہ الحنفی لا سواہ ،
المبحث الرابع شروط الامام)

دوٹ لینے کی غرض سے لوگوں میں رقم تقسیم کرنا | سوال :- انتخابات کے موقع پر بعض امیدوار اپنے علاقہ کے لوگوں میں کچھ پیسے یا کھانے پینے کی بعض اشیاء اس غرض سے تقسیم کرتے ہیں کہ لوگ ووٹنگ کے وقت یہ لوگ اپنا ووٹ ان کے حق میں استعمال کریں، شرعاً ان تقسیم شدہ اشیاء کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب :- اگر امیدوار کا مقصد یہ ہو کہ میں پیسوں کے ذریعے لوگوں سے ووت خریدتا ہوں تو اس غرض سے لوگوں کو پیسے دینا جائز نہیں، اس لیے ووٹ کی شرعی حیثیت بالترتیب دو گواہی کی ہے یا سفارش کی، اور فقہاء کے نزدیک شہادت پر پیسے لینا جائز نہیں۔

لما قال الامام ابن الجہم رحمہ اللہ: بخلاف الشہادة فانها فہم من عیب منی الشہادة اذ اہلہا فلا يجوز فیہا التعارض اصد؟ (رقعة القدیر ص ۲۷۰) کتاب الشہادۃ اور اگر امیدوار کی غرض خرید و فروخت کی نہ ہو بلکہ ویسے نہ کچھ دینے کے لیے ہو کہ پیسے دیکھ کر لوگ مجھے ووت دیں گے تو اس صورت میں تقسیم شدہ اشیاء کی حیثیت رشوت کی ہے اور رشوت لینا اور دینا شرعاً حرام ہے، اس لیے ووٹ کے عوض میں کچھ لینا اور دینا دونوں ناجائز ہے۔

لقولہ علیہ السلام: من اللہ الریشی والمریشی ومن اتق الذی یشی بینہما۔ (کنز العمال ج ۹ ص ۱۱۱) حدیث سنن ۱۵۰۸ ص ۱۰

عورت کے لیے ووٹ کا حق استعمال کرنا | سوال :- صوبائی اور قومی اسمبلی اپنا حق ملے دیں (ووٹ) استعمال کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- ووٹ درحقیقت ایک قسم کی شہادت کی حیثیت رکھتا ہے، ووت کے

عن وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمریشی فی الحکم۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۲۱) ابواب لا حکام، باب ملج فی الراشی والمریشی فی الحکم فی سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۲۹ کتاب الفقہاء، باب فی کراہۃ قمارۃ وق۔

فرید دوشامید و لڑک اہمیت کی کوئی دینا ہے اور اسی طرح دوسرے علمائے اہل ہندوستان
حق میں راستے اور مشورہ دینا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے عورت کو اہل ارادت، اہل مشورہ
اور اسی طرح اہل شہادت قرار دیا ہے۔

خو لہ تعافاً : فَإِنَّكُمْ تَكُونُونَ قَوْلًا وَاعْتِدَاءً : رِبْعَةٌ مَسْمُومَةٌ
خلفاء و راہنہ گزین کے روشن دہرِ خلافت میں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خلافت ختم ہوئی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لیے لوگوں سے مشورہ اور رائے طلب کی تو اس موقع پر
آپؓ نے پاکر من عورتوں سے بھی مشورہ اور رائے طلب کی تھی ۔

سما قال : لا عام ابن كثير وحمد الله : ثم نهض عبد الرحمن بن عوف
رضي الله عنه فاستشير الناس فيهما وجمع رأي المسلمين برأى رسول الله
وأنبأهم جميعاً وانشأوا مثنى وقد أدى وحقه عين سراً و جهر الحق خالص
إلى النساء المعدلات ، ثم حجابهن وحتي سأل لولدان قب المكاتبا
وحتي سأل من يرد من المكيان والاعراب في المدينة في مدة ثلاثة
أيام بلباسيهما . (البداية والنهاية ج ۱ ص ۱۵۱)

تاج محمد ایک مسلمان عورت کے دوٹ ڈالنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پردہ اور دیگر
موثر عیر کا خیال کرتے ہوئے اپنے دوٹ کا حق استعمال کرے درمسعیت کے
ارتکاب سے دوٹ کا ترک کرنا افضل ہے ۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : عورتوں کا دوڑنا منوع
نہیں ہے البتہ دوٹ دینے وقت شرعی پردہ کا خیال رکھنا لازم ہو گا
رکعات لغتی ج ۹ ص ۹۳ کتاب النیاسۃ :

عورت کو شہادت انوائی کے باجہ میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے
ہیں : وما سوى ذلك من المعاشرات ای دکل ماسوی ذلك
يقبل فيه رجلا أو رجل وامرأتان سواء كانت الحی
ماذ أو لا کالمکاح و لعلات والوصفانة والوصیلة ونحو ذلك

کالمعتق والرجیئة والنسب۔ (فتح القدیر ج ۲ صفحہ ۱۱۲) کتاب: الشہادۃ ۱
مروجہ مغربی طرز پر جوئے والے انتخابات میں علماء کا حصہ لینا | سوال: بروہ
 مغربی طرز پر جوہریت پر بڑا کرتے ہیں علماء کرام ان انتخابات میں حصہ کیوں لیتے ہیں؟
 الجواب:۔ علماء کرام کے لیے لزم ہے کہ اپنی ذمہ داری کو برقرار رکھتے ہوئے
 سیاسی لائن پر منکرات کا سہہ باج کریں اور برسرِ اقتدار طبقہ کو خلافِ شرع امور کی شانہ بدیہ
 کرتے ہوئے منکرات سے بچائیں۔ اور اس قسم کے امر باعز و نہی عن المنکر
 انتخابات میں شرکت کے ذریعہ صحیح طریقہ سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے علماء کرام
 ضرورت کے تحت مروجہ طریقہ انتخابات کے ذریعہ ایوانِ اقتدار میں پہنچ کر حق کی
 آواز بلند کرتے ہیں۔

فقہ کا مشہور قاعدہ ہے جسے علامہ ابن نجیم المصری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، آپ
 فرماتے ہیں، من ابطل بیعتہ وہب امتساویات یاخذ ما یتھمنا بشاد
 وان اختلافاً یغتارا ہونہما لان مباشرة الحرام لا تجوز۔ لافضلۃ ولا
 من روة فی حق الزیادۃ۔ (الامشیاء والنظار فی شرح مجموعہ علماء امامہ فی مسند الغریب ج ۱ ص ۱۲)
انتخابات میں بروہ طریقہ کے تحت حصہ لینا ترک امر یا معروف اور نہی عن المنکر سے
 ملے وقت علامہ ابن جبر القسطلانی، من مسروق۔۔۔ کانت عائشۃ ففعلت اس وعلماہا
 راجحاً من رأی فی امامۃ۔ (الاصابة فی تمیز الصحابة ج ۲ ص ۱۲) ذکر عائشۃ م
 وقال علامۃ عصر کمالہ فی ترجمۃ شفاہت عبد اللہ، یقول الشفاہت عبد اللہ
 معایبہ جلیلۃ ذات عقل وفضل وجودۃ رأی کان عصر بن الخطاب رضی اللہ
 یقرن مہا فی الرئی ویرفہا ویرفعہا ویریب ولاہا شیئاً من امر مسوق۔

(اعلام النبہ دہمصر کمالہ ج ۲ صفحہ ۱۲)

تہ وقال لعلہ الغریب فی تفسیر هذه الآية إنما کان یأخوذ عما فی ذلک من المظاہر لا من المظاہر
 مادہ امی بظلم بلا حجة مجاہد فی حکمہ وهو استرقاق السراہن۔
 حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو رکھنے کے لیے ملک مصر کے قانون کا مذاق کھتے ہوئے
 اس پر مائل فرمایا تھا۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۴ صفحہ ۲۰۰ سورۃ یوسف)

اُٹھوئے ہے، اس وجہ سے بھی علماء کرام مغربی طرزِ جمہوریت کے مطابق منتخب و انتخابات میں حصہ لیتے ہیں۔

انتخابی مہم میں مخالف امیدوار پر نازیبا الفاظ استعمال کرنا | سوال: انتخابات امیدوار انتخابی جلسوں میں لاف و سپیکریز پر اعلانِ ایک دوسرے (مخالف امیدوار) کو گالے گلوے اور نازیبا الفاظ کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں، از روئے شرع کسی پر نازیبا الفاظ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شریعتِ معظمہ نے کسی مسلمان کا بے جا تحقیر کرنے یا اس کے بارے میں نازیبا الفاظ زبان سے نکلانے کو ایک بری غصلت قرار دیا ہے، اسی طرح کسی مسلمان کو گالے گلوے کرنا فسق و فجور کی علامت ہے، ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان کو ہر وقت قابو میں رکھے اور کسی کی دلائلِ زاری نہ کرے، جذبات کی زد میں جہم کر اپنی مسوئیت کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہیے، اسلامی اقدار کا ہر میدان میں خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

لما روی البخاری عن ابن ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکم ضیفہ ومن کان یتومن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذجہ ومن کان یتومن باللہ والیوم الآخر فلیقبل او لیصمت۔ (صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۹۹) کتاب الدیارات (تحقیق) ج ۱ صفحہ ۱۵۶
وایضاً عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یتومن باللہ والیوم الآخر فلیقبل او لیصمت۔ (صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۱۵۶) کتاب الدیارات (تحقیق) ج ۱ صفحہ ۱۵۶

نہ مخالف الحدیث: عن ابن ہریرۃ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یتکلم بالکلمۃ ما ینبئہ عن ذنبہا یزل بها فی الذوال وینزل ما ینبئہ عن شوقہ۔ (صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۱۵۶) کتاب الدیارات (تحقیق) ج ۱ صفحہ ۱۵۶
ایضاً عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یتومن باللہ والیوم الآخر فلیقبل او لیصمت۔ (صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۱۵۶) کتاب الدیارات (تحقیق) ج ۱ صفحہ ۱۵۶

استخبارات میں خود امیدوار بننا | سوال :- ایم این اے اور ایم ایڈ کے بارے میں

اور اسے نافع بخش کاروبار سمجھتے ہوئے لوگ خود اس میدان میں کمر آتے ہیں جس میں سے اکثر کا ذکر تو کوئی مشہور ہوتا ہے اور نہ ہی ملک کی بڑی ٹاکوں پر وگام ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔ تو کیا ذاتی طور پر استخبارات میں امیدوار بننا ضروری جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شریعت معہہ معمولی طور پر کوئی بھی سہلہ طلب کرنے کے خلاف ہے نہ مانت یا وزارت وغیرہ کے عہدہ پر فائز ہونے کے لیے نامناسب یہ سہلہ کر عوام میں سے دانستہ لوگ کسی انتخاب کریں اور جو کوئی خود اپنے آپ کو ادارتہ و وزارت کے لیے پیش کرنا تو شریعت ایسے اقدام کی نفی کر لیتا ہے۔

اقول علیہ السلام: انا والله لا نقول علی هذا العمل احداً سائلاً ولا حاداً
حدیث علیہ - (صحیح مسلم ج ۲ کتاب الامارۃ)

وایضاً عن عبد الرحمن بن سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسألنا الامارة فانك اذا عطيتنا من سنة دكت، يدها وان عطيتنا من غير سنة قد اعنت عليها۔ (سنن النسائي ج ۲ ص ۲۵۵ کتاب الامارۃ)

تاہم جہاں کہیں نااہل نامزد ہوں گی وہاں سے عوام کے حقوق خالق ہوتے ہوں یا پے دین اور فساد و فحاشی کے سبب متاثر ہونے سے معاشرہ میں بے وفائی کی ترویج کا خطرہ ہو تو خوش اور غلام کے اسلوب کے لیے استخبارات میں آنا کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ امیدوار خود کسی غرض شرعی امور میں ملوث ہونے کا خطرہ محسوس نہیں کرتا ہو جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا تھا: اجعلنی علی خزائن الارض انی قد حیضت جلیمہ واریقہ ویرجہاں کہیں ایسے میدان میں خرد و کتابے وینک کا ذریعہ بننا قیمتی ہو تو بے دینی کے لیے سبب بننا خود جرم ہے۔

لحمہ ورد فی الحدیث: عن رزق قال قلت لرسول الله: انما تستعفی عن كل خطيہ بعدہ علی منکبکي فتر قال یا ابا ذر: انک ضعیف وانها مائة وانشاء یوم بنقلیمة خیر عن ذنوبک الا من أخذها بخصها زاد الذنوب علیہ فیئھا۔

صحیح مسلم ج ۲ کتاب الامارۃ

انتخابی وعدوں کا شرعی حکم | سوال :- انتخابی ہم کے ذریعہ ایک امیدوار نے
 بھی اسی سے عہد و پیمان لیا کہ کامیاب ہونے کے بعد آپ فلاں فلاں کام کریں گے ،
 لیکن جب کامیاب ہو گیا تو اُسے نہ وہ وعدے یاد رہے اور نہ ہی کوئی کام کیا مگر اپنی
 حیث و مشرت میں معذرت دیا ، ایسے وعدے پورے نہ کرنے کا شرعی حکم کیا ہے ؟
الجواب :- شریعت میں کسی کے کام کرنے کے لیے قسم کے الفاظ مستعمل ہوتے
 ہیں ان میں سے ایک کو کہتے ہیں وعدہ اور دوسرے کو کہتے ہیں معاہدہ ۔
 اب شریعت مطہرہ میں معاہدہ پورا کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے اور کسی بھی تو معاہدہ قسم
 کا شکل بھی اختیار کر لیتا ہے اور اگر معاہدہ توڑ دیا جائے تو عین قسم کا کفارہ
 لازم آئے گا ۔

ساقان الامام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ : "وَأَوْفُوا بِعَهْدِ
 اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا" الْعَهْدُ يَنْصَرِفُ
 عَنْ وَجْهِ فِيمَنْهَا الْاَمْرُ ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : "وَلَسْتُ بِعَهْدٍ لَّيْ اِيْ اَوْفُوا بِمِثْ
 قَبْلُ لِيْ" وَقَالَ : "لَسْتُ اَعْهَدُ وَتَسِيْخُ الْاَمْرُ" ۔ وَالْمِرَادُ الْاَمْرُ وَقَدْ يَكُونُ
 الْعَهْدُ يَمِيْنًا وَحِلَالَةً اَلَا يَهْدِيْ عَلٰى اَنْ اَنْجِلَ فِيْ هٰذَا الْمَوْضِعِ الْيَمِيْنَ فَ هَر
 لَانَهُ ۔ قَالَ : "وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا" وَلِذَا لَقِيَ قَالَ اَصْحَابُنَا
 اِنْ مِتَّ قَالَ عَلِيٌّ عَهِدِيْ بِاللّٰهِ اَنْ فَعَلْتُ كَذَا اِنْ خَالَفَ وَقَدْ رَوٰى فِيْ حَدِيْثٍ
 حَظِيْفَةٍ ۔ حَيْثُ اُخِذَ الْمُشْرِكُونَ وَاَبَاءُ فَاخَذُوا مِنْهُ عَهْدًا بِاللّٰهِ اَنْ لَا
 يَقَاتِلُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَا قَدِمَ الْعَهْدُ بِمَنْتَهُ ذَكَرْتُ اَذَلُّهُ
 لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَقِيْ لَهُمْ بَعْدَهُمْ وَتَسْتَعِيْنُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۔
 (احکام القرآن ج ۳ سورۃ النحل)

دوسری قسم وعدہ کہ ہے ، وعدہ دینا کرنے کو شریعت مطہرہ نے مکالم اخلاقی
 سے شمار کیا ہے ، اگر کوئی شخص کسی سے وعدہ کرے کہ میں انشاء اللہ آپ کے لیے فلاں
 کام کروں گا ، اور وعدہ کرتے وقت وہ کام کرنے کا ارادہ بھی تھا تو بعد میں کسی وجہ سے
 کام نہ کر سکنے پر گنہگار نہ ہوگا تاہم وعدہ کو ہر وقت پورا کرنا ایک حق تعالیٰ سے اور

اور انسانی مروت کا شیرو بھی ہے۔

لما ردی ابوہ وودعہ سنتہ، عن تہیدین، رقم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اذا وعد الرجل اخاه ومن یلتہ ان ینفی فلم ینف ولم یجئ للبیعاد فلا شرم علیہ۔
رسن ابی داؤد ج ۳ ص ۲۲۸ کتاب الادب باب فی الوعد قال
وقال: وعلامۃ غر الحسین الخنجوھی فی شرح ہذا الحدیث: التہید، مزاہم
علیہ: "قیل: قیہ دلیل علی ان الوعد یسر بواجب شرعی بل ہومن مکرم
الاخلاق بعد ان کان یتہ الوفاء، وتعلیق الموعود من ما حشایا، داؤد ج ۳ ص ۲۲۸ کتاب الادب باب الوعد
ان دونوں میں دیکھنا ہوگا کہ اُمیدوار کا وعدہ کس قسم سے تھا، اگر معاہدہ کی قسم سے ہو
تو اُسے اپنا معاہدہ پورا کرنا ہوگا، وعدہ گنہگار ہوگا، اور اگر وعدہ کی تک ہو تو پھر بھی
انسانی اخلاق و شرافت کا نکتہ ضایع ہے کہ وعدہ پور کسے بصورت دیگر گنہگار نہ ہوگا،
پان وعدہ کرتے وقت اسے پورا کرنے کی نیت کا ارا د کرنا ضروری ہے ورنہ پھر خاف کی
علامت ہوگی۔

کیا عورت پارلیمنٹ کی رکن بن سکتی ہے؟ | سوال۔ محمد ہاشمی انتقابات
کے موقع پر مرد اور عورتیں بڑھ چڑھ کر
کے حصہ لیتے ہیں، کیا اسلام میں یہ جائز ہے کہ عورت کو قومی اسمبلی یا پارلیمنٹ کی رکن
منتخب کیا جائے؟

الجواب۔ اس پر متن دور میں حالات کے پیش نظر عورت کو اسمبلی یا پارلیمنٹ
کی رکنیت حاصل کرنے سے احتراز کرنا چاہیے اس لیے کہ موجودہ حالات میں انتقابات

لہ و قال الامام ابن حجر عسقلانی: لان خلف الوعد لا یتقدح الا اذا کان المعن علیہ
عقاراً لموعود، اما لو کان عازماً لشرع فی ما مایع او بدلاً لدائی فہذا لہ توجید
منہ صورة انفاق۔ رخصت ایادی ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الایمان، باب علامات انفاق
وروی ابو داؤد ج ۳ ص ۲۲۸ عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللغاد
ینصب لہ نواہ یومر القیامۃ فیقال ہذا عند مرۃ فلان بنت فلان۔
رسن ابی داؤد ج ۳ ص ۲۲۸ فی الباب فی الوفاء بالعہد

کے لیے صبر چلانے کے دوران عورت کے لیے پردہ برقرار رکھنا مثلاً کل نظر آتا ہے، تاہم اگر عورت انتخابات میں اس طرح مصیبت کا شکار ہو جائے کہ وہ اس کا خاص خیال رکھے اور کسی غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ کرے تو اس صورت میں عورت کے لیے انتخاب کرنا اور پارلیمنٹ میں اس کو رکنیت دینا شرعاً ناجائز کی گئی نظر آتی ہے۔

اس لیے کہ اگر ان اسبلی و پارلیمنٹ عوام اور قوم کی طرف سے ان کے وزراء ہوتے ہیں اور عورت کے لیے یہ جائز ہے کہ کسی فرد کی وکیل بنے، فقہ حنفی کی کتابوں میں ویس کی شرائط میں کہیں بھی ذکر عورت کی شرط موجود نہیں، اور بدایۃ المجتہد کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مرد بعد کے نزدیک عورت کی وکیل نہ سمجھے ہے، صرف عقد نکاح میں امام شافعی، و امام مالک کے نزدیک عورت وکیل نہیں بن سکتی۔

لما قدر الامام ابن رشد اخفیہ و بشرط ان یؤکد ان لا یکون مستواً للشرع من تصدیق فی الشیء الذی وکل یمیل ذل یصعب توکید المسبی و لا یجوز ولا اسوة عند ما یثقف و لیس فی علی عقد الشکاح۔ بدایۃ المجتہد و تہذیب المتقصد ^{۱۲۸} و بدایۃ المجتہد و تہذیب المتقصد ^{۱۲۹} اسی طرح اگر ان اسبلی و پارلیمنٹ کی نشست اپنی اصل و عقد کی ہے، ان ہی کے دائرے سے پھر وزیر اعظم اور صدر حکومت کا انتخاب ہوتا ہے۔ سیاست کے مشہور امام غزالی اور ذی نے اپنی اصل و عقد کی شرائط میں ذکر عورت کا ذکر نہیں کیا ہے، اس لیے فرمانے میں۔

فاما الاختیار فی الشرط باعتبار فیہم ثلاثہ۔ احدث العہد لہ فیما عہد لشرعاً ہا۔
واللہ الذی یتوصل بہ فی معرفۃ من یشق الامامہ علی الشرط الخیر فیہا۔
و ثانیاً۔ الزانی و حکمۃ الذی بان الی اختیار من هو الامامۃ الصغیر و بعدہ من مسالح
اقوم و اعرف۔ (الاحکام السلطانیۃ لمعاوردی ص ۱۰۰ الباب الاول فی عقد امامۃ)

علمہ قال العلامة یوعلیٰ الخوصلی رحمہ اللہ: اما فی الاختیار فیہم ثلاثہ۔
تلاش شروع کی جائے، اعداد و ثنائی، العلم الذی یتوصل بہ فی معرفۃ
من یشق الامامۃ و ثانیاً: ان یكون من اهل الراۓ والذی یبر
الاقوم یبعث الی اختیار من هو الامامۃ الصلح۔

(الاحکام السلطانیۃ ص ۱۰۰ فصل فی الامامۃ)

اگر اسلام کی تاریخ اور اسناد الیہاں کی کتب پر نظر ڈالی جائے تو منافع موبہ پر نظر آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک صحابیؓ کو بازار کے نظم و نسق پر مامور کیا تھا اور اس صحابیؓ کو رائے اور مشورہ دیتے ہیں تو مزاج دیتے تھے، اس صحابیؓ کا نام حضرت شفاء رضی اللہ عنہ ہے۔

علامہ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ اسی صحابیؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: استفاد بہت عبد اللہ بن عبد غنی بن خلف..... وکان عملاً یفید جمالی لولائی ویرواھا ویفضلھا ویربھا زلھا شیشاً من اعلیٰ السوق۔ (الامامہ فی تہذیب الصحابہ ص ۱۸۸) اس نئے عہد میں یہ کلام میں ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا براہِ مقام تھا، صحابیؓ کرام کو جب بھی کسی مسئلہ میں کوئی مشکل پیش آتی تو آپؓ سے اس کے بارے میں ضرور پوچھا جاتا تھا اور آپؓ کی رائے کی بڑی اہمیت ہوتی تھی۔

علامہ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ آپؓ کی شان میں یوں رقمطراز ہیں: وقال ابو الفرج عن مسروق رأیت مریضۃ صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکابریۃ لولائہ عنہ انفرأضی۔ وقال عطاء بن یدریج کانک عائشۃ افقہ الناس واعلم الناس وحسن الناس رأیاً فی انعامہ..... وقال ابو یوسف بن ابی موسی عن ابن ابیہ ما لا شکل عنہا: مرفئنا عند عائشۃ: لا وجدنا عندھا فیہ علماً۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۱ ص ۱۸۸) ترجمہ: عائشہؓ

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ عورت کو گھر یا مساعلات کے علاوہ، انتظامِ مذکرت میں بھی کچھ کردار ادا کرنے کی اجازت ہے۔ احادیث کے نزدیک حدود اور قصاص کے علاوہ دیگر مسائل میں عورت کا ضمیمہ سمجھی جاتی ہے۔

مذکورہ امور شرعیہ کا خیال رکھتے ہوئے اسمبلی یا پارلیمنٹ کی ممبرین جائے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن عصرِ حاضر میں پارلیمنٹ میں عورتوں کے کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی اجازت دینا کسی دینی مقصد کے لیے فائدہ مند نہیں بلکہ

سہل قال الامام، بن الہمام، والہ الذکور، فلیست لشرح الا لفقضاء فی الحدود والدماء، تنقض فی الشرع فی کل شیء الا فیہما۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۱۸۸) کتاب ادب القاضی (۱)

عموماً پارلیمنٹ میں عورتیں ایسا موقوف سوانہ کے نام سے بے دین کے کام زیادہ کر رہی ہیں
اس لیے انہیں اسپیلوں میں نہ بھیجا زیادہ دراجح ہے۔

قائم دلائل مذکورہ سے یہ بات کہیں ثابت نہیں ہوئی کہ عورت سربراہ عظمت بن
سکتی ہے۔ سچے عورت کو سربراہی کے بارے میں اعلیٰ بات اور قرآن مجید میں بھی کمال
موجود ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں میں امامت کبریٰ کی شرائط بیان ہوئی ہیں وہاں حکومت
کی شرائط بھی ذکر ہوئی ہے۔

سوال :- جمعیت علم و اسلام کی جی سی
سیاہ و سفید رنگ کے جھنڈے کا ثبوت

الجھنڈا جو کہ سیاہ و سفید رنگ میں مشتمل
ہے اس سے وابستہ علماء اس جھنڈے کو علیم نبوی کی شہیدیت سمجھتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ بھی ایسا ہی تھا، تاریخ یا غر و انت کی روشنی میں یہ بات کہہنا کمال
درست ہے؟

الجواب :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف لوگوں میں مختلف رنگ کے
جھنڈے استعمال کئے ہیں، کسی ایک رنگ کے جھنڈے کا مستقل استعمال کرنا آپ سے
ثابت نہیں۔ تاہم بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
”مصرقہ“ کا جھنڈا استعمال کیا ہے جس کا رنگ سیاہ اور سفید تھا، کیونکہ ”مصرقہ“ سفید
اور سیاہ رنگ سے مرکب ہوتا ہے۔

ماکان بن معمر، والخمرقہ شملہ فیہا خطوط یخضر وسود۔ ماکان العرب ہمہ منہ
ومن یونس بن عیینہ مونی محمد بن القاسم، قال: اذنی محمد بن القاسم، فما اقبلت
عازب امثالہ عن رأیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: کانت سودا مصریة
من مصر۔ (ترمذی) ج ۱ ص ۲۹۹ ابواب الجہاد باب فی التزیات (۱)۔

۱۔ وعن یونس بن عیینہ مونی محمد بن القاسم، قال: یطعن معمر بن القاسم
الی ابیہ ج عازب امثالہ عن رأیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال: کانت سودا مصریة من مصر۔ (ترمذی) ج ۱ ص ۲۹۹ ابواب الجہاد
باب فی التزیات (۱)۔

جنگ کے علاوہ جھنڈے کے استعمال کا حکم | سوال :- آجکل لوگ گھروں اور بازاروں میں جھنڈے لگاتے ہیں کیا غیر افریقہ میں جھنڈے کا اس قسم کا استعمال جواز تھا یا نہیں؟ اور شرعاً اس طرح جھنڈے استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنگ کے میدانوں میں جھنڈے کا استعمال کرتے تھے لیکن جنگ کے علاوہ صحابہ کرام سے جھنڈے کا استعمال قولاً وفعلاً ثابت نہیں۔ تاہم آجکل جو لوگ گھروں، دوکانوں یا بازاروں میں جھنڈے لگاتے ہیں اگر بلا ضرر و اہم ہو تو اباحت پر محمول ہوگا، اس لیے کہ امتیاز میں اصل اباحت ہے۔

لما قال اعلیٰ العتق ابن نجیم انصرہی رحمہ اللہ لا یصل فی الاشیاء الاباحتہ
(الاشیاء والنظام مع شرحہ للحصوی ج ۲ ص ۲۲۴) اے
اہلۃ انکر کسی جگہ دیندار لوگوں کی کثرت ظاہر کرے تو اس لیے جھنڈے کا استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال :- ایک شخص غورہ توکیونٹ ہے اور نہ ہی مغربی جمہوریت کو پسند کرتا ہے لیکن وہ اپنے گھر اور دوکان وغیرہ پر کیونٹ، سوشلزم یا مغربی جمہوریت پسند پارٹیوں کے جھنڈے لگاتا ہے اور کسی دینی یا اسلامی پارٹی کا جھنڈا نہیں لگاتا ہے تو شرعاً اس شخص کا یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب :- شریعت مطہرہ نے غیر مسلم لوگوں کے شعار اپنلئے سے منع فرمایا اس لیے مذکورہ بالا شخص کو ایسے امور کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے جس سے غیر مسلم اقوام کی

لہ وفعل التیغ احمد بن محمد الحسینی عن اسم بن قطنیغا انہ اختاروا الاصل
الاباحتہ عند جمہور معانی وغیرہ عن البصیر ج ۱ ص ۱۲۴ ذیل فی الاصل
فی الاشیاء الاباحتہ

وَبَلَدٌ فِي الْجَوَارِلِ ج ۶ ص ۱۲۴ باب المباحة والتولية۔

مشابہت ہوئی ہو یا کسی سے دینی کو تقویٰ بہت ملتی ہو۔

لاورے فی الحدیث : عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من تشبہ بقوم فهو منهم۔ (سنن ابی داؤد ۴۶۴۲ کتاب النہای)۔

سوال : اگر کسی اپنے علاقہ میں جہاں کوئی حکومت مرتد کا قتل کس کی ذمہ داری ہے نہ ہو کوئی مسلمان نہ ہو جہاں تو اس کے ساتھ

معاملہ کیا جائے گا؟ اور اگر اس کو قتل کرنا ضروری ہو تو یہ کس کی ذمہ داری ہے؟

الجواب :۔ مرتد کے ہاتھ میں خنجر اور کلمہ نہ لکھتے کہ حکام وقت اور مناسب

کچھ تو اسے تین دن کی ہفت دیبت تاکہ دین اسلام کے متعلق اگر اس کے ذہن میں کچھ

شبہات ہوں تو وہ ختم ہو جائیں اور وہ دوبارہ اسلام قبول کر کے راہ راست پر آجائے

لیکن اگر تین دن تک جملہ کاروائی کے بعد بھی مستحضر ہوں کہ تو اس کے قتل کا

حکم دے لیکن غلام میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اسے قتل کرے یہ حکومت کی

ذمہ داری ہے، یہاں تک کہ اگر کسی نے ذاتی طور پر مرتد کو قتل کر دیا تو اس سے

باز پرس کر جائے گی۔

لما قال: العلامة ابن قیم رحمہ اللہ: تحت قول كذا يدق ثقی: قوله ذكركم قتله

قبلہ: ای قبل عرض الاسلام لان اسما منہ سيجو۔ قال في الهداية ومعنى كذا لفظ هذا ترك

الاستب یعنی نفی كراهة تنزیلہ وهو یقی حق۔ الحق استیجاب بعرض و تمام قی بوجوب قتل

كولہ تعریف كذا فتح اور بعد ملکہ فتن قتل الامام وغیرہ ذكركم ان قتلہ غیر كذا قح حفا

منہ بغیر ذی الامام ذكركم ما۔۔۔ (المجموع ج ۲ ص ۱۲۵ کتاب الجواز)۔

لے من انبی سلی اللہ علیہ وسلم ذل لیمن مقامن آشیہ بغیرہ الا انیتھوا لیہود ذل

بالصاری۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۹۹)۔

لے ذل فی ہدایہ: فان قتل قاتل قین عرض الاسلام علیہ اقطع عضواً منہ کرہ

ذہق کر لہ تنزیلہ فلا یمای علیہ فکنتہ اذا فعل بغیر ذل الا ان یات ادب علی ما

صنع۔ (المفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۱۲۵ کتاب السیر)

و مثلاً فی ذہ المصارف ج ۳ ص ۳۱ کتاب السیر۔

حدود اور قصاص میں حاکم وقت کا دائرہ اختیار **سوال ۱۰** کسی شخص پر قصاص بعد حاکم وقت شرعاً اس میں کسی قسم کی ترمیم کا حق دیکھتا ہے یا نہیں؟ جبکہ عام طور پر قصاص کے موقع پر سربراہ مملکت مرد و جہ قانون کی رُو سے وقم کی اپیل کرنے پر قصاص کی معافی کا اعلان کر دیتا ہے؟

الجواب، حدود اور قصاص ایسی سزائیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خود مقرر اور متعین کیا ہے، عوام ان میں سے کسی فرد یا جماعت کو ان سزائوں پر غلطیاً عد کا حق نہیں، کسی طرح سربراہ مملکت کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان سزائوں میں کسی قسم کی کوئی ترمیم یا رد و بدل کرے۔

لما قال العلامة علاؤ الدین النکاسانی رحمہ اللہ : واما معافات الحدود فمقتول وبالله التوفيق لا خلاف في حد الزنا والشرب والسكر والسوقية انما لا يحتمل العفو والصلح والابرار بعد ما ثبت بالتحججة لانه حق لله تعالى خاصة لا حق للعبد فيه فلا يسلط استقامه .

زائدائع المصنائع ج ۲ صفحہ ۱۰۵ کتاب الحدود) لہ
البتہ قصاص میں مقتول کے اولیاء کو شریعت نے اختیار دیا ہے کہ وہ قاتل سے قصاص لیں یا دیت وصول کریں یا ویسے ہی قاتل کو معاف کر دیں، اس کے علاوہ کسی اجنبی شخص کو یا حاکم وقت کو شرعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مقتول کے اولیاء کی رضامندی کے بغیر قاتل کو معاف کر دے۔

لما قال العلامة علاؤ الدین النکاسانی رحمہ اللہ : واما بيان ما يستلزمه

لہ وقال العلامة عبد القادر عودہ : والممن هو العقوبة المقررة حقاً لله تعالى..... يحون بذلك انها لا تقبل الاستقامة من الاخراد ولا من الجماعة..... ولا فيها عفو او لا لزومة فلا يستطيع العفو حتى ان ينقض منها او يزيد فيها كما ان لا يستطيع ان يثبتل بها غير ها .
زائدائع المصنائع ج ۲ صفحہ ۱۰۵ الفصل الاول العقوبات المقررة (جرائم الحدود)

بعد وجوبہ فالسقط لہذا : انواع ومنها العفو واما الشر انصافنا
ان يكون العفو من صاحب الحق لانه اسقاط الحق واستقاط الحق ولاحق حال ولا
يصح العفو من الاجنبى لعدم الحق . رہا نوع الصنائع ج ۷ ص ۱۷۱ کتاب الحدود ص ۱۷۱
اصلاح کیٹی کا دائرہ اختیار | سوال : علاقائی سطح پر اصلاح معاشرہ و تربیت
اسلامی کیٹی قائم کی جائے جس کو حکومت کے طرف سے مکمل اختیار حاصل ہو تو کیا ایسی کیٹی محدود و
تقریرات کے مقدمات کے فیصلہ کر سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب : شرعی نقطہ نظر سے حدود اور تقریرات کے قیام کا حق صرف حکومت یا
اس کے منتخب شدہ قاضی یا جج کو حاصل ہے اس کے علاوہ تربیت رعایا میں سے
کمیٹی شخص یا ادارے کو یہ اجازت نہیں دیتی اس لیے حدود و قصاص کے مقدمات کے فیصلہ
کرنا ایسی کمیٹی کے دائرہ اختیار سے خارج ہے ۔

لما قال العلامة علاؤ الدین اركنا فادعنا لله : واما شرط جواز اقامتها
فانها ما يعمر الحد وكتلها ومنه ما يخص البعض دون البعض اما الذي يعم الحدود
كما في هذه الامامة وهو ان يكون المقيم للحد هو الامام اذ من ولاه الامام وهذا عندنا
(ردائع الصنائع ج ۷ ص ۱۷۱ کتاب الحدود)

وقال الامام سيد سابق رحمه الله : والتعزير يجوز ولا خلاف له فلا يفتى العامة
على مسلميه . ائقہ سنہ ۲۷ ص ۱۷۱ کتاب الحدود ص ۱۷۱

لہ وقال عبد القدیر عودج : تعزیر الشریعة للمعنی علیہ اور دوسرا بعضوں
عضویت القصاص والقیۃ . (التشریح الحنفی الاسلامی ص ۱۷۱) اب اس مقررہ عقوبت
و مثله فی البہدایۃ الاخری ص ۱۷۱ کتاب الجنایات ۔

سے وقال ابن السیاط : بخلاف الحد فانها لم تثبت تولیتہ لاولیائہ و بخلاف التعزیر
التعزیر ببعد الحد فان الحد و خود فانه لوقوفہ علی ان عوی لا یقیمہ ان انکام الا
بن حکم فیہ ۔ (فتح القدیر ج ۷ ص ۱۷۱ فصل فی التعزیر)
و مثله فی رد المحتار ج ۳ ص ۱۷۱ باب التعزیر ۔

جمہور و عیدین میں شرط سلطان کی وضاحت

سوال :- نسوانی دور اقتدار میں تازہ جمہور و عیدین کے وجوب پر

کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ فتہار نے وجوب ادا کے لیے سلطان یا اس کے نائب کی شرط لکھی ہے جبکہ نسوانی دور اقتدار میں یہ شرط منقوض ہو جاتی ہے۔

الجواب :- جمہور و عیدین لفظ کی محنت کے لیے سلطان کی شرط ہونا مقصود بالذات نہیں بلکہ ایسے مواقع پر اسس اشترک کا مقصد مسلمانوں کے باہمی معاملات کو منظم کرنا ہے، عموماً ان حالات میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے باہمی طور پر نزاع پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، اس لیے شریعت نے ایسے مواقع پر سلطان یا اس کے مقرر کردہ شخص کو اعتبار دیا ہے تاکہ کسی کو بات کرنے کا موقع نہ ملے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے باہمی طور پر کہیں کسی کو خطیب مقرر کیا جائے تو پھر سلطان یا اس کا نائب نہ ہونے کے باوجود جمہور و عیدین کی تازہ پڑھنا جائز ہے۔

لما فی الہندیۃ : ولو تعدد من لا یمتدیان من الامام فاجتمع منہم علی وجہ یصلی بہم اجمعۃ جات۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ باب الجمعۃ)

وقال العلامة ابن نجیم المصری رحمہ اللہ : والسلطان هو الولی الذی لا ینزل فوقہ و تساکون شرعاً للجمعة لا لشد تقام بجمع عظیم وقد تنفع انما ذلک فی التقدم والتمدد من وقت تنفع فی غیرہ فلا بد منہ تشیعاً لا صوم..... ولولہ یکن تمع قد ولا غیبتہ البیت فاجتمع العامة علی تقدم مرہل جائز بضرورة۔
د بحر الزائق ج ۲ ص ۱۸۱ کتاب الجمعۃ

سوال :- بااوقات ارباب حکومت کے غیر شرعی اقدامات کی تردید کرنا

اقتدار کچھ ایسے فیصلے کرتے ہیں جو قرآن و حدیث سے متصادم ہوتے ہیں، اسی صورت میں رجحیت میں سے کسی شخص کو اپنی

لما فی الہندیۃ : یزاد علیہا ذلک کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر
تخافون شیئاً یترفعی المسلمین و یوجب علیہم ان یتسوا و لیباً منہ۔
الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ باب الجمعۃ

نہ دوا رکھا اس کا اس کہاں تک ہونا چاہیئے ؟

الجواب :- خفا را شہدین کے دور خلافت میں جب کوئی کام اسلام کے خلاف ہوتا تو رعیت میں سے شخص اور فرد کو باقاعدہ یہ حق حاصل تھا کہ حسب استطاعت اس غلط کام کا سد باب کرے ، اگر نہایت خود جلیطہ سے بھی بے خبری میں کوئی خلاف شریعت بات مزید ہو جاتی تو رعایا میں سے کوئی نہ کوئی شخص ضرور اس کی نشاندہی کرتا ، اور غلطی کی طرف سے اس شخص کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک تاریخی خطبہ میں رعیت کے عام انفرادی کو یہ حق دیتے ہوئے فرمایا ” انا بعد یدہ الناس ، فافذ دینت علیکم ولست بحدکم فتم احسنت فاعینونی وفان سأت فقومونی ۔۔۔ اطیعونی ما اھمیت اللہ ورسولہ فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعتی علیکم ۔“ (تذکرہ اہل بیت ص ۶۳) قرآن کریم میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عورتوں کے حق مہر کے بارہ میں فرمایا کہ ” شہد حق مہر چار سو درہم سے زیادہ ہیں ، ہو گا ، اس پر ایک عورت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں : ” اذ انبئتمہ ، حدائق قطاراً “ اور دسے چکے ہو ایک کو بہت سناں ۔ اس عورت کے اس طرح کہنے پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بات سے رجوع کر کر یا اور اس عورت کی حوصلہ افزائی فرمائی ۔

قال عمر لا تغالوزی مہور نساء فقلت امرؤ لیس ذلک یا عمر
انہ اللہ یعقوب ان شہد حق امرؤ قطاراً من ذہب ۔۔۔ فقال عمر ان امرؤ
خاصمت عمر مخصمة ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۰۰) سورۃ النساء
تاہم جہاں کہیں آدمی کو حق بات کہنے پر اپنی جان کے ضیاع اور گالی گلوں کا خطرہ
ہو اور آدمی پر مہر کرنے کی طاقت بھی نہ ہو تو اس کے لیے خاموشی رہنا ہی بہتر ہے ۔

طائی الہندیہ ، ولو سم باکوسر یہ ، لا یؤاھمہم بذلک قد فوہ و شتموہ فتو کہ
افضل و کف ذلک لوھم انھم یفرہ ولا یصبر علی ذلک و ینفع بینھم عدوۃ و
یہیج مشہ الفت لی فتو کہ افضل ۔ (امت دین الہندیہ ج ۲ ص ۲۱۷)

سعدان عمر احب الناس ان من دفع الحق عیوبہ ۔ (کنز العمال ج ۹ ص ۲۵۵)

جمہوری حکومت کے خلاف آواز بلند کرنا | سوال :- ہیکل پاکستان میں یاد رہے

مغربی ممبر کا جمہوری نظام نافذ العمل ہے، مگر عوام اس میں سے کوئی جماعت یا گئی افراد جمہوری نظام کی بعض غائبیوں کے خلاف جیسے صوبائی تھیں اور برسرِ اقتدار طبقہ کے خلاف جو جائیں تو کیا یہ لوگ حکومت کے باقی شمار ہوں گے یا نہیں؟

الجواب :- مغربی جمہوری نظام میں حکومت کے خلاف آواز اٹھانا جمہوریت کا تقاضا ہے بلکہ جمہوری حکومت اپنے خلاف کسی ردِ عمل کو اپنی بقا کا ذریعہ سمجھتی ہے، اس لیے اس میں ملیر مجلس یا کسی حد سبب یا بقدرت حکومت کے خلاف آواز اٹھانا جمہوری نظام کا حصہ ہے ایسا کرتا نہ بغاوت ہے اور نہ مخالفت بلکہ اپنی شہادت ہوں گے۔

لما قال لا امانة عند الاولين انكاسا فيهم، قالوا فاعلم انهم المذبحون رحمهم قوم من رؤسهم ان كل ذنب كثر كسيرة كانت او صغيرة يخرجون على امام اهل العدل ويستحلون القتال والد ماله والا سوال يهتد الاولون ولهم منعة وفوق.

(بن تيمية المذبح ۲، ص ۷۷ کتاب السیر) ملہ

غیر اسلامی نظام کے خلاف تحریک چلانا | سوال :- موجودہ دور میں دنیا کے مختلف

ممالک میں مختلف غیر اسلامی نظام ہائے زندگی مثلاً سوشلزم، کمیونزم وغیرہ کے قوانین چلتے ہیں، اور بعض مسلمان علماء بھی اس قسم کے قوانین سے متاثر ہو گئے ہیں، اگر مسلمانوں میں سے کوئی گروہ یا جماعت اس قسم کے قوانین کے خلاف تحریک چلائے اور لوگوں کو اس کی تباہی بتائے تو شرعاً اس قسم کا تحریک کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- سوشلزم، کمیونزم اور مغربی جمہوریت بدعتیں ہیں ان کا ہائے زندگی اسلام

لہذا ان کے خلاف تحریک، البغی لفظ الغلب ومنه ذلک ما کنا نبغی وعلو طالب مالہ من جوہر ظلم نتج ذلک ما ہم الخارجون علی الامام الحق بغیر حق فلو یحق فیہما ایضا .
والله اعلم بالحق والخارجون ۲۰ ص ۷۷ کتاب السیر

وَمِنْهُ فِي حُكْمِ اسْطِطَاعِهِ لَمْ يَأْوَرِدْ فِي ۵۸ الباب الخامس في الزلافة حدیث -

یہی چاہیں تو دیت قبول کریں اور باہر میں تو معاف کر دیں۔

(۲۲) عین قصاص لینے کے وقت ورثہ کا عاقل ہونا لازمی ہے۔

(۲۳) احناف کے نزدیک ایک شرط یہ بھی ہے کہ قصاص تلوار سے لیا جائے، ہرگز آجکل پچاسی کی مسومت میں یہ تینوں شرطیں نہیں پائی جاتیں۔

لما قال العلامة علاؤ الدین انکاسانی، قَوْلُهُ اسْتِيفَاءُ الْقِصَاصِ نَبْهًا بِأَنَّ مِنْهَا الْوَرِثَةَ وَجَعَلَ الْكَلَامَ فِيهِ أَنَّ الْوَارِثَ لَا يَخْذُلُ..... فَإِنْ كَانَ الْكُلُّ كَيْسًا سَرًّا فَلَكِنْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ وَلَا يَلِيقُ اسْتِيفَاءُ الْقِصَاصِ حَتَّى لَوْ قَتَلَهُ أَحَدُهُمْ صَارَ الْقِصَاصُ مَسْتَوْفًى..... الْأَذَى حُضُورِي الْكُلِّ شَرْطُ جَوَازِ الْأَسْتِيفَاءِ وَلَيْسَ بِالْبَعْضِ وَلَا يَلِيقُ الْأَسْتِيفَاءُ مَعَ غَيْبَةِ «بَعْضٍ» لِأَنَّ فِيهِ إِحْتِمَالَ اسْتِيفَاءِ مَا لَيْسَ بِمَقْصُودٍ لِإِحْتِمَالِ الْعَفْوِ مِنَ الْغَائِبِ فِي فَصْلِ آخِرٍ. فَالْقِصَاصُ لَا يَسْتَوْفَى إِلَّا بِالنَّاسِ عِنْدَنَا۔ (بدائع الصنائع ج ۷، مستند ۳۳۵-۳۳۶، کتاب الجنایات)

تاہم قاتل کو پچاسی دینا اگر قصاص نہ بھی ہو تو پھر بھی اس کا اجراء و نفاذ ناجائز نہیں بلکہ قاتل کو سزا میسر کے لیے پچاسی کا اقام ایک مستحسن فعل ہے۔

سوال: سرکاری افسروں میں افسران کو سیلوٹ (مسلم) گمرکے کی شرعی حیثیت

اداروں میں پرچم کشائی کے موقع پر لوگ کھڑے ہو کر پرچم کو بھی سلام کرتے ہیں کیا اس قسم کا سلام شرعی سلام میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب: شریعت مطہرہ میں سنت سلام کے لیے سلام کے الفاظ زبان سے

سے وقال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: «وَلِكَيْ لَا يَقُولُوا: "وَلَكِنْ لَا يَقُولُوا" اِذَا قَاتَلَ رَجُلٌ سَلَامًا وَلَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ يَدْعُو كَمَا كَانَ تَلْكَ بِرَأْسِهِ يَقْتُلُ قَاتِلَهُ..... لَوْ كَانَ الْكُلُّ كَيْسًا أَوْ لَيْسَ لِلْبَعْضِ أَنْ يَقْتَصَّ دُونَ الْبَعْضِ وَلَا أَنْ يُوَكَّلَ بِاسْتِيفَائِهِ لِأَنَّ فِي غَيْبَةِ الْمَوْكَلِ إِحْتِمَالُ الْعَفْوِ وَالْقِصَاصُ لِيُجْزَأَ مِنْهُ لِيُجْزَأَ مِنْهُ مَالُهُ. (رد المحتار ج ۳، کتاب الجنایات)

وَمِنْ شُكْلِهِ فِي افْتَادِي الْهِنْدِيَّةِ ج ۶ ص ۶۶۶۔ کتاب الجنایات، الباب الثالث۔

دائرۂ ضروری ہے تاہم جہاں کہیں ایک آدمی دوسرے آدمی سے انکر کھٹا ملے پر جو میں
میں ایک دوسرے کی آواز نہ سنتی جاسکتی ہو تو زبان سے سلام کے الفاظ ادا کرنے
کے ساتھ ساتھ ہاتھ سے اشارہ کرنا بھی مرفوض ہے۔

لما فی الہندیۃ : وفي التوازی وجعل جالس مع قوم سلم علیہم رجل فقال
السلام علیک فردہ بعض لقوا ینوب ذلک عن الذی سلم علیہ المسلم
وینسقط عنہ الجواب یدید بہ اذا اشار الیہم ولم یسلم لان قصده تسلیم علی
اکل وجوز ان یشار اذا لجا عتہ بخطب الزواجر هذا اذا لم یسلم ذلک لوجہ
فاما اذا استماہ فقال بسلام علیک یا زید فجاہلہ غیر فرید لا یسقط لفرض من
ویدوان لم یسلم وانشاء ان فرید یسقط لان قصده التسلیم علی کلہ۔

راغبہ فی الہندیۃ ج ۳ ص ۳۶۵ کتاب اکل ہیۃ۔ (باب الاصل فی السلام)
مگر کئی محکموں میں سلام کا جو طریقہ رائج ہے اس میں اصل دخل ہاتھ دے کر پانچوں کے
اشارہ کو ہے چاہے سلام کوئی ایک آدمی دوسرے سے دے دوں یا قریب بہر حال میں سلام
ہاتھ اور پاؤں کے اشارہ سے ہوگا۔ زبان سے سلام کے الفاظ کا ادا کرنا بھی منشا ہوتا
ہے۔ بشرطیکہ معہرہ نے معرفت ہاتھ وغیرہ کے اشارہ سے سلام کرنے کو مکرر وہ اور
یہ دونوں فعلی سے مشابہت قرار دیا ہے۔

کذا فی الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم : عن انیس علی نقہ علیہ وسلم قال میں ہوتا
تشبہ بغیرہ بالآلۃ ہوا بالیہود ولا یانصاری ذن تسلیم ایہود الاشارة بالاصابع
وتسلیم انصاری الاشارة بالاکتاف۔ (راجع مع الترمذی ص ۳۹۹ باب "تسلیمہ والودع")
یہی پر بات کریم کشانی کے موقع پر لوگ کھڑے ہو کر ہاتھ کے اشارے سے تہنیم کیلئے
لے روی اللہ! ہو جعفر احسن محمد الطحاوی۔ عن ابیہم النخعی قولہ فی: لا یزنی فی سماع مواہن
فی اصباح الصلوۃ فی التکیب والقبول فی بوترو فی الصلوات وعند سلا المجدو وھو
انصاف والسرور وجمع عدوات وعند المقامین عند الممرات قال ابو یوسف
فاما فی افتتاح الضمۃ فی اعیہہم فی التوازی وعند اسلام الحجرۃ جعل
ظہر کفہ فی وجہہ واما فی الثالث ان یصر فی تمہیل باطن کفہ۔

اشترج معافی الاثر ورجع مکتبہ بای دفع لیسہم

پریم کو سلام کرنے ہیں تو یہ محض ایک رسم ہے شریعت مطہرہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
غیر اعتسافوں میں بھی مجاہدین اسلام پریم نہ لکھتے تھے لیکن کسی سے پریم کا اس طرح تعظیم
ثابت نہیں، اس کے علاوہ شریعت منقذہ میں جن مواقع پر ہاتھ اٹھا کر تعظیم کرنا ثابت
ہے ان میں پریم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

شرعی قوانین کے عدم نفاذ کی وجہ سے مجرم کی ذمہ داری | سوال: میں ملک
سزاؤں کا اجراء نہ کر رہا ہوں اور کوئی شخص کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جو موجب حد و قصاص ہو اور
پہنچے اپنے آپ کو حد کے لیے پیش بھی کرتا ہو لیکن حد و قصاص کے عدم اجراء کی بناء پر کیا یہ شخص
صرف توبہ پر اکتفا کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حدود اور قصاص کے اجراء کی ذمہ داری حکام پر ہے، اگر کسی ملک
میں حکام حدود و قصاص وغیرہ شرعی سزائوں کا اجراء عملاً نہ کرتے ہوں تو ایسے ملک میں مجرم مجرم
کے صرف توبہ و استغفار پر اکتفا کرنا صحیح ہے، اس لیے کہ جرم کا کام عذاب سے بچنے کے
لیے توبہ کرنا ہے اور حکام صاحبان اور قضاة حضرات کا کام جرم ثابت ہونے کے بعد حدود
و قصاص کو عملاً نہ کرنا ہے۔

لَقَالَ الْعُزْمَةُ ابْنُ عَجِيمٍ لِمَهْرِي رَحِمَهُ اللَّهُ، وَاعْتَصِلَ أَنْ نَوَاجِبَ عَلَى الْعَامِي فِي تَقْرِيبِ
الْعَمَلِ لِلتَّوْبَةِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا لَا تَأْتِيَهُ تَهْدٍ إِذَا تَقَصَّلَ بِالْإِمَامِ تَقَبُّلُ وَجِبِ
إِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى الْإِمَامِ وَلَا يَمْتَنِعُ مِنْ إِقَامَةِ سَبَبِ التَّوْبَةِ۔

(البحر الرائق ج ۵ ص ۱۰۰ کتاب الحدود) لے

انگریزی قانون میں پیشیوں کو وراثت محروم کرنے کا شرعی حکم | سوال:۔ انگریزی قانون
کے مطابق باپ کی میراث

سہوق الہندیہ: ورنکہ اقامۃ الامام اذنا نہ فی الاقامة..... وظهر من الذم نیست
بحکم اصلی لا اقامة الحد لانها تعطل بالحوالة لا باقامة الحد و بهذا یفاد الحد عن تکلیف
ولا طهارة له کن فی التبيين۔ راجعاً الی الہندیہ ج ۲ ص ۲۸ کتاب الحدود، باب الاول،
و مشکوٰۃ فی مراد الحد ج ۲ ص ۱۵۵ کتاب الحدود۔

میں سے بیٹیوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا، تو کیا ایسے قانون کی ڈالے کہ بیٹیوں کو ان کے حق وراثت سے محروم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اسلامی قانون میں باپ کی میراث سے بیٹی کو باقاعدہ حصہ ملتا ہے اس لیے مرد و عورت دونوں کو سہارا ہے کہ بیٹیوں کو ان کے حق سے محروم کر دینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، ایک مسلمان کے لیے یہ لازمی و ضروری ہے کہ وہ کسی غیر اسلامی قانون کا سہارا لینے کی جگہ شریعتِ مقدسہ کے سامنے سب سے تسلیم و خیر کر دے اگرچہ بظاہر اس کو نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

قال الله تبارك وتعالى : **يُؤْتِيكُمُ اللَّهُ فَرَقًا لَّعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** اَوْ لَا يَكْفُرُ لِلَّهِ فَرَقًا لَّعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
كَانَ كَيْفَ يَسَاءَ فَرَقًا لَّعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ فَلَهُنَّ كُلُّ مَا تَرَكَ اَبَاؤُهُنَّ وَآبَاؤُهُنَّ وَكُلُّ مَا تَرَكَ اُمَّهَاتُهُنَّ وَآُمَّهَاتُهُنَّ
الْقِسْمَ - (سورة النساء آیت ۷)۔

کسی چیز پر ہر مدت دراز تک قبضہ مفید ملک نہیں | سوال :- ملک میں ایک لڑکی کا قانون رائج ہے کہ اگر اجارہ کی صورت میں کوئی زمین وغیرہ ساٹھ سال تک مستاجر کے پاس رہ جائے تو وہ زمین مستاجر کی ملک بنادیتی ہے، اس قانون کو ”زائد الیعاد“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تو کیا یہ قانون شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر یہ قانون درجہ دوم سے رائج ”زائد الیعاد“ نام کے اس نظام قانون کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں شریعتِ مطہرہ نے اجارہ میں مدت کا تعین نہیں کیا ہے بلکہ اگر غیر نے کوئی زمین وغیرہ کسی کو اتنی زیادہ مدت کے لیے مستاجر پر دی ہو کہ میں میں اجیر اور مستاجر کا نہ ہو تو بالکل محال ہو تو ایسا اجارہ صحیح ہے، لیکن اتنی مدت گزرنے کے باوجود بھی وہ زمین شرعاً مستاجر کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔

لہ وقال الامام سراج النور محمد بن عبد الرشید سجاولندی : **واعلم انما الخلفاء**
فاحول ثلاث، الخلفاء لاجل اعادة والاشارة ثلاثين فاعادة ومع الایة لکذا کریم
نقطہ الائنیتین وهو عصبہن - (السرجم ص ۳ کتاب الفرائض)
وَمِنْهُ فِي شَرِيفَةِ شَرْحِ سَرَايَةِ ص ۳ الفرائض۔

لما فانه العدة عليه مرقم بالزاد تحت ثوب مبددة الاحكام ثم خالف الثالث انه يدور
 عليه ويملكه لغير مدة معلومة قصيرة كانت كيوم او طوية كسنتين او
 كثلث حتى يواحدھا الى مدة لا يعيش يد فان افا مثلھا عادة جاز واختاره
 لخصاف ومنعه بعضہم وظاہر اطلاق المتن ترجیح الاول ۔

(شرح البصيرة ص ۱۸۳ المادة من كتاب النكاح)

تعزیر بالمال کا شرعی حکم | سوال :- اگر عاقل و بالغ شخص حکومت کی طرف سے قائم کردہ
 کیٹیاں جرائم کے انسداد کے لیے مجرموں سے مال جرنے
 وصول کریں تو ایسی کیٹیوں کا یہ اقدام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح عقلی داروں میں
 جنوں سے غیر جائز پر جرنے وصول کیے جاتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟
 الجواب :- مالی جرنہ کا مسئلہ فقہاء کرام کے درمیان اختلافی رہا ہے، احناف کے
 اصل مذہب میں کسی پر مالی جرنہ عائد کرنا صحیح نہیں کیونکہ کسی بھی مسلمان کو مال بغیر اس کی
 رضامندی کے لینا جائز نہیں ۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم : لا یجوز مال امرئ مسلم الا ببیہ نفس
 منہ وکفر وحرمان جرم ۲۳۲ - (افردوس سلوی ص ۵۶ مشک رقم ۶۲۳۵)

وقال العلامة: ثبت عندین رحمہ اللہ بقول الدواعی : لا یأخذ مال فی ذلہ
 وسنن ابی یوسف یجوز التعزیر بلسن ظن یا خذ المال وعدہ وبقا الامتثال
 یجوز و نادق العزیرة من معنی التعزیر یاخذ نیاں علی القول بہ سابق
 شی من مالہ عند عاقل الا لا یجوز لا من المسلمین اخذ مال احد بغير سبب
 شرعی وادی ان یاخذھا فیسئلھا فان ائیس من تویتہ یعرفھا
 فی مایری ۔ و فی شرح الآئین التعزیر بالمال کات فی ابتداء الاسانید ثم نسخ

عند ما فی الهندیة : یصح انعقد عن مدة معلومة ای مدہ كانت تعزیر الذمہم ونحو
 اوھانت کالسین کذا فی انھضت ویعتد بطلان مدہ ہما سنی وان مریم شیمافہ من
 بوقت الذی استا بھرہ ۔ و نقاوی الھندیہ جرم ۵۸۱ کتاب الاجارۃ الباب الثالث
 ومثلہ فی الایڈریۃ علی ہامش الھندیہ بترتیب تجارۃ تعزیرات عن الاجارۃ بطریقہ ۔

والحاصل ان المذهب عزم التعزیر بالخذلان۔

(رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۵، ۱۹۶ فصل تعزیر بالخذلان المردود)

تاہم جہاں کہیں مالی جرمات کے لایز جاری نہ ہو اور مالی جرمات سے جرائم ختم ہوتے ہوں تو ایسی حالت میں اگر نیکو فی ضرورت کے تحت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ چونکہ تعزیر کا مسئلہ قضاء سے تعلق رکھتا ہے اور فقہاء و علمائے اہل سنت کی تقریریں کتب کے فقہاء کے مسائل میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی جائے گی۔

امثال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: وكل قروح بالقتل تعلقا... قول ابو يوسف فيه يفتي... الفتوى حل قول ابو يوسف فيما يتعلق بالقتل لقراءة بغيره...
(مجموعه رسائل ج ۱ ص ۲۴-۲۵)

وقال العلامة طاهر بن عبد الرشيد الخاني رحمه الله: وسعت من فقه ان التعزير باخذ اذلة ان القاضى والولى جاز ومن جملته فاذل رسله لا يحضر الجماعة يومئذ تعزيرهم باخذ افعال - (خلاصة الفتاوى ج ۴ ص ۲۲۲ کتاب الحدود، فصل في التعزير)۔
سوال :- روزہ استعمال کی اشیاء خورد و نوش
کے نرخ مقرر کرنا
تو یہ کس کو حق حاصل ہے ؟

الجواب :- روزہ استعمال کی اشیاء کی قیمتوں میں کمی یا زیادتی بخاری و مدنیوں میں اتار چڑھاؤ کے حالت پر مبنی ہے جس کا سبب ماہرین معاشیات ملکی حالات کو قرار دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں افراط و تفریط پیدا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے، یہی وہ ہے کہ حدیث میں اس کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی ہے، اس لیے کسی حاکم یا والی کو روزہ منہ استعمال کی اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں مقرر

لہ و قال الامام سيد سابق رحمه الله: ويجوز ان لا يرباخذ المال وهو مذهب ابو حنيفة
و لم يزل ماله. و ايضا نقل عن معين الحکام ومن قال ان العقوبة المالية متسوخة
فقد غلط عن مذهب الامامة لقلاً واستدل لا وليس يسهل دعوى نسخها.
(فقه السنة ج ۲ ص ۴۹۹ کتاب الحدود، فصل في التعزير)

کرنے کا اقتیاد حاصل نہیں ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان الله هو المستدر القابض الباسط الزايق والاف
لا رجوان ان الله وليس احد منكم يطالبني بمخلصة في دم ولا مال۔

رُسنو ای داؤد ج ۲ ص ۱۳۳ باب فی التعمیر

تاہم جہاں کہیں ناجرموں کی مجبوریوں سے غلط فائدہ اٹھا کر مصنوعی مہنگائی پیدا کئے
ہیں ایسی صورت میں قاضی یا حاکم کے لیے اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں مقرر کرنا اور پھر اس
کی غرائفی کرنا بھی ضروری ہے۔

لما قال الامام علی ابن ابی بکر المرثیة فی اللہ، ولا یبقی لمسلطان ان یمسقر
علی ان من فای کان ازباب الطعام یتعسکون یتعسکون عن الفیقة تعدیاً فانعشاً وینجز
القاضی من حیالہ حقوق المسلمین الا بالتسعیر فحینئذ لا یأس بہ بمشورۃ من
من اهل الملک والمصیوة۔ (الہدایۃ ج ۲ ص ۴۵-۴۶ کتاب نکراہیۃ فصل فی البیع)۔

حکومت کی طرف سے لگائے گئے ٹیکسوں کی شرعی حیثیت | سوال نمبر ۱۰۱
حکب میں تقریباً

ہر طرف ٹیکسیشن کا نظام رائج ہے کہیں انکم ٹیکس، ٹریڈ ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس
ہے تو کہیں آبکاری ٹیکس کی شکل میں یہ عوام پر نافذ ہے، تو کیا شریعت مطہرہ حکومت کو
زکوٰۃ اور صدقات کے علاوہ رعایا پر مزید ٹیکس لگانے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟

الجواب:- شریعت مطہرہ میں صاف طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں پر زکوٰۃ
کے علاوہ بھی مال خرچ کرنے کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کے
اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ اغتیاد کے اموال میں فحشر اور مہملکین کا حصہ

لہ وقال الامام سید سابق رحمہ اللہ: الترحیص فیہ عند الحاجة الیہ علی ان التجار
(ذا علموا) وتمدون تعدیاً فامشایطہم بالسوق وجب علی الحاکم ان یتدخل ویجدر
القرمیانۃ لحقوق الناس ومنعاً للاحتکار ودفعاً للنظم الرابع علیہم من
جسع التجار۔ (فتاویٰ التفتہ ج ۳ ص ۱۶۱ کتاب النکراہیۃ التعمیر)

ومثله فی تبیین العقائق ج ۶ ص ۲۸ کتاب نکراہیۃ، فصل فی البیع۔

موت ہو رہے۔

توبہ ثانی: **وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّرِثَتِكِ يَا وَلَدُكَ دُوم۔** (سورۃ النبی ۱۹)

نام ایوکر جھان دیکھ اشد اس ریت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے اور انہوں نے اس بات پر اُمت کا اجماع نقل فرمایا ہے فرماتے ہیں:-

فقال ابن عمر والفس والنشعبی ومجاهد هو حق سوى الزکوٰۃ واجب في المال فان ایوکر هذ ذلک خبر مرکبہ مستعمله وفي المال حق سوى الزکوٰۃ باتفاق المسلمين۔ (احکام القرآن لرحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۲۹۹ سورۃ النبی ۱۹)

اسی کے علاوہ حکومت وقت پر لازم ہے کہ وہ اپنا ذاتی نظام سسٹم رکھے، اسی طرح رفاہ عامہ کے کاموں مثلاً ہسپتال، مسافر خانوں اور سڑکوں وغیرہ کے لیے مخصوص فنڈ مقرر کرے، قراءہ و ماکین اور قیموں کا خصوصی خیال رکھے، اگر بیت المال خالی ہو تو ذاتی نظام کے اثراجات کے لیے حکومت وقت اُفتیاد پر محدود اندر میں کچھ فنڈز سسٹم لگا سکتی ہے لیکن یہ ٹیکس اتنا زیادہ نہیں لگا یا جائے گا کہ وہ ظلم کی حد تک پہنچ جائے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **اَلَا اِذَا دَخَلْتَ الْاِيْدِي مِنْ اَلْاَمْوَالِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ مَالِ الْمَصْلَحِ مَا لِقَى بِغُلُجَاتِ الْهَسْكَرِ وَتَوَلَّى تَرْقِ الْعَسْكَرِ وَاشْتَقُوا بِاَلَدِهِ الْحَيْفَ دَخَلَ الْاِتْقَانُ بِلَادِ الْاِسْلَامِ اَوْ خِيفَ ثَوْرَانِ الْفِتْنَةِ مِنْ هَلْ مَعْرَا مَنَةً فِي بِلَادِ الْاِسْلَامِ فَجَوَزَ الْاِمَامُ اَنْ يَخَافَ عَلَى الْاَسْلَامِ يَدَ مَقْدَارِ رِقَابَةِ الْحَيَاةِ۔**

والاستصغى للامام غزالی رحمہ اللہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم وقت ضرورت کے تحت مالدار کو نوں پر ٹیکس لگا سکتا ہے تاہم اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ موجودہ دور میں ٹیکسیشن کا سارا نظام صحیح ہے اس لیے کہ آج کل ٹیکسوں کا جو نظام ہے اس میں بعض ٹیکس غیر شرعی ہیں اور اسی طرح عام طور پر ٹیکسوں کی شرح فیصدی اتنی زیادہ ہے کہ عام انسان کی قوت برداشت سے باہر ہے شریعت مقدسہ نے ٹیکسوں کی شرح کو زکوٰۃ کی شرح مقدار سے زیادہ نہیں بڑھایا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ ٹیکس کی وصولی کے لیے بھیجا تو ان کو یہ حکم فرمایا کہ مسلمانوں سے چالیسواں حصہ اور ذمیوں

سے بیسواں حقہ اور حریموں سے دسواں حقہ وصول کرنا شروع۔

قال الامام ابو يوسف رحمه الله: فان عسرج الخطاب وضع العشور فلا بأس به اخذها اذا لم يعتد فيها على الناس ويوجد باكثر مما يجب عليهم..... قال محمد بن ابو حنيفة عن القاسم عن النس بن مسير بن عبد الله بن مالك قال بعثني عمر بن الخطاب رضي الله عنه على عشور وكتب لي عهدا ان اخذ من المسلمين بما اختلفوا فيه لشجارتهم ربع العشور ومن اهل الذمة نصفها عشر ومن اهل الحرب العشور. (كتاب الخراج مكرر) فصل في العشور: الخ
 ہر ایک ملک کے ہر کوڑ میں پانچویں ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جسے سب ٹیکس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، شریعت مطہرہ میں اس قسم کے ٹیکس کا کوئی حوالہ نہیں ہے بلکہ امرائے اس کا عدم حوالہ نقل کیا گیا ہے۔

فاہمی بویسی رحمہ اللہ اس قسم کے ٹیکس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک ملک کے اندر ایک علاقے سے دوسرے علاقے کو اسباب منتقل کرنے پر سب ٹیکس وصول کیا جاتا ہے شریعت نے اس کو حدوں قرار نہیں دیا ہے بلکہ اس قسم کا ٹیکس حرام ہے اور عادلانہ سیاست کے بالکل منافی ہے اور اکثر یہ ٹیکس غلاموں کے بلا میں ہوتا ہے۔

قال العلامة تاج الدين بن عبد الله قاتل اعشارا مشقة في دولة الاسلام من بلد الى بلد فمرنا لا يسحبها شرع ولا يسوقها، اجتهاد ولا هي من سياسات العدل وقلنا تكون آفاق بلاد الجاثية وذلك قال رسول الله ص: اتقوا حنيفة وسم لا يهدن الحنيفة صاحب مكس وفي نسخة: اخذوا صاحب المكس في اتا ديعن اعشار وفي لفظ آخر: اخذوا القنيم اعشارا قتلوه. (الاحكام السلطانية ص ۳۳۳) قاتل اعشار لا مول:

لے قال الامام ابن حزم الظاهري: قال ابو محمد وفرض على الاغنياء من اهل كل بلد ان يقوموا بنفقاتهم ويحجبهم السلطان على ذلك ان لم تقم بركة بهم ولا نفقاتهم اموال اسلمين بهم فيقام لهم بما يكون من اخوات الذي لا يد منه ومن اللب من فتناء واصيف بمثل ذلك..... برهان ذلك قوله تعالى: "وَأَمَّا ذَلُّنَا فَحَقُّهُ ذَلُّنَا سَكِينٌ"۔ (لمعنى ج ۲ ص ۳۵۲، ۳۵۳) رقم ۲۵ کتاب الزکوۃ قسم الصدقات (

تاہم ایک ملک سے دوسرے ملک میں مالی اور اشتیاد منتقل کرنے پر جو کسم پوتی عائد ہوتی ہے اس کے جواز کی گنجائش ہے انہیں عصر حاضر میں بعض ممالک میں کیسٹم جیسے زیادہ وصول کیا جاتا ہے اس لیے اس کی مقدار میں اعتدال سے کام لینا چاہیے اور اس قسم کے ٹیکس کو عظم کی حد تک نہیں بڑھانا چاہیے۔

لَا قُلُوبَ لِقَاضِي ابُو بَعِيٍّ، اِنْ كَانَ الْبَدَنُ تَغَوَّرًا يَتَاخَمُ وَالْمَرْبُ وَكَانَتْ اُمُورُ الْمَمْلُوكِ اِذَا دَخَلَتْ دَارَ اِسْلَامٍ مَعْشُورَةً عَنْ صَلَاحٍ اسْتَقْرَ مَعَهُمْ اَثْبَتَ فِي الدِّيَّانِ عَقْدَ صَلَاحِهِمْ وَقَدْ دَخَلُوا خَوْفَ مَنَّهُمْ مِنْ عَضُدٍ اَوْ خَسِ اَوْ زَبَادَةٍ عَلَيْهِ اَوْ قَضَايَا مِنْهُ وَانْ كَانَ يَمْتَلِكُ بِاِسْتِثْنَاءِ الْاَمْتِنَةِ وَالْاُمُورِ فَهَلَّتْ فِيهِ وَكَانَ اَلْبَوْلُ مَوْضِعًا لِمُخْرَاجِ رَسُوْمِهِ وَالْاِسْتِخْفَارِ مَا يَرْفَعُ اِلَيْهِ مِنْ مَقَادِيرِ اَلْمَتْنَةِ اَلْمَوْجُوْةِ اِلَيْهِ۔ (الاحكام السلطانية ص ۲۲۵ تحت وجوب العطاء۔ الفصل السادس)

اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کی عبادت کا طریقہ کار | سوال :- کیا اسلامی مملکت ہے کہ وہ اپنے مذہب کی املازیر تبلیغ کریں یا کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر کریں یا اپنے مذہب کے مطابق عمل و سومات ادا کرتے رہیں۔

الجواب :- ایک اسلامی مملکت میں مسلمان حاکم پر لازم ہے کہ غیر مسلم قلیت کی جان و مال کا تحفظ کرے لیکن شریعت نے غیر مسلموں کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ بازاری اور تجارت اور دیگر مذہب مقامات میں اپنے مذہب کا پرچار کریں، غیر مسلموں کی عبادت اپنے گھروں اور اپنی قدیم عبادت گاہوں (مندروں، منبروں اور چرچوں) تک محدود رہے گی۔ اسی طرح غیر مسلم اپنے لیے کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی نیا قبرستان یا اپنے مَردوں کو جمانے کے لیے کوئی نئی جگہ تعمیر کر سکتے ہیں۔

لَمَّا قَالَ الْعَلَامَةُ هَلَاوَانِيْن الْحَصَكْفِي رَحِمَهُ اللّٰهُ : وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّجِدَ ذَبِيْحَةً

لَهُ قَالَ اَلَا مِمَّا قَضَى ابُو بَعِيٍّ، اَمَّا الْعَشُوْرُ فَرَأَيْتَ اَنْ تَوَلَّيْتُ اَوْ مِمَّا مِنْ اَهْلِ الصَّلَاحِ وَالْاِيْمِ وَتَأْمُرُ اَنْ لَا يَتَعَدَّ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يَدْعُوْنَهُمْ بِهِ فَلَا يَظْلِمُوْهُمْ وَلَا يَأْخُذُ مِنْهُمْ كَثْرَتُهَا بِحَبِّ عَلَيْهِمْ۔ (کتاب الخراج ص ۱۳۲ فصل فی العشور)

ولا نیسة ولا مومعة ولا بیت ناس ولا مقبرة ولا صلتاً حاوی فی دار الاسلام
 ولو کدیه فی المختار۔ (النداء للثائر علی پاشا رد القدر ^{۲۶۶} کتاب سیر الملک)
 کام یہاں کہیں غیر مسلموں کی کوئی عبادت گاہ یا قبرستان وغیرہ ان کی کثرت آہلوی
 اور دم شکاری کی زیادت کی وجہ سے ناکافی ہوئے تو اسی ضرورت کے تحت وہ نئی
 عبادت گاہ اور قبرستان وغیرہ صرف ایسے دیہاتوں میں تعمیر کر سکے ہیں جہاں پر جمع
 اور عیدین کی نمازیں نہیں پڑھی جاتی ہوں۔

لما قال العلامة عذراً للدين انكاساً رحمه الله، ولا يكتون من اظهار
 صليبهم في بيدهم لانه اظهار شعائر الكفر فلا يكتون من ذلك في
 اعمار المسلمين، ووقعوا ذلك في كنائسهم لا يتعرض لهم وكن الـ
 من بوا المناقوس في خوف كنائسهم القديمة لهم تعرض كذلك لان
 اظهار الشعائر لم يتحقق فان عرضوا بهم خاصاً منها لم يمكنوا منه
 لانه من اظهار الشعائر..... واما كنائس والبيع القديمة
 فلا تعرض لها ولا يهدم شيء فيها واما احداث كنيسة اخرى

لما وقال الامام قاضي البريقي رحمه الله :- يلزم الذي ترك ما فيه ضرر
 عن المسلمين واحادهم في مال او نفس وهي ثمانية اشياء۔ (الاجتماع علی
 قتال المسلمين) وان لا يترك بمسلمة ولا يصيبها باسم نكاح ولا يفتق مسلماً
 من دينه ولا يقطع عليه الطريق۔ ولا يودي بتشريكات جدها اعق
 جاسوساً۔ ولا يعا وتوا على المسلمين بدلالة اعق لا يکاتب المشركين
 بالغبار المسلمين۔ ولا يقتل مسلماً ولا مسلمة۔ وكذلك يلزم
 ترك ما فيه غصاصة ونقص علی الاسلام۔ وهي ثلاثة ذكر الله
 تعالیٰ وکتابه ودينه ورسوله بما لا ينبغي۔

(الاحکام السلطانية ص ۵۸ فصل فی وضع الخراج والجزية)

یمنعون عنه فیما صار مہم؟ قوٹ ۱۱۳۱ مصد والصلیبین۔

(بدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۱۳۱ کتاب السیر)۔

حکومت کوڑنا با بھار اور بارضاد کی تقسیم کا کوئی اختیار نہیں | رسول بکمران
عقبریں سے بعض

افراد نے زنہ کی دو قسمیں بنا رکھی ہیں یعنی زنہا بایر کو قابل حد اور زنہا بارضاد کو جائز قرار
دے کر زانی اور مزنیہ سے حد کو ساقط تصور کرتے ہیں، کیا شرعاً ان افراد کا یہ اقدام جائز
ہے یا نہیں؟

الجواب: بارضاد اُمت اور فقہاء و کرام نے قرآن اور احادیث کی روشنی میں جس
زنہ کو قابل حد قرار دیا ہے اس میں زنہا بارضاد یا زنہا بھار کی کوئی قید نہیں لگائی، بلکہ فقہاء
عبارت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زنہا بارضاد مذی کے ساتھ کیا جائے وہ تو بطریق اولیٰ

لہ و فی الہندیۃ: ویس النعمانی ان یتضمن فی مغلہ بالافسوس فی مصر المسلمین ولا یتجمع
فیہ بہم ائمالہ ان یصلی فیہ ولا ان یشربوا الخبیب، وغیر ذلک من کتائبہم
ولرغمہ اصواتہم لبراء الزبور وان یجیل نکاح فیہ اظہار الشوک متعوا
عن ذلک ولا یتبع بذلک اظہار الشوک لا یمنعون ویستعون من قرا ذلک
فی سواک المسلمین۔۔۔۔۔ ولا یأس بانحلاج الخبیب وقرب الفافوس اذا
جاؤوا انبیۃ المہم وفی کل تدریۃ او موضع یس من امصار المسلمین فاشہم
لا یمنعون من ذلک وان کانت فیہا عدد من المسلمین یسکون فیہا۔

(فتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۲۷۵ کتاب الجہد والاب التام فی الجنۃ)

وقال الامام علاؤالدین النکسافی رحمہ اللہ: لا یمنعون من افعال شئی مما ذکرنا
من بیع اخیار والخریر والصلیب وضم اب الفافوس فی قریۃ او موضع یس من
امصار المسلمین ولو کان فیہ عدد کثیر من اهل الاسلام وانما یکبر ذلک
فی امصار المسلمین وحی نتی مقام فیہا الجمع والاعیاد والحدود۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج ۳ ص ۱۱۳۱ کتاب السیر)

وَبَشِّرْهُ فِي بَيْعِ الْمَرْثَى ج ۳ ص ۱۱۳۱ کتاب السیر۔

حد کا مستحق ہے۔

چونکہ عورت اور مرد پر اپنی اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا حقوق اللہ میں سے ہے اس لئے کسی عورت یا مرد کو اپنی شرمگاہ شریعت کے مقرر کردہ طریقہ کے علاوہ دوسرے طریقہ سے استعمال کرنے کا قطعاً کوئی حق حاصل نہیں اس سے رہنمائی سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہی وجہ ہے کہ اس کی سزا جب حد مقرر ہو جائے تو کسی کو معاف کرنے کا اختیار حاصل نہیں اور وہ بھی حد کو سزا دہنے کے لیے زنا میں باہر اور باہر نما میں تقسیم کر سکتا ہے، سو جب حد زنا کی جو تحریت کا کٹھن ہے وہ دونوں کو شامل ہے۔

فی قول علامہ علاء الدین انکاسا فی رحمہ اللہ: اما الزنا فهو سم للوطء المحرام فی قبیل المرأة الفیئة فی حالة الاختیار واللعن معن التزم احکام الاسلام العاری عن حیثیة الملك وعن شہیة وعن حق الملك وعن حقیقة التکاح وشہیة ومعہ شبهة الاشتباه فی موضع الاشتباه فی الملك والکاح جیعاً۔ (ردائع المعانی ج ۲ ص ۳۳ کتاب الحدود)

تمام یہاں کہیں زانی اور مزنیہ پر ایسی زبردستی کی گئی ہو جس سے انکار کی صورت میں جان کے بچے جانے کا خطرہ ہو تو ایسے اکراہ اور مجبر میں زانی مکروہ یا زانیہ مکروہ سے حد کا قتل ہو سکتی ہے۔

لما قال العلامة المرغینانی: قال ومن اكرهه السلطان حتى زنى فلاحده عليه.... وان اكرهه غير السلطان حد عند ابي حنيفة وقال لا يحد لان لا كراه عند ما قد يتحقق من تغيير السلطان۔ (الهداية ج ۳ ص ۴۹۹ کتاب الحدود باب حد الزنا) لہ

لہ وقال الامام علی ابن ابی بکر المرغینانی: الوطی لموجب للحد هو الزنا، وانما فی حدود الشرع والمان وعلی الرجل امرأة فی الخلیل فی غیر الملك وشہیة الملك لانه فعل محظور والحرمۃ علی الاطلاق عند التعدی عن الملك وشہیة یشید ذلک قوله علیہ السلام ادرءوا الحدود بالشیہات۔

(الهدایة ج ۲ ص ۴۹۹ کتاب الحدود۔ باب حد الزنا)
وہم شہیة فی قطع التقدير ج ۵ ص ۳۳ کتاب الحدود۔ باب حد الزنا۔

عزیت کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان عدالتی کارروائی کا حکم | سوالیہ فقرہ

کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر کی عزیت اور اخلاص کی وجہ سے قاضی یا حاکم خاوند اور بیوی کے درمیان نکاح فسخ نہیں کر سکتا ہے جبکہ خاوند کو بھجور نہ کر کسی سے قرض لینے کے لیے بیوی کا نفقہ ادا کرے۔ اگرچہ یہ کچھ بہت سی عورتیں شوہروں کی عزیت و اخلاص کی وجہ سے کئی قسم کے گناہوں کی ترغیب ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ عطا کردہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگرچہ کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے ؟

الجواب :- اس مسئلہ میں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء نے عادات کے پیش نظر ضرورت کے تحت ائمہ ثلاثہ کے مذہب پر عمل کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ مذہب و مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ کی مسلک اور طریقہ کیا ہے ؟ ائمہ ثلاثہ کی کتب کے مطالعہ سے اس مسئلہ کا حل کچھ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند اس قدر غریب، دانا اور دھوکہ دہا ہے کہ بیوی کو نہ معمولی سی خوراک اور پکڑے وغیرہ نہیں دے سکتا ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ خاوند کے ساتھ اس مسئلہ کی حالت میں رہے یا خاوند سے علیحدگی اختیار کرے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

فَمَنْ كَانَ مِنْ حَقِّهَا عَلَيْهِ أَنْ يَعُولَهَا وَهِيَ حَقُّهُ أَنْ يَسْتَمَعَ مِنْهَا وَيَكُون
نَقْلٌ عَنْ كَلِّ مَالِ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ وَتَمْرُؤُهُ عَنِ الزَّوْجِ احْتِمَالُ أَنْ لَا يَكُونَ مَلِكًا حَرِيصًا
نَاصِحًا الْمَرْأَةَ يَسْتَمَعَ بِهَا وَيَعُولُهَا وَلَا يَسْتَعْنِي بِهَا وَهِيَ حَقُّهُ أَنْ يَلْصُقَ بِهَا

لَمْ تَأْتِ إِلَّا بِهَذَا مِنْ أَيْ لَزِيمَاتِهَا سَأَلَهُ سَعِيدُ بْنُ الْحَفَظِ عَنْ الرَّجُلِ الَّذِي رَمَى
بِنَفْسِهِ عَنِ امْرَأَتِهِ قَدْ يَفْرُقُ بَيْنَهُمَا قَدْ أَيْلَازَ بِنَادِقَتَيْنِ مَسْتَقِيمَتَيْنِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْحَفَظِ
وَلَوْ لَيْ شِبْهَ قَوْلِ سَعِيدِ بْنِ سَلَةَ مَنْ لَكُونُ مَسْتَقِيمَةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
وَأَسْفَنُ الْكَافِرِ ج ۱ ص ۶۹ کتاب النکاح باب الزم من ينفق امرأته

فَإِنْ امْتَنَعَ الزَّوْجُ عَنِ الْإِنْفَاقِ قَامَ وَجِبَاطُهُ بِإِثْرِهِ بِشَرِّتِ سَلَى الْأَحْبَابِ وَأَنْتَ
مُسْتَعْنِيٌّ - وَهِيَ سَعِيدُ بْنُ الْحَفَظِ ص ۶۹ لَفْظُهُ :-

فراقہ بھی ذریعہ بلا حلاق لانہا نیست شیخا اوقعہ الزوج ولا جعل الخ حد
 یشاعہ ن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (مراد الایجاد فی رجال غابوا
 من شہادہم یا مومنین یاخذوہم ان یفقروا ویطلقوا ان یطلقوا بعشر نفقۃ
 ما حبسوا۔ (تاریخ الامم للشافعی ج ۲ ص ۹۱ باب الاول فیہ ما یفق من نیتہ) لے
 وقال الامام احمد بن محمد بن احمد اندر دیوانہ کی ذات ثبت الزوج عند
 عندہم کما یقول لہ فی محل بالاجتناب من الحاکم بسبب ما یؤاخذ من حال الزوج
 عندہ ان یحصل النفقة فی ثلاث الرض والایقین عسرة عند الحاکم امران الزوج
 فی امرہ الحاکم بہا ای بالنفقة اور بالطلاق بلا توم بین یقول لہ اما ان یفق
 واما ان یطلق فان حلق أو انفق فان مرظاہم والاطلاق علیہ بان یقول لہ اکرم
 قد حلت نکاحہ او منعتک منہ أو یا مرہا بذلک تعربکم مبد۔

والشرح الصغیر ۲ ص ۱۰۰ باب وجوب النفقة علی الذییر

تاہم تفریق کی صورت میں بیان ہوئی تشریح عدالت سے رجوع کر لے گے اور قاضی یا
 حاکم وقت حورت اور مں کے شوہر کے درمیان تفریق کر سگے۔ قاضی یا مسلمانوں کی
 بنائی ہوئی عدالت کے بغیر حورت اور مں وند کے درمیان تفریق نہیں ہو سکتی۔

لما قال الامام علاؤ الدین ابوالحسن علی بن سلطان مددای احمل و ولا یجوز نسخ
 فی ذلک الا بکم حکم۔ (الکشاف ج ۲ ص ۱۰۰ کتاب النفقات)

لے وقال الامام ابوالحسن المرادی احمل۔ حمہ النفقہ قولہ (و) ان یفسر
 الزوج نفقتہا او بعضہا او بالکسوة) وکذا یبعثہا خیرات بین فسخ النکاح
 والقسام وتكون النفقة دیناً فی ذمتہ یعنی نفقة القایر وحملہ اذا لم
 یمنع نفسهما الصبیح من العذہ ان لہا الفسخ بذلک مطلقاً
 وعیہ بجاہیل الاصحاب ونقلہ الجماعة من الامام احمد رحمہ اللہ
 قال الزہری لکنی رحمہ اللہ۔ کذا المشہور والمختار للاصحاب۔

والانفقات ج ۲ ص ۳۸۳ کتاب النفقات

ومثلہ فی مختصر لمزنی ص ۳۳۷ باب النفقة۔

ہاسپورٹ اور ویزہ کی شرعی حیثیت | سوال و آجکل بین الاقوامی قانون کے مطابق جب کسی ملک میں کوئی غیر ملکی شخص

داخل ہوگا تو وہ لازماً ویزہ اور ہاسپورٹ کے ساتھ اجازت طلب کرے گا اس ملک میں داخل ہوگا ورنہ وہ مجرم شمار ہوگا، تو اس اجازت کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

الجواب :- عصر حاضر میں دنیا کی تقسیم جغرافیائی اعتبار سے ہو چکی ہے ہر ملک کے لیے ایک حدود مقرر ہیں، اب اگر ہر شخص کا بغیر اجازت کے کسی ملک میں داخلہ شروع ہو جائے تو اس سے ممالک کے اندرونی معاملات متاثر ہونے بغیر نہیں رہ سکتے، ایک ملک کے دوسرے ملک میں گزربیدا کریں گے اور اس طرح فتنہ و فساد کا ایک نر بندہ ہونے والا دروازہ کھل جائے گا۔

اس لیے ملکی قوانین میں کسی غیر ملکی کے داخلہ کے لیے خاص شرائط رکھی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، ایسی کوئی بھی پابندی کسی شرعی اصول سے متصادم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک اسلامی ملک میں کسی غیر مسلم کا داخلہ وہاں کی انتظامیہ کی اجازت پر موقوف ہے، کیونکہ اس سے یعنی کسی غیر مسلم کا بلا اجازت کسی اسلامی ملک میں داخل ہونے سے وہاں فتنہ و فساد کا خطر ہے۔

شرعیہ مطہرہ میں ویزہ کی مثال مستان کا دوسرے ملک میں داخل ہونے کے لئے ایک معینہ مدت تک امن طلب کرنے کا ہے، جس طرح ویزہ میں ایک مہینہ تک کسی دوسرے ملک میں رہنا پڑتا ہے اسی طرح مستان کو بھی معینہ مدت تک دوسرے ملک میں رہنا ہوتا ہے۔

کہا قال شیخ الاسلام برہانی اندین المدینین رحمہ اللہ : واذا دخل المسلم دار الحرب رجلاً فلا یصل لنا ان یتعرض بشئ یقتل أو یموت أو ینزلہم ولا یموت ولا ینزلہم لانہ ضمت ان لا یتعرض لهم بالاسیما ان لا تعرض بعد ذلك یكون غداً والقدر حرام..... قال واذا دخل الحرب لیتامننا لم یکن ان یقیم فی دارنا سنة ویقتل لہ الامام ان اقامت تمام السنة وضمت علیک الجزیة والاصل ان الحرب لا یمکن من اقامة داسة فی دارنا الا بالاسترقاق والجزیة لانہ یصیر عینا لهم وعونا علینا فلیحقق المفترقة بالمسلمین ویمكن من اقامة ابسیة لان فی منعها

قطع السیر واجب وسد باب التجارۃ فحصلنا بهذا عما سئله۔

والہدایۃ ج ۲ طبع کتاب السیر فصل فی ستمائ الکفار

سی آئی ڈی (جاسوسی) کی شرعی حیثیت | سوال۔ اگرچہ دنیا کے اکثر ملک کے حکمران طبقہ کا یہ دستور ہے کہ اپنے آپ کو حکومت حالت سرگرمیوں سے واقف اور باخبر رکھنے کے لیے ایک ادارہ قائم کرتا ہے جسے عرف میں سی۔ آئی۔ ڈی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ایسے ملکہ یا ادارے کا قائم کرنا شرعی نقطہ نظر سے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب، ملک کو انتظامی طور پر بہتر انداز میں چلانے کے لیے حکومتیں مختلف قسم کے ادارے بناتی ہیں، اسی طرح اگر حکومت کوئی ایسا ادارہ قائم کرے جو بغیر ملکہ جاسوسی یا ملک کے اندر ایسے لوگوں کی خفیہ سرگرمیاں معلوم کرے جو حکومت اور ملک کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہو تو یہ ایک مستحسن اقدام ہے، حکومت کے قائم کردہ ایسے ادارے ملک کے استحکام کے لیے ریزہ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

قال علی بن (ابی بکر الصديق) : اذا استخلفت الخواص رجلاً ليعلمته بكل داعية ودخل البلد فليداعل حال وثابته خاصة لان المقوم دونه دفع شره الاشوي غير م. بجزیرہ خلائیہ فانتہ بعد ذوال ستمائتہ۔

(الہدایۃ ج ۲ جلد ۲ کتاب السیر)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت خلافت میں آپ کو ملک کے اندرونی حالات و واقعات، حال کی کارروائی اور باغیوں کے خروج کا جن سرعت سے علم ہوتا تھا شاید دوسرے ممالک میں بہت کم ایسے ہوتا ہوگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر علاقے میں اس قسم کے خفیہ حالات فراہم کرنے کے لیے پرچہ نویں مقرر کئے ہوئے تھے

لصدا قال العلامة ابن عابدین فی شرح هذه العبارة : "قوله لا دخل يصيرني اليهم" قال الرملي هذه عبارة تدل على ضرورة تحييتهم سنة بلا مشور وضع الجريدة. انصحنا ان علي هذا من البحر النقي جلد ۲ کتاب السیر فصل فی تباہ استخوان الکافر۔ ومثلہ فی البحر الرائق ج ۵ ص ۱۰۲ کتاب السیر فصل فی تباہ استخوان الکافر۔

ملکیت اسلام کے جس حصہ میں بھی تھیں کام ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فوراً اس کی اطلاع پہنچی جاتی تھی۔

لا قال الامام طبری رحمه الله : وحدثنا عنه لا ينفذ عليه شيء في عمله كتب اليه من العراق بغزوهم من تخرج ومن الشام جماعة من اجيوز فيها ر تاريخ الامم والملوك للطبري ج ۴ ص ۴۸ ذکر خبر عزل خالد بن ولیدؓ اسی طرح نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ یسار کے علاقہ کے گورنر تھے انہوں نے اپنی بیوی کو غلامیں کچھ نانہریا اشعار رکھے جن میں سے بعض اشعار کا کسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہو گیا، اشعار سننے ہی فوراً نعمان بن عدی کو خط لکھ کر گورنری سے معزول کر دیا۔

لا قال الامام دلالہ رحمہ اللہ : وكان النعمان اول دارث في الاسلام ذوات ابوه اتي موروث في قول واستعمله عمر بن الخطاب حل ميسان ولم يستعمل من قومه غيره واراد امراته حل الخروج معه اتي ميسان فابت تكتب اليها ابيات - شعر وهي -

فمن مبلغ النساء ان حليلها ميسان يسي في رجاء وحننم
نعل امير المؤمنين يسوده تناوينا بالجوسق المشهدم
فبلغ ذلك عمر فكتب اليه انما بعد ففند بلعف قولك -
نعل امير المؤمنين يسوده تناوينا بالجوسق المشهدم
وايم الله لقد ساقى ثمر عزله - (اسد الغابہ في ذكر نعا بن خالد ص ۵۳۵) -

ابو وقال الامام علامہ دلالہ رحمہ اللہ : وحدثني صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم في المناقبين لم يعظمهم احد الا حذيفة اعلمه بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وسأله عمر أف عمال احد من المناقبين قال نعم واحد قال من قال لا اذكر قال حذيفة معزله كانا دلي عليه ر كان عمر اذا مات ميت يسأل عن حذيفة كان حضر الصلوة عليه مثل عليه عمر وان لم يحضر حذيفة الصلوة عليه لم يحضر عمر (اسد الغابہ - ذكر حذيفة بن ابي عامر ج ۱ ص ۳۹۱)

غیر کی کرنے والے پر ضمان کا حکم | سوال :- اگر کوئی شخص حکومت کی جانب سے

طرف سے لوگوں کے احوال اور اسمائے گرامیہ کے احوال کے بارے میں حکومت کو مطلع کرے اور شکایات فراہم کرنا ہوں تو اگر ایسے شخص کی غیر کی وجہ سے لوگوں کا کوئی نقصان ہو جائے تو کیا اس شخص پر ضمان ہے یا نہیں ؟

الجواب :- جو شخص حکومت کی طرف سے غیرہ معلومات کی حکومت کو فراہم کر رہا ہو اور وہ شخص لوگوں کے احوال وغیرہ کی حکومت کو کسی آئی ڈی کرتا ہو تو وہ شرعاً مجرم شمار ہوگا اور جرم مال وغیرہ اس کی شکایت کی وجہ سے بحق مرکہ ضبط ہو چکا ہو اس کا ضمان اور تاوان اس شخص پر عائد ہوگا۔

لما قال العزامة سيد محمد، عمن بن عبد محمد بن عبد الله: اقول حاصله انه اذا شكك بمير حق يضمن ما اتلفه الرائي اذا سوانه من مضمون او من مال دون النفس. افنى به المشاعرون على خلاف القياس وجهاً عن السعاية. (فتاوى تشيع الحامدية ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب الجنایات) تمام اگر کسی نے نوبت اور خود کو ضرر پہنچنے کی وجہ سے کسی کی شکایت کی ہو تو پھر شکایت کرنے والے پر ضمانی نہیں۔

لما قال الامام حافظ الدين محمد بن شهاب البزازی: السعي الى السلطان على ثلاثة اقسام: احدها ان يحق بان كان يرضيه ولا يمكنه دفع الالابحج وفاقداً لا يستحق ادباً ولا بالعرف ولا يضمن الساعي. (فتاوى ملاذية على هامش ص ۲۸۸ ج ۲ کتاب الجنایات) ابداً سادس فی السعاية (ج ۲)

لما قال الامام محمد بن الحنفی: تحت قول الاشياء والنقالات الاختصاصية الساعين وهو قول انتاة دين فلسفة السعاية: فیه قاری الہدیۃ بما اذا كان مادة ذلک الظالم ان من رفع الیہ ویقول عنده ان یاخذ منه ما لا یصلح لرفع لیس انما فی هذه الصورة ما اخذت للظالم هذا هو انتمی بہ: انتمی بہ المتأخرون من متعاند (الاشیاء والنقالات مع شرحه لمحمی ج ۲ القعدة التاسعة عشرة)

وتمت فی راجع من ج ۳ ص ۲۸۸ کتاب القضاء۔

قبائل میں سے ایک گروہ کا مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کو جہاد قرار دینا۔
 سوال :- پاکستان کے قبائل میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو پاکستانیوں کے ساتھ لڑائی کو جہاد کہتے ہیں اور لڑائی میں مارنے والے اپنے ساتھیوں کو شہید اور زندہ رہ جانے والوں کو غازی تصور کرتے ہیں، اور پاکستانیوں سے اخذ شدہ مال کو مالِ غنیمت کہتے ہیں، اور اس گروہ کا امیر اس واقعے سے اپنے لیے خوش ہے،
 مسئلہ ہے، شرعاً اس گروہ کا یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب :- مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے مالی و جان کو مباح قرار دینا اور ان کے ساتھ قتال کو جہاد کے مترادف قرار دینا، یہ باغیوں اور قطاع الطرق کا کام ہے۔ فقہاء کرام نے باغیوں اور قطاع الطرق کی جو تعریفات ذکر کی ہیں وہ اسی قسم کے گروہوں پر صرف بھرتی آتی ہیں۔

لما فی اسنادہ : اهل البغی کل فرقة لهم منعة یطلبون ویقتلون ویقاتلون من العدل بتأویل دیلمون الحق معنای بدعون الولاية . (الفتاویٰ ہندیہ ج ۳ ص ۲۸۳) ان کے لیے انعام (شرعیعت مقدسہ کی رؤسے کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا اور اس کی رضامندی کے بغیر پینا دونوں حرام اور ناجائز ہے۔

لقوله عليه السلام : لا یجوز دم موعوث مسلم یشهد ان لا اله الا الله و انی رسول الله الا باحدى ثلاث : بالنفس بالنفس والقیب الزانی و لم یفرق لدنیہ ثلاث الجماعة . صحیح بخاری آیات ۱۰۹/۲ - صحیح مسلم قسماً ۱۰۶ - ۵۹ - سنن الشافعی ۲ ص ۱۶۱)
 و ایضاً قال علیه السلام : لا یجوز مال موعوث مسلم الا یصیب نفس منه . (کنز العمال ج ۱ ص ۳۹۵ - فردوس المولیٰ ج ۲ ص ۴۳۵) (۱۷)

لہ وقال دھام اخبر القین ان ازی (رفی تفسیر حذہ الآية) انما یجوز الذی یجوز لکون الله و یقولون فی الامراض کذا ۱۰۹/۲ الجمیعون مذکورون فی هذه الآية هم انتم الذین یتمتعون ولهم منعة من انا ذہم بسبب انہم جمیع بعضہم بعضاً ویقتدون المسلمین فی احوالہم و دمائہم ۔ (التفسیر الکبیر ج ۱ ص ۳۱۵) سورۃ المائدۃ (۱)
 و یقتل فی احکام السلطانیۃ لا یجوز یعلی ملک ما قتال اهل البغی ۔

شریعت بل کا پس منظر | سوال :- جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور حکومت میں شریعت بل کا شور و غوغا پورے ملک میں پھیلنا ہوا

تھا۔ اس بل کی ابتداء ایسی منظر اور بالآخر ایوان بالا (سینٹ) سے منظوری کے باوجود اس کے تعطل کا شکار ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

الجواب :- شریعت بل اُن اسلامی دفعات کا مجموعہ ہے جس پر علماء کرام نے شیب و روز غنیمت کی اہلداد نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے حکومتی ایوانوں میں یہ بل پیش کیا لیکن بد قسمتی سے نام نہاد جمہوری اداروں سے اس کو پذیرائی حاصل نہ ہوئی اور ۱۳ مئی ۱۹۹۹ء کو سینٹ سے متفقہ طور پر پاس ہونے کے باوجود ابھی تک یہ بل انجمن کا حصہ نہیں سکا۔ اس بل کے مستدرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر یہ بل تمام قانونی مراحل سے پاس ہو جاتا تو ملک کے پورے نظام میں کیسے تبدیلی آجاتی۔ معاشی اور قضاوی اور عدالتی امور میں اس سے انقلاب برپا ہو جاتا لیکن حکومتی ایوانوں پر قابض بے دین طبقہ نے علماء کی آواز کو دبا کر سرد خانہ میں ڈال دیا، یہی وجہ ہے کہ حالات تجویز کے قوی ہی ہیں۔

شریعت بل کا خاکہ یہ تھا :-

دفعہ ۱، (الف) یہ قانون لغاؤ شریعت کے نام سے موسوم ہوگا۔

(ب) یہ قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام علاقوں اور تمام باشندوں پر نافذ ہوگا، البتہ غیر مسلم باشندوں کے شخصی معاملات اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

دفعہ ۲، شریعت کی قانونی تقریت !

والف شریعت سے مراد دین کا وہ خاص طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اپنے بندوں کے لیے مقرر کیا ہے۔

(ب) شرعی قوانین کا اصل ماخذ قرآن کریم اور سنت رسول ہے۔

(ج) اجماع امت کو قرآن اور سنت سے تحت قرار دیا ہے اس لیے جو قانون اجماع امت سے ثابت اور مانوذا ہو وہ بھی شریعت کا قانون ہے۔

(د) جو احکام امت کے معتد اور مستند محدثین نے قرآن و سنت اور اجماع کے قواعد و ضوابط میں سے کے مطابق مستنبط کر کے مدقّق کرائے ہیں وہ بھی شریعت ہی کے قوانین

ہم ان سے کہ تیس اور اجتہاد کو بشرطیکہ وہ قرآن و سنت اور اجماع کے خلاف نہ ہو،
قرآن اور سنت نے حجت قرار دیا ہے۔

دفعہ ۱۱۔ شریعت کی بالادستی۔

مفسد کوئی ایسا قانون یا قرار دے منظور نہیں کر سکے گی جو شریعت کے احکام کے خلاف
ہو مگر اس کوئی قانون یا قرار دے منظور کر لی گئی تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی اور
اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا اور جج کرنے کے فوراً بعد عدالت کے آفیسر
ملک اس پر عملدرآمد ملوث ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۲۔ ملک کی تمام عدالتوں میں ہر قسم کے مقدمہ مت بشمول مالی وغیرہ کے
شریعت کے مطابق نہ کئے گئے فیصلوں کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۳۔ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیارات سمیت ویسٹ بینک کی استثناء ہر قسم
کے مقدمہ مت پر مادی ہوگا اور عبوری دستور حکم ۱۹۸۵ کی دستوری ترامیم کے ذریعہ
قانونی پابندیوں کو ختم کر دی جائیں گی۔

دفعہ ۱۴۔ دستخط ایک کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت اور وزیر اعظم شریعت
کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا اور اگر ایسا کوئی حکم دے دیا گیا ہو تو اس کی کوئی
قانونی حیثیت نہیں ہوگی اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا۔

دفعہ ۱۵۔ حکومت کے تمام عمال بشمول صدر مملکت اور وزیر اعظم پر شرعی عدالت کا
فیصلہ ملک کے تمام دوسرے باشندوں کی طرح یکساں طور پر نافذ ہوگا، اور کوئی نئی
ملک کا باشندہ اسذمی قانون عدل کے مطابق عدالتی احکام سے بالاتر نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۶۔ مسلمہ اسلامی قوتوں کے شخصی معاملات ان کے اپنے اپنے فقہی
مسک کے مطابق طے کئے جائیں گے۔

دفعہ ۱۷۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو اپنے بچوں کے اپنے مذہبی تعلیم اور اپنے
ہم مذہبیوں کے سامنے اپنی مذہبی تعلیم کی آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات
کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون کے مطابق کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ ۱۸۔ تمام عدالتوں میں سبب ضرورت تجویز کا ریتیزا و مستند ظہر دین کا
بیشکیک بیج اور معاویہ عدالت قرار کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۱: علوم شرعیہ اور اسلامی قانون کی تعلیم اور جموں کی تربیت کا ایسا مؤثر انتظام کیا جائے گا کہ مستقبل میں علوم شرعیہ اور خصوصاً اسلامی قانون کے ماہر بن کر تیار ہو سکیں۔

دفعہ ۱۲: قرآن اور سنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو صیحہ کرم اور مستند محدثین کے تمام عام اصولی تفسیر اور علم حدیث کے مسلمہ قواعد اور ضوابط کے مطابق ہو۔

دفعہ ۱۳: انتظامیہ، عدلیہ اور فقہ کے ہر فرد کے لیے فوائض شریعت کی پابندی اور حریمات شریعت سے جتناب کرنا لازم ہوگا۔

دفعہ ۱۴: تمام ذرائع اطلاع کو خلاف شریعت پروگراموں، قواعد اور منکرات سے پاک کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۵: حرام طریقوں اور خلاف شریعت کاروبار کے ذریعہ دولت کمائے پر پابندی ہوگی۔

دفعہ ۱۶: شریعت سے جو بنیادی حقوق باشندگان ملک کو دیتے ہیں ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائے گا، اگر ایسا کوئی حکم دیا گیا تو اس کی کوئی قوت نہ ہوگی حیثیت نہیں ہوگی اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جائے گا۔

(شریعت بل کا معرکہ ۱۷، ۱۸، ۱۹)

اسلام اور مغربی جمہوریت کا تقابلی جائزہ

سوال: دنیا کے اکثر ممالک میں جمہوری نظام رائج اور نافذ العمل ہے، کیا اسلام میں ایسی جمہوریت کی بقا کے لیے کوئی جگہ ہے یا اسلام اور جمہوریت دونوں الگ الگ نظام ہیں؟

الجواب: اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جو اپنی خصوصیات کی ذریعہ سے مستقل شخص کا ایک ہے اس کا تعلق جمہوریت یا سوشلزم سے جوڑنا اسلامی نظام حیات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ مغربی مغربی جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ عوام ہوتے ہیں، عوام جس طرح چاہیں ملک کے قانون پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، ملک کے کسی بھی رائج الوقت قانون کو محض اکثریت کے بل بوتے پر ختم کر سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو بے دینی، فحاشی اور نفاق انسانیت قانون کو لٹا دیں اس کے

ملک پر نافذ کر سکتے ہیں۔ ایسے نظام میں طاقت کا سرچشمہ عوام ہی ہوتے ہیں جبکہ عوام کے نمائندے وزیر اعظم کو ملک کی قسمت سے کھیلنے کے لیے لامحدود اختیارات حاصل ہوتے ہیں، ایسے فرسودہ نظام میں صرف افراد گئے جاتے ہیں، بالنی معافی اور علم و دانش کی کوئی قدر نہیں ہوتی، معاشرہ کی کذالی، فحش شخصیت اور لادنی فرد کی رائے ایک شمار، مولیٰ ہے، یہی امر ہے کہ ایسی جمہوریت کے ذریعے قائم ہونے والی حکومت بظاہر اپنے آپ کو عوام کا ترجمان شمار کرتا ہے لیکن عوام کے حقوق سب سے زیادہ اسی کے ذریعہ پامال ہوتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان معاشرہ کے حوالے سے یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ جمہوریت نظام ہی میں قوم نے تباہی و بربادی اور مملکت کے کون سے مواقع نہیں دیکھے۔

جبکہ اس کے برعکس اسلام میں طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور خلیفہ صرف تحفیذ احکام الہیہ کے لیے نیابت کی ذمہ داری نبھاتا ہے۔

قوله تعالى: (اِذَا مَنَّ الْمَلِكُ بِالْاَيُّهَا - (سورة النعام آیت ۲۷) - (مَنْ يُوَفِّيهِ كَيْفَ هُوَ - (سورة الفلق والآمنہ ۲۸) - (سورة الانعام آیت ۱۵۵)

علاوہ ازیں جمہوری نظام میں خلیفہ انتخاب بھی اسلام کے عربیۃ النبی سے مختلف ہوتا ہے جس میں خود کی کوہر اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے خلاف کوئی فیصلہ کرے، شوریٰ کی تمام سرگرمیاں دین کے ماتحت رہتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب کبھی خلیفہ اللہ تعالیٰ کے قانون کا کال ہو تو اس کی خلاف ورزی ناجائز ہوگی بغاوت تصور ہوگی۔

قال الامام قاسم الجولانی: - وهذا الذی یعبرون علی الامام ویخالفون الجماعۃ ویضردون بہذہب ابدیہ - (الاحکام السیاسیۃ ص ۵۴) اما قال عبد الباقی،

بہر حال اسلام ایک مستقل نظام حیات ہے جو مروجہ جمہوریت سے جدا ہے، یہ بات ہے کہ جمہوریت بعض امور میں اسلام کی خوشہ چین ہے، درحکے مروجہ نظام کے مقابلے میں اسلام میں شوریٰ اور اختلاف کا نظام امر موجود ہے۔

قوله تعالى: (وَمَا يَرْخِمْ فِي الْاَمْرِ قَاذٍ اَعَزَّ مَثَفَتْوْ كُلِّ عَمَلٍ اَنَّا لَمْ

سورة الاحکام ص ۵۹)

سیاست اسلام کے نامور امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب البغدادی اور دینی

مذہبِ اسلام کے اعتقاد اور تعلیم مقرر کرنے کا تفصیلی نقشہ یوں کھینچا ہے :-

فصل: والامامة تنعقد من وجهين اجد هما باختيار اهل العقد والخل والتقاء
بمذهب الامام من قبل: فاما انعقادها باختيار اهل الخل والعقد فقد اختلفت العلماء
في عدد من تنعقد به الامامة منهم على هذا مذهب شتى فثبت طائفة لا تنعقد الا
بجمهور اهل اهل العقد من كل بلد ليكون الرضا به عاماً والتسليم لامامته
اجماعاً وهو مذهب مدخوع بيعة ابي بكر رضي الله عنه على الخلافة باختيار
من حضرها ولم ينتظر بببيعة قدوم غائب عنها. وقالت طائفة اخرى ان
من تنعقد به منهم الامامة فثبت ببيعة معون على عقدها أو بعقد اجد هم
برضاها الا ببيعة استدلالاً يا مريين اجد هما انبيعة ابي بكر رضي الله عنه انعقد
بخسبة اجتمعوا عليها ثم تايعهم الناس فيها وهم عمرو بن الخطاب والبرصيدة
ابن الجراح وسيد بن ميثم بن نسيب وسعد وسالم مولى ابي حذيفة رضي الله عنهم
والثاني ان عمر رضي الله عنه جعل الشورى في ستة وقالت طائفة
انخلي تنعقد بواحد من ابيات قال لعلي رضي الله عليه ما اريد بذلك
فيقول الناس عظم رسول الله صلى الله عليه وسلم بايع ابي عبد الله ثلاث مائة
اشنان - ولانه حكمكم وحكم واحد نافذ - (الامكان السلطان لم يورث ابداً ولا يورث من بعده)
سوال :- سوشلزم یا اشتراکیت؟ کیا چیز ہے اور کیا اسلام
اور سوشلزم میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب :- سوشلزم یا اشتراکیت یہ ایک کافرانہ نظام ہے اور اس کی تاریخ کا
آغاز اٹھارہویں صدی کے اوائل میں ہوا۔ سب سے پہلے میکسل نامی ایک شخص نے اس نظریہ
کو ایک علمی نظریہ کی شکل میں پیش کیا اور اسے اقتصادی امور میں کامیابی کی بنیاد قرار دیا اور
میں اسے اقتصادی زندگی بنیے، بلکہ مافرق اصول بناتے اور تمدنی پروگرام میں ڈھلنے
والا شخص "کارل مارکس" ہے، اور یہی نظریہ "کمونزم" کا مشکل میں روس پر
عادی ہے۔

اسی نظریے کے بارے میں برصغیر کے مشہور مسلمان ماہر اقتصادیات حضرت مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

”کارل مارکس اور دوسرے اشتراکی راہنماؤں نے جس فلسفہ پر کارگزر کیا کہ بنیاد قائم کی ہے اس میں خدا سے انکار اور انبیاء کی نفی صحتِ اولیٰ میں درجہ پاتے ہیں۔۔۔ لہذا اس کے فلسفہِ لادینیت کے ساتھ اسلام کا کوئی رابطہ اور تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔“
اس کے بعد مولانا سیوہاروی رحمہ اللہ اسلام اور سوشلزم کے اقتصادی نظام کے فرق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسلامی اقتصادی نظام کے اصول یہ ہیں :-

(۱) دولت و ذرائع دولت میں اقوامی ملکیت کو تسلیم کرنے ہوئے اس کی حدود قائم کر دی جائیں۔

(۲) سنی معیشت کی مساوات کے اعتراف کے ساتھ بلحاظ معیشت اختلافِ مدارج تسلیم کیے جاتے ہوئے اس کا رُکاوٹ نہ ہو جائے۔

جبکہ اشتراکی اقتصادی نظام ان امور پر قائم ہے :-

(۱) دولت و ذرائع دولت سے انفرادی ملکیت کو مٹا دیا جائے۔

(۲) بلحاظ معیشت اختلافِ درجات کا ارتکاب کیا جائے اور معاشی لحاظ سے بھی سب سوشلزم میں مساوات تسلیم کی جائے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام ص ۲۴۲)

سوشلزم اور اسلام کا تقابلی جائزہ | سوال :- سوشلزم کے بارے میں کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس میں انسانی

مزدوریات کا کٹھن ہے اور بغیر کسی معاوضہ کے حقوق دیئے جاتے ہیں۔ یہ دیکھنا مطلب ہے کہ کیا اسلام میں سوشلزم کے مقابلے میں انسانی مزدوریات کا خیال کیا جاتا ہے یا نہیں؟ کیا اسلام میں محنت کی جو عملہ افزائی ہوتی ہے یا صرف خیانت و دھوکا پر بھروسہ کیا جاتا ہے؟

الجواب :- اسلام ایک منظم نظامِ حیات ہے اس میں انسان کی ضروریات کا حل اہل طریقہ سے موجود ہے، سوشلزم میں تو صرف چند لوگوں کو منفعت روٹی کپڑا اور مکان ملے گا، باقی سب لوگوں سے مزدوری زیادہ لی جاتی ہے اور معاوضہ نہ دیا جاتا ہے اس لیے کہ پوری رعایا صرف حکومت کے لیے کام کرتی ہے کوئی چیز کسی فرد کی ذاتی

ملکیت نہیں ہوتی، اس کے بالمقابل اسلام میں ضعیف اور فقراء اور مساکین کو زکوٰۃ، صدقات اور عام رعایا کو بھی بیت المال سے باقاعدہ نکلنے میں ملتی ہیں۔
غلامدارانِ دین کے دورِ خلافت پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ملازمین کے علاوہ عام مسلمانوں کے لیے بھیجے بیت المال سے وظائف مقرر کئے تھے۔

لَمَّا قَالَ الْأَمَامُ سَافِظُ ابْنِ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللَّهُ: كَمَا فَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِمَا كُنَّا إِلَيْهِ اعْطَا مِنْهُمْ عَامَّةَ الْمُسْلِمِينَ فَمَا كَانَ يُلْجِعُ اصْنَافَ الْمُسْلِمِينَ فَرَضَ فِي دِيَارِ عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ غَنِيَتَهُمْ وَفَقِيرَهُمْ..... وَمَعَ هَذَا فَإِنَّ الْجَوَابَ لَتَقْدِيمِ الْفَقِيرِ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ لَا يَنْفَعُهُ فَرِهِمْ فَلَا يَهْلِي غَنًى شَيْئًا تَقَى يَفْضُلَ مِنَ الْفَقِيرِ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۵ سیاست الشعبیہ)

تاہم اس کا یہ مطلب یہ نہیں کہ آدمی محنت مزدوری اور کسبِ معیشت کو ترک کر کے صرف حکومتی وظائف ہی کو اپنی بقاء کا ذریعہ سمجھے اور یہاں تک کہ دستِ سوال پھیلانے کی نوبت آجائے، برخص بی بی اور اعضاء کے اعتبار سے تندرست ہو جائے اور محنت مزدوری کرنے کی طاقت رکھنے کے، وجودِ مصروفات و خیرات کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے، خرابیت ایسے شخص کو کبھی بھی سوال کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی رحمہ اللہ محاسب کی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وَأَنْ رَأَى رَجُلًا أَنْ يَتَعَرَّضَ لِمَسْأَلَةِ النَّاسِ فِي طَلَبِ الصَّدَقَةِ وَاعْلَمَ أَنَّ غَنًى
أَقَابِمَالِي: وَاعْمَلْ أَكْثَرُ عَلَيْهِ وَأَذَبْ قَبِيحَ وَكَانَ الْمَحْسَبُ بِانْكَارِهِ اِخْصَ مِنْ
مَامِلِ الصَّدَقَةِ نَعْلَ عَشْرِ مِثْلِ ذَلِكَ بِضَوْمٍ مِنْ أَحْسَنِ الصَّدَقَةِ.

(الاحکام السلطانیۃ لما ورد فی ابواب العشر فی ماکا الحسبہ)
قرآن کریم اور سنت نبویؐ کی تعلیمات قدم قدم پر انسان کو ملال و بیزاری کھائے اور کسبِ معیشت کی ترغیب دیتی ہیں، مثلاً:-

قَوْلُهُ تَعَالَى: فَإِذَا فُتِنْتِ الْفُلُوكَ فَأَنْشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَأَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ.

(سورۃ الجمعۃ آیت ۳۱)

وقد نعلية القلوة واستلام بطلبه الحلال فريضة بعد الفريضة .
 دکنہ الصالح ج ۳ ص ۹۲۰ الفصل الاول فی فضائل الکسب الحلال
 سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تقریر کو سنو خواہوں گی تفصیل : اہم ابوالحسن الماوردی
 فرماتے ہیں یوں بیان فرمایا ہے :-

فلما وضع الذی یوان فضل بالسابقة فصر من کل من شہد بدرا من المجاہدین
 لاثین خمسۃ الاف درہم فی حثل سنة متہم علی بن ابی طالب وعثمان بن عفان
 دخلتہ بن عبد اللہ والنزیر بن انعام وعبد الرحمن بن حوف رضی اللہ عنہم ورفوف
 لنفسہ معہم خمسۃ الاف درہم وخلق یدہ انبیاء بن عبد المطلب والمعون
 والمہلب بن رضی اللہ علیہم ذکاء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبن
 بل فضل انبیاء ورفوف لہ سبعۃ الاف درہم ورفوف نخل من شہد بدرا من
 الانبیاء اربعۃ الاف درہم ولم یفضل علی اہل بدرا احد الا ازواج رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فامۃ فذوق کل واحد کثیر من عیشۃ الاف درہم
 (لاحکام اسطانیۃ لہ ووردی اباب ثامر عثری وضع الروی الخ)

بائیکاٹ اور بڑتال کی شرعی حیثیت | سوال :- آج کل حکومت ست پنے مطالبات

مطریقہ اپنایا جاتا ہے ۔ کیا شریعت فقہ میں اس قسم کی بڑتالوں کی کوئی آیت ہے ؟
 الجواب :- خصم یا فرس اختیارات اور بڑتالوں نے مختلف شکلیں اختیار کر
 رکھی ہیں ، بعض بڑتالیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں لوٹ مار ، سنگساری ، توڑ پھوڑ اور چلتی
 گاڑیوں کو آگ لگانے اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے جیسے غلط اور ناروا افعال کو
 اپنایا جاتا ہے جو کہ کسی بھی مہذب قوم کو مذہب نہیں دیتا ۔

ظاہر بات ہے کہ اس قسم کی بڑتالیں کرنا اور چلتی چلوس زکاٹا شرمناک امر ہے ۔
 اسی طرح بعض تعلیمی اداروں میں طلباء ان اداروں کے نظم و نسق کے بارے میں بڑتالیں
 کرتے ہیں اور اسباق میں حاضر نہیں ہوتے ۔

اس قسم کی بڑتالوں کے بارے میں مجاہد اہل سنت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے
 عمر جوڑ کا فتویٰ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ : ” ظاہر مذاہب کی اسرار ملک متعلین کے خلاف قواعد شرعیہ

کی رو سے ناجائز ہے۔ آؤ اس سے کہ سزا ملک کا مقصد متعین پر و باؤ ذال کران کو اپنے مطالبات کے سامنے پر مجبور کرنا ہے۔ اور ملکہ کو کسی حالت میں اس قسم کے و باؤ ڈالنے کا حق نہیں ہے کیونکہ علیہ عزم میں اور منطین حاکم اور محکوم پر حاکم کی اطاعت اس وقت تک لازم ہے جب تک کہ ان کو کسی خلاف شرع امر کا حکم نہ دیا جائے۔ پس ملکہ کا منطین پر حکومت کرنا قلب مرضیہ اور شریعت کے حکم کو بدلتا ہے لہذا سزا ملک جائز نہیں ہو سکتی یا

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب العقائد والکلام)

تاہم اگر مطالبات جائز ہوں اور ہر تال دیا گیا مل اور علیہ جلوس پر امن ہوں اور غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ ہو تو ایسی حالت میں ہر تال کرنے اور علیہ جلوس نکالنے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ شرعی اور جائز مطالبات منوانے کے لیے ایسا اقدام کرنا مستحسن عمل ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسے وقت میں احتجاج کے طور پر جیل سے نکلنے سے انکار کیا تھا۔

قوله تعالى: وَقَالَ أَنِّي رَأَيْتُ فِيهِ قَطْعًا جَاءَ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ الْيَتِيمَةِ أَتُنْتَفِعُ بِأَيْدِيهِمْ إِنْ رَأَيْتُكَ فِي يَدَيْهِمْ يَتِيمًا وَسَوْفَ يُدْعَىٰ ابْنُ مَرْثَمٍ وَقَالَ الْإِمَامُ الْقُرْطُبِيُّ: فِي تفسیر هذه الآية: قَطْعًا جَاءَ الرَّسُولُ: أَيْ بَاهِرًا بِالْحَرْفِ قَالَ: ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ الْيَتِيمَةِ: أَيْ حَالِ الْيَتِيمَةِ الَّتِي قَطَعُ أَيدِيهِمْ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ عَنْ قَبْضِ يَدَيْهِ عِنْدَ ذَلِكَ مَا قَدْ فُتِّقَ بِهِ وَأُفْعِلَ جُلُوسٌ مَلْجُومٌ - (الجامع لأحكام القرآن ج ۲ ص ۲۸۷ سورة يوسف م ۱۷)

ملکہ قال الامام ابن جریر والطبرانی، يقول قَطْعًا جَاءَ الرَّسُولُ: يَعْنِي بِمَعْنَى الْفَتْحِ: قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ يَقُولُ قَالَ يَوْسُفُ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ الْيَتِيمَةِ الَّتِي قَطَعُ أَيدِيَهُمْ؟ وَالْيَتِيمُ يَخْرُجُ مِنَ الرَّسُولِ وَلِجَابَةِ اسْأَلْهُ حَتَّىٰ يَعْرِفَ صَدَقَ أَمْ لَا عِنْدَهُمْ مَا كَانَ قَدْ فُتِّقَ بِهِ مِنْ شَأْنِ الْإِنْسَانِ فَقَالَ الرَّسُولُ سَلْ الدَّيْكَ مَا شَأْنُ الْيَتِيمَةِ الَّتِي قَطَعُ أَيدِيَهُمْ وَالْمَرْأَةُ الَّتِي سَبَّحَتْ بِسَبِّهَا۔

(الجامع البيان للضیاری ج ۲ ص ۲۸۷ سورة يوسف م ۱۷)

وقال الامام مجاهد الدين في تفسيره: اخبرني ابن النديم عن ابن عباس رضي الله عنهما في قول ما بَالُ الْيَتِيمَةِ الَّتِي قَطَعُ أَيدِيَهُمْ قَالَ: رَأَيْتُ يَوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَهُ قَبِيلُ إِدْمُنْجٍ مِنْ مِثْلِ التَّيْجِيِّ - (الدر المنثور في التفسير المأثور ج ۲ ص ۲۸۷ سورة يوسف م ۱۷)

اپنے حقوق کے حصول کے لیے بڑھنے یا اس کا مطالبہ کرنے پر شرط کوئی پابندی نہیں ہے جس طرح مرد اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی اپنے حقوق کے مطالبہ کے لیے کوئی امر مانع نہیں، تاہم عورت کو اپنے حقوق کے اسباب کے لیے اپنی شخصیت کے تقدس کو پامال کرنا یا بددیانتی اور خیانت کے مترادف ہے۔ بخود کا جھوٹا گناہ سے اگرچہ بے حقوق کا مطالبہ مقصود ہوتا ہے لیکن موجودہ حالات کی روشنی میں یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ اس میں عورتوں کا اپنے حقوق کے مطالبہ کے لیے غم بازی کرنا یا اظہارِ تعزیت کے لیے اپنی ایسا اعتقاد کو ظاہر کرنا لازماً امر ہے جن کو بلا قدر شرعی کھوٹا شریعت میں حرام ہے جو کہ عورت کے لیے جائز نہیں۔ اس لیے عورتوں کا جیسے مہوسوں یا دوسرے اجتماعی طریقوں میں مذکورہ امور کا ارتکاب ناجائز اور حرام ہے۔

عن ابی علی علیہ السلام قال مثل الزانی فی الزانیۃ فی غیر اہلہا کمثل ظلمۃ یومئذ فی قلوبہا (رجاوی ترمذی ج ۱ ص ۲۹۹) دیوانہ المضاع باب مجاہد فی کرمیۃ نمودیم اللہ فی التزیینۃ

تاہم اگر عورتوں کے ایسے جوس نکالنے سے کسی بے ایمانی اور خلافِ شریعت امور کا ارتکاب نہ ہوتا ہو بلکہ ایسے جوسوں سے کسی دینی یا دنیوی حقوق کو ایسا نقصان ہو تو ان کے ہوا کی گنجائش ہے۔

لما فی الحدیث: عن ابی ہریرۃ بن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم لا یتضر بنا أمداء اللہ فجاء عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال زین النساء عن زواجہن فرعن فی ضربہن فاحاط بالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء کثیر یشکون فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد طاف بالانہما نساء کثیر یشکون اولسہن یس اولسہن خیر رکعہ

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۱۱ ح ۱۱۱۱۱)

سوال :- فیلہ مارشل ایوب خان مرحوم نے عائلی قوانین کی شرعی حیثیت اپنے دور حکومت میں جو عائلی قوانین نافذ کئے تھے

ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: ایوب خان مرحوم نے جن عائلی قوانین کا آرڈیننس جاری کیا تھا ان کی بعض

دفعات قرآن کریم، وراجہ حدیث سے مثلاً :-

(۱) دفعہ ۱۰ قابلِ قلم ہے جس کی تہمت اگر کسی شخص کے چند لڑکوں اور بیٹیوں میں سے کوئی ایک لڑکا یا لڑکی اس کی زندگی میں ہی فوت ہو جائے اور اس نے لڑکا یا لڑکی اولاد چھوڑی ہو تو اس دارایانہ کا وفات کے وقت شری قاعدہ کی رو سے صلی بیٹوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں پوتے اور نواسے کو وراثت میں حصہ نہیں ملتا، جبکہ اس قانون سے ان کو حصہ دلائے کے لیے مرنے والے بیٹے یا بیٹی کو زکوٰۃ فرض کر کے ان کا حصہ ان کی اولاد کو حصہ دیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ صحیح بخاری شریعت کی حدیث ہے: "ولا یورث ولدا لہن مع الایمن" یعنی کسی بیٹے کی موجودگی میں پوتا میراث نہیں لے سکتا۔

مبیع بخاری ۲۰۲ ص ۹۹ کتاب الفروع

(۲) دفعہ ۱۱: اس دفعہ میں ایک سے زائد بیویاں رکھنے پر کڑی پابندی عائد کی گئی ہے اس دفعہ کی رو سے کوئی بھی شخص نانہنی و نسل کی تحریری اجازت کے بغیر نہ تو دوسری شادی کرے گا اور نہ ہی مذکورہ منظور کیے بغیر کسی شادی کو اس آرڈیننس کے تحت تسلیم کیا جائے گا۔ حالانکہ اس کے مقابلے میں قرآن مجید کا فیصلہ یہ ہے: واضع ہے۔ قوله تعالیٰ: "ذَلِّکُمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِنْ اَیْمَانِکُمْ وَ ذَلِّکُمْ اَوْ اَلشَّاءُ" اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو ایک وقت چار شادیوں کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۳) دفعہ ۱۲: اس دفعہ میں صفاق اور عذت کے متعلق چند قوانین بیان کئے گئے ہیں اس دفعہ کی ذیل دفعہ ۱۲ کے تحت کوئی صفاق اُس وقت تک مؤثر نہ ہوگی جب تک کہ جیسرین یومین کو جس کو دیئے گئے نوٹس کی تاریخ سے فوشے دن نہ گذر سکے ہوں جا ہے ایک طلاق ہو یا ایک سے زائد جا۔ ہے علقہ خیرہ قبول نہا ہونا منع جا۔ حالانکہ کتاب اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ جب کسی غیر مذکور یا مامور کو مطلق دی جائے تو فوراً شوہر کے نکاح سے نکل کر بغیر عذت گزار سے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔ قوله تعالیٰ: "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ لَمْ یَكُنْ عَلَیْکُمْ غَرَرٌ مِّنْ اَمْنٍ قَبْلِ اَنْ تَمْسُوْهُنَّ فَاِنْ نَكَحْتُمْ عَلَیْھِمْ مِنْ بَعْدِ اَوْ تَعْتَلُوْا مِنْھَا فَمِنْ بَعْدِھُنَّ فَسَبْحُوْھُنَّ سَبْحًا جَلِیْلًا" (الاحزاب ۴۹)

اور سب مرد خراب بہا عورت کو طلاق دی جائے تو اس صورت میں بھی طلاق کا پنا اثر
فورا ظاہر ہو کر اسی صورت کو مطلقہ کہل جاتا ہے، صرف اختلاف یہ ہے کہ کبھی دوسرے
شخص کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے عدت پوری کرے گی۔

قوله تعالى: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۖ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكُنَّ بِمَنْكِحَتِهِنَّ حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنْهُنَّ الْحَيْضُ ثَلَاثَ قُرُوءٍ ۚ فَمَا كَانَ مِنْ مِّمَّنْ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا أَنْ يَتَرَبَّصَ بِهَا طَائِفٌ مِّنَ مَّجْلِسٍ ۚ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنْهَا الْحَيْضُ فَلْيَسْتَأْذِنُوا ۚ فَمَا كَانَ مِنْ مِّمَّنْ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا أَنْ يَتَرَبَّصَ بِهَا طَائِفٌ مِّنَ مَّجْلِسٍ ۚ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنْهَا الْحَيْضُ فَلْيَسْتَأْذِنُوا ۚ فَمَا كَانَ مِنْ مِّمَّنْ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا أَنْ يَتَرَبَّصَ بِهَا طَائِفٌ مِّنَ مَّجْلِسٍ ۚ (سورة البقرة آیت ۲۲۸)

(۴) دفعہ ۳، اس دفعہ کی مشاویسہ کسی بڑی کانٹاں سو فی سال اور بڑے کانٹاں
اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے کر ناجرم ہوگا۔ عا نکو خود دوسرے دن صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا تو اس
وقت حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر صرف چھ سال کی تھی اور رخصتی کے وقت آپ کی
عمر نو سال کی تھی۔

ما قاله بنت: عن عائشة قالت تزوجني النبي صلى الله عليه وسلم وأنا بنت
سنت سنين ومثل في وأنا بنت تسع - صحيح مسلم ج ۱ ص ۵۵۵

ہی وجہ سے کہ علماء کو لازم ہے اس وقت اس قانون کے خلاف آواز اٹھا کر اپنی
ذمہ داریاں پوری کریں اگرچہ اس وقت سے لے کر اب تک قائم ہونے والی ہر حکومت
انہی قوانین پر عمل پیرا ہے۔

حضرت حسن کی خلافت خلافت راشدہ میں داخل ہے۔ سوال: حضرت حسن

کا دور خلافت خلافت راشدہ میں داخل ہے یا نہیں؟ ورنہ بصورت دیگر حق یا باطل کا
نعرہ لگانے کا کیا مطلب ہے؟

الجواب: برہم پوری کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشا دگوا ہے کہ خلافت میرے بعد
تین سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت اور امارت ہوگی، فقہاء کرام اور
مفتیین علماء نے خلفاء ابوبکر و عمر و عثمان و علیؓ کا زمانہ خلافت اسی سال و چھ ماہ

لے عن عروۃ تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ وہی بنت سبت و بنتی بہادھی بنت تسع
و مکثت عندها تسعاً - صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۵۵ باب من بنی بأمر أو وہی بنت تسع
سین، کتاب النکاح

بتایا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کم اکثر بت سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چھ ماہ کے بعد آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعتیں گواہی کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرتے ہوئے خلافت آپ کے سپرد کر دی۔ اس بنا پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ میں مشہور رہا داخل ہے۔ حق چار بار کے نعرہ سے اہل سنت و انجماست کا مقصد دوسروں کا انکار نہیں بلکہ ان چاروں کی حقانیت کا اعلان ہے۔

لما قال العلامة ملا علی القاری رحمہ اللہ: وخلافة النبوة ثلاثون سنة منها خلافة ابي بكر سنتان وثلاثة اشهر وخلافة عمر عشرين سنة ونصف وخلافة عثمان اثنتا عشرة سنة وخلافة علي اربع سنين وتسعة اشهر وخلافة ابي سفيان ستة اشهر واقل ملوك المسلمين معاوية وهو افضلهم لكنه انما صار اماماً حقيقياً لما فوض اليه الحسن بن علي الخلافة فانه الحسن بايعه اهل العراق بعد موت ابيه ثم بعد ستة اشهر فوض الامر الى معاوية والعقبة مشهور في الكتاب السولطاني مطبوع - (شرح الفقه الاكبر ص ۶۸۶) -

سے وقال الامام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلافة النبوة ثلاثون سنة منها خلافة ابي بكر سنتان وثلاثة اشهر وخلافة عمر عشرين سنة ونصف وخلافة عثمان اثنتا عشرة سنة وخلافة علي اربع سنين وتسعة اشهر وخلافة الحسن ستة اشهر واقل ملوك المسلمين معاوية وهو خير ملوك المسلمين لكنه انما صار اماماً حقيقياً لما فوض اليه الحسن بن علي الخلافة فان الحسن بايعه اهل العراق بعد موت ابيه ثم بعد ستة اشهر فوض الامر الى معاوية نظراً لظروف قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ابي هذا سيد وسيصلح الله به بيتي فئتین عظیمتین امت المسلمین والعقبة المشہورہ فی موضعہا۔ (شرح العقیدۃ الطحاوی ص ۳۵) الخلافة والامامة۔
وَمُثْلُهُ فِي شَرْحِ الْعَقِيدَةِ هَامِشٌ غِيَالِي ص ۱۵۱ الخلافة والامامة۔

عورت کا سربراہ مملکت بننا | سوال :- کیا اسلام میں عورت ملک کی سربراہ بن سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- دلائل شرعیہ کی روش سے حکومت کو بادشاہ و سربراہ بنانا جائز نہیں ہے تفصیل درج ذیل ہے :-

شریعت اسلام کا ایک اہم مطالبہ علم آسانی سے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ شرعاً کسی چیز کا جواز یا عدم جواز اسلام کے چار بنیادی اصول اور دلائل ہی سے ثابت کیا جاسکتا ہے ان دلائل کے بغیر کسی چیز پر جواز یا عدم جواز کا حکم لگانا اور اسے شرعی حکم سمجھنا سراسر اجمالت ہوگی، اسلئے ضروری ہے کہ حکومت کی سربراہی کو ان اصولوں کی روشنی میں دیکھا جائے تاکہ عورت کی سربراہی کے اسلئے جواز اور اس کی شرعی حیثیت سامنے آجائے، اس سلسلے میں ایک تفصیلی مضمون پیش خدمت ہے، امید ہے کہ اس سے صحیح صورتحال سامنے آ سکے گی۔

(۱) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ، (سورۃ النساء آیت ۳۴) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو راہی کے تحت ساتویں صدی ہجری کے مشہور و مقبول اور متعدد علماء میں کثیر تر اس مائے ناز تفسیر میں لکھتے ہیں:-
یَقُولُ تَعَالَى الرَّجُلُ قَوَّامٌ عَلَى النِّسَاءِ (۱) اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (۲) اِیْ مَوَظِیْعِهَا وَکِبَرِهَا وَطَمَاحِهَا وَمَوَدِّیْنِهَا اِذَا اَلْعَوِجُت (۳) بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ (۴) اِیْ لَانِ الرَّجُلَ اَفْضَلُ مِنَ النِّسَاءِ وَارْجُلٌ عَزِیزٌ مِنَ النِّسَاءِ وَلِهَذَا اِکَانَ التَّیْقُوۃُ مَحْصُصَةً بِالرِّجَالِ وَكَذَلِكَ الْمَلَکُ الْاَعْلَمُ یَقُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِیْہُمْ قَوْمًا وَنَوَاصِرَہُمْ مَّوَدَّةً - (رواہ البخاری من عند عبد الرحمن بن ابی بکر عن امیہ)۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹۱ سورۃ النساء)

(ترجمہ) جناب باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرد عورت کا حاکم و رئیس اور مددگار ہے درست اور ٹھیک حکم رکھنے والا ہے اس لیے کہ مرد عورتوں سے افضل ہیں اور وہ چرے کی عزت مردوں میں رہی اور اسی طرح شرعی طور پر خیر بھی مرد ہی ہی سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بھی نعمات نہیں پا سکتے جو اپنا والی کسی عورت کو بتائیں نہ رنجاری ؛

(۲) (۱) حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ اَلْهَیْثَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَوْفٍ عَنْ اَبِیْہِیْ مِنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ لَقَدْ تَفَقَّیْتُ اللّٰہَ بِکَلِمَةٍ سَمِعْتُ اَمْرًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّامَ بَنِي اَبَدٍ مَا کَانَ اَنْ اَلْحَقَّ بِاَحَدٍ اَوْ اَلْحَقَّ فَاَقَالَ لِمَا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ اَهْلًا دَسَّ قَدْ مَلَکُوا

عہدہ بنت کسری قال لن یفصح قوم دلو اسدھم اسدھم

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۶۷) متن کتاب البیوی (ابو کسری و غیرہ)

(ترجمہ) ہم سے عثمان بن عفان نے بیان کیا کہ ہم سے خوف نے انہوں نے ان میں سے کسی سے انہوں نے ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جنگ میں سے دن کو جو اس بات سے زیادہ دیا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی حق و سید قریب خاک میں جس دالوں کے ساتھ لیکن حضرت عائشہؓ کے لشکر میں شریک ہو کر مسلمانوں سے، طنائہ ابو بکرؓ نے کہا وہ بات یہ تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ابراہن والوں نے کسریہ کی بیٹی اور ان میں سے کسی کو تخت پر بٹھا دیا ہے تو فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی میں نے یہ (ملک سے) اس کو عالم دانی کسی عورت کو بنایا ہوگا

بخاری شریف کے مشیر میں حدیث ابو بکرؓ پر قسطلانی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ جو کاذب یہ ہے کہ عورت کی سربراہی جائز نہیں۔

اور اسی طرح محدث شمیر قمبری علیہ السلام قاری رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ تالیف "مفتاح مشکوٰۃ" میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :-

فی شرح السنة لا تصنع اسرة فان تكون اماماً ولا قاضیاً لانہما اختصاصا بالاعزاج للقیام بامور المسلمین وامورة عورة لا تصلم لرجال۔ واما المرأة فاقصدها بقاء من کمال الولایات فلا یصلح لہا الا انکاح مکمل من الرجال۔

(مرواۃ المفاتیح ج ۲ ص ۷۷ کتاب الامارة والقضاء)

شرح السنن میں ہے کہ عورت کی سربراہی اور ریاست عامہ دو چیزوں سے جائز نہیں :-
(۱) سربراہی قیام بامور المسلمین کے لیے آزادانہ چلنے پھرنے کا تقاضا کرتی ہے اور عورت کو قہراً فی البیت اور حجاب کا حکم دیا گیا ہے۔

(۲) عورت عقل کے لحاظ سے ناقص ہے اور ریاست عامہ کا دلالت ہونے کی وجہ سے کمال عقل کو چاہتی ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ اور علامہ قاریؒ جیسے محدثین مفسرین نے اس حدیث کو عام لکھ کر اس سے عورت کی سربراہی کے عدم جواز پر استدلال کر دیا ہے لہذا اس حدیث کو بذات کسری کے ساتھ منسوخ یا مستور خالی دعویٰ کے ادھر کچھ نہیں شور و ادنیٰ حدیث صحاح رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کے اسلوب کلام

سے بھی بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اس حدیث کو عام لے رہے ہیں۔ (کمال عقلی علی ما مل) (ب) ما رأیت من ناقصات عقل و دین اغلب نذای لب ممکن ثالث یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناقصات العقل و دین قان اما نقصان عقلها فشهادة سرقین تعدل شهادۃ رجل فہذا نقصان العقل و تمکث الیانی لا تقصی و تغترقی رمضان فہذا نقصان الدین و زاد مسلم۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۸۲ سورۃ البقرہ)

(ترجمہ) میں نے نہیں دیکھا کہ باوجود عقل و دین کی کمی کے مردوں کی عقل مارنے والی تم سے زیادہ آدمی اس نے پھر پوچھا کہ حضور! ہم میں دین کی اور عقل کی کمی کبھی ہے؟ فرمایا عقل کی کمی تو اس سے عام ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ ایام حیض میں نماز ہے نہ روزہ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۸۲ سورۃ البقرہ)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عورت ناقص العقل ہے اور ریاست عامہ میں کمال ولایت کا ہونا اس کے لئے کمال عقل کی ضرورت ہے اور یہ حدیث کی روش سے عورت میں مقتود ہے اس لیے عورت کی سربراہی اور ریاست عامہ جائز نہیں۔

(۳) فخرج عطاء بن سہر مخرج نیراس میں ہے۔

قد جمع الامۃ علی عدم تخبہا حتی فی الامۃ الصغریٰ۔

(ترجمہ) اس شخص نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ بشرط ان کون الذکر المرسل ولایہ (ترجمہ) امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم والصلوۃ والسلام کا اس میں برابر اجماع متفق ہو چکا ہے کہ عورت کی ریاست عامہ (امامت کبریٰ) اور ریاست خاصہ (امامت صغریٰ) دونوں جائز نہیں۔
زہل میں مشہور حدیثیں و فقہاء و مکتلین ارشادات بھی ملاحظہ فرمائیجئے تاکہ مسئلہ کی مزید توضیح ہو جائے۔

(۱) علامہ علاء الدین اصفہانی فرماتے ہیں۔

ویشتر بطکوۃ مسلمۃ اذ کن عاقلۃ بالغۃ قادۃ۔ لایستلزم فی ہذا مسئلۃ الخیار علی ما لا یمکن (ترجمہ) عورت کی ریاست عامہ کیلئے شرط ہے کہ وہ عاقلہ بالغہ قادۃ ہے لہذا عورت کی سربراہی جائز نہیں۔

(۲) علامہ ابن عابدین عورت کی سربراہی کے عدم جواز کی تحصیل میں لکھتے ہیں۔

نہ انشاء عین بالفرار فی لیبوت فکان مینتی حالہن صلی المستر ونبہ۔ شارح منی علیہ السلام
حیث قل کیف یعلم قوم تعینکم امودۃ۔ (رد المحتار جلد ۱ ص ۱۸۲ باب الامامۃ)

رتجہ: ”کہ نہ طور توں کو تو قرآن البیوت کا حکم دیا گیا ہے، لہذا ان پر حجاب اور عتر میں ہونا لازم ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی سربراہی کے عدم جواز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہ پاسکے گی جس پر عورت حکومت کر رہی ہو۔“

(۳) علامہ مفتی زبانی رحمہ اللہ ”شرح مقاصد میں لکھتے ہیں: یشترط فی الاعمام ان یکون مکلفا حقیقۃً وکمالی قولہ و لیس انما قصات عقول و دین ممنوعات عن اخذ و اجازۃ مشاہدہ الخکم و مع ملک البویہ۔ (شرح المقاصد ج ۲ ص ۲۴۵)

رتجہ: ”عورت کی سربراہی دوم سے جائز نہیں بل عورت عقل اور دین کے لحاظ سے ناقص ہے۔“ اس کو پروردہ میں رہنے کا حکم ہے۔“

(۴) علامہ سید محمود اوسوی بغدادی زینی مشہور زمانہ تفسیر نزوح العالی میں اس آیت فی وجہ استراۃ تمککم را قیہ کے تحت رقمطراز ہیں:۔

ویس فی ذلک ما یدل علی جواز ان تكون المرأة مکة ولا جهة فی عمل قوم کفر علی مثل هذا المطلب۔ فی صحیح البخاری من حدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بلغه ان اهل ذریعہ قد ملکوا علیہم بنت کسری قال ان یقتلوا فموتوا و یؤا مدوہ۔ (ردح، المعانی ص ۱۸۹ ج ۱۰ الجزء ۱۹) لکن اس کا رخ دوسرا ہے: ”و توجہ: ”یعنی عورت کی سربراہی جائز نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے ملک کا بادشاہ کسری کی بیٹی کو بنادیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہ پاسکے گی جس نے اپنے اقتدار کا مالک عورت کو بنا دیا۔“

(۵) حضرت ابو سعید مولا اناراذ الجناب قزاقی ام کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

”آئینہ دنیا میں ہر گروہ کو دوسرے گروہ پر خاص خاص باتوں میں عزت دی ہے ورنہ ایسی عزت مردوں کو بھی عورتوں پر ہے مرد عورت کہ ضروریات معیشت کے قیام کا ذریعہ ہے اس لیے سربراہی و کاروائی کا مقام قدرتی طور پر انہی کیلئے ہو گیا ہے۔ (درمان افزاں ج ۱ ص ۱۳۲ سورة النساء)

(۶) مفتی عظیم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اپنی معروف و مقبول تفسیر ”سارف اعراف میں لکھتے ہیں: ”کیا کسی عورت کا بادشاہ ہونا یا کسی قوم کا امیر و امام ہونا جائز ہے؟“

”صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے ملک کا بادشاہ کسری کی بیٹی کو بنادیا ہے، تو آپ نے فرمایا:۔

نہ یقلع قوم دہرا امروہم اسوۃ یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے اپنے اقتدار کا ملک
عورت کو بنا دیا۔ اس لیے علماء و ائمہ اس پر متفق ہیں کہ کسی عورت کو امامت و خلافت یا سلطنت
حکومت سپرد نہیں کی جا سکتی بلکہ نماز کی امامت کی طرح امامت کی کوئی بھی صرف مردوں کو سزاوار ہے۔
ربانقیس کا حکم سہا ہونا تو اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا جب تک یہ ثابت
نہ ہو جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے خود نکاح کیا اور پھر اس کو حکومت و سلطنت پر
قائم رکھا، اقد یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔ یہ احکام شرعیہ میں اعتماد کیا جاسکے۔
معارف القرآن ۶۶ سورۃ النحل

(۷) مشہور محدث حضرت مولانا عبدالحق دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حدیث
نہ یقلع قوم اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں: "ازیں معلوم ہوتا ہے کہ زنی قابل ولایت و امامت
نہیں۔" (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب الاماکی والقضاء)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی رہا سبب عامہ اور سربراہی جائز نہیں ہے۔

(۸) علامہ نوب محمد قطب الدین خان دہلوی مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں اس عنوان "عورت
کو اپنا حاکم بنانے والی قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی" کے تحت حدیث نہ یقلع قوم اللہ کو نقل کرنے
کے بعد لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت و حکمرانی کا اہل مرد ہی ہو سکتا ہے عورت
حکمرانی و سربراہی کے منصب کی اہل نہیں ہے۔ (مظاہر حق ج ۲ ص ۱۷۱ کتاب الاماکی والقضاء)

(۹) حضرت علامہ قاضی محمد شامہ اللہ بانی قاضی اچھی مشہور زمانہ تفسیر مظہری میں اللہ تعالیٰ کے اس
ارشاد و کلامی جہا فضل اللہ بعضہم علی بعض کے تحت لکھتے ہیں:-

یعنی الرجال علی النساء فی اصل الخلق بکمال العقول وحسن التذہیب و بطلۃ فی العلم
واجسم و مزیداً نقوۃ فی الاحمال و عنوان مستعار و لذلک حضوا بالنبوۃ و الامامۃ و المولاۃ
و القضاء و الشہادۃ فی الحدود و النقصان و غیرہا و وجوب الجہد و الجعۃ و العبدین و الاذان
و الخلیفۃ و الجماعۃ و زیادۃ اسمہم فی الامارۃ و مالکۃ و نکاح و تعدد ملکوتہا و الاستیجاد
بالطلاق و کمال الصوم و الصنیۃ و غیرہ امور و غیرہ لیس و ہذا امر و جمیع
(تفسیر مظہری ج ۲ مشق سورۃ النساء)

(ترجمہ) "اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض مردوں کو بعض پرستی عورتوں پر تفویض فرمادی
مظہر اللہ تعالیٰ نے مردوں کو مال و حق و جس قدر بڑا و وسعت علم و عظمت و سبب زیادتی قوت اور

صلاحیت و استعداد کی جیسی تخلیقی طور پر عطا کی ہے اتنی کسوحت کو یہ چیزیں نہیں دی گئیں ایسی سیلے مندرجہ ذیل خصوصیات و احکام مرد کے لیے ہیں عورتوں ان احکام و خصوصیات سے محروم ہیں نبوت امامت و حکومت، قضاء، تعزیری جرائم کی شہادت و حجب چادری و حجب جمعہ، و حجب عین اذان و خیر نماز باجماعت، میراث میں حصہ کی نیت، نکاح کی مالکیت، تعدد ازواج، اختیار طلاق، ہجرت و صفائی کے روضوں کی عدم ہرمانہ میں پوری نمازوں کی فرضیت وغیرہ اور یہ عطا الہی ہے۔

(۱۰) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی مشہور کتب سے مذکور تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:-

”اور ہماری شریعت میں عورت کو بادشاہ بنانے کی ممانعت ہے میں یقین کے قفسے سے کوئی خبر نہ کرے اقول تو بعض مشرکین کا تھا، دوسرے اکثر شریعت سلیمانؑ سے اس کی تقریر بھی کی تو تو شرع محمدیؐ میں اس کے خلاف ہوتے ہوئے وہ عمت نہیں“

(بیان القرآن ۲۴۰ ص ۴۴۰)

(۱۱) تفسیر نسفی میں امام ابو العلامہ البیہقیؒ کا ت عبد اللہ بن محمد بن محمود النسخیؒ رقم ہے:-

یعنی انا کانوا مسیحین علیہم السلام لیسب تفضیل اللہ یغفرم وہم النرجان علی بعض دم النساء بالاعتق والعدم لای قوله والنسوة والخلافة والامامة. (الملاک ج ۱ ص ۱۵۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں میں مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے عقل، عزم، جرم، ہمت و قوت و جہاد و کمال، صلوة و عزم، ہمت و خلافت و امامت وغیرہ۔

(۱۲) حضرت علامہ مولانا محمد الیاسؒ کا رد صوفی سابق شیخ الحدیث جلد ۱ اشرفیہ لاہور حدیث ابن یوسف المذہبی میں لکھتے ہیں:-

قوله ولوا انهم اسودت فی شرح السنہ و التعلیم الود ان تكون اماما و نقاضا لک الاما و انقصی محتاجان الی الخروج لہما بامامہما السلیب و المودۃ عودۃ لا تقبل لذلک ولان اخرۃ ناقصۃ و النقص من کمال الولاۃ فلا یصلح لہما الا کمال الخصال (الطین العسجریہ ج ۱ ص ۱۵۰)

ترجمہ: شرح السنہ میں ہے کہ عورت کی عمر بڑھتی اور ریاست جلد و وجہ سے جاتے نہیں اور ریاست تمام امور المسلمین کیلئے آزاد چلنے پھرنے کا افتتاح کرتی ہے اور عورت کو قمار فی الہیت اور حجاب کا حکم دیا گیا ہے علامت عقل کے لحاظ سے ناقص ہے اور ریاست امام کمال ولایت ہونے کی وجہ سے کمال عقل کو چاہتی ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی رحمہ اللہ اپنی قبول ترین تفسیر جامع تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں :-

اعلانیہ ، دفعی اجاری مصداق : ابن عباس رضی اللہ عنہما علیہ وسلم ما بلغنا ان اهل قریس قد ملکوا بنت کسری قال بن یفلم قوم ولوا امرها من رة قال انت فی بنی کسری فی هذا النص فی ان امرأة لا ملکوت علیها ولا ذمت فیہ . (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۱۵۸)

ترجمہ : امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ غیریہ بھیجی کہ وہاں والوں نے کسری کی بیٹی کو تختہ پر بٹھوایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم بھی فلاح نہ پائے گی جس نے ملک کے امور کا سلطہ والی کسی عورت کو بنایا ہوگا

قاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ عورت خلافت کی اہل نہیں ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ۔

شیخ الاسلام علامہ بدر الدین ابن محمد محمود بن اسمعیلی نے تفسیر شریعت کی شرح عقد القادی میں حدیث کو منسلح قوام کی شرح میں لکھتے ہیں :-

قال المتعلق فی الحدیث ان المدة لا تملک ولا امارۃ ولا اقتدار . روضة القادی ص ۱۵۸

ترجمہ : علامہ خطابی نے اور شاہ فرمایا کہ عورت حکومت اور اقتدار کی اہل نہیں ہے :-

ازالة شبهات | بعض حضرات کو حدیث بن یفلم کے متعلق قصص کا شبہ ہوا ہے اس وجہ سے کہ بعض اقوام میں عورتیں ان کی سربراہ رہ چکی ہیں اور وہاں بجائے عدم فلاح کے فلاح دیکھا گیا ہے ۔ تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ جن اقوام میں عورتیں سربراہ رہ چکی ہیں تو وہ ضرور کسی نہ کسی وجہ پر عدم فلاح کا شکار رہ چکی ہیں اور تاریخ اس کی شاہد ہے ۔ اور بعض ایسی اقوام تو بڑے جزائرت و زوال اور عدم فلاح سے دوچار ہو رہی ہیں ۔ چنانچہ برطانیہ کی مثال لیجئے کہ ایک زمانہ تھا کہ راجہ فرخاداد میں ہوتا بعض اقوام کا زمانہ بغیر عورتوں کے بڑھ چکا ہے مثلاً کہ دونوں کتابت تصنیف و ترویج طرح بہ طرح کے تصنیف ہوتے ہیں کوئی بڑے مرتبہ اور کوئی ہفت روزہ اور کسی کا یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ ان دیکھتے کی حیثیت واقعہ صرف مشترک ہوا کہ جو گورنر ہر دور شاہ و حکمران تھے اور اسی طرح اب بھی ہر مرتبہ کے ہر دیکھتے اور دیکھنے والے اپنے نظروں سے گزرتے ہیں اور یہ دونوں کو بھی مشترک وقت داخل نہیں ہوتا ہے کیونکہ ان مشورہ اور آراء اسے رحلت دم فلاح کا نقصان جمل سے درج نہ ہوتا ہے جس سے نیک نیاں ہوتی رحلت ترقی ہوگی تو مسئلہ یعنی عدم فلاح بھی منفی ہوگی ، تو ان وجوہ کی بنا پر بعض اقوام عدم فلاح کا شکار نہ ہوئیں ۔

میں برطانیہ کے قلعوں میں سورج نہ ڈوبتا تھا آج وہی عظیم برصغیر دنیا کے ایک چھوٹے سے گوشے میں محصور ہو کر عظیم سے منیر و نظیر برطانیہ بن گیا ہے۔ اور ان میں سے بعض اقوام میں یہ ظاہر جہ فلاح نظر آتا ہے اس سے حدیث نبویؐ پر تا کیونکہ فلاح کی مشکک ہے اور اس کے مراتب مختلف ہیں، تو نظر سہری ایک مرتبہ فلاح کے وجود سے تمام مراتب فلاح کا وجود نہ سمجھیں گے، تاہم حقیقہ کہ عدم فلاح متحقق نہ ہونے کی وجہ سے حدیث نبویؐ کے تاثر ہونے کا خدشہ لازم آتا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث کے استنباطی عنصروں یعنی علم کے پیش نظر میں ممکن ہے کہ مستقبل میں یہ اقوام کسی خاص زوال اور ناکامی میں مبتلا بھی ہو جائیں اور بتقدیر عدم اتمام کے جواب وہ بے جوہر ہو چکے ہیں۔ اس حدیث کو تمام اکابر امت استفادہ و فلاح کے علوم کا درجہ دیتے ہوئے انشاء کے معنی میں لیا ہے اور دوسرے نصوص کے علاوہ اس حدیث سے بھی تحدید کے سر ہم ہی کے عدم ہوا پر استدلال کیا ہے۔

(۲) یعنی کو یہ شبہ ہو گیا ہے کہ حضرت تھانویؒ نے عورت کی ریاست عامہ اور سربراہی کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ حضرات یا تو مولانا تھانویؒ کے مقصد کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے یا پھر قبائل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ حضرت تھانویؒ نے اعداء اہل آوی میں جو فتویٰ دیا ہے اس کی عبارت سے یہ واضح ہے کہ وہ دوسری صورتوں میں جواز کے قائل ہیں۔

۱۔ عورت صرف عورتی سربراہ ہو سکتی ہے نہ ہو بلکہ حقیقتاً عورت مشیرہ ہو اور حکم اور حقیقت نہ ہوا پارلیمنٹ ہو اور وجہ انزبہ ہے کہ عورت اہل مشورہ ہے لیکن جہاد سے بالقرینہ صورت نہیں بلکہ یہاں حقیقتی سربراہ وزیر اعظم ہوتا ہے اور پارلیمنٹ کی حیثیت صرف مشیر کی ہوتی ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وحدت تحقیق حکمران ہو مگر عملاً اپنی افراد کی راستہ کا اندکرتی جواز اس صورت میں جواز میں راز ہے کہ علت عدم جواز کا نقصان عقل ہے اور جب مشورہ بحال ہے اس کا انجبار ہو گیا تو علت مرتفع ہو گئی تو مدلول اپنی عدم جواز عدم فلاح بھی معنی ہو گیا، مگر جہاد بذیل یہ صورت بھی بلکہ یہاں وزیر اعظم مستبد پارلیمان ہوتا ہے اور پارلیمنٹ کو صرف اپنی رائے کا تابع بنانا ہے۔

اور جب عورت حقیقتاً حکمران اور سربراہ مملکت ہو اور اپنی انفرادی رائے سے کام کرتی ہو تو اس صورت کو حضرت تھانویؒ بھی ناجائز اور داخل حدیث سمجھتے ہیں، لہذا حضرت تھانویؒ کے فتویٰ سے عورت کی حلقی سربراہی کا جواز نہ نکالنا یقیناً حضرت تھانویؒ کے مقصد کو نہ ہانتے یا قابل عارفانہ کا نتیجہ ہے۔

حکس کے امور کا حکم و والی کسی عورت کو بنایا ہو۔ تو جب حضرت عائشہؓ نے یہ خبر سنی تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ یفلح قوم بالایادیا اور اس کی برکت سے اللہ نقلے نے مجھے پہنچا لیا اور میں چل دو لوں کے ساتھ شریک نہ ہوا۔ اہم امر یہ ہی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ بعض لوگ جنگ جمل کے واقعات سے ناکام اور ناقص استدلال کر رہے ہیں اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس موقع پر ام المومنین سیدہ حضرت عائشہؓ مدینہ منی اللہ جنہا نے امامت و خلافت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی امامت و خلافت کا مطالبہ کیا بلکہ وہ اور ان کے ساتھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔

دیکھئے یہ حضرات حضرت تمقارؓ کو کیا جواب دے رہے ہیں :-

”اگر حضرت علیؓ کے یہ خیالات ہیں جو آپ نے بیان کئے اور وہ قاضی عثمانؓ سے قصاص لینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو پھر عثمانؓ اور خلیفہ کی کوئی بات باقی نہیں رہتی ہم اب تک ہی سمجھتے ہیں کہ ان کو قتل کیسے عثمانؓ سے بھڑکی ہے۔ (تاریخ اسلام جلد ۳ ص ۳۹۵)

صحیح بخاری کا ہمیشہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

قوله ایام الجمل متعلق بقوله نفقني الله وایام الجمل وقعة وقعت بالبحرین علی و عائشة رضی اللہ عنہما سنة ست ففتین وکذا یظنیوم مذہلی بجل فسمیت به اصحاب الجمل یعنی عسکرہ۔ فاما انکرهانی ولہدیکون سنة ثمانی و لا یصح ما طالعہن الامانة والخلافة بل لایسوارہ عثمان بن عفان قاتلہ وکان علی ابی قوام کذاب الفتح۔

(صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۳۷ کتاب النبؤ فی کسوف وکسوف)

ترجمہ: ”جنگ جمل ۶۳۷ھ میں سیدنا حضرت علیؓ اور ام المومنین سیدہ حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہما کے درمیان لڑی گئی، اس دن ام المومنینؓ چل دو ورنٹ پر سوار تھیں اس لیے ان کے لشکر کا نام اصحاب الجمل پڑا، اور ام المومنین سیدہ حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھی بارت یا خلافت کے طالب نہ تھے، یہ حضرات صرف اور صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔“

لہذا اس واقعہ سے عورت کی سربراہی کے جو لڑے استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس واقعہ میں امامت یا خلافت کی کوئی بات نہیں تھی، البتہ اس واقعہ کی سربراہی کرنے کی وجہ سے حکومت خلافت و امامت ضرور آتی تھی جو جائز نہیں مگر حقیقت خلافت و امامت بالکل موجود نہ تھی کیونکہ اس موقع پر نہ تو خود

ام المؤمنینؓ نے امامت کا دعویٰ فرمایا اور نہ آپ کے ساتھیوں نے آپ کو امام و خلیفہ بنایا بلکہ یہ حضرات مشترک طور پر حضرت عثمانؓ کا قہس لینے کے لیے سعی و کوشش کر رہے تھے۔ بہت تخریب و سرپرستی حضرت ام المؤمنینؓ کی تھی، جیسے ایک گھر میں بچے ماں کی تحریک و سرپرستی میں کام کرتے ہیں، اس لیے اس واقعہ سے عورت کی سربراہی اور امامت و خلافت کا جواز پیش کرنا درست نہیں، مگر چونکہ اس سے صورت امامت تو آتی تھی اس لیے حدیث ابن عمرؓ قویہ و کمزوری حضرت ابو بکرؓ جیسے دوسرے صحابہؓ کو مدعی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس حدیث میں غلط فہم کیا، اہل حق کی دوسری طاقت تھی اور خلیفہ ابی کی وجہ سے ام المؤمنینؓ کے لشکر میں شمولیت نہ فرمائی۔ اور خود ام المؤمنینؓ حضرت عائشہؓ بھی اس حدیث کی صورتی مخالفت اور اس فساد کی وجہ سے اس واقعہ قبل میں واقع ہوا ہی ممکن اور پریشان یقین اور اکثر یہ فرمایا کرتیں۔

کاشش میں اس واقعہ کے پیش آنے سے پیش برس پہلے ہی مر جاتی یا

(۲) بعض لوگ یہ بہانہ بنا کر اور یہ مردیا اڑا کر کہتے ہیں کہ فیلہ ما وشل محمد ابوبکرؓ عا بن حرم کے مقابل میں جمعیت علیہ السلام کے کار و خداد نے فاطمہ جناحؓ کی حمایت کی تھی، اگر عورت کی سربراہی فرما تبکار ہو تو شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد علیہ الرحمہ درخواستی حضرت مولانا مفتی محمودؒ، محدث کبر حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا غلام غوثؒ بڑا روئے جیسے علماء فاطمہ جناحؓ کی تائید و حمایت نہ کرتے۔ اس مشبکہ کا جواب صرف اور صرف یہ ہے، **مُتَبَعَاتُ حَاضِرَاتٍ مُّطَهَّرَاتٍ**

منزلیں پر لازم ہے کہ وہیں دُور سے کام لیں اور ماضی قریب کی تاریخ کی روشنی میں اور ابی دور کا سرکار محمدؐ کا رد و طاعت کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جمعیت علماء اسلام کے کار و خداد جناحؓ کی مخالفت کرتے رہے یا حمایت، حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر جمعیت علماء اسلام کے اکابر نے ابوبکرؓ اور فاطمہ جناحؓ کی مخالفت کرتے ہوئے حضرت مولانا حبیب اللہ انور لاہوریؒ کو صلائی امیدوار نامزد کیا تھا اور جمعیت کے کار و خداد جناحؓ کی مخالفت اس لیے کر رہے تھے کہ عورت کی سربراہی نہ فرمائی تھیں۔ نتیجہ، شریعت مطہرہ نے عورت کو ریاست و حاکم کی ذمہ داری سے مستثنیٰ کی ہے اس پر میں تنقید اور مہربانی فرماتی ہے، کیونکہ عورت کے نازک اور ضعیف کردہ جہلی ریاست حاکم کا عظیم بوجھ و امان حکمت کا تقاضا ہے نہ حق و دانش کا۔

اہامیت کبریٰ (خلافت) کے مستحق کا حکم | سوال :- مملکت اسلامیہ میں ایک شخص مستحق پرہیز اور عالم دین ہے مگر انتظامی امور میں تجربہ نہیں رکھتا جبکہ اس کے برعکس ایک دوسرا شخص عالم اور مستحق پرہیز گار تو نہیں ہے لیکن مملکت کے انتظامی امور میں وسیع تجربہ رکھتا ہے، تو شرعاً ان دونوں میں سے کون خلافت کا زیادہ مستحق ہے ؟

الجواب :- کتب کلام میں مذکور ہے کہ امام (علیہ السلام) کا موصوم ہونا شرط نہیں اسی طرح اس کا بچے، محصور دل میں سب سے افضل ہونا بھی شرط نہیں، لہذا ایسا شخص جو کہ مامور اور مملکت کے انتظامی امور کا تجربہ رکھتا ہو اگرچہ غیر عالم اور غیر متقی ہی کیونکہ ہو اس کو امام (علیہ السلام) بنا کر دوست ہے، تاہم جو شخص حدود شرعیہ سے تجاوز کرتا ہو اس کی اہمیت (خلافت) نامناسب ہے۔

لما قال العلامة الشافعی رحمہ اللہ : ولا يشترط في الامام ان يكون علما ولا ان يكون افضل من اهل زمانه لان المساوي في الفضيلة بل المفضلون الا ان علما وعملا اذا كان اسرف بمصالح الامامة ومفسدها واقدر على القيام بمسؤولياتها اذا كان المفضل اذفع للشرع وابعده عن اثمارة الفتنة ۔

(شرح العقائد ص ۱۸۱ الحلقۃ والامامة)

اُمین پاکستان میں گستاخی رسول ایک طے میں زمیم کا حکم | سوال :- جناب مفتی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے موت کی سزا تجویز کی گئی ہے جس میں اب ادب و اقتدار زمیم کر کے اس سزا کو کم یا ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا شرعاً ادب و اقتدار کو یہ سزا کم یا ختم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں ؟ اور جو شخص کسی گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کفر میں شک کرے تو اس کا شریعت میں کیا حکم ہے ؟

الجواب :- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں تازیانہ افلاک کیا ایک

لے حال اعلامۃ سلیم دستہم باز رحمہ اللہ : یعوز تقیید الفاسق و تمنع قضایا ، اذا صریحاً و زہماً بعد الشرع ۔ (شرح المجتہد ص ۱۹۲ المادة ۱۹۳ فصل فی القضایا) و کشفہ فی رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۱ باب الامامة ۔

ناقابل معافی جرم ہے اس لیے علماء امت کا مختلف فیہ ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
مزدور و راہبیب القتل ہے۔ قادی شامیر میں ہے کہ اجماع المسلمون ان مشائخہ کافر
(ج ۳ ص ۲۸۰ باب المرتد) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (مذکور بالمشائخہ) گالی دینا بالاجماع کفر ہے
اور المرتد مختار میں ہے، صحیح فی ائمال الشہادیان حکمہ کالمردن۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے گستاخ کا حکم مرتد کا ہے۔ اور ان پر مرتد کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ (دارالافتاء
علی امین دامت و ۳۰ ص ۲۸۰ باب المرتد)

قلی عزمۃ بن ع بدیع، قال ابویکون من المذنب ما جمع عوام اهل العلم علی
ان من حبت ذبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل ومن قال ذلک ما لذت من انی وایلیت
واحمد واسحاق وذهب الشافعی وهو مقتضی قول ابی بکر رضی اللہ عنہ ولا تقبل
توبته عند هؤلاء وحمله قال ابو حنیفۃ واصحابہ والنووی واهل الکوفۃ
والاذاعی فی المسلم لکنهم قالوہی ردۃ وردی مثله الولید بن مسلم من مالک
وروی العذبی فی مثله عن ابی حنیفۃ واصحابہ یمن ینقصہ صلی اللہ علیہ وسلم
او یؤتی منه او کذبہ۔۔۔ واصل انہ نقل الاجماع علی کفر باب ثم نقص عن
مالک ومن ذکر بعد انہ لا تقبل توبته فعلم ان المرتد من نقل الاجماع عن
قتله قبل التوبۃ ثم قال وبمثله قال ابو حنیفۃ واصحابہ۔۔۔ قال انہ یقتل یعنی
قبل التوبۃ لا مطلقاً الخ۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۰ باب المرتد)

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ بالاجماع کافر، مرتد اور
واجب القتل ہے ہاں اختلاف اس میں ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم توبہ سے
قتل سے بچ جاتا ہے یا نہیں نیز روا مختار میں ہے: جمع المسلمون ان شجرہ
کافر و حکمہ، لقتل ومن شذذ ضا غدا بہ و کفر و کفر۔ یعنی گستاخ رسول کافر
ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرتا ہو وہ بھی کافر ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری
میں ہے کہ اہانت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالاجماع کفر اور ارتداد ہے ج ۲ ص ۲۸۰ باب المرتد
ان محالہات مذکورہ اور عبارت مسطورہ سے واضح ہوا کہ گستاخ رسول بالاجماع
کافر اور مرتد ہے اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر اور خارج عن الاسلام ہے اور
مرتد کا مرتد قتل ہے لہذا گستاخ رسول کی سزا بھی قتل ہی ہے۔ حدیث میں ہے، من

بدن دینہ دانتلوہ۔ (امداد جلد ۳ ص ۳۰۳) باب المرتد۔ (ردائع الصنائع ج ۲ ص ۲۲)
 نیز اصدائے الہیہ! اور کتابت بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجمعت
 اصحابہ علی قتلہم (ج ۲ ص ۱۲۴) اور برائے ابن عابدین جلد ۱ ص ۱۳۰ میں ہے
 اعلم ان المرتد یقتل بالاجماع کما مرّ بعین السیرا مستمسکاً بخارجہ ہے مرتد کی
 سزا قتل ہی ہے۔

راقم الحروف کہہ رہا ہے کہ ان سے پہلے یہ گذر چکا ہے کہ امت کا اس پر بھی
 اجماع ہے کہ گستاخ رسول کا قرا اور مرتد ہے۔ نیز اذ قد ود الدینۃ فی تنفیع الفتاوی
 لخاصیۃ میں ہے۔ فمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او احد من الانبیاء
 صلوات اللہ علیہم وسلم وہ ذلک یکرہ ویرعب قتله شائع النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم او نبی من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا قرا اور مرتد ہے اور در نوری
 راجعہ القتل میں۔ (وج ۱ ص ۱۰۱) باب المرتد

راقی بیجیم: کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل کاتب
 مرتد اذ اب۔ بطریق الادنی ثم یقتل حوا عننا فلا تقبل توبتہ فی استطاعہ
 العس الا۔ (البحر لوائق ج ۵ ص ۱۲۹-۱۳۰) باب المرتد یعنی شخص مفسد اسلام
 منی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھنے یا آپ کو سب و تشتم کرنے تو وہ شخص کافر مرتد اور
 واجب القتل ہے۔ اور نفاذات المفتی میں ہے کہ جناب رسالت مآب رضی اللہ عنہ
 علیہ وسلم یا ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شانِ رفیعہ میں گستاخی کرنے
 والا یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہوئے والا کافر ہے۔ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ
 اجمیع اس پر متفق ہیں کہ جو کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا
 کافر ہے۔ (الحد جلد ۱ ص ۱۰۱) باب المرتد: اور فتاوی محمودیہ میں ہے کہ ہر شخص
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ونعوذ باللہ وبتضرع اللہ کالی بجے وہ مرتد
 اور وارث اسلام سے خارج ہے۔ اس کو چاہئے کہ فوراً توبہ اور توبہ اسلام کو توبہ
 فلاح لازم ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے (الحد جلد ۱ ص ۱۰۱)
 اور اعداد الفتاوی میں ہے: "المانت وگستاخی کر وہ جناب انبیاء کفر مستکرہ ۱ ص ۱۰۱
 باب العقائد: اور فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۲ ص ۳۵۹ باب المرتد میں ہے کہ سب النبی

اگرچہ ان اور ان کے اشیاء و التکثر میں شے نہ تھیں مگر ان کے ہونا ان کے ہونا کے سبب انہی
صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ قتل و لایعقل عدہ مکتب انی انہما ذیہ کل کافر تاج و توجہ
مقبولہ فی الدنیا و الاخرۃ الذی عہ انکا ذیہ است التبی صلی اللہ علیہ وسلم و
انہما انہما یربعین دست انہی تفریہ اگرچہ حالت سکر میں ہوا و رسات انہی کی توجہ
تیمور انہی (جلد ۱ ص ۲۸) نیز ذیہ انہما ذیہ کل کافر تاج و توجہ انہی میں ہے کہ استخفاف انہی انہی
ہے۔ (جلد ۱ ص ۳۳) اور انہی قاضی خان علی انہی الہندیہ میں ہے کہ اذاعاب انہی
انہی علیہ وسلم فی شے کان کافر۔ انی توجہ و تکر فی الاصل ان شے انہی
صلی اللہ علیہ وسلم انہی۔ (جلد ۱ ص ۵۱) یعنی استخفاف و اہانت انہی انہی
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کان و تکر و اہانت ہے۔

سیاسی جلسوں میں نعرہ بازی کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب! آپ کی سیاسی جلسے
زندہ باد، چیلز پارٹی زندہ باد، بختہ نشین زندہ باد، جسے مستند و غیرہ کے نعرے بکثرت نکالتے
جاتے ہیں تو کیا ایسی نعرہ بازی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- ہر وہ نعرہ جس سے کسی خلاف شرع امر کی تائید و تاکید ہوتی ہو تو اس سے
اجتناب کرنا چاہیے اور جی خردوں میں اس قسم کی خرافات نہ پھیل سکیں تو ان میں شرعاً کوئی قباحت
نہیں تاہم جو نعرے تعقیب و قوم پرستی کا ترغیب دیتے ہوں وہیہاں اجتناب میں۔
ما قال بعدۃ النبی کفایت اللہ انہی، قوی نعرہ ہندوستان زندہ باد، ہندوستان
آزاد ہونا چاہیے "نکا ناجائز ہے۔"

{ انصاف مفتی ج ۹ ص ۲۹۱ کتاب الہیات
{ فعل بہار، قوی ترانہ اور قومی نعرہ



مسلمان کی تعریف

ملکیت قرار داد پاکستان کی قوت آئین کے تحت جب عبوری آئین بنانے کے لیے کام ہوا تھا تو اس وقت کے اندر ادارہ نظام کو کم اور دین کی صورت کے قیام کے لیے حکومت سے پر زور مطالبہ کیا گیا کہ آئین پاکستان میں جہاں حد و ملکیت کے لیے مسلمان ہونا لازماً قرار دیا گیا ہے وہاں مسلمان کی تعریف بہت لازم و ملزوم سے ہونی چاہیے۔ لیکن حکمران طبقہ نے علماء کرام کے اس حوالہ کو مسترد کر دیا جس پر مرزا فاضل ہمدانی اور دیگر مادیوں نے امر بہت خوش سے منے، حضرت مولانا امین الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس موضوع پر مجھے قلم چاہا اور "آئین پاکستان میں مسلمان کی تعریف" میں اس موضوع پر تفصیل سے لکھ کر پیش کیا۔ ایک مضمون ماہنامہ المشرق میں شائع کیا، مضمون کی اہمیت اور جامعیت کے پیش نظر قضاوی حنفیہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (مستند)

قومی اسمبلی میں عبوری آئین پر بحث کے دوران علماء کے مختلف مکاتب فکر نے متفق ہو کر اس سے شدہ و مد کے ساتھ مطالبہ کیا کہ آئین میں جہاں ملک کی وحدت اور یکجہلی کی ساری باتوں کے لئے مسلمان کا ہونا لازماً قرار دیا جائے وہاں مسلم کی تعریف بھی ہونی چاہیے کیونکہ کسی چیز کی ماہیت اس کی جامع اور مانع تعریف ہی سے واضح ہو سکتی ہے۔ مسلمان قوم کی ایک مستقل تشخص ہے جو اس سے دربرائی کو ختم اور مل سے ممتاز کرتی ہے۔ یہی انفرادی اور قیامی تشخص ہی دو قومی نظریہ کی بنیاد تشکیل پاکستان کا دعوہ بنا ہے۔ اور آج بھی کوئی مسلم ملک اور مسلم قوم اپنے نہ صرف

کو صرف اس صورت میں برقرار رکھ سکتی ہے کہ وہ ایک واضح اور غیر مبہم مفہوم کے ذریعہ مار آئین اسلام نما نگہوں اور کافروں سے اپنی ملت کی حفاظت کر سکے۔ یہ بغیر پاک و ہند کی مختلف الاقوام حیثیت، بھر موجود حالات میں پاکستان کی نزاکتیں اس مطالبہ کو فایز جائز اور معقول مطالبہ قرار دیتی ہیں۔ مگر حزب اقتدار نے ہمیں زور شور سے اس مطالبہ کو مسترد کرنا چاہا اس کی کوئی مناسب درجہ بھر مزاحمت نہ لہادی اور الحمد للہ بدوری کے اور کچھ میں نہیں آ رہی تھی۔ بالآخر وہی ٹوا کر چور کو داڑھی کا تنکا نظر آنے لگا۔ اور مرزا یحییٰ نے اور کسی مذہب منکر کی حدیث بدویزیوں نے حکومت کے اختیار کردہ موقف پر خوشی اور مسرت کو طوفان اٹھایا۔ آج ان لوگوں کے پریس پر عملی نظروں کو کبھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

لیکن اس مطالبہ پر مرزائی جتنے بھی سوچ باہوں گے اور پروپیگنڈا یا منکرِ خدا اور رسول کی کیولٹ متنی ناگزیری ظاہر کریں گے اتنی ہی اس مطالبہ کی معقولیت اور گہرائی و درستی ظاہر ہوتی چلی جائے گی جس سے اہل کے حزب اقتدار نے عزم و زورِ طعانات کی قیادت میں علماء کے اہمی اختلافات کی آڑ میں فراہ اختیار کرنا چاہا، اگر علماء کی شفقہ پیش کردہ تعریف نے آئینہ کیٹی کے لئے یہ راستہ بھی سدود کر دیا ہے۔

تعب و تومر زانی گروہ پر ہے جو ایسے مطالبات کو مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کھڑا

کے قول اہل کے پہلے ہی اجلاس میں سرکارِ گورنری نے اختلافِ علم کے لئے مزاحمتِ مسلم کے مطالبہ کو ٹالنا چاہا مگر علماء نے کراسے اپنے شفقہ مرقعہ سے اس شیخ کو جواب دے دیا اور اسی اجلاس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے تمام علماء کو اہل اہل کی تائید و تھوب سے مسلمانوں کی شفقہ تعریف پیش کر دی جسے بعد میں انہیں کا وعدہ بنایا گیا اور جو قدیموں کے سلسلہ میں ان حضرات کی پہلی دستور کی فتح تھی۔ "س"

ہے یہاں کہ اس گروہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے تعلقہ اتحاد و تہمت میں مختلف ڈرائیو کی گئی کہ اور مسلمانوں میں اختلاف و انتشار اور لٹائی کا بھی ڈرائیو کے لئے ایک مستقل مذہب کھڑا کر دیا۔ اسلام اور کفر کے درمیان خط اعتبار کیلئے پھر لوگ جوتہ رہے ہیں۔ جو کہ ان کے پیروں میں قادیانی کے اب قادیانی نے اپنے مذہب سے والوں کو قطع کاغذ کیا۔ یہ نہیں اور اور انہوں نے اسلام سے خارج قرار دیا تو انہوں نے اس کا نام مک بھی نہ سنا اور مگر وہ اذیت، ہمدردی، حسد کا مصداق بننا تو اپنے زمانے والے تمام عالم اسلام سے موثر تھی اور انہوں نے تمام کفرانہ احکام بھٹا ہوا اور جو لوگ اس "مذہب افکار" یعنی پاکستان شریعت کو بھی سستی جتانے و دعوت کیے ہوں، جو گروہ اپنے دائرہ میں اپنے پیروں کے لئے ایک عقل دین اور مذہب اور انفرادی و اشتیاقی تعلیمات اور شخصیات کا طبقہ بنایا ہو۔ بلا نظر مرزا قادیانی اور ان کے خلفاء وغیرہ کی تصانیف رسائل الفضل، آئینہ صداقت، کلمۃ الفصل وغیرہ مرزا قادیانی کی طرح ہیں۔

ستم بالاد کے ستم مرزائیوں کے لاہوری ٹوٹے پر ہے جو آج اس مادیلا میں قادیانیوں کا ہونا ہے۔ اگر وہ صرف کھڑے تھے کہ اسلام کا سرٹیکٹ بھٹا ہے تو پھر وہ کس دنیا پر قادیانیوں کو کافر قرار دیتا ہے اور قادیانی نہیں کیوں دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

اس وقت مرزا ایت کا فتنہ جس انداز میں مسلمانوں اور بھائی پاکستان کے لئے خطرہ کا لہر بن رہا ہے۔ اس غمخیز جمیٹ کے ہاتھوں مستقبل میں جو فطرت پاکستان کو رد پیش آ سکتے ہیں ہم اس پر ہمت کچھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں بہت سے دردیں خانہ اسرار و رسوا کا غم ہے۔ اگر خدا نے اس سے ہمیں ملک پر خاص نگا و کرم نہ فرمایا تو سازشوں کے شکار ہونے کا خطرہ ہمیں سے بدل سکتا ہے۔ دفاعی نقطہ نظر سے ہم دن بدن ان لوگوں کے قریب منت

ہفتے چار سہے ہیں جو قید تاجہاد کو واپس لے جاتے اور اس ملک کے باشندوں کو قتل کا فریضہ دیتے ہیں۔ اقتصادیات میں ان کے عمل دخل کے نتیجہ میں ملک دو ٹکڑے ہوا۔ ایم ایم ایم ایف ایف کی وجہ سے دونوں صوبوں کے درمیان منقسمت کی طبع بڑھتی رہی۔ معاشی لحاظ سے ملک کا دیوالیہ ہوا۔

سیاسی حیات یوں کی حالت کہ ایک طرف استعانی اور سامراجی اغراض کی خاطر ہمیں کانسنگوانی سے کیوریپ کی دیویوزڈ ٹری پر مجبور کر دی گئی، ملک پر اوہن واپسے کا بوجھ لگنا چلا گیا۔ دوسری طرف چین سفیر بدلتا خود رہو کی پانڈا کر لے جا رہا ہے اور کافرٹ کیکریٹری تھیبے خور پر رہو ہانچا ہے۔ تھیبے سے تھیبے مذاکرات ہو رہے ہیں۔ مگر پٹیں میں متواس بازہ ہیں کوئی خبر ختم ہوتی ہے۔ زم زمی اسے مصلحت ظاہر کرنے دیتے ہیں جبکہ چین کوادی اور بریت کا دعویدار ہے اور رہو سامراجی اور چھوٹی سازشوں کا ٹھکانہ۔ باخبر لوگ اس اجتماع ملتیں پر موجود ہیں۔ کیا یہ سب کچھ زمین کی سازش کی غمازی نہیں کرتا حکومت ان سب باتوں سے باخبر ہوگی مگر فوٹس تو کیا باہمی عہد و پیمان جیسا سوچا ہے کہ ان بدن پر مٹنا جا رہا ہے۔ اس کے اڑکان مرزا بیت کو کفر سے بچانے کے لئے اسیلی میں ایڑی چوٹی کا در لگانا چاہتے ہیں۔ اور مرزا کی کن ٹرینوں سے اس اسماج کا عمل چکائیں گے۔ ۶۔ اخبارات میں آچکے کہ لائل پور کے انتخاب میں چیلر پارٹی کے انیس رندہ ساداکے حق میں ۷ ہاؤس ورٹ "بھگنا لے کے لئے رہو سے جمادی تعداد میں عورتیں آئی تھیں وینک یکم جون ۱۹۵۸ء ان عورتوں کو ایک عورت کے مقابلہ میں پانچ پی کے فائدے سے دلچسپی تھی تو کہیں۔ تو یہ سب باتیں قوم کے لئے لڑائی ہیں۔ اور ملت سادہ کے شہرہ طہی کے لئے یہ اکاش بین دی بدن خطہ ہلاکت بشتا جا رہا ہے ایسے حالات میں اگر اسلام اور کفر کے درمیان

ہنا رہے۔ پھر کیا وہ اپنے الگ شخص اور کسی انفرادی امتیاز کو قبول کر سکتے ہیں۔ اس کا جواب جیسے میں
مذاہم اقبال کے لکھی تحقیقات میں کا شربت دیا کہ :-

”میں نفاذیوں کی حکمت عملی اور دین کے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں
کرنا چاہیے۔ اپنی ٹکڑی کے حکمت عملی اور دین کے شربت سے ہونے والے تشبیہ دی تھی اور اپنی
جماعت کا تازہ درود سے اور اپنے عقیدے کی کوہک اسلام سے میل جول رکھنے سے
اہتمام کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا زیادہ اصولوں سے انکار نہیں جماعت کا بنیادی
مسلمانوں کے قیام پر تازہ سے قطع تعلقی، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ
اور ان سب سے بڑھ کر یہ علان کہ تمام دنیا کے اسلام کا شربت ہے۔ یہ تمام امور قیام دینوں
کی تعلیم کی بردار ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں زیادہ
دور ہیں جتنے کچھ ہندوؤں سے کیونکہ کچھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کر کے ہیں
مگر وہ ہندو کے مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔“ اور انہی کے

اس علیحدگی اور مقابلہ و متنازعہ کے باوجود مرزا نے ہم سے دو امانی اور حسن ظن کی امید
دیکھتے ہیں۔ وہ تو میں کانفرنس میں سکرادھر سے اسلام کی تعریف کا مطالبہ بھی تفردہ انگریزی اور
شمر ہندی ہو۔ ان دو طرفہ معاملات کی آخری وقت مسلمہ سے کس زیادہ توقع کرتی ہے؟ کیا
اس وجہ سے کہ اس نے مسلمانوں کی آمدیت و تیار و دین متابع اولین و آخرین رویہ کاغات
سرور عالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے روائے ختم نبوت اور طاعت ختم المرسلین پر
ڈھک ڈالا اور ملت مسلمہ کی غیرت ایمانی کو خیرین کیا۔ کیا کسی ملت کے قلعہ وحدت کو
باشی پاش کرنے کی جرأت کا اتنی فرائضی سے صد دیا جاسکتا ہے جس کی مرزائیت ہم سے
طلبگار ہے اور کیا حصار اسلام میں جیسے درپے نہ مبالغہ کے بعد بھی مرزائیت
مسلمانوں کی کسی حکومت کی اتنی کرم فرمایا بروں کی مستحق ہو سکتی ہے۔ کہنے کو تو بہت کچھ

ہے مگر اپنے بعض کرم فرماؤں کی آرزو وہ دن کو ملحوظ رکھتے ہوئے آج کی یہ تقریب اقبالؒ کی کئی لحاظ پر ختم کر کے دوسری فرصت پر اٹھانا چاہتے ہیں۔

”میرے خیال میں قادیان حکومت سے کہیں علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں ہل نہیں کریں گے۔ بدلتا اس امید کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرتے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ اس قسم کی نہیں کر چکا یعنی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو مغرب میں بٹھا سکے حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبے کا اظہار نہ کیا اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبے کا کیوں انتظار کر رہی ہے؟“ (حق اقبال ص ۱۸۸) (رجوع مستند)



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

باب الاكل والشرب

(کھانے پینے کے آداب و احکام)

کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونے میں کس کو متحد کیا جائے؟ **اسوال** **المکرّم**
اور عمر رسیدہ بزرگ
اکٹھے کھانا کھارہے ہوں تو کھانا شروع کرنے سے قبل ہاتھ دھونے میں کس کو پہلے موقع
دیا جائے گا؟

الجواب :- کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونا مسنون طریقہ ہے۔ ہر کمرہ دار
بھوی میں بچوں اور اپنے سے چھوٹوں پر شفقت اور محبت سے پیش آنے کا حکم آیا ہے
علاوہ ازیں بچے اکثر کھانے پینے کے زیادہ حریف اور مشتاق ہوتے ہیں اس لیے کھانا
کھانے سے قبل پہلے بچوں کو ہاتھ دھونے کا موقع دیا جائے اس کے بعد عمر رسیدہ بزرگوں
کو موقع دیا جائے اور کھانا کھانے کے بعد بزرگوں کا آرام مد نظر رکھتے ہوئے پہلے
انہیں موقع دیا جائے۔

ما قال العلامة ابن عديم المصري: وفي دفعات الفاضل الكلاب في غسل
الأيدي قبل الطعام ان يبدأ به اشدّ الناس شيوخاً -

(انجرالرتق ۸۳ ص ۷۷ کتاب اکرہیہ) -

کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونا **اسوال** :- بعض عورتوں کی یہ عادت، عورت ہے کہ
وہ کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونے کی بجائے
صرف انگلیاں دھو کر پراکتفا کرتے ہیں، تو کیا صرف انگلیاں دھونے سے سنت
ادرا ہو جائے گی یا نہیں؟

لے لافى الهندية. وآداب غسل الأيدي قبل الطعام ان يبدأ به اشدّ الناس شيوخاً ثم شيوخ و بعد
اصغاراً على العكس. (الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۲۸۷ باب غادی غسل المکرهية في الاكل)
ومثله في الخاتمة على هامش الهندية ج ۳ ص ۲۸۷ کتاب المصنوع والا باحوته.

کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ ہے | سوال :- آنجل نوگوں میں کھڑے ہو کر کھانے پینے کا رواج عام ہو چکا ہے، خصوصاً شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں بھی کھڑے ہو کر کھانا کھایا جاتا ہے، کیا کھڑے ہو کر کھانا پینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- ہمارا موجودہ معاشرہ جو کچھ مغرب سے زیادہ متاثر ہے اس لیے مغرب ہی کے عادات و اطوار ہم نے اپنا رکھے ہیں، کھڑے ہو کر کھانا پینا منزل اقام کا طریقہ ہے جو کہ سنت اور ادب کے خلاف ہے، تاہم فقہاء نے کھڑے ہو کر کھانے کو مکروہ تحریمی کے درجہ میں ذکر کیا ہے۔

لما روي في الحديث: عن قتادة عن النبي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه سئل ان يشرب قائماً فقال ذلك اشربوا حبثاً۔

(المصحيح للمسلم ج ۲ ص ۱۶۳) باب في الشرب قائماً | سوال :- کھانا کھاتے وقت بائیں کرنا کھانا کھاتے وقت خاموشی کا حکم | جائز ہے یا سکوت کرنا بہتر ہے؟

الجواب :- کھانا کھاتے وقت خاموش رہنے کو فقہاء کرام نے مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ مجوسیوں کی عادت ہے، اس لیے انہیں اور دینی باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کھانا کھایا جلتے۔ نیز بائیں کے لیے جہان کی جہان تواری اور عزت افزائی ضروری ہے، لہذا اگر جہان ساتھ بیٹھ کر کھانے پر خوش ہو تا ہو تو ساتھ کھانا افضل ہے ورنہ جہان کی ذاتی طور پر خدمت کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

ما فی الہندیہ: بکرمہ السکوت حالۃ الاکل لانہ تشبہ بالمجوس..... فلا یسکت

لے قال الامام عی الدین یعنی بن شریف النووی رحمہ اللہ، لیس فی حدیث الاحادیث اشکال ولا یحبایا بعد من اللہ ضعت بل کلمہا صحیحۃ والصواب ان النبی عمول عن التزییہ۔ (شرح المسلم الامام النووی ج ۲ ص ۱۶۳) باب فی الشرب قائماً

وَمِنْهُ فِي كَيْدِي ص ۲۲ آداب الوضوء۔

علی الطعام ولكن يتكلم بالعرف وحكايات الصالحين :- مذاوی الہندیہ ج ۲۴۵
باب الثانی عشر فی الہدایا والفضیلات :-

سوال :- بعض لوگ تکیہ لگا کر کھانے پینے کے عادی ہوتے
تکیہ لگا کر کھانا پینا
ہیں، آیا تکیہ لگا کر کھانا پینا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- کھانے پینے کے دوران اگر مسنون طریقہ مد نظر رکھا جائے تو ضرورت
بھی پوری ہوگی اور ثواب بھی مل جائے گا۔ جہاں تک تکیہ لگا کر کھانے پینے کا تعلق ہے
تو فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر تکبیر کا خدشہ نہ ہو تو تکیہ لگا کر کھانے پینے
میں کوئی حرج نہیں، تاہم خلافت ارب ہونے کی بناء پر اس طرح کرنے سے احتساب
کرنا چاہیے۔

لما فی الہندیۃ، لا بأس بالاکل متکئاً اذا المرئین بالتمکد فی الضرۃ مولفنا :-

مذاوی الہندیہ ج ۲۴۵ مسئلہ ۲۲۳۲ کتاب فی الکراہیۃ فی الاکل :-

سوال :- بعض لوگ کھانا کھاتے وقت ہاتھ پاؤں
تین انگلیوں سے کھانا
انگلیوں استعمال کرتے ہیں، تو کیا اس طریقے سے کھانا
جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تین انگلیوں سے کھانے
کی تھی لہذا تین انگلیوں سے کھانا مسنون طریقہ ہے، البتہ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی
ہے کہ جہاں کہیں تین انگلیوں سے کھانے میں حرج ہو تکلیف کی وجہ سے باسائن نرم
ہونے کی وجہ سے تو کھانے میں تین سے زائد انگلیاں استعمال کرنا بھی مرقوم ہے۔

لما فی الہندیۃ : ویضیی ان یضم الضیف بنفسہ اقتداء ببراہیم علی نبینا
وعلیہ السلام :- مذاوی الہندیہ ج ۲۴۵ مسئلہ ۲۲۳۳ باب الثانی عشر فی الہدایا والفضیلات :-
کتاب : مکرہات :-

لما قال العلماۃ بن عابدین :- لا بأس بالاکل متکئاً او مکتوف الرأس وهو الخار :-
(مذاوی ج ۲۴۵ کتاب الکراہیۃ فصل فی البیع :-)

وَمَثَلُهُ فِي الْغَانِيَةِ عَلَى هَامِشِ الْهِنْدِيَةِ ج ۲۴۵ کتاب لخطوط الاباحۃ :-

لاودع فی الحدیث، عن کعب بن مالک عن امیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأکل بثلاث اصابع۔ (صحیح المسلم ج ۲ ص ۵۲۸) باب من الاصاب والقصعة

اسوال :- جناب مفتی صاحب! ایک سے زیادہ گلاس پانی پینے کا مستنون طریقہ

کے باعث افان ایک ہی وقت میں کئی گلاس پانی پی جائے، تو کیا ایسی صورت میں ہر گلاس کو تین سانسوں میں پینا ہوگا یا ہر گلاس کے بعد ایک مرتبہ سانس لینا کافی ہوگا اور اس سے سنت کی ادائیگی ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- مستنون طریقہ یہ ہے کہ پانی کو تین سانسوں میں پیا جائے صورت مستور میں چونکہ ہر گلاس مستقل پانی پینا ہے اس لیے ہر گلاس کو تین سانسوں میں پینے سے ہی سنت کی ادائیگی ہوگی۔

ما قال الشیخ المشرف علی التہانوی، رحمہ اللہ، ہر گلاس کو تین سانس میں پینا کیونکہ ممکن ہے کہ دوسرا تیسرا گلاس کچھ فضل سے پیوے تو وہ مجموعی طور پر کئی بار کا پینا ہوگا اور سانس لینا ایک بار کے پینے میں ہے۔ (امداد الفقادی ج ۳ ص ۱۵۰ کتاب الخفض والاباحۃ۔ کھانے پینے کی طواف و حرام الخ)

اسوال :- ایک شخص گاڑیوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہے اور سعودی لین دین کے علاوہ بعض اوقات دیگر ناجائز ذرائع سے بھی مال حاصل کرتا ہے، تو کیا ایسے شخص کی دعوت میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

سے قال الامام النووی رحمہ اللہ : واستجاب الاکل بثلاث اصابع ولا یضم الیہ الرابعۃ وخامسة الا لعذر بان یمکن مرقاً وغیرہ فلا یحکم بثلاث وغیرہ لک من الامداد

{ شرح صحیح المسلم للامام النووی ج ۲ ص ۵۲۸ }
{ باب لغت الاصاب والقصعة }

الجواب :- اگر یہ بات واضح اور یقینی ہو کہ اس شخص کا پرہیزگار اور ناجائز و ناجائز سے مکمل کیا گیا ہے تو دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہیے، البتہ اگر یہ بات یقینی نہ ہو یا یہ معلوم ہو کہ اس شخص کا کچھ مال حرام ہے لیکن مال کا اکثر حصہ حلال ہے تو بھی شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ موجودہ دور میں اکثر لوگوں کے ہاں میں کچھ نہ کچھ غلطی ہو جاتی جاتی ہے۔

قال العلامة قاضی خان: وان كان غالب المحدثي من الحلال لا بأس بان يقبل منه
 دیا کہ عالم یقیناً انہ حرام لان اموال الناس لا يخلو عن قليل حرام فيؤثر في
 . غنادی غانیۃ علی ہاشم الہندیۃ منہ کما با غلطیۃ لا بد

سوال :- بعض لوگوں کی بیوقوفانہ بات ہے کہ اگر دعوت میں گانے بجانے اور لہو و لعب کا انتہائی ہوا اس میں شرکت کا حکم
 جواب :- اچھا بہ واقارب کو دعوت کیا جاتا ہے تو کیا ایسی دعوت و لہو و لعب میں شرکت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- تجویز دعوت کو علماء کرام نے ضروری قرار دیا ہے، لیکن ایسی طرح کہ لادعوت اور خفاشی کا دورہ دورہ ہے لہذا اگر یہ بات یقینی ہو کہ وہاں گانے بجانے اور لہو و لعب کا پروگرام ہوگا تو ایسی دعوت میں نہیں جانا چاہیے، البتہ اگر وہاں پہنچ کر یہ بات معلوم ہو تو فرار واپس نہ آنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن یاد رہے کہ یہ حکم عوام الناس کے لیے ہے اور جہاں تک خواص کے واپس آجانے کا تعلق ہے تو ان کے واپس آنے میں مصیحت یہ ہے کہ اللہ کی برائے کار ہوگی واضح ہو کر وہ اپنے عمل بد سے باز آجائیں۔
 لہذا قال العلامة ابن قیم: اذا كان هناك لعب وغنا قبل ان يعطرو ولا يحضر

من اهل الهدية ولا يجوز قبول هدية امرأه الجوزان الغالب في ما لهم حرام الا اذا علم ان اكثر
 منه حلال بان كان صاحب ذرع او تجارة فلا بأس به لان اموال الناس لا يخلو عن
 قليل حرام فيؤثر في غنايه وكدنا كل طعامهم . غنادی الہندیۃ ج ۳ ص ۳۰۲ باب
 اللہ فی عشر فی انہما یاو الضیافۃ . کتاب التواضع

وغير شدة في التواضعية على هاشم الہندیۃ ج ۳ ص ۳۰۲ اللہ فی عشر فی انہما یاو الضیافۃ .

لاہے لایز مہ الاجابۃ اذ اکان هناك منکر۔ (البحوالائق ج ۸ ص ۱۸۵ کتاب الکراہیۃ) اسے
چونا کھانے کا حکم | سوال۔ ایران، سومر وغیرہ میں چونا طایا جاتے ہیں اس کے کھانے
 کا شرع کیا حکم ہے؟

الجواب۔ چونا بمقدار ضرورت پان وغیرہ میں طائر کھانا مکرہ ہے۔

لما قال العلامة محسن عبدالحی الکھنویؒ: یباح أكل النورة مع النورق لما كُول في
 ديار الهند لأنه قليل نافع فان الغرض المطلوب من النورق المذکور لا يحصل
 بدونها۔ (نصاب الاحتساب بحوالہ مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۳) علامہ

افزون کھانے کا حکم | سوال۔ افزون کھانا اور ادویات میں استعمال کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب۔ افزون مسکن شہید میں سے ہے جس کا بغیر فزیدہ کے

کھانا حرام ہے تاہم اگر مباح و حلال اشیاء و ادویات میں کوئی تدائی کے لیے مفید نہ ہو اور مسلمان
 طبیب نے بطور تدائی کے کھانے کا کہا ہو تو اس صورت میں کھانا مکرہ نہیں ہے۔

لما قال الشيخ محمد کامل بن مصطفیٰ النعمانیؒ: أقيم مشائخ و مشائخ التناضح على تقدير
 الحشيش و أتناها باحراق أو موتاً ديب بالعدو و التفتت على إكده فقلت لا بأس به۔ (النسائی کتاب الطب

وفا ہندیہ: بحوالہ تعلیل شرب الذم والبول و أكل إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاؤه
 ولم يجد من ألباح ما ينجو مقامہ۔ (الفتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۲۸۳) ابنا اقام عشر الفتاویٰ کتابا ص ۱۸۵

لما قال العلامة محمد کامل بن مصطفیٰ النعمانیؒ: أقيم مشائخ و مشائخ التناضح على تقدير
 الحشيش و أتناها باحراق أو موتاً ديب بالعدو و التفتت على إكده فقلت لا بأس به۔ (النسائی کتاب الطب

وفا ہندیہ: بحوالہ تعلیل شرب الذم والبول و أكل إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاؤه
 ولم يجد من ألباح ما ينجو مقامہ۔ (الفتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۲۸۳) ابنا اقام عشر الفتاویٰ کتابا ص ۱۸۵

لما قال العلامة محمد کامل بن مصطفیٰ النعمانیؒ: أقيم مشائخ و مشائخ التناضح على تقدير
 الحشيش و أتناها باحراق أو موتاً ديب بالعدو و التفتت على إكده فقلت لا بأس به۔ (النسائی کتاب الطب

وفا ہندیہ: بحوالہ تعلیل شرب الذم والبول و أكل إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاؤه
 ولم يجد من ألباح ما ينجو مقامہ۔ (الفتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۲۸۳) ابنا اقام عشر الفتاویٰ کتابا ص ۱۸۵

لما قال العلامة محمد کامل بن مصطفیٰ النعمانیؒ: أقيم مشائخ و مشائخ التناضح على تقدير
 الحشيش و أتناها باحراق أو موتاً ديب بالعدو و التفتت على إكده فقلت لا بأس به۔ (النسائی کتاب الطب

پیارے وغیرہ کھا کر مسجد میں جانا **سوال :-** پیارے، مہین اور دیگر بدبودار حلال اشیاء کھانے
مسجد میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- پیارے، مہین وغیرہ اشیاء کھانی ذاتہ جائز اور بارہ ہے تاہم مسجد اور
ایسی مجالس جن میں خلق خدا کو ایذا پہنچنے کا خدشہ ہو کھا کر سنا جائز نہیں۔

ما قال الشیخ فضیلہ رحمہ اللہ الشیخ عبد الباقی بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فی کتابہ
علیہ وسلم من اكل من هذه الشجرة یعنی التمر فلا یأثم إذا جدد به لیس فی هذا تعبد بنوعی حد
فیعتدل بمصومه علی الحاق الجامع بملک جدید کمل العید والجنات فہو مکان المولیة وجمہور الامة
علی ایضہ کلمہ۔ از فتاویٰ للہم ج ۲ ص ۱۵۱ باب نہی من اكل ثوماً
سوال :- بھنگ کا استعمال بطور نشہ اور تملک کے شرعاً جائز
ہے یا نہیں؟

الجواب :- بھنگ کا شہادہ جو نہ مکرر اشیاء میں ہو تو اس لیے اس کا استعمال شرعاً
منوع ہے تاہم بوقت ضرورت کسی مسلمان طبیب کے مشورے بقدر ضرورت استعمال
مريض سے بشرطیکہ حلال اشیاء میں مداخلے کے لیے کوئی شے نہ ہو۔

ما قال الشیخ الاسلام ابو بکر بن محمد الحدادی البیہقی ولا یجوز ان یضم البیہقی
والافیون وذلك کما حرر۔ (الجوہر فی التفسیر ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الاغریة)۔

لے رد المحتار ج ۳ سلم فی الجایح التشریحی : عن ابی سعید الخدری قال لم نعد ان نقتل خیر فیہما
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تلك البقلة التمر والناس حیاء فاکلنا منها الا شديداً ثم
رجعنا الی المسجد فوجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لریح من اكل هذه الشجرة البیہقی شیاناً
فلا یقرین الی لرجی فقال لیس حرمت خیر ذلک التمر علی اللہ علیہ وسلم فقال ایہا الناس
انہ لیس فی ترمیہ ما احل اللہ لہ وکتبتہا شیعة اکثر رجعہا۔

والصیح المسلم ج ۱ ص ۱۵۱ باب نہی من یکل ثوماً

فی ثلثہ فی شرح مسلم النووی ج ۱ ص ۱۵۱ باب نہی من اكل ثوماً
عن ابی ہریرۃ بن عبد بن عوف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یقرین الی لرجی
ویشک فی خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الاغریة۔

بغیر اجازت کسی کے مال سے نفع لینا | سوال: کسی مسلمان کا مال اس کے اجازت کے بغیر

اپنے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مسلمان کا مال جان شرعاً معصوم ہے اور بغیر مالک کی اجازت کے اپنا جائز نہیں اور نہ اس مال سے بغیر اجازت کے نفع اٹھانا جائز ہے۔

لا رواہ الا امام علی بن عمر الدارقطنیؒ، ع۔ معمر بن یثربی قال: شهدت رسول الله من الله عليه وسلم في حجة الوداع، جئني فمعتد يقول لا بد من مال أخيه شيء ولا ما ذلت به نفسه۔ (سنن دارقطنی، ج ۲ ص ۲۵۲ کتاب البیوع، رقم حدیث ۸۹۷ م ۱۷)

سوال: کیا کسی غیر مسلم کے ساتھ ایک برتن میں کھانا پینا کافر کے ساتھ کھانے کا حکم | جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: غیر مسلموں کے ساتھ ایک برتن میں کھانے پینے کو تمہوں جانا درست نہیں امام کبھی بھاریسا کر لیتا مرخصی ہے۔

ما قبل، العلامة ماهر بن عبد الباقی، والاکل والشرب فی اوائی المشوکین مکروہ ولا بأس بطعام الجورن الا ذبیحہم وفي الاکل معهم ومن الحاكم عبد الرحمن لو ابتل به المسلم مرة او مرتين الا بأس به اما الدورام عليه فمكروه۔ (خلاصة الفتاوی، ج ۲ ص ۲۱۲ کتاب المکرہیۃ م ۱۷)

۱۷۔ فاذا ذكره الشيخ وفي الدين الوعيد، قد محمد بن عبد الله الحظيبي، وعن ابن حزم الرقاشي عن حماد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا لا تغلموا ولا يعمن مال امرء الا لطيف نفسه۔ (مشکوٰۃ المصابيح، ج ۱ ص ۲۵۵ باب الغصب والعارية، فصل الاول) ومثبتاً في نصب الراية ج ۲ ص ۲۱۲ کتاب الغصب۔

۱۷۔ وفي نهضة الأكل مع الجورن مع غيره من اهل الشرك انه هل يصل أم لا من الحاكم عبد الرحمن الكاتيب أنه ابن حزم، ومرة ومرة ولا بأس به وامر الدورام عليه فمكروه۔ (الفتاویٰ الهندية، ج ۲ ص ۲۱۲ الباب الرابع عشر في اهل الذمۃ م ۱۷)۔

حالات شریعت و دعوت میں شرکت کا حکم۔ سوال: ایک نفاذی یا ادارہ عوامی کی دفتر پر کیا
حالات شریعت و دعوت میں شرکت کا حکم؟ اس میں ائمہ تہائی اور عوامی کا یہ عملی مشاہدہ کہ ان کے احکامات
اور طریقوں کے خلاف کیا جاتا ہے جس کی غیر مجرم مردوں اور عورتوں کا ہے پر مبنی ہے۔ ان کے عملی مشاہدہ سے
ہرگز وہی اور عیسائیوں کے مختلف طور طریقے قابل ذکر ہیں۔ اگر کسی کو ان خلاف شرع کاموں سے روکا
جائے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تو عوامی کا موقع ہے اس کے بغیر تو عوامی کا اہار ہی نہیں ہو سکتا۔ جبکہ بعض
اپنی علم اور دیندار طبقہ سے تعلق رکھنے والے حضرات کو اس قسم کی تقاریب میں شرکت کرنے دیکھا گیا ہے
جس کی وجہ سے لوگ ان اقویات کو پھانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ کام ناپائیدار ہیں تو ان کا عالم برونڈار
شخص کے یہاں شرکت کی ہے۔ دریاقت غلبہ امر ہے کہ اس قسم کی تقاریب میں شرکت کرنا صحیح
مسئلہ اور دیندار طبقہ کا شرکت کرنا اور کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس طرح کی تقریبات میں شرکت کرنا ناجائز ہے۔ اور جہاں ان کا نام شریعت کے
خلاف دینی جوہری عبادت اور مشکلات موجود ہیں وہاں ان کے شراب پینے کا پینا بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح
اس قسم کی تقریبات میں کسی عالم یا دیندار شخص کی شرکت کہ نامہ بر کوئی خلاف شرع کام یا ناجائز نہیں ہو سکتا۔
قال العلامة علاء الدین حصکفی رحمہ اللہ: دعی الی ولیعہد دشمہ بعد و غنا بعد
و اکل لولہ متک فی المنزل قلو علی المائدۃ لاینبغی ان یقعہ بل یرجی عن
الاقولہ فان قدس علی المنع فعل والا صبر ان لم یکن معن یقتدای بہ فان
کان مقتدی ولم یقدرو علی المنع یرجی ولم یقدرو لان فیہ شیعہ الدین الخ
والدرا المختار ج ۵ صفحہ ۲۷ کتاب الخضر والاباحۃ

الحمد لله وحده، ومن دعی الی ولیعہد فوجہ شیعہ لعلہ غنا..... ولو کان
ذو ک علی المائدۃ لاینبغی ان یقعہ وان لم یکن مقتدی بہ و هذا کلمہ بعد
المختار و اما اذا علم قبل العصور فتلا یحضر الخ
{ الفہم فی الہدیۃ ج ۲ کتاب اکثر ہدیۃ }
{ الباب الثانی عشر فی الہدایا والصفات }

باب التداوی

(علاج معالجہ کے احکام و مسائل)

انسانی اعضاء کی پیوند کاری کا حکم | سوال :- دو برہمنوں میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری کا دور دورہ رہا ہے، کئی لوگ وصیت کر جاتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان کے کچھ اعضاء مثلاً آنکھیں، نگر دست وغیرہ نکال کر کسی ضرورت مند کو دے دیے جائیں، تو کیا شریعت مقدسہ میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اس پر اعضاء کو حاجتاً استعمال کرنے کیلئے دوسرے انسان کیلئے وصیت کرنا اور اعضاء کی پیوند کاری کرنا ضرعاً جائز ہے اگرچہ یہ باہر آنکھ کی طرح ہے جس سے اعتبار نہ رہتا ہے تاہم متاخرین فقہاء نے حالت اضطرار شریعہ کے وقت مرض ضرورت قرار دیا ہے۔

لما قال الامام محمد بن احمد السرخسي: لا يجوز الانشاع به بحال ما والآدمي عتقاً بعد موته على ما كان عليه في حياته كما يصح الاستدأى بشئ من الآدمي الخ
اكتفاء لما كذا لا يجوز الميت ادى بعظم الميت۔ (شرح کتاب لیسوا لکبیر ج ۱ ص ۲۸)
باب در ادای اجزای احدی

انگریزی ادویات کے استعمال کا حکم | سوال :- دو برہمنوں میں اکثر امراض سے انگریزی ادویات استعمال ہوتی ہیں جو میں انھیں بھی استعمال ہوتا ہے، شرعی کلمہ ننگہ سے ان ادویات کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- انگریزی ادویات کے بارے میں متاخرین علماء کرام کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر ان میں شراب یا دیگر محرم اشیاء کا استعمال یقینی یا ظن غالب سے ثابت ہو تو بغیر

لے قال العلامة علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود: انکاسانی یؤویسقط سنہ یکوہ ان
یاخذ من الميت فیصدھا مکان الاوی بالاجماع۔ (ردائع الفتاویٰ فی تہذیب
الشراعیع ج ۵ ص ۳۲ کتاب الاستحسان)

تو مثلہ فی الہندیہ ج ۵ ص ۳۲۲ ابواب شہن عشرون فی التداوی والاعیاجات الخ۔

شہید ضرورت کے استعمال کرنا درست نہیں، وہیے اگر پریمی ادویات کا استعمال مرخص ہے۔

ما قال العلامة فخر الدین عثمان بن علی الزملی، (و کوہ شرب دردی الخسر والامتنافذ) لان فیہ اجزاء الخمر کان حراماً تجسراً ولا انتفاع بمثلہ حراماً۔ (زیلعین، الحقائق ج ۶ ص ۶۶ کتاب الاشربة)۔

پرسٹ مارٹم کا حکم: اس سوال: "عمرہ عزیزیں اگر کوئی قتل ہو جائے یا کسی حادثہ میں ہلاک ہو جائے تو ہسپتال میں اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے جس میں عورت کی قطع بریہ ہوتی ہے، تو شریعت مقدسہ میں اس عمل کا کیا حکم ہے؟"

الجواب: جس طرح انسان کا احترام اس کی زندگی میں مستم ہے اسی طرح موت کے بعد بھی قابل احترام ہے، جس طرح زندہ انسان کو ایذا دینا موجب جرم و گناہ ہے اسی طرح مردہ انسان کو بھی ایذا دینا موجب جرم و گناہ ہے اس لیے فقہاء کرام نے بعد الموت انسانی اعضاء کا قطع برید کو خلاف شرع قرار دے کر پوسٹ مارٹم کو ایک قبیح و ناجائز عمل کہلایا ہے۔

ما قال البانی: یرین ان الذی من الخمرۃ فی حال موتہ مثل مالہ منہا حال حیاتیہ وان کسر عظامہ حال موتہ یتسماً کما یتسماً کسرها حال حیاتیہ (رموطاً امام مالک حاشیہ ص ۲۲) ما جاتی للاختلاف و هو البانی (۱)۔

ما قال العلامة علاؤ الدین الحصکفی رحمہ اللہ: (و کوہ شرب دردی الخسر والامتنافذ) بالبدنی کان فیہ اجزاء الخمر و قلبہ ککثیرہ کما مر۔ (الدر المختار علی ص ۳۳ رد المحتار ج ۶ ص ۶۶ کتاب الاشربة)۔

ما رواہ الامام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، عن عائشۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کسر عظام الميت ککسره حیاً۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۱۱ باب الجنائز بعد اعظم ھل ینتکب ذلک المکان)۔
ومثلہ فی سنن ابی ماجہ مع حاشیہ ج ۱ ص ۱۱۱ باب ما یدر فی مات مویضاً۔

خانڈانی منصوبہ بندی اور مانع حمل ادویات کا حکم | سوال :- آپکل کے دور میں خانڈانی منصوبہ بندی کی اشاعت بکثرت ہو رہی ہے، شرعی لحاظ سے خانڈانی منصوبہ بندی اور مانع حمل ادویات کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- خانڈانی منصوبہ بندی کے احکامات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ حقیقت کسی پر غفلتی نہیں کہ یہ تمام تر پروگرام رزق کی تسکین کے خوف سے ہو رہے ہیں جو خالق کائنات بل مجید کی صفتِ قاصد یعنی رزاقیت سے بغاوت کے مترادف ہے۔ اس لیے منصوبہ بندی کے بنیادی نظریہ (رزق کی تسکین کا خوف) کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر عمل کرنا شرعاً حرام ہے، تاہم کسی شرعی عقد کی بناء پر مانع حمل ادویات کا استعمال اور دیگر ذرائع اختیار کرنا مضر نہیں ہے۔

لما قال العلامة عالم بن العلاء الانصاری رحمہ اللہ : شرب الدواء لأجل إسقاط الحمل قبل ان يصير صومراً يجوز عند الفحص وده وإكف من هذا خبر أدنى - (الفتاویٰ المتنازعۃ فیہ ج ۳ ص ۲۱۱) کتاب النکاح، الفحص، الاستبراء والنفقة
انجکشن کے ذریعے دوا جانوروں کو حاملہ کرنے کا حکم | سوال :- انجکشن کے ذریعے دوا جانوروں کو حاملہ کرنے کا حکم کیا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- چونکہ حیوانات میں نسب کا لحاظ رکھنا شرعی لحاظ سے ضروری نہیں اس لیے کہاں جانوروں میں اس سے اور نتیجہ بھی حلت و حرمت میں ماں کا

لما قال العلامة ابن عابدین: تحت قوله (ويكره أن تعق) إسقاط الحمل وجاز أن تعق من كل مرضعة إذ ظهر بها الحمل وأنفق لبنها وليس لأبي الصبي ما يستأجر به الفخرو يخاف هلاك الولد فالجواب: إن تعالفاً استزال الدم مادام للحمل مضغطة أو طعنة ولم يخلق له عضو وقد روت تلك المسألة بمائة وعشرين يوماً - (رد المحتار ج ۳ ص ۳۹) کتاب النکاح، الفحص، الاستبراء والنفقة، فصل في البيع، ومثله في المطحون على الدر المختار ج ۳ ص ۳۹ کتاب النکاح، الفحص، الاستبراء والنفقة، فصل في البيع -

تاریخ ہے، بنا بریں جانور دن کو افزائشِ نسل کے لیے انکسٹن گھانا کوئی قبیح عمل نہیں۔

ما قال الامام زعمنا الشیخ احمد بن محمد الطحوی المصنوعی: والبول وجن اللجن والوحش یبیح الام لان الاصل فی الشیة الام حتی ان نزی الذنب علی الشاة یعنی بالولد۔ رغب بن عبدون البصائر شرح الاشیاء والنظائر ج ۱ ص ۱۷۷

سوال ۱: بوقتِ ضرورت کسی بیمار کی جان بچانے کے لیے بیمار کو خون دینے کا حکم

الجواب: بوقتِ ضرورت رعادہ یا شہید بیمار کی صورت میں، یا جان بچانے کے لیے انسانی خون سے استفادہ مرنے سے ہے۔

ما قال العلامة الشیخ محمد کامن بن مصطفیٰ طرطوسی النعمانی: قال فی التہذیب يجوز علیہ شرب البول والدم والمیئة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان شفاہہ فیہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ۔ (التحاوی، الکاملیہ ص ۷۶ کتاب الکراہیۃ)

سوال ۲: دفعِ ضرر و طلبِ منفعت کے لیے قرآنی آیات اور ادویہ مالتور سے تعویذ کر کے پینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: غیر شرعی الفاظ کے علاوہ آیاتِ قرآنی و ادویہ مالتور سے تعویذ کرنے یا کرانے میں کوئی شرعی قہاحت نہیں بلکہ یہ ایک مسنون طریقہ ہے اور پھر ناجائز ہے۔
ما قال الامام النعمانی ابو الفتح ناصر الدین طرطوسی: قال استیس وبعضہم یشوہون ان المعاذات ہی التائمہ ولین كذلك انما التمیمۃ الخورۃ ولا بأس بالمعادا

ما قال الامام ابو یوسف محمد بن عمر الزدی الجصاص بمثلہ: ویوولدت حمارة وحشیة من حمارہا علی اکل ولیدھا فان الولد تابعاً لک منہ دون امیہ۔
(الحکام النقران للبصاص ص ۷۷ سورۃ النحل)

ما قال الحندیۃ: يجوز علیہ شرب البول والدم واکل المیئة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان شفاہہ فیہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ۔

(التحاوی النندیۃ ص ۷۷ باب الثامن عشر فی التداوی والمعاذات)

ترجمہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۲ کتاب الکراہیۃ فصل فی البیع۔

ای کتب فیہا سفران ادا سماء اللہ تعالیٰ۔ (انقرب فی ترتیب مذہب ج۱ ص ۱۸۸)
 مردہ عورت کے پیٹ سے بچہ نکالنے کا حکم | سوال :- اگر کوئی عورت فوت
 کی تصدیق ہو جائے کہ عورت کے پیٹ میں بچہ ابھی زندہ ہے تو کیا اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ
 نکالنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- فقہاء کرام نے انتہائی مجبوری کے تحت مردہ عورت کے پیٹ کو چاک کر کے
 بچہ نکالنے کو مصلحت کہا ہے مگر اس شرط پر کہ بچہ پیٹ میں حرکت کر رہا ہو یعنی اس کا زندہ ہونا
 یقینی ہو، چو کہ موجودہ دور میں سائنسی ترقی کی وجہ سے مذکورہ بلاصورت میں انزاساؤنڈ کے
 ذریعے بچے کا زندہ ہونا معلوم کیا جاسکتا ہے لہذا جب انزاساؤنڈ کے ذریعے معلوم ہو جائے
 کہ بچہ واقعی زندہ ہے تو مردہ عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکالنا شرعاً مصلحت ہے۔

لا قال: بعدمة الحکوف، حامد عانت وولدھا یضطر شق بطنھا و یخرج
 ولدھا۔ رد المحتار علی صمد مراد المحتار ج ۲ ص ۲۳۸ پایا ہے: يجب فی ذلک انیت
 شوہر کو راضی کرنے کے لیے تعویذات کا سہارا لینا | سوال :- بیوی شوہر کو اپنی
 کسی تعویذ کا سہارا لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- الصلاح بین الزوجین کے لیے غلیات یا دیگر تعویذات کا سہارا لینا شرعاً

لے ملا اخرج ابو داؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی وکشفہ عن عمرو بن شعیب عن ابيه
 عن جدہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسمعهم من الفرج کما سمعوا کلام اللہ التامہ
 من غیبہ وشرعیاء وہم ہرأت الشیطین والی بعضہن وکان عبد اللہ بن عمر یعلن من
 عقل من بنیہ وکثر یقین کتبہ فاعفہ علیہ۔ (مسند ابی داؤد ج ۲ ص ۲۳۸) کیا کیف الہی
 و مشکلف فی رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۸ کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی بلبس۔

کے ذیل شیخ اشرف علی تھانوی ج ۱ ص ۱۸۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ نکالنے کا یہ وقت جائز
 ہے جب بچہ زندہ حرکت کر رہا ہو معلوم ہو ورنہ اگر بچہ ٹھیک مرکز تو پیٹ چاک کرنا جائز نہیں۔

رد داؤد مفتاوی ج ۲ ص ۲۳۸ کتاب الخطر والاباحۃ

غیر شرعی الفاظ سے تعویذات لکھنا | سوال: تعویذات میں غیر شرعی الفاظ مستند یا فرعون، یا پامان وغیرہ لکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: متعویذات میں قرآنی آیات و دعوے ماثورہ کے علاوہ غیر شرعی الفاظ مستند جن سے بھوت یا کسی بڑے کافر کا نام وغیرہ لکھنا شرعاً ناجائز ہے۔

المارۃ زعم مسنون، عجاج القشیری، عن عوذین، لا یستجعی قلنا
نوفی الجاہلیۃ فقتلنا یا رسول اللہ کیف تعویذ فی ذلک فقل اعرضوا عن قائلکم
لا یأسی بالرقی ما لکم فیہ عسرت۔ (راعیہ لم ۷ ص ۲۲۳) باب جواز خذ الامور
على الرقیۃ ۱۰۱

بیماری کا علاج کرنا سنت ہے | سوال: بیماری کا علاج کرنا شرعاً حکم رکھتا ہے؟
اور اگر کوئی بیمار علاج نہ کرنے پر ہلاک ہو جائے تو
کیا وہ گنہگار ہو گا یا نہیں؟

الجواب: علاج ایک ظاہری سبب ہے اور سنت عمل ہے تاہم اگر کوئی بیمار
پہلے علاج نہ کرنے کی وجہ سے مر جائے تو گنہگار نہیں ہو گا۔
لقد قال الامام الفقیہ والعلیہ السلام فی کتاب الطب والاعراض فی حقیقات
لریا کثر بخلاف الغایۃ اذ لہر یجوز حتی مات بارجوع یا کثر بہم۔
فتاویٰ نوادر منہ کتاب کراہیۃ ۱۰۱

لقد قال الامام الفقیہ والعلیہ السلام فی کتاب الطب والاعراض فی حقیقات
لریا کثر بخلاف الغایۃ اذ لہر یجوز حتی مات بارجوع یا کثر بہم۔
فتاویٰ نوادر منہ کتاب کراہیۃ ۱۰۱
لقد قال الامام الفقیہ والعلیہ السلام فی کتاب الطب والاعراض فی حقیقات
لریا کثر بخلاف الغایۃ اذ لہر یجوز حتی مات بارجوع یا کثر بہم۔
فتاویٰ نوادر منہ کتاب کراہیۃ ۱۰۱
لقد قال الامام الفقیہ والعلیہ السلام فی کتاب الطب والاعراض فی حقیقات
لریا کثر بخلاف الغایۃ اذ لہر یجوز حتی مات بارجوع یا کثر بہم۔
فتاویٰ نوادر منہ کتاب کراہیۃ ۱۰۱

خاندانی منصوبہ بندی کا شرعیہ مطہرہ کی روشنی میں جائزہ | سوال: بکرہ جانیجی مدظلہ العالی! مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی!

دنیا کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی، ماہرین اقتصادیات و عمرانیات کے پیش نظر ایک ہونک مسئلہ کی صورت میں جلوہ گر ہے، اگر اس مسئلے پر محض اقتصادوی یا عمرانی نقطہ نظر سے بحث کی جائے تو تحدید النسل ناگزیر منصوص ہوتی ہے تاہم ایک مسلم معاشرے میں کسی تحریک کے آغاز سے پیشتر اس کی شرعی حیثیت کا نہیں ضروری ہے۔

میں ایک تحقیقی ادارے سے وابستہ ہوں اور اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی کے موضوعات پر کام کر رہا ہوں میرے پیش نظر کوئی سیاسی مصلحت نہیں، ہر قسم کے دباؤ سے بے نیاز محض دین کی خدمت کے جذبے کے تحت میں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے، اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآؤ سکتے کے لیے مجھے ہر وقت علم کرام کی رہنمائی کی ضرورت ہے، اُمید ہے آپ اپنے قیمتی وقت میں سے چند لمحات نکال کر میری راہنمائی کے لیے مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالیں گے۔

الف۔ آپ کے خیال میں خاندانی منصوبہ بندی "بند" ہی نقطہ نظر سے جائز ہے یا نہیں؟

ب۔ احادیث رسولی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عزل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
ج۔ فقہاء کرام نے کن صورتوں میں ایک شادی شدہ جوڑے کو عزل پر عمل پیرا ہونے کی اجازت دی ہے؟

د۔ آیا تحریک کی صورت میں ضبط تولید کے مختلف طریقوں کی ہر گز اشاعت مستشرعی نقطہ نظر سے جائز ہے یا نہیں؟

ه۔ اگر نہیں تو اس سے کون سی خرابیوں کے پیدا ہونے کا احتمال ہے؟ نیز ان خرابیوں کے تدارک کے لیے آپ کی تجاویز؟

و۔ عزل کے علاوہ ضبط تولید کے دیگر جدید طریقوں پر عمل کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ آجناہ کا سولہ ماہ ملا، خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں ہماری رائے جو شرعی نعوض اور فقہاء اُمت کی آراء پر مبنی ہے، حسب ذیل ہے۔

دنیا کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے ہونک نتائج کی بنا پر تحدید النسل ناگزیر مجبوری

حاکمانہ طور سے ہو یا تحریک کے طور سے ہو مسلمانوں کے شایانِ شان نہیں ہے ایک موجد اور مسلم قوم کے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ املاک اور نیکی کے خطرہ کی بنا پر مشرقی عرب کی عرب (مصر) میں مبتلا ہو، نیز حسبِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم، ورفقا در شہرِ یمن کے جاہلۃ النبی، ہمدردی اور شفقت علی اهل حق میں کوئی شبہ نہیں ہے انہوں نے عرب سے ریگستان اور بے آب و گیاہ ملک میں تجمیدِ النسل کا حکم یا مشورہ نہ دیا، حالانکہ وہاں قحط کا خطرہ بلکہ اس کا تحقق ہونا ان کو محسوس تھا بلکہ بھائے محمدؐ کے کثیر نسل کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا: **مَنْ جَوَّالُودُ دَالِوُودَ نَافِیْ مَکَاثِلِکُمُ الْاِیْمَمِ**۔ تو ایک سلطانِ معاشرہ کے لیے یہ کب زبا ہو سکتا ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور غفارِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اتباع چھوڑ کر ہر معاملہ میں مغرب کی اندھی تقلید کرے اور تقلید بھی اسی درجہ کی کہ اگر آج ہی مغرب کی حرفت سے کثیر نسل کا ارشاد ہو جائے تو فوراً اسی کے صواب اور حق ہونے پر پھر ہوں گے۔

الغرض اس مسئلہ کا اس اعتمادی و عمرانی نقطہ نظر سے تحدیدِ نسل نہیں جو اللہ تعالیٰ کی شایانِ رزاقیت پر اعتماد اور توجہ کے خلاف ہے، بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین اور کائنات میں رزق و معاش کے جو بے انتہا اور بے حدود صواب خزانے ودیعت فرمائے ہیں خدا کی عطیہ کی ہوتی عقل و ادراک سے کام لے کر رزق بڑھائے اور زیادہ سے زیادہ پیداوار فراہم کرے جس کے ذرائع اور طریقے اختیار کیے جائیں، بخیر زمین کو قابلِ کاشت بنایا جائے، زمینداروں کی زرعی ترقی کے لیے جدید طریقوں سے رہنمائی کی جائے، زمین کی غیر ضروری پیداوار از قسم تمباکو، ایون و غیرہ کی تحدید یا ان کا خاتمہ کیا جائے جس پر انسان کی بنیادی ضروریات کا کوئی حذر نہیں۔

اسی تہدیدِ بحوث کے بعد بالترتیب آپ کے سوالوں کے جوابات مختصر اعرض کئے جاتے ہیں:-

الف۔ حاکمانہ اور مجری طور سے نیز ہمہ گیر اور اجتماعی تحریک کے طور سے ناجائز ہے۔ اور ہر جبر واکراہ انفرادی طور سے کسی شدید ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔

ب۔ جائز تو ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے لیکن یہ چوتھی اس وقت ہے جبکہ امرِ خدا سے پیشتر ہو جو مباحاتِ مفسدہ کا ذریعہ نہیں وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ناجائز ہیں اسی طرح

حرکات اور جماعت بھی اذروئے شرع مذموم نہ ہوں۔

ج۔ ضرورت مند اور معذور اشخاص کے لیے عزل جائز ہے اور اپنا مغرب کی تقلید کو وہ یا اقتصادی نقطہ منگاہ سے ناجائز ہے جیسا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور چھوٹ لے کر ایک تحریک کی شکل دے رہے ہیں ان کے نزدیک اس ایک معاشی مسئلہ کا حل ہونا ذہنی غلامی کا ثبوت ہے۔

د۔ ضرورت مند اور معذور کے لیے انفرادی طور پر بلا جبر و اکراہ جائز ہیں جبکہ مفاسد پر مشتمل نہ ہوں، لیکن مفاسد پر احتمال یقینی ہے اس لیے اسے تحریک کی شکل میں چلانا بہر حال ناجائز ہے۔

س۔ اللہ تعالیٰ کی صفت، رزاقیت اور صفت تقدیر سے خفلیت اور کثرت زنا کی لعنت اس کے اہم مفاسد ہیں جن کا تدارک اگرچہ زبانی طور سے تو ممکن ہے لیکن عملی طور سے ناممکن ہے۔

ص۔ صاحب عذر اور ضرورت مند کے لیے دوسرے طرق بھی انفرادی طور پر جائز ہیں البتہ جو طریقے مفاسد پر مشتمل ہوں جیسے نس بندی کی صورت یا مستقل طور پر نفرت تولید زدہ یا زوج کا قاتل کرانا جو از قبیل تغیر خلق اللہ بھی ہے اس کا ادراک نامائز ہے اس قسم کے مفاسد پر احتمال ضروری ہے، لہذا ہم اسی تحریک کے جواز کو قبول نہیں دے سکتے ہیں۔ اور جو لوگ نصوص کتاب و سنت اور فقہائے کرام کے اقوال و آراء کو کھینچ کر اپنی مطلب برآری کے لیے اس تحریک کا جواز و حوزہ چاہتے ہیں ان کی تحقیقات کا جو کردار اصل تاویل و تخریص ہے (کوئی اعتبار نہیں۔

جند ہیہ ستر کو ادویات میں استعمال کرنا | سوال :- جند ہیہ ستر کو ایک نیا ہیہ جانو
اور طبع ماہرین اسے ادویات میں بکثرت استعمال کرتے ہیں، اس کے متعلق شریعت کا حکم
ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام؟ چونکہ بعض اوقات اس کا استعمال تباہی و فساد کے لئے کیا جاتا ہے
یا گرجا میں جاتا ہے، حالانکہ اسلام و الفتاویٰ میں کھلے کہ جند ہیہ ستر پاک نہیں بلکہ ناپاک است
اگرچہ حرام ہے، شریعت مقدسہ کی روک ٹھانی میں اس دینار سے میں تفصیل درکار ہے ؟

الجواب :- درباری جانور میں پاک ہیں پھوٹے ہوں یا بوسہ، مذبح ہوں یا غیر مذبح
البتہ ان میں سے سوائے کھل کے کسی اور کا کھانا نہ بہت خفی میں درست نہیں مگر ادویات
میں تمام درباری حیوانات کا یا ان کے کسی بھی اجزاء کا قمار ہی استعمال درست ہے الا آنکہ
میدانک کا مارنا کراہت سے خلاف نہیں۔ لودرد النہ فیہ۔ ہاں اگر مارا ہوا ہو تو خاری استعمال
میں کوئی مخرج نہیں، یہ حکم صرف درباری میدانک کا ہے، جند ہیہ ستر کا فاضل استعمال کسی کے
نزدیک بھی درست نہیں، خفیہ کے نزدیک تو دو درجے درست نہیں، ایک تو اس کے لئے کہ
جند درباری جانور ہے، دوسرے اس لیے کہ یہ عقیدہ ہے جس کی حماقت حدیث میں موصوف ہے
اور دیگر ائمہ کے نزدیک صرف انہی دو درجے سے اور بوجہ پاک ہونے کے خارجاً درست ہے، عطر
میں ڈالنا جائز ہے۔ (اصلی طبعی جو ہر ص ۱۱۱) بحکم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

فی الہندیۃ: (واما حکمها) فطہارۃ المذبح وحل اکله من اما کول و
طہارۃ غیر اما کول لانما لا یجوز لابیۃ الاکل۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۷ ص ۱۱۱ کتاب
الذبايح، ابواب الاقل، لہ

لہ و فی الہندیۃ: حیوان فی الامل نوعان نوع یعیش فی البعر ونوع یعیش فی البکر واما الذی
یعیش فی البعر فجمع ما فی البعر من حیوان کما لا اختلاف خاصۃ فانیہ علی لہ۔ (م
(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۷ ص ۱۱۱ کتاب الذبايح، ابواب الثانی فی بیان ما یوکل علیہ من حیوان و ما لا یوکل)

باب اللباس

(لباس کے احکام و مسائل)

سوئے چاندی کی گھڑی پہننا | سوال :- سوئے چاندی یا لوہے اور تانبے کی
 بنی ہوئی گھڑی پہننا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
 الجواب :- گھڑی اگر ناص سوئے یا چاندی کی بنی ہوئی ہو تو مرد کے لیے
 اس کا استعمال کرنا جائز نہیں لیکن اگر اندر سے سونایا چاندی کی ہو تو مرد پر سے واجب و
 کی ہو تو مرد و زن کے لیے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ سوئے وغیرہ کا استعمال
 صرف انگلی میں ممنوع ہے۔

لما قال العلامة الحسکفی: (ولا یحلی للرجل الذہب وفضة مطلقاً... ولا
 یتختم الا بالفضة لحصول الاستغناء بها فی بعض مر (بغیر ہا کے بعد) وذهب وحبیب و
 صفر ودرصاص وغیرہا لما عرفوا ثابت کراہۃ لبسها بالتختم۔

والذہب والفضة من الذهب والفضة... فصل فی اللباس...
 عورتوں کے لیے سفید کپڑے پہننے کا حکم | سوال :- عورتوں کے لیے رنگین کپڑوں
 کے علاوہ سفید کپڑے زیب تن کرنا جائز
 ہے یا نہیں؟

الجواب :- شریعت اسلام میں عورتوں کے لیے کسی خاص رنگ کے کپڑے
 پہننے کا کوئی پابندی نہیں تاہم ان کے لیے ایسے لباس سے اجتناب ضروری ہے جس سے
 مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے۔

لما قال العلامة الحسکفی: (وکرہ لبس المحصر والمنصر ولاحصر صفو للرجال)

لما قال العلامة باللباسات النسویة: (ولا یحلی للرجل بالذهب والفضة الا بانتم... ولا
 یتختم بالذهب والحديد والفضة والذهب... (وکرہ لبس النساء... کتاب التیمم... لبس
 و... فی الجوهرة النبیة... کتاب التیمم... الا باحت۔

مفادہ: نہ لایکرہ لشدہ (ولا یاس) یسأئوالا لولن۔ (مفرد البزازی علی مفرد واختار ج ۲ ص ۳۷۲ کتاب
الخطوط والاباحۃ۔ فصل فی اللبس) سہ

سوال مردمانہ حال میں اکثر خواتین اپنا باریک
لباس زیبائی کرتی ہیں جس میں ان کے جملہ اعضاء
نمایاں نظر آتے ہیں اور بعض اوقات ان پر کسی غیر محرم کی نگاہ بھی پڑ جاتی ہے۔ (زر و تہ شمع
لیسے لباس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:- اسلام نے خواتین کو پردے کا حکم دیا ہے اور ایسے طبعوسات کے
استعمال سے منع فرمایا ہے جو بے حیائی کا موجب ہوں، لہذا خواتین کا ایسا لباس پہننا جس
میں جسم کے پوشیدہ اعضاء کی وضاحت ہوتی ہو حرام و ناجائز ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: اقول مفادہ ان قدیۃ الثوب بحیث یصف حجم
اعضی منوعۃ و یکتفی لا تری البشرۃ منہ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۷۲ کتاب
الخطوط والاباحۃ۔ فصل فی اللبس) سہ

سوال:- خالص تیل جو سونے یا زردی کا بنا
مردوں کے لیے تیل کے استعمال کا حکم
مردوں کے لیے تیل کے استعمال کا حکم
ہے یا نہیں؟

الجواب:- خالص تیل جو سونا یا زردی کا بنا جو اس سے بنی ہوئی اشیاء کا استعمال
کرتا مردوں کے لیے ناجائز ہے تاہم مرد جو تیل جو سونا یا زردی پر مشتمل نہ ہو کہ بنی ہوئی

قال ابن عابدین: اشد خطا و فی قولہ (والزعفران المصفر) یعنون الزعفران لیس فیہ مکروہ و اما الاصفر
من غیر الزعفران فلا کرہ فیہ ولا یاس بہا انوارہ ان منہ الابيض و انوارہ و لا یشر۔ (الخطوط
و حاشیۃ الدر المختار ج ۲ ص ۳۷۲ کتاب البکریۃ۔ فصل فی اللبس)

ثم رداه الامام محمد بن سماعيل البخاری: من اہم شئۃ قلت: یتخلف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال:۔۔۔۔۔ فوجب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ۔
(المصباح البخاری ج ۱ ص ۲۷۲ باب الخلع والعظمتۃ یا البیہل)

و مشئلۃ فی تبیین لغتائق ج ۲ ص ۶۷ کتاب اکراہیۃ۔ فصل فی اللبس۔

اشیاء کا استعمال مردوں کے لیے درست ہے۔

لما قال العلامة ان عابدین، یکن: ان یلبس الذکور قفنسوة من الحریر
وذهب او الفضة او کوباس۔ (رد المحتار ج ۶ ص ۳۴۵ کتاب المظنر والذباحة
فصل فی اللبس) لہ

دانت جوڑنے کے لیے سونا، چاندی استعمال کرنا | سوال: اس لئے ہوئے دست کو
استعمال ہوتا ہے تو کیا اسی طرح سونا، چاندی کا استعمال مردوں کیلئے جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: اس لئے ہوئے دانت کو جوڑنے کے لیے سونے کا استعمال ناجائز ہے
امدلیے کو سونا مردوں کے لیے حرام ہے، تاہم ہر طرف چاندی کا عمل چڑھانے میں کوئی
قیادت نہیں ہے۔

لما قال الامام محمد بن محمد بن حسن مشیبا فی: ولا یستدل لانت بالذهب
والتشیر بالفضة۔ (اجامع الصغیر ص ۳۱۵ کتاب النکاحیة) لہ

لوہے کی انگوٹھی پہننے کا حکم | سوال: مرد و زن کو لوہے وغیرہ کی انگوٹھی پہننا جائز ہے
یا نہیں؟ نیز سونے، چاندی کی انگوٹھی کا شرعاً کیا حکم ہے؟
الجواب: لوہے کی انگوٹھی مرد و زن کو پہننا مکروہ ہے اور سونے کی انگوٹھی معروف
مردوں کیلئے پہننا حرام ہے جبکہ چاندی کی انگوٹھی بقدر عار و زور جائز ہے اور عورتوں کے لیے حلال جائز
ہے تاہم شائع ایسے علاوہ مردوں کو انگوٹھی پہننا مستحسن نہیں۔

لما قال الامام عبد القہر بن محمود اموصی: و یجوز لشیء الفسی بالذهب والفضة

لہ فی سہندیة، یسواء ان یلبس الذکور قفنسوة من الحریر والذهب والفضة
والکوباس۔ (فتاویٰ سہندیہ ج ۵ ص ۳۲۲ باب التاسع فی اللبس) لہ
و مشکئۃ فی فتاویٰ السراجیة ص ۵۵ کتاب المراهیة۔

لہ قال النعمان طاہر بن عبد الرشید البغری: و یشترک الانسان بالفضة ولا یشتدھا
بالذهب۔ (خلاصة الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۸۷ کتاب کرمیة: الفصل التاسع فی اللبس)
و مشکئۃ فی الفتاویٰ الکامنیة ص ۲۱۱ کتاب المراهیة۔

ولا يجوز للرجل الا الخاتم من النفقة (وقال في شرح كتابه) ثم القسم من
يحتاج اليه كالسلطان والخاصي ومن في معناها ومن لا حاجة له اليه فتوكل افضل و
يكو القسم بالحديد والصفير والرجال وانما دلالة حلية السيف اهل النار وقد نفى عنه
الا حجب رلتصيل المختار ^{۲۲۳} كتاب الكراهية فصل في البس

عورت کیسے پازیب پہننے کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب! آجکل بڑے بگڑاؤں
کی غرائیں میں پازیب پہننے کا رواج ہے عورت
جب پازیب پہن کر راستے میں جلتی ہے تو اس کی چمن چیم کی آواز کانوں میں بڑتی ہے جس
کی وجہ سے آواز قسم کے ٹوکنے ایسی عورتوں پر آواز دے کہنے لگتے ہیں تو کہ فساد کا ذریعہ بن
کیا شرعاً عورت کے لیے پازیب کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اسلام نے عورت کو حجاب (پردہ) کا حکم دیا ہے اور اسے اس عمل سے
منع کیا ہے جو بے حیائی کا باعث بنے ہو۔ اگر عورت کے پازیب پہننے میں ایک قسم کی بے حیائی
ہے اور اس کی وجہ سے بعض اوقات بڑے بڑے فتنے و فساد پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسرا
یہ کہ پازیب حجاب شرع کے بھی منافی ہے اس لیے اس کا استعمال ہر چھوٹی بڑی خاتون
کے لیے ناجائز و حرام ہے ۔

لما قال الله تعالى: وَلَا يَضُرُّكُمْ بِأَنَّكُمْ لَجُوعٌ أَوْ فُجُوعٌ أَوْ أَمْرٌ مِّنْ ذَٰلِكَ ۚ إِنَّكُمْ أَعْيُنُكُمْ مِّنْ أَعْيُنِنَا ۚ

(سورة النور آیت ۲۴) (۱)

خلاف اکاہم ابو لیکوت ابو حیدر اللہ بن احمد النسخی: ولا یضرب الرجل بالذهب
والنفقة الا بالنفقة حلیة السیف من النفقة والا فیسر السلطان والخاصی ترتب القسم بالحجر
والحیدر والصفیر (کنز الدقائق ۲۲۳، ۲۲۴ کتاب الکراهیة)

* **وَمُتْلُکُ فِی النَّفَقَةِ** ینہدیة ج ۲۵ باب العاشر فی استعمال الذهب والنفقة ۔
من منہ مکاتبة عبد الرحمن بن حبان الانصاری: کانت عند عائشة إذ دخلت علیها
بجارية وعلیها جلابیل یصون فقال لا تدخلی علیا الا ان تقطن جلابیلها
سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول لا تدخل لک بیتا فیہ جریه وناورک
(مشکوٰۃ ج ۲، مشکوٰۃ کتاب البی، باب تعال)

وَمُتْلُکُ فِی مَنَادِ افستادی ج ۲۷ مشکوٰۃ کتاب القطن والباحة ۔

بدن پر ظال یا نام کموانا جائز نہیں | یا نام کمودوانے کا شریعت میں کیا حکم ہے ؟

الجواب : بدن پر نام گدوانا یا پیشانی پر قالین بنانا تخلیق ضلوعندی میں تغیر کے مترادف ہے جو کہ ناجائز عمل ہے کہ ایسے بدن پر ناکھڑولنے، خانی بنانا حرام ہے جس کے اُسر ایک دفعہ نام لکھا گیا ہو تو اس کو مٹانے کے لیے چمڑا کا ٹکڑا بھی ضروری نہیں اور اس سے وضو اور غسل پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے ۔

نارذہ کلاما محمد بن اسماعیل البخاری : عن عون بن ابی جحيفة عن ابيه
عن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن فخن انداك ونحو الكلب وتقبيل ابعى ونعن
ادخل الثوب ومولاة والواشمة والمستوشة وحسوة .

(تصحيح البخاری ج ۲ ص ۲۷۳ باب من نعن لمصوور له

بالون كوسية خضاب لسان | اسوال : سفید بالوں کو سیاہ خضاب لگانا شرعاً
جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب : سفید بالوں خصوصاً داڑھی کو سیاہ خضاب لگانے کے متعلق فقہاء کرام
کی عام روایات سے ممانعت کا رجحان غالب معلوم ہوتا ہے ، جبکہ صوفیائے نزدیک
حرام ہے اس لیے کہ سے اجتناب ضروری ہے تاہم دشمن پر برعصب ڈالنے کے
فاحر مجاہدین کے لیے رخصت مبرجوج ہے ۔

قال العلامة علی بن سلطان محمد قادری : ذهب اکثر علماء المالکة والخضاب بالسواد وجوز النورانی
انها كرهة تحریر یونان من علماء دین رخص فی فی الجهاد ولا یمنع فی غیره ۔ (مروفاة النفاہ ج ۲ ص ۲۷۳)
لعدو لا مالک باللعین مسلم من الحجاج القشیری : عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الوصلة
ولستوصلة والواشمة والمستوشمة ۔ (التصحيح لاسلام ج ۲ ص ۲۷۳ باب من فعل الوصلة لغيره)
وَبُشَّتْ فِي سَنَةِ النَّسَاءِ ج ۲ ص ۲۷۳ . وصل الشعر بالخرق .

لے قال العلامة ابن عابدین : رقی له دیکوہ بالسواد یا تغیر العویا نال فی زخیرة
أما الخضاة يسود للغزو وليكون ابيض في عين بعد وهو محمود بالانفاق ۔

(روا مختار ج ۲ ص ۲۷۳ کتاب المخطوطات باحة . فصلى في البيع)

وَبُشَّتْ فِي فَتَاوَى لَهْدِيَّة ج ۲ ص ۲۵۹ الباب اربع عشرة في عثمان والخصاء ۔

بچوں کے کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالنا اسوال :- بعض عقول میں یہ رواج ہے کہ
کی بالیاں بچائی باقی ہیں تو کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے ؟

الجواب :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لیے سونے اور زینہ کا استعمال
منوع و حرام قرار دیا ہے البتہ عورتوں کے لیے یہ جائز ہے۔ اس لیے سونے کا استعمال بھی
بالغ مردوں کے لیے منوع و حرام ہے اسی طرح نابالغ بچوں (لڑکوں) کے کانوں میں سونے کی
بالیاں ڈالنا بھی منوع و حرام ہے اور اس کا وبال والدین یا مربی پر مستحکم کے ذمہ ہوگا۔
لہذا ورد فی الحدیث : عن ابی موسیٰ الاشجری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اسئل الذہب والحریر ملاث من ائمتی احرم علی ذکورہا۔

(ردالمحتکرۃ عن الترمذی ج ۲ ص ۲۷۵ کتاب الباحی للفصل الثانی)۔
پگڑی کے شلے کی مقدار کا تعین اسوال :- شریعت مطہرہ میں پگڑی کے شلے کی مقدار
کیلئے اور کہاں چھوڑنا چاہیئے ؟ یعنی آگے یا طرف
ہو یا پیچھے کی طرف ؟

الجواب :- عام پگڑی باندھنا سنت نبوی ہے ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
عام مبارک کا شملہ اکثر پیچھے کی طرف دونوں کندھوں کے درمیان ہوتا تھا ، اور شملہ
کی مقدار میں فقہاء کرام کی آراء مختلف ہیں ، بعض کی رائے ایک شبر ہے اور بعض کی
رائے نصف النظم ہے ، اور بعض نے موضع الجلو تک رکھنے کا قول فرمایا ہے۔

کما فی الہندیۃ : ذنب لبس السواد وارسال ذنب الصباۃ بین کتفین الی
الی وسط القطن عند الکفین ، واختلفوا فی مقدار ما یبقی ذنب العمامۃ منہم

لے قال العلامة علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود : کما فی رحمۃ اللہ ، ومنہا الذہب
لان المتقی صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الذہب والحریر فی الاحرم علی الذکور۔
(میں البیع الصنائع ج ۵ ص ۲۲۱ کتاب الاستحسان)

لما قال العلامة التمر تاشی ، وکیف الیاس القصبی ذہبا وحریرا فان ما حرم
یسہ وشریہ حرم اباسہ وشرابیہ ، تنویر البصار علی رد المحتار ج ۶ ص ۲۷۱ کتاب اکرامیہ

من قد شربوا منهم من قبل في وسط الظهور ومنهم من قبل في موضع الجلوس۔
والنظار في الهندية ج ۵ ص ۵۵ الباب ۱۱ مع في المجلس ۱۱

مسلمانوں کے لیے ٹائی باندھنا جائز نہیں | تعلیمی اداروں، سرکاری دفاتر یا عام

مواضع میں ٹائی کا استعمال بڑے شوق سے کرتے ہیں تو کیا ایک مسلمان کے لیے
ٹائی باندھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ٹائی کا استعمال مسلمان کے قطعاً مشایاں شان نہیں، علماء کرام
فرماتے ہیں کہ ٹائی صلیب کی نشانی ہے اور صلیب چونکہ نصاریٰ کا مذہبی شعاع ہے لہذا
مسلمان کے لیے اس کا استعمال کتنا ہی مشابہت کے نزاع ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے مسلمان قوم کے لیے غیر مسلموں سے مشابہت کو ممنوع قرار دیا ہے اور چونکہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد و گروہی ہے کہ قیامت کے دن آدمی جس قوم کے ساتھ اٹھے گا دنیا
میں جس کی مشابہت اختیار کی ہوگی، لہذا ٹائی کا استعمال جائز نہیں۔

حاشا قال اللہ تبارک و تعالیٰ: وَلَا تَمْرُكُوا رَافِيَ الدِّينِ فَكَلِمَاتُكُمْ تَكُونُ
نَارًا۔ سورة ہود آیت ۱۷۵

دانتوں کے ارد گرد چاندی کا غول لگانا | اس سوال پر بعض لوگ بچے دانتوں کو
مضبوط اور خوبصورت بنانے کے لیے

۱۔ ساقی علامہ اجت نواز دہلویؒ: ویستحب رسال ذنب العمامۃ
بین کتفیه الی وسط الظہر وقیل الی موضع الجلوس وقیل مقداد شہید
(الترغیہ علی ہامش) الہندیہ ج ۶ ص ۲۶۹ کتاب النکاحیۃ الباب ۱۱ مع فی المجلس ۱۱

۲۔ مفتی رفیع الرحمن رحیم ص ۳۵۵ کتاب النکاحیۃ، فصل فی المجلس ۱۱
۳۔ دار حدیث الحدیث: عن ابن عمر قال قال نسی بن حلیہ صلی اللہ علیہ وسلم من
کشفہ بقومہ فہو منہم۔ (بوہادود ج ۶ ص ۶۷ کتاب اللباس)
۴۔ رافضی عن عائشہؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافأ یخړک فی
بیتہ شیئاً فیہ تصلیب الاقصیۃ (بوہادود ج ۶ ص ۲۶۹ باب الاصل فی الثوب)

ان کے دُرُوسوں نے چاندی کا غول لکھتے ہیں اور وہ غول اس طریقہ پر لکھا جا چکا ہے کہ اسے دوبارہ دور نہیں کیا جا سکتا، تو کیا اس طرح چاندی کا استعمال جائز ہے یا نہیں ؟
 الجواب : اسلام میں مردوں کے لیے سونے کا استعمال خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو ممنوع قرار دیا ہے، اور جہاں تک چاندی کا تعلق ہے تو شریعت نے مردوں کے لیے اس کا استعمال جائز قرار دیا ہے، لہذا دانستوں کی مغیبتوں کے لیے چاندی، مسکے، شرابا جائز ہے۔

ما قال العلامة ابن کثیر بکامافی : ما شد من المتحرک بالذہب کالجو...
 ولو شد ہا یا لفضة یجوز بالاجماع۔ (بداایع البیان فی وجوب التمسک بالاعتقاد) ۱۰
 دارھی پر ہندی لگانا : سوال :- بعض لوگ مسند درمی پر ہندک لگاتے ہیں تو کیا دارھی پر ہندی لگانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب : دریا درمی کے سفیر بالوں پر ہندی یا سرخ خضاب لگانا ٹھیک نہیں ہے بلکہ تمباغہ کے اسے مستحسن قرار دیا ہے۔

ما فی الہندیۃ : عن الامام ان الخضاب حسن لکن فی عشاء و لکنہ و الوسمۃ وادابہ الخیۃ و شعر الرأس۔ (الف وای الہندیۃ ج ۵ ص ۲۵۵) ابواب التامع عشر
 فی الختات و الخضاب ۱۰

شکواریا یا بجاہم ٹخنوں سے نیچے رکھنا : سوال :- بعض لوگ شکواریا یا بجاہم ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے عادی ہوتے ہیں البتہ

ما قال العلامة ابن نجیم : ولا یشد الانسان بالذہب ووجع عن انفسه لا یضد نظام الذہب و یخذلہا من الغضہ۔ (ابحار فرائق ج ۳ ص ۱۸۱ کتاب الکفریۃ)
 و یخلف فی الفتاوی الہندیۃ ج ۵ ص ۲۵۵ الباب التاسع فی اللبس ۱۰

ما قال العلامة قاضی خان : والخضاب ب عشاء و الوسمۃ محسب۔
 (فتاوی قاضی خان معنی ہامش الہندیۃ ج ۳ ص ۱۸۱ کتاب الکفریۃ)

و یکنی ورد فی الحدیث : عن عبد اللہ بن مسعود قال دخلت علی ام سلمہ فاناخرج الیہا شعر ارمی شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمضوا۔ (التعجیم لہندی ج ۳ ص ۱۸۱ باب الذہب و الخشب)

نارنگے دوران دہراٹھا جیسے جیس، تو کیا شولریا یا بھار کا اسٹاٹا صرف نماز تک خاص ہے یا ہر وقت ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے؟

الجواب ۱۔ تاجر جو لنگہ باری تعالیٰ کا نام ہے فقہاء ہندوں کے لیے شکرانہ جان ملی اور بس اس کا استعمال مناسب نہیں، شلواری یا بھار یا چادر وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا عام طور پر تہجد اور غزور کی نشانی ہوتی ہے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، شلواری اور بھار کو وغیرہ جس طرح نماز میں ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام اور ممنوع ہے ویسا ہی نماز کے باہر بھی حرام اور ممنوع ہے۔

ما رو فی الحدیث: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أسفل من الکعبین من الذل: فی التلذذ۔ مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۹۵۰ کتاب اللباس
ریشمی لنگی استعمال کرنے کا حکم | **سوال:** بعض علاقوں میں ریشمی لنگیاں زیادہ پکڑی، استعمال کرتے شرعاً جائز سے یا نہیں؟

الجواب: یہ تو نئی شریعت نہیں، اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور سونا اپنی امت کے مردوں پر حرام فرمایا ہے، اس لیے ریشم کا استعمال خواہ کپڑوں کی شکل میں ہو یا ننگی کی شکل میں ہرگز درست نہیں ہے۔

ما رو فی الحدیث: عن ابی موسیٰ الأشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یحل لہذا لہذا لہذا لہذا من اقمی وخرج علی ذلک ہذا مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۹۵۰ کتاب اللباس، الفصل الثانی، لہذا

۱۔ لکنی لہندیۃ، یعنی: ان یكون الذل والنقص الکعبین الی تصدق الباقی وهذا فی حق الرجال وامر النساء فیہما خین: ازوہن، أسفل من کعب یتوضعون فیہما۔
 ۲۔ الفتاویٰ لہندیۃ ص ۵۲ مشکوٰۃ الباب شامع فی اللباس

وَمَشْنُونُهُ فِي الْمَجْلَمِ الْخِثَارِي ج ۲ ص ۹۵۰ کتاب اللباس، باب من جازوا من غیر عیاء۔
 ۳۔ قال ابن نجیم انعمی: حرم علیہما الذل والنقص البس الخیر بوالاقتدار ذلہما صلیع۔
 ۴۔ البحر الرائق ج ۲ ص ۹۵۰ کتاب اللباس، فصل فی اللباس۔
 ۵۔ مشکوٰۃ فی تنزیہ الاہتمام عن حدیث رد المحتار ج ۲ ص ۹۵۰ کتاب اللباس، فصل فی اللباس۔

سوئے چاندی کے برتن استعمال کرنا | سوال :- اے جمل بعض لوگ کھانے پینے کے لیے ایسے برتن استعمال کرتے ہیں جو کہ

چاندی یا سونے کے بنے ہوئے ہیں، کیا اندوئے شریعت ایک مسلمان کے لیے ایسے برتنوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعینات سادگی اور سبے تکلفی کا منہ پر ہیں، سوئے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا تکلف اور تکبر کا ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے لہذا ایسے برتنوں کا استعمال جائز نہیں۔

من حلیۃ کل لہا تا لقیۃ صلی اللہ علیہ وسلم ان تشریب فی انیۃ الذہب والقضۃ وان ناکل فیہا وعن لیس الحدید والدیباۃ وان تجس علیہ۔
 {المصباح البغادی ج ۲ ص ۲۸ کتاب اللباس}
 {باب من لبس الحدید علی لیس}

عورتوں کے لیے لوسے کی انگوٹھی کا استعمال جائز نہیں | سوال :- بعض عورتیں

زیورات کے علاوہ لوسے یا دیگر وحالتوں کے زیورات مثل انگوٹھی وغیرہ بھی استعمال کرتی ہیں، کیا عورتوں کے لیے لوسے وغیرہ کی انگوٹھی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- اسلام میں عورتیں کے لیے سوئے چاندی کے زیورات کا استعمال اگرچہ مشروع ہے لیکن اس کے علاوہ لوسے، پتیل وغیرہ وحالتوں کی انگوٹھی اور دیگر زیورات کا استعمال کرنا جائز نہیں؟

قال العلامة القسناشی: ولا یستحب بغير ہا الجوز ذہب و سدیہ و صند و درہا جن و زجاج و غیرہا لما س۔ (مزار البیاد علی مدرا الحق ج ۱ ص ۱۸۵ کتاب النکاحیۃ فصل فی اللبس) لے لے علامۃ ج ۱ ص ۱۸۵ ذکر الاکل والشرب والادھا والتعطیۃ باب ذہب فضۃ لؤلؤ و لؤلؤہ و الدھن و الزئبق ج ۱ ص ۱۸۵ کتاب النکاحیۃ)۔ ومثله فی بدائع صناعیہ ج ۱ ص ۱۸۵ کتاب النکاحیۃ۔
 لے لے فی الہندیۃ: وان ختم بالحدید و النحاس و سدر و لؤلؤہ و الدھن و الزئبق۔
 لا تلبس فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۵ کتاب النکاحیۃ فصل فی اللبس۔ ومثله فی البدائع ج ۱ ص ۱۸۵ کتاب النکاحیۃ۔ فصل فی اللبس۔

پٹروں میں سونے کے ٹن استعمال کرنا | سوال :- کپڑوں میں اگر عام ٹن کی بجائے
سونے کے ٹن استعمال کیے جائیں تو کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- مسئلہ میں مردوں کے لیے سونے اور ریشم کا استعمال منوع قرار دیا گیا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مردوں پر ان دونوں پر حرام اور سونے کا استعمال حرام قرار دیا ہے، لیکن فقہاء کرام نے تعریج کہ ہے کہ مرد اگر حریر یعنی ریشم یا سونے کے ٹن کپڑوں میں استعمال کرے تو اگرچہ یہ اس طرف بہتہ لیکن حرام نہیں ہے۔

قال: العلامة المصنف: وفي أمانات راجية عن السيد الكبيجاني: بالمرام
الدينج والذهب - راجعاً في ما يشهد بالاعتقاد ۵۳ ۵۴ کتاب عطر ولبان: فصل في اللبس ۱۷

مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی استعمال کرنا | سوال :- بعض عاتقوں میں مردوں کے ہاتھ
کی انگوٹھی استعمال کرتے ہیں خصوصاً شادی کے موقع مسرل والوں کی طرف سے لاکے کو بطور تحفہ سونے کی انگوٹھی دی جاتی ہے
تو کیا مردوں کے لیے ایسی انگوٹھی کا استعمال مشروع ہے یا نہیں؟

الجواب :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور ریشم کو اپنی امت کے مردوں پر حرام قرار دیا ہے، سونا فواء انگوٹھی کی شکل میں ہر یا دیگر زیورات کی شکل میں جو مردوں کے لیے حرام ہے لہذا اس میں مردوں کے لیے سونے کے استعمال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ما ذال في الهندية: التتم بالذهب حرام في العميرة كذا في الوجيز نكوري.

ولفتاوى الهندية ج ۳ ۳۳۵ کتاب: ما مشرق استعمال الذهب ونقصه ۱۷

لے قال العلامة: حرمان الدين المرغين في رحمہ اللہ، ولا بأس بمساقا الذهب بعض
في حجر الغصن اذ في شبه لانه في مايج كالعلم في الشوب فتدعيه كالمسا لہ۔

(السمدة اية ۴۴ ۳۳۵ کتاب انکراہية: فصل في اللبس)

۲ قال العلامة في غیج: التتم بالذهب حرام. ولعمري في ج ۳ کتاب انکراہية: فصل في اللبس:

وعملة في انبارية على هامش الا ہندیة ج ۳ ۳۳۵ کتاب انکراہية: فصل في اللبس۔

چاندی کی انگوٹھی کا استعمال مناسب نہیں | سوال :- بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ چاندی کی انگوٹھی کی اجازت صرف قاضی یا حاکم ہے، شخص کے لیے اس کی اجازت نہیں، کیا واقعی چاندی کی انگوٹھی صرف حاکم اور قاضی کے لیے مشروع ہے یا شخص اس کا استعمال کر سکتا ہے ؟

الجواب :- حاکم اور قاضی کو چونکہ دست و پیرزنت وغیرہ پہن رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور پہلے زمانے میں یہ ہیری انگوٹھی میں ہوا کرتی تھیں اسلئے وہ ایسی انگوٹھی استعمال کر سکتے تھے لیکن فقہاء نے فرمایا ہے کہ قاضی اور حاکم کے علاوہ دوسرے لوگ بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت استعمال نہ کیا جائے اور استعمال کی صورت میں نیت اور نیک نیت بھی اجرا کیا جائے۔

قال العلامة ابن عابدین : وان تعلموا بفضلة دنانير تصد به يسيرة وان قصد به المنعم ونحوه كما يكره . (رد المحتار ج ۲ ص ۳۵۹ کتاب النکاحية فصل في البس)

سبیل اور لوہا وغیرہ کے زیورات کا استعمال کرنا | سوال :- کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ چاندی کے علاوہ سبیل، لوہا اور چمچ وغیرہ کے زیورات استعمال کرتے ہیں، کیا اس قسم کے زیورات کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ایسے زیوراتوں کے لیے سونے اور چاندی کے ہر قسم کے زیورات استعمال کرنا جائز ہے جبکہ مردوں کے لیے صرف چاندی کا استعمال مشروع قرار دیا گیا ہے اور سونا چاندی کے علاوہ دیگر مٹالوں کے زیورات کا استعمال مکروہ ہے لہذا ایسے زیورات استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔

قلت في الهندية : والتعتم بالحديد والنصر والنجاس مكره للرجال والنساء اقسام .

رافعا في الهندية ج ۲ ص ۳۴۵ الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة (۲) لعلنا في الهندية : يجوز التعتم بالفضة اذا كان على هيئة الرجال اما اذا كان على هيئة النساء يكره ويكره للرجل ما سوى الفضة .

رافعا في الهندية ج ۲ ص ۳۴۵ الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة (۲) ومثله في نواذية على هامش الهندية ج ۲ ص ۳۴۵ کتاب النکاحية فصل في البس .

لعلنا قبل نعلمنا الترتاشی : ولا تعتم بغير الذهب والحديد وصغيرهما ولا جرجاج وغيرهما مما مر . (توضیح کا بصرہ علی صمد السداد ج ۲ ص ۳۴۵ کتاب النکاحية فصل في البس) ومثله في البعير لرائی ج ۲ ص ۳۴۵ کتاب النکاحية . فصل في البس .

عورتوں کا مردوں سے بالی بنانا | سوال :- آجکل بعض خواتین مردوں جیسے بنی عورتوں کے لیے ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب :- اس مسئلے میں مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ مشابہت سے منع کیا ہے اور ایسا کرنے والوں کو لعنت کا مستحق قرار دیا ہے، اس لیے خواتین کا ایسی ہیئت بنانا جس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہو ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح خواتین کا ایسے بالی بنانا بھی حرام اور موجب لعنت ہے جس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہو۔
 ماوردی الحدیث : عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔

امسکوة المصابیح من کتاب النکاح، باب الزوجین، ۱۰۷

سوال :- آجکل بڑے بڑے ناخن رکھنے کا رواج ہے، خصوصاً خواتین فیشن کے طور پر بڑے بڑے لیے ناخن رکھتی ہیں، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- نہ نصبت مفرد سنے ناخن و طیرہ کٹوانے کو امور فطرت میں شمار کیا ہے اور اس کے لیے وہ بھی مقبرہ کہیے ہیں یعنی جنت میں ایک بار ملوانا مستحب اور چرہ و بدن کے بعد جائز جبکہ چالیس دن سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے جس کی وجہ سے انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لیے خواتین اور مردوں کے لیے فیشن کے طور پر لمبے ناخن رکھنا مکروہ ہے۔

ذوالاھمامۃ الآخر ناشی : حمد اللہ : ویستحب قلم اضافہ فیہ الملعونہ وکونہ بعد الصلوۃ افضل الا اذا اخر وہ لیس ناخین فلعنہما فیکولان من

لموردی البخاری : عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال

صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۹ کتاب النکاح، باب المتشبهات من النساء بالرجال

ووثقنا فی سنن ابن کؤد ج ۲ ص ۲ کتاب النکاح، باب فی لباس النساء

كان نظره طويلاً كان رزقه ضيقاً الخ - رتنوران بمار مع شرحه لذكر المختصر
ج ۵ ص ۲۸۴ کتاب الخطر والاباحة فصل في النظر والمنع

غير ضروری بالوں کی صفائی کے بال صفا پاؤں اور استعمال کرنا سوال کیا مرد کے لیے غیر ضروری بال اُسترے سے صاف کرنا ضروری ہے یا بال صفا پاؤں بھی استعمال کیا جاسکتے ہیں؟

الجواب :- مردوں کے لیے غیر ضروری بال اُسترے سے صاف کرنا لازمی ہے اور یہی سنوں طریقہ ہے، اس مقصد کے لیے ایسے کیمیکل یا ڈر استعمال کرنا جن سے بال صاف ہو جائیں، اگرچہ مرضی ہے مگر کراہت سے محال نہیں، تاہم خواہش کو استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

قال العلامة عبدالحی المنہج: هل يجوز قطع شعر العانة بالمقواض؟ لا بأس به
هو خلاف السنة. قال اللاعني القاري في المرقاة: قال ابن الخلف: لو ازال شعره بغير الخلق
لا يكون على وجه السنة وفيه ان ازالته قد يكون بالنبوة وقد ثبت انه عليه نصوة
والسلام، سنة حل الفتوة على ما ذكره السيوطي في رسالته نعم لو ازالها بالمقرفة
لا يكون آتياً للسنة على وجه الكمال. والله اعلم
ونفع المقتضى والسائل ص ۳۱۳ کتاب الخطر والاباحة ما يتعلق بالنبوة والفتوة الخ

۱۔ وفي الفتوى: لا يفضل ان يقلم اظفار وجهه وشاربه ويعتق عانته ويظلم يده بالاعتسال في كل سبع مرة قاله بفعل فاعل كل خمسة عشر يوماً ولا يجوز في تركه واداءه الا ربعين لا سبع
هو الافضل الخ - الفتاوى الهندية ج ۳ ص ۳۵۴ کتاب الکراہیۃ باب ما لا بأس به من عشر فستون من الخصال
کثیرة في فتاوى قاضي خان على هامش الفتوى ج ۳ ص ۳۵۴ کتاب الخطر والاباحة فصل في الخصال
کثیرة الا فضل ان يقلم اظفاره ويغشى شاربه ويعتق عانته... وبعد اسطر قال
ويبتدئ في حلق العانة من تحت المسرة ولوح الخ يا منور في العانة به جوف
الفتاوى الهندية ج ۳ ص ۳۵۴ کتاب الکراہیۃ باب ما لا بأس به من عشر فستون من الخصال
وَمَنْ شَاءَ فِي الدُّمَامِ وَرَدَ الْمُخْتَارُ ج ۵ ص ۲۸۴ کتاب الخطر والاباحة فصل في البيع

داڑھی کو اپنی حالت میں چھوڑ دیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے: عن ابن عمر بن رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اغفوا للرجل وأحفظوا الشواذب (ترمذی: ۲۰۸۸)
 یعنی داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹو اور۔۔۔ اس کے علاوہ ابن عمر کا دوسری روایت
 یہ بھی ہے۔ عن ابن عمر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: امر بأحفاء الشواذب
 وأغفوا للرجل۔ امام ترمذی نے دونوں روایات کو حسن اور صحیح کہا ہے اور ان کے
 رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ احادیث داڑھی کی مقدار کے بارے میں مطلق ہیں: اور مطلق
 بقدر ابطاف کے کا حکم دیا گیا ہے جس سے داڑھی بھی کٹنے کا مسنون اور ناموسوبہ ہوتا
 مطلق ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں امام ترمذی نے ایک دوسری روایت بھی نقل کی ہے: ان
 النبي صلی اللہ علیہ وسلم يأخذ من لحيتيه من حيث يشاء ويصلها إلى إحداهما (ابن ماجہ)
 جس سے ظہور ہوتا ہے نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی کو طول و عرض سے کٹواتے تھے۔
 اسی روایت کو امام ترمذی نے حدیث غریب کہا کہ اس کا سند سبب جرح بھی کہ ہے۔ اس
 کے علاوہ خود ابن عمر اور ابوہریرہ کے بارے میں بھی منقول ہے کہ وہ منہ سے زیادہ کٹواتے
 تھے۔ (راوی: احمد، نسائی، ابن ابی شیبہ)

بہر حال، ان تمام روایات و اقوال کو سامنے رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی داڑھی کو کٹو نا بھی
 چاہے تو منہ سے زیادہ کٹواتا سکتا ہے اور منہ سے کٹنا بالائتفاق حرام ہے۔ اور اگر کوئی
 حضرت ابن عمر کی مذکورہ بالا روایات پر عمل کرنا پسند کرے تو منہ سے بڑھا بھی سکتا ہے دونوں
 صورتیں سنت کے خلاف نہیں ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعار شریف مشکوٰۃ میں منہ سے زیادہ بالی کٹوانے کے
 بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص داڑھی کو منہ سے زیادہ کاٹ دے تو جائز ہے کیونکہ حضرت
 ابن عمر سے ایسا کرنا ثابت ہے۔

امام شافعی اور امام ابی ہریرہؓ بھی اس کو پسند کرتے تھے جس سے منہ سے زیادہ کاٹنا ناجائز
 معلوم ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف بعض خلف داڑھی بڑھا کر لٹکانے کو پسند کرتے تھے۔
 جیسے حضرت حسن بصریؒ، حضرت قتادہؒ، حضرت عثمانؒ اور دیگر صحابہؓ کے بارے میں بھی منقول
 ہے۔ یہاں تک کہ امام غزالیؒ نے خود بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تصریح کی ہے: دکان
 یعنی لحیۃ و یاخذ من شاربہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک بڑھاتے تھے۔

پردہ ہے، چنانچہ کہتے ہیں، قال کیف من العورة لو رأيتہ الدارقطني ماتحب
السرق الى النكبة من العورة والحديث علی قال قال رسول الله صلی الله
علیہ وسلم ان نكبة من العورة۔

ان نصوص اور فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آدمی کو ضرورت
کا چھپانا فرض ہے، اگر کسی حالت میں بھی اس کو غلام نہیں کرتا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

مردوں کے لیے زرد رنگ کے لباس کا حکم [مسواں، جناب غنی صاحب !
پہنتے ہیں، اسوی مقدمہ سے اس کا کیا حکم ہے؟ وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرما
کر مشکور فرمائیں؟

الجواب :- بعض اہوان زرد رنگ ایسے ہیں کہ اسلام نے ان کے استعمال سے
مسلمان مردوں کو منع فرمایا ہے، ان میں سے ایک زرد رنگ بھی ہے۔ احادیث نبویہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اس رنگ کے استعمال کی ممانعت آئی ہے، اس لیے فقہاء اسلام
نے مردوں کے لیے زرد رنگ کے کپڑے استعمال کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔

لما قال العلامة الخصکفی رحمہ اللہ : وکوه لبس الحصفه وروثه عشر
الاحمر والاصفر لست جلال الخ (الدر المختار علی ص ۲۶۷ و ۲۶۸)
کتاب الکراہیۃ، باب اللبس۔



لما نقل العلامة الخفی عبد القادر الرازی، عن عبد الله بن عمر بن العاص
قال رأى رسول الله صلی الله علیہ وسلم علی ثوبین معصفون فقال ان هذا
من ثياب الکفار فلا تلبسوها الخ
وفي رواية السلام رأى علی ثوبین معصفون فقال (أ) ملک مرتب
بهذا قلت غسلها قابل حرمتها الخ
(التقریحات المرفقی ۲ ملا ۲ فصل فی اللبس)

باب التصاویر

(تصویر کے احکام و مسائل)

خواتین کی تصاویر کو دیکھنا اور رکھنا حرام ہے | سوال :- آجکل بازار میں لوگوں میں برقی ہیں، تو کیا ان تصاویر کو دیکھنا اور ان سے لطف اندوز ہونا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- جب ذی روح اشیاء کی تصاویر اتارنا اور ان کو دیکھ کر لطف اندوز ہونا حرام ہے تو پھر اجنبی عورتوں کی تصاویر کو دیکھ کر لطف اندوز ہونا تو بعینہ اس قانون کو دیکھنے کے مترادف ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

لما رواہ الامام محمد بن اسماعیل البخاری عن عبد الله بن مسعود قال: سمی رسول الله عليه وسلم لا تبار المرأة المسلمة فنتهوا عن وجها كانه ينظر اليها۔ (المصحيح البخاری ج ۲ صفحہ ۱۸۱) باب لا تبار المرأة المسلمة
کسی جائیداد کی تصویر کا حکم | سوال :- کسی جائیداد کی تصویر بنانا اور کھینچنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- ذی روح اشیاء کی فوٹو رافری کرنا یا شبیر بنانا تخفیف خداوندی کا مقابلہ کرنے کے مترادف ہے جو کہ ناجائز ہے، اسی لیے جائیداد اشیاء کی تصاویر بنانا شرعاً حرام و ناجائز ہے۔

لما رواه الامام محمد بن اسماعيل البخاري، عن عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبارن اصحاب علي بن ابي طالب

له رواه الامام ابو داود سليمان بن اشعث السجستاني، عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبار المرأة المسلمة لتنتهوا عن وجها كانها ينظر اليها۔ (مسند ابی داؤد ج ۱ صفحہ ۲۹۲) باب من يرمي من غضب انفسه
وَمِنْهُ فِي مَشْكُوتِ الْمُصَابِيحِ ج ۱ ص ۲۶۸ كِتَابُ الْكَفَّاحِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ۔

بعد یوں یوم النقیامۃ و یقال احيوا ما خلقتم و قال ان البیت الذی فیہ القصور
لا تدخله المملکۃ۔ (الصمیم المصلح ج ۲ ص ۲۸۵) باب جن بدخل بیتا فیہ صورۃ م
بٹوہ میں رکھی ہوئی تصویر کے ساتھ نماز پڑھنا | سوال :- ایک شخص کے پاس
بلک آدی ہے اور بٹوہ میں بند کر کے جیب میں رکھی ہوئی ہے، تو کیا جیب میں رکھی ہوئی
تصویر کے ساتھ نماز ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کشی سے ہر حال میں منع فرمایا ہے
جہاں کہیں دیواروں پر یا اندازہ شاد کی تصاویر لٹکانی ہوئی وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہوئی،
لیکن جب تصویر بچھتی ہو اور بٹوہ وغیرہ میں بند کر کے جیب میں رکھی گئی ہو تو اس سے
نماز کی صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

لما قال شیخ الاسلام ملاؤ الدین الحنفیؒ: ولا یکرہ لو حکمت تحت قدیمہ
ادنی یدہ او فی بد نہ لانہا مستورۃ بشیاءہ او علی خاتمہ بنقش غیر مستین۔
(رد المحتار من صمدیہ رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۱ مکرورات الصلوٰۃ)

کسی پیر یا بزرگ کی تصویر تبرکاً لٹکانا | سوال :- ایک شخص نے اپنی دوکان
میں حصول برکت و عافیت کے لیے
اپنے مرشد کی تصویر لگا رکھی ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

لے لارواہ الامام مسلم ج ۱، نقیویؒ، من نافع ان ابن عمرؓ اخبرہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذین یستعون القصور بعد یوں یوم النقیامۃ یقال لہم احيوا
ما خلقتم۔ (الصمیم المصلح ج ۲ ص ۲۸۵) باب تحريم تصوير صورة الحيوان
و م شکی فی مشکوٰۃ الصالحین ج ۲ ص ۲۸۵ باب التصاویر. الفصل الاول۔
قال ابن ابي عمیر: اما اذا كانت مقطوعة الراس یعنی برادلم کی لڑاں او کان فہا خبیث
او كانت صغیرۃ لا تیند و لناظر اذا کان قائما و علی الذرعین ای کالمنقبین الناصبین
اعنائہا تلا بکرہ حینہ۔ (کبیری ص ۲۵۹ مکرورات الصلوٰۃ)
و م شکی فی المندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثاني فیما یکرہ فی الصلوٰۃ۔

شادی کی تقریبات کی تصاویر بنانا | سوال: بعض لوگ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کسی ہمارے کی تصویر بنانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منع فرمایا ہے خواہ شادی بیاہ کے موقع پر یا دیگر تقریبات کے مواقع پر۔ اس میں ایک و نیا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہوتی ہے اور دوسرے بلا ضرورت مال ضائع ہونے جس سے منع فرمایا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز قیامت معبودین کے ساتھ سخت ترین سزا کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔

ماوردی الحدیث: عن عائشة ؓ قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا مستنذ بغرام فبہ مصورة فقلوب ووجہہ ثم تاملنا السور۔۔۔۔۔ ثم قال ان اسد الناس علی بائوہم اقلیاء علی الذین یشبہون بخلق اللہ۔
(الصمیم المسلم ج ۲ صفحہ ۲۰۲ باب تحريم التصوير)

خانہ کبیر کی تصاویر میں چھوٹی چھوٹی انسانی تصاویر کا حکم | سوال: بعض مساجد میں ہوتے ہیں ان میں ماحیوں کی انتہائی چھوٹی چھوٹی تصویریں بھی ہوتی ہیں جو کہ قریب سے دیکھے بغیر ان کی تصویریں معلوم نہیں ہوتیں، کیا اس قسم کی تصویروں والے کتبے مساجد میں آویزاں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اسو انسانی تصاویر اتنی چھوٹی اور باریک ہوں کہ انتہائی قریب سے دیکھے بغیر پہچانی نہ جاسکتی ہوں اور قریب سے دیکھے کا مقصد یہ ہے کہ تصویر کے لحاظ واضح طور پر نظر نہ آئیں، تو اس قسم کی تصویروں کا حکم عام تصویروں کی طرح نہیں

الحمد للہ ذکر فی الحدیث: عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الذین صنعوا هذه الصورة یعدون یوم القیامة یقال لہم احیوا ما خلقتم۔ (متفق الباری ج ۱ صفحہ ۱۰۰۰ باب نقض الصور)
وفی شرح المسلم سنوی ج ۲ صفحہ ۲۰۲ باب تحريم الصور۔

ہیں گے، بارے میں سخت و غیر یقینی ہیں، لہذا اس قسم کے کتبے مساجد اور گھروں میں
آویزاں کرنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی اس سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑتا ہے۔
لہذا علامہ الحنفیؒ کو لاکھ لوگ انت فہت قد مبد اوفیٰ یدہ اوفیٰ یدہ
لانہ مستورۃ بشیابہ اوعلیٰ خاتمہ بنفشی غیر مستعین۔

والد و نہخت رحنی صند درہ المعطار ج۱ مسئلہ ۱۱۱۱

جدید آلات ریوی وی سی آر کا حکم | سوال ۱- آلات جدید یعنی ٹیلیوژن
اور دیکھنا یا سنا ہے یا نہیں؟

الجواب:- آلات جدیدہ کا استعمال بہت خود غرض ہے لیکن ٹی وی اور وی آر میں
چونکہ تصویر یعنی کے علاوہ بعض خوش پروگراموں کی نمائش بھی ہوتی ہے جن کا دیکھنا یا سنا شریف
آدمی کے لیے بہت مشکل ہے لہذا ٹی وی اور وی آر کو دیکھنے سے اجتناب ہی لازم ہے۔
ماقال العبدۃ ابن عابدین: در قولہ کہ دلی نہیں ہاں میں کعب و عبد۔ فالسلاسلۃ یعنی
واحد کافی شرح وکالات والاطلاق شامل نفس الفعل واستماعہ کالقرآن وسخریۃ
والتصویق و صیاب کا کلامت۔ طنز و ربط والربط والذنون والقرآن صلیع
والیوق فانیہ کہنا مکروہۃ لاشعاری: تکفار واستماع ضعیف و قد و نمرار وغیرہ
ذائقہ حسن۔ (رد المحتار ج ۶ مشکوٰۃ کتاب الخمر والاباحۃ۔ فصل فی البیوع) ص ۱۱۱

الحق شیخ ابن ابراہیم غلی: اما اذا كانت معصیۃ الأمر یعنی یہ ذمہ کیونکہ اس ذمہ کی نفاذ و تکلیف
و کاست صغیرۃ لا توجب واللتا تفراد، کان قائما و علی الارض ای لانتہ میں مذاہل الحضانہ
فلا تکرہ جیلینڈ۔ (حلی کسر ص ۳۵۹ مسکروحات الصلوٰۃ)
و مقلد فی انہندیۃ ۱۱ مسئلہ ۱۱۱۱ مسکروحات الصلوٰۃ۔

تہ واد کا امام محمد بن اسماعیل البخاری: عن عبد اللہ بن مسعود قال
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اشتد الناس عذابا عند اللہ
اصورون۔ (تصحیح البخاری ج ۲ مشکوٰۃ باب عذاب المنصورین یوم قیامتہ)
و مقلد فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۰۷ کتاب الکرہیۃ۔ فصل فی البیوع۔

تصویر والی گھڑی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ سوال۔ اگر کسی شخص کی گھڑی یا انوکھی
 میں اتنی چھوٹی تصویر ہو جو کہ انتہائی طور
 سے دیکھے بغیر نظر نہیں آتے ہوں تو کیا اس قسم کی گھڑی یا تصویر کے ساتھ نماز پڑھنا درست
 ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اسلام میں تصاویر رکھنا، دیکھنا اور بنانا سب ممنوع ہے لیکن کہ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، لیکن اس سے مراد وہ تصاویر ہیں جو
 ظاہر اور متعین ہوں، موردِ ستور میں یہ تصویر صاف طور پر دکھائی نہیں دیتی لہذا اس
 سے اگرچہ نماز ختم نہیں ہوتی لیکن پھر بھی ایسی گھڑی رکھنا مناسب نہیں۔

لما قلنا العلامة علاؤ الدین المصطفیٰ: ولا يكره لكانت ثمت قد مره اذ يده
 اذ يده لا تملكها مستورة بتيابه او على خاتمه بنقش خيرة مستعين۔
 (الدر المختار على مدارد المحتار ۱/ ۱۷۱ فصل في مكرهات الصلوة)۔

بچھڑے کی کھال سے تصویر بنانا۔ سوال۔ جناب مفتی صاحب! گائے بھینس
 بچھڑے کی کھال سے تصویر بنانا رکھنے والوں میں یہ رواج ہے کہ جب ان کو
 گائے یا بھینس کا بچہ مر جائے تو اس کی کھال اتار کر اس میں بھوسہ بھر لیتے ہیں جسے
 گائے یا بھینس اپنا بچہ تصور کر کے دودھ آسانی سے دیتا رہتا ہے، تو کیا شرعاً یہ تصویر
 کے حکم میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب۔ موردِ ستور میں بچھڑے کی کھال پر تصویر کی تعریف صادق نہیں
 آتی اور نہ یہ تصویر کے حکم میں ہے بلکہ ضرورت کی وجہ سے محدث پیدا کردہ جسم کو ایک نمونہ
 منظور رکھا جاتا ہے اس لیے یہ تصویر کے حکم میں داخل نہیں ہے بلکہ بوقت ضرورت
 ایسا کرنا مضرخص ہے۔

لما قال الشيخ ابراهيم الباقلي: اما اذا كانت مقطوعة التي من ينفذ بها اقل من كبر اس او كان لها خيط
 فكانت مفيدة لا تبهذ ولا تعلق اذا كانت تعلق على الارض اي لا تحيى تفاصيل اعضائها
 فلا يكره حينئذ۔ (جہاں کبیر ص ۳۵۹ مکرهات الصلوة)
 ومثله في الهندية ۱/ ۱۷۱ الفصل الثاني فيما يكره في الصلوة۔

علیہ السلام کل لعب حرام الا ملاعبة الرجل زوجته وقوسه وفرسه لانه يصدق من
الجمع والجماعات وسبب الوقوع في فواحش الكلام۔ (البر الوفاق ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب النکاح) علیہ
شطرین کھیلنا | سوال۔ بعض لوگ شطرنج کھینے کے عادی ہوتے ہیں، تو کیا شطرنج

الجواب:- جس کام میں دین اور دنیا کا فائدہ نہ ہو بلکہ قیامت کے وقت ضائع ہو جائے
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کاموں سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے، شطرنج جو کدو
ایسا ہی ایک کھیل ہے جس میں سوائے فیصیح اوقات اور خواہش پرستی کے اور کچھ بھی
حاصل نہیں ہوتا لہذا اس قسم کے کھیل سے بچنا چاہیے۔

لما قال العلامة ابن نجيم: دكره اللعب بالنظر فمجرد وفرد والندبة عشر لوقوله عليه
السلام كل لعب حرام الا ملاعبة الرجل زوجته وقوسه وفرسه لانه يصدق من
الجمع والجماعات وسبب الوقوع في فواحش الكلام۔ (البر الوفاق ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب النکاح) علیہ
جو کدو کرائے کھیلنا | سوال۔ آج کل بعض مقامات میں جو کدو کرائے کی گھونٹنے کے مرکز
کھلے ہوئے ہیں، اس کے کھینے سے دین کو قوت اور مضبوطی ملتی ہے
اس کیل میں اگر آدمی اس غرض سے حصہ لے کر صحت اور جسم کو مضبوط بنا کر بہادر میں حصہ
لے سکوں تو کیا اس کا کھیلنا جائز ہوگا؟

الجواب:- انسان پر دیگر حقوق کے علاوہ اپنی صحت کا بھی حق ہے، اگر انسان کی صحت
ہی خراب ہو تو باطل قوتوں کا مقابلہ تو درکنار عبادات بھی بطریق احسن ادا نہیں کر سکے گا،

لما قال العلامة هتيمي رضى الله عنه: دكره كل لهد لوقوله عليه السلام كل لهد حرام الا
ثلاثة: الخ (بنو الاصب رضى الله عنه) رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب النکاح) علیہ
وَمَنْ لَعَنَ الْبِدَائِعَ الْمَنَاعِي ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب الاستحسان۔

لما قال العلامة ابن عابد بن رحمه الله: والنظر فمجرد وفرد والندبة عشر لوقوله عليه
السلام كل لعب حرام الا ملاعبة الرجل زوجته وقوسه وفرسه لانه يصدق من
الجمع والجماعات وسبب الوقوع في فواحش الكلام۔ (البر الوفاق ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب النکاح) علیہ

رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب النکاح والاحاطة۔ (فضل فی البيع)

وَمَنْ لَعَنَ الْبِدَائِعَ الْمَنَاعِي ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب الاستحسان۔

جو ان مسائل میں چونکہ صحت کا قضا ہے، لہذا اگر پردہ اور شرعی حدود و قیود کا احترام
رہتا ہو تو اس میں مصلحت یا جانست خوب تر ہے بلکہ موجب بھی، اور جسے کیونکر اہل قیود
اور دشمنان اسلام کے مقصد میں تیار کی پریشان اشتقاقی کی طرف سے نامیں ہیں۔

ما قالی لکذا ریت وقعی، وأحدکم ما استلطفتم من قوۃ من زنا
الحیل تنجسون بیدئک قاللہ وعدا کفر۔ سورۃ الانعام آیت ۲۸۔
یہیں کو دیں رائوں کو کھلا رکھنے کا حکم **معمول**، یعنی کیسوں مثلاً بی و ربہ کی
وغیرہ میں عورت فہم کے حدود و قیود کو نہ لکھ

پر اسے جس پر انوں کی تعریف پڑتی ہیں اشتقاقی کیا حکم ہے ؟
الجواب : مرد کے لیے ناک سے گھٹنوں تک عورت پر دو ہے جس کا پھینا اثر
اڑی ہے، ان حدود کو کھلا رکھنا اور سول کو کھلا، محبت ہے اس لیے کھیل کود کے
وقت اس کے پھیلنے کا خاص موقع نہیں رکھنا ضروری ہے۔

قال العلامة شیخ الاسلام ابو یوسف علی احمد الدیلمی، فونیسفر ارجین من
أرجین الی جمیع المملات (ما بین سرقت کی رکبت) لقولہ علیہ السلام: نع علی
لا تظن الی فتدعی ولا تہیت۔ الجوهرة النيرة ج ۲ ص ۲۸۵ باب حفظ ولا یحکم بلہ

لہ قول العلامة بن نجیم النہاری رحمہ اللہ: یلکذا الخب بالظن والظن بالظن
بشر لقولہ علیہ السلام: کل حب حزن لا ملا علیہ الرجین ورجتہ وقولہ ورجتہ
بالحمد من جمیع الحمدات وحسب تو کویف فو حسن الکلام۔

ابو الخوانساری ص ۸۹ کتاب النکاح ص ۱۰۰

وَمِنْهُمَا فِي بَدَائِعِ مَصْنُوعٍ جَدِيدَةٍ كَتَابُ زَادِ تَحْقِيقِ

کے قال: معنی مہم، سفید محمد الفاروقی: تحت قون حبیبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالحمد الرجین و لا أسرة الی مودة أسرة الخیرہ ہون تعیم الخطر
الی مال الجوز و مودة الرجل ما بین حسن و رکبتہ۔ مرفوعہ عن عمر رضی اللہ عنہما
باب المصالح المظہیة و غیرہ العول (۱)

وَمِنْهُمَا فِي النَّارِ رَحْمَتٌ رَغِيصٌ مَدْرِيْدٌ عَمْرِيْدٌ كَتَابُ النُّكْحِ ص ۱۰۰

ورزش کرنا | سوال :- ورزش کی نیت سے کھیل کود کا شرعاً کیا حکم ہے ؟
الجواب :- جس کھیل کود میں دینی یا دنیوی منفعت ہو تو اس کھیل میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن اگر نیت جہاد کی تیاری ہو تو موجبِ اجراء ثواب ہے۔ تاہم ایسے کھیل سے اجتناب ضروری ہے جس میں کشتِ بخور تارے پر درگ یا کسی دوسرے حرام کا ارتکاب ہو۔

لما روى الامام مسلم بن الحجاج القشيري عن عائشة قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسترق برداً له وأنا أنظر إلى الحبيشة يلعبون - (المجامع، تصحيحه الإسلام ج ۱ مخطوطة كتاب صنعة المبلدون) ۱۰۰
سوال :- کتاب مفتی صاحب آجکل ڈیروں اور بیک مقامات میں تاش کھینے کا حکم
الجواب :- لوگ تاش کھینے میں جسے وہ تریپ کہتے ہیں اگر میر کھیل صرف تفریح کے لیے ہوتا ہے اور اس پر عموماً کوئی خاص شرط وغیرہ بھی نہیں لگائی جاتی لیکن مساوات اس میں چائے، عسل وغیرہ کی شرط لگائی جاتی ہے جو کہ بازی ہار جانے والے کے ذمہ ہوتا ہے کیا شرعاً ایسا کھیل جائز ہے ؟

الجواب :- اگر فی ورزش یا تفریح کھینے تاش کھیلا جاتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ ہارجیت پر شرط لگانا صحیح نہیں، اسی صورت میں یہ کھیل قمار کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے جو کہ شرعاً حرام ہے۔

لما قال العلامة مولانا اشرف علی دہلویؒ، اگر ہارجیت پر شرط نہ ہو تو جائز ہے۔
 { زامنہ دانت فک ج ۳ ص ۲۵ کتاب الخطر والباحۃ }
 خلد، خزایر اور ہمدردی کے احکام



لما رواه الامام أبو داود سليمان بن اشعث الجعفاني عن عائشة أنها سألت النبي صلى الله عليه وسلم في سرقاة فسا بقته فبقيته على رجل فلبسها قلت اللهم ساقته فسبقني فقال هذا كذلك، نسبقة - (سنن أبي داود ج ۱ باب البقي على الرجل)
 وبتلعه في رد المحتار ج ۹ ص ۴۷ کتاب الخطر والباحۃ، فصل في البیع -

بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

د امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا بیان

تبلیغ دین فرض کفایہ ہے | سوال یہ کیا امر بالمعروف الدنوی عن المنکر فرض دین ہے یا فرض کفایہ ؟

الجواب : خلق خدا کو امر بالمعروف دینا اور نہی عن المنکر کرنا اثر مآثر فرض کفایہ ہے جو کہ بعض کے انجام دینے سے کل کا ذمہ فارغ ہو جاتا ہے، فرض دین کے رکنے کا خطا پر محمول ہے تاہم اپنے آپ کو نہ نازل سے پاک کرنا فرض دین ہے۔

سما قال حجة الاسلام ابو بکر احمد بن عی الوازلی الجصاص : قال ابو یوسف قد حوت هذه الآية معنيين احدهما وجوب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر والاخر انه فرض على الكفاية ليس بفرض على الكل احدى نفسه اذ قال به غيرة قوله تعالى (وتمكن منكم امة) وحقيقته تقتضي البعض دون البعض فدل على انه فرض على الكفاية اذ اقام به بعضه ثم سقط عن الباقي . راجعاً الى الله ان يطلعنا بالخير الموعود في مستورات التبليغ جماعات کا حکم | سوال یہ دو در جائز میں تبلیغ جماعت والے مستورات نکالتے ہیں چکر خواتین کے ساتھ لائے اپنے غارم اور دیگر مرد و شرعیہ و پردے کا پورا لحاظ رکھا جائے کیا ان شرعی مرد و بیوہ کی یہ بندی کر کے اسے مستورات کا تبلیغ دین کے لیے نکلا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب : مرد و تبلیغ کا مقصد اصلاح و تکریم و تعلیم ہے جس کا اصول پر مسلمان مرد اور عورت کی شرکاء ذمہ داری ہے اور دونوں کو تبلیغ دین کا حق حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ

لما قول العلامة شهاب الدين الكوسى : منشاء الخلاف في ذلك ان علماء الفقهاء اختلفوا على ان الامر بالمعروف والنهي عن المنكر من فروع الكفايات - زروح : اعاني في حاشية سورة آل عمران : كَيْفَ لِي فِي لَكُلِّ فِي اسْتِطَاعَةِ التَّبْلِيغِ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ .

میں بڑے نیک خواتین قرآن و حدیث کے علوم کی ماہر استاد رہی ہیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک در میں خواتین اسلام کا جہاد میں شریک ہونا بھی ثابت ہے، اس لحاظ سے خواتین کی جہاد میں شرکت کی بناء پر تبلیغی جماعت میں خواتین کی شرکت جائز معلوم ہو جاتی ہے۔ تاہم پروردگار ہم پر جو حدود و ضوابط کا اخذ رکھنا ضروری ہے۔

لعارضة الامام محمد بن اسماعيل البخاري: عن انس كان يوما جادا انهمزم
عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم ولقد رأيت عائشة بنت ابي بكر وآسليم وانها
مشتريتان الى خدام أسوقيهما تتفترقان القرب وكان غيره يتفقدان القرب حتى متونهما
تفترق خائفان في افواه القوم فترجعان فتعلاهما شعر فحيان فتعترفا به في اقوال القوم۔
والصحيح البخاري ج ۱ ص ۱۸۲ باب غزوة النساء فانهن مع لؤي لم

سالانہ چھلہ لگانے کا حکم۔ اس سوال ۱۱۔ اگر کوئی شخص اپنی اصلاح و تحصیل علم کے لیے تبلیغ
سالانہ چھلہ لگانے کا حکم اس میں سالانہ چھلہ لگانا ہے تو کیا تحصیل علم و اصلاح کے لیے
مزدوری چھوڑ کر چلے کے لیے نکلنا بہتر ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو ہمیں کھینچے زندگی کو شریعت اسلامیہ کے مطابق گزارنے کے لیے
مزدوری احکامات کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے اس کے علاوہ دیگر
علوم کی تحصیل نقلی عبادت سے افضل ہے، لہذا اگر کوئی شخص ضروری علوم کے علاوہ مزید
علم کی تحصیل اور اصلاح نفس کے لیے سالانہ چھلہ لگانا چاہے اور اس سے اہل و عیال کا
نان نفقہ متاثر نہ ہوتا ہو تو اس کے لیے تبلیغ میں سالانہ چھلے پر جانا بہتر ہے۔

لما قال العلامة بن البرزاز الكردني: طلب العلم والفقہ ذاصحت النية افضل لعامل البور
وكذا الاشتغال برياضة العلم ذاصحت النية لأنه علم نفعاً لكن بشرط أن لا يدخل
لنقصه في فريضته۔ (الفتاوى البزيرية على مشر انہدية ج ۶ ص ۲۸۵ کتاب التكرهية) طبع
لعمادہ النسخ۔ وعن ثمرة كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوزن بأسيمنه ونسوقهم لانصار معصه
اذ اغروا نبيقين العاصميين اوين بخري۔ (الصحيح المسلم ج ۲ ص ۱۸۵ باب غزوة النساء مع الرجال)

وَمِنْ كُنْ فِي شَرْحِ كِتَابِ السَّيِّدِ الْكَبِيرِ ج ۱ ص ۱۸۵ باب قتال النساء مع الرجال۔
لعمادہ النسخ۔ ابن عابدی: طلب العلم والفقہ اذا صحت النية افضل من جميع عمل البر ولكن اذا اشتغل برياضة
العلم فانصحت النية لأنه العلم نفعاً لكن بشرط أن لا يدخل في فريضته۔ (الفتاوى البزيرية ج ۶ ص ۲۸۵ کتاب التكرهية)

مردہ پر تبلیغ میں اپنی اس کردار کا ثواب | سوال: تبلیغی جماعت وقت لگانے پر ایک
نکاح پر اپنی اس کردار کی کون کونساں ثواب ملنے کا بتایا
جاتا ہے، شرعاً اس کا ثبوت کیا ہے؟

الجواب: تبلیغ کے یہ وقت لگانے پر اپنی اس کردار تک تضاعف احوال کا مسئلہ
دو احادیث کے ضرب و دفع سے ثابت ہے لیکن یہ زیادہ سے زیادہ مطلقاً فی سبیل اللہ لکھنے سے
والسہ ہے اس کو بعض تبلیغی جماعت میں وقت لگانے کے ساتھ فاقی کرنا مناسب نہیں۔

لما رواه الامام ابو داود سليمان بن اشعث السجستاني في صحيحه عن سهل بن معاذ
عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تضلوا والضياع والذبح تضاعف
عن النفقة في سبيل الله عز وجل بسبع مائة ضعف. (سنن ابی داود ج ۲ ص ۳۳۸)

ورواه ابو يعيد بن عبد بن يزيد بن ماجة في سننه عن علي بن ابي
طالب و ابن الدرداء و ابی هريرة و ابی امامة الباهلي و عبد الله بن عمرو
و جابر بن عبد الله و عمر بن الخطاب كلهم يحدثن عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان قل من ارسل بنفقة في سبيل الله واقام في بيته فله
بكل درهم سبع مائة درهم ومن غرضي بنفسه في سبيل الله ونفق في وجه
ذلك فله بكل درهم سبع مائة درهم فخر تلاف هذه الآية والله يضاعف
لن يشاء. (سنن ابن ماجة ص ۱۹۸ باب من جهن غازيهم له

لے وقت ذکر الشیخ العلامة جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ۔ عن عمر بن الخطاب بن الحصین
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ارسل بنفقة في سبيل الله
واقام في بيته فله بكل درهم سبع مائة درهم ومن غرضي بنفسه
في سبيل الله ونفق في وجهه ذلك فله بكل درهم يوم القيامة سبع مائة
الغ درهم ثم تلا هذه الآية والله يضاعف لمن يشاء۔

وعن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم ان نفقة في سبيل الله تضاعف
سبع مائة ضعف۔ (الذکر المختار ج ۱ ص ۳۱۶، سورة آل عمران)
وتمثله في تفسير القرآني لابن كثير ج ۱ ص ۱۷۱ سورة آل عمران۔

تبلیغی جماعت کو فرقہ جبر سے تعبیر کرنا درست نہیں | سوال: تبلیغی جماعت کو کفر یا جبر سے تعبیر کرنا کیا حکم ہے؟

الجواب: بتجلیق جماعت فی زمانہ ایک فعال دینی جماعت ہے، امریکہ پر کوشش
عقبنہ کو راہ راست پر لانے کے لیے ہے، اس کو فترۂ جبریرہ و کفریہ وغیرہ سے تعبیر
کرنا ضلالت اور گمراہی ہے اور ایسا کہنے والے پر کفر کا خطرہ ہے جو موجب لعنہ ہے۔
ما قال بعدۃ منہ برہان الدین المرغینانی: لا اذ انزل مسلماً بغير اذن فقال
یا اوسق اویلاک اویا خبیث اویا سارق لا ھ ذلک والحق الشین بم ولا مدخل
مئاس فی الحدوف وجب التعزیر۔ (الہدایۃ ج ۷ ص ۱۸۷ کتاب الحدود)۔

تبلیغی چلے کی حقیقت سوال: آج کل تبلیغی جماعت کے نام سے تبلیغ میں جھگڑا لگنے پر بہت زور دیتے ہیں کیا تبلیغ کے یہی دھوکے ہیں تو ان کی یہ تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجبواب: اور وہاں میرا منی سے شرفا کیلئے ضروری ہے کہ طبیعت میں تبدیلی پیدا ہو جائے، جو کہ تبلیغ میں چار یعنی چالیس دن لگانے والے میں کافی تبدیلی آجاتی ہے، سستے سینچ والے چورنگانے پر زور دیتے ہیں، یہ کونسا واجب، خدمت یا فرض نہیں بلکہ صرف کوہانی علاج کیلئے چارہ مقرر کیا گیا ہے جس میں چار چالیس دن تک تکبیر کوئی سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے تبدیلی رونما ہوتی ہے، اسی طرح تبلیغ میں چارہ لگانے سے بھی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

فَأَقَالَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى لِحَقِّهِ دُبْعَيْنِ يَوْمَئِذٍ جَعَلَتْهُ يَدَايُكَ كَيَدَيِ الْكَافِرِ
الَّذِي شَبَّ لَهُ بَرَأَتَانِ يَرْجُحُ مِنَ النَّارِ دُبْعَانِ مِنَ الصَّغَاقِ - وَمَشْكُوقَةٌ بِمِثْلِهَا بِمَا
عَلَى الْيَاكُومِ مِنْ نَتَائِجِهِ لِلْحُكْمِ الْمَسْجُوقِ - (الفصل الثاني)

لما قال العلامة سراج الدين عيني عثمان: «ما إذا قولنا لا تحرقوا نسق أو
 بليد أو ما أكل الرزق...» وفي كافر أو يا خيريت أو يا فاجر يعزوا خيار النبيين
 إلى الأمام. (انتهى في سراجية على كتاب الحدود)
 ومثله في الجوهرية الشريعة ٢٦٢ ص ٢٥٨ كتاب الحدود - فصل في التعذيب

اور علامہ نواز احمد قاسمی فرماتے ہیں۔

في هذه الآية وفي التي بعدها وهي قوله تعالى ركنتم خير أمة أخرجت للناس
ببطل على ان الامم باصغر من وانهم عن المنكر فمن على الكفاية -
(الحکام القرآن ۴/۲۶)

اسی طرح علامہ ابوبکر لمصالحی لڑائی لکھتے ہیں۔

قال انوبى كرت حوت هذه الآية معنيين: احدهما وجوب الامم بالعرف
والاخر عن المنكر وانما هذه وجب على الكفاية راجعاً لقرآن ۴/۲۶:

اور علامہ ابوبکر لمصالحی عن المنكر سے کہنے سے جانیے کہ گناہ پر کیا حاکم ہیں علم اکابر
مفسرین کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمود غازی فرماتے ہیں۔

في حوت اي اخبرنا امرنا عن الدعاء ان الذين الدعاء له ما فيه صلاح ديني
او ديني: روح المعاني ۲/۳۱۲

یہ اور مقام پر فرماتے ہیں۔

دعاه الى الله اي الى توجيحه الى الله وطاعته والى الطاهر اعموم في كل داع الىه
تدلى روح المعاني ۲/۳۱۲

اس طرح علامہ تاجی ثناء اللہ قاسمی فرماتے ہیں۔

بدعون الى الخير اي خير الخلق والخلق والاعمال القويضا صلاح
الدين والدينيا تفسير مظہری ۱۱/۲۶

اور علامہ حسین کی تحفہ میں لکھتے ہیں۔

الدعوا الى التوحيد ذات حد، والمعاد، تفسير مظہری ۲/۲۸

اسی طرح دعاء الی اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وعالى الله اي الى عبادة الله وتوحيده - تفسير مظہری ۲/۲۸

ان کے علاوہ تفسیر بیان القرآن تفسیر عثمانی، اور تفسیر مائت القرآن مولانا محمد رفیع
کاندھلوی وغیرہ تفسیر میں بھی اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ دعوت الی اللہ سلطان اور
کلمہ دونوں کے لیے ہے۔ مثلاً علامہ پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں۔

پھر دعوت الی اللہ کے معنی دو درجے ہیں۔ پہلا یہ کہ غیر مسلموں کو غیر مسلم یعنی اسلام کی طرف دعوت

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ میرے محترم ہندو
یہ جماعت تبلیغیہ نہ صرف ایک فرد کی اور اجماع فریقین کی حسب اصطلاح امت انجام دہی کر رہی ہے
بلکہ اس کی ہر جماعت محتاج ہے کہ ان کی ہمت افزائی کی جائے اور ان کو خود بھی مسلمانوں سے
رابطہ قوی پیدا کیا جائے اور مسلمانوں میں اتحاد کا نکتہ کا قوی جذبہ پیدا اور ان کو مذہبی احساسات کی سر
گرمی کی طرف چلایا جائے جس سے مستقبل میں نہایت اعلیٰ درجے کے تبلیغ اور خدمات کی قوی
امیدیں پیدا ہوتی ہیں۔ جب امریں میں امیدوار ہوں کہ آئندہ اس میں پوری جدوجہد کو کام میں لایا جائے
اور ان کی ہمت افزائی کی صورتیں مجلس میں لائی جائیں واسطاً حسین احمد غفرلہ، صفری شمس الدین
(تخلیل جماعت پر امتزاجات کے جوابات ص ۱۵۸)

ایک اور مکتوب میں (جو آپ نے جیل ہاؤس تبلیغی جماعت کو عراقستان مبارک بھیجے
تو وہ کے نام دیا تھا) فرماتے ہیں

معرض ان کہ حال میں طریقہ ہمارے چند احباب خدمات عامہ میں حاضر ہو رہے ہیں ان کا مقصد
کوئی سیاسی اور ملکی نہیں ہے فقط غلات وغیرہ اور فرائض تبلیغیہ ادا کرنا ہے اور مسلمانان اخصان
کو وہ مقصد یاد دلانا جس کو عام مسلمانوں نے بھلا ہوا ہے منظور ہے، ایسا نکتہ آپ محفرت ان کی
ادار و اعانت میں کو تا ہی روانہ نہیں گئے اور ان پر امتداد کر کے ہوسکتے تھے قیادت سے مدد نہ
فرمائیں گے والسلام، شب احمد فرحین، حمد غفرلہ و تبلیغی جماعت پر امتزاجات کے جوابات ص ۲۵

ان کے علاوہ شاہ عبدالقادر درانی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مفتی اسلام مولانا ابو الحسن علی
ندوی، مولانا منظور احمد نعیمی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد زکریا، مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا
عفتا الرحمن سید لہو، وغیرہ تھے جن میں اس کی اندیشہ کا اعتراف کیا ہے اور اس کو امت امت دین
کا اجماع ضمیمہ قرار دیا ہے ان کے اجتماعات میں شریک ہونے اور اس میں بیانات دینے، لوگوں کو
اس جماعت میں شامل ہونے کی تلقین فرمائی، تو اس کے باوجود بھی اس کو بدعت سید کھنڈ جہات
اور باکھمی کی دلیل ہے، بدعت سید پر فوجیاں مرکب نہیں کیا جاتا، بلکہ بدعت سید پر وہ مرکب ہوتا ہے
جس کے لیے شریعت مقدسہ میں کوئی اصل دینیہ نہ ہو، اگرچہ امت سے بدعت کی یہ تعریف کی
ہے۔ ورنہ تعریف چاروں مذاہب کا متفقہ قول ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر بدعت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والسبب لغة اصلها ما أحدث على غير مثال سابق وتصلق في الشرع في مقابل

السنۃ فتقول مذمومة وفتح الباری ۲/۱۹۲:

اور علامہ زبیری کا مضمون غلطی سے فرماتے ہیں۔

کل محدثۃ بدعة انما یزید ما خالف اصول الشرعۃ ولسی یوقح السنۃ.

(تاج العروس ۵/۲۵۶)

علامہ ابن عربی غلطی سے کہتے ہیں۔

العدل بالبدعة ما أحدث مما لا یصلح فی الشرعۃ یدل علیہ واما ما

کان لہ اصل من الشرع یدل علیہ فلیس ببدعة مشرعا وان کان بدعة

لغة رجحان العلوم بالتحکم من ۱۹۳

اسی طرح علامہ قرطبی اور شیخ محمد علی الصابونی کہتے ہیں۔

کل بدعة صدوت من مغلوط فلا یغلط ان یکون لہا اصل فی الشرع ام

لا فان کان لہا اصل ففی فی خیر العدم وبعقدہ قول عمر نعمت البدعة ہذا

والد فیلو فی خیر البد صدق انکارہ (تفسیر قرطبی ۲/۲۸۷ و تفسیر صابونی ۲/۲۹۲)

اس تعبیل سے ثابت ہوا کہ تبلیغ کرنا سنیوں کو دین کی دولت و نجات کی نگاہ میں اور پابند

عموم ذکر کا بنانا اور اس کے لیے کوشش کرنا فرض کفایہ اور دینی ضرورت میں سے ہے، مسقط

صاحبین اور صاحب کرام سے ایسا کرنا ثابت ہے اس لیے اس کو حدیث میں ضرور شمار کیا جاہلیت اور

ناجہ کے ساتھ کچھ نہیں یہ کام بدعت ہے اور نہ اس میں بدعت جبر کے کا کوئی شہ ہے درجہ کجی

اکابر علماء اس کو سراجام نہ دیتے، لہذا ان لوگوں کو مساجد سے روکنا اور ان کو مسجد کرنا ان کو مسجد سے

نکلنا وغیرہ گناہ ہے اور مانع من التبرک فی حق صفت سے موصوف ہونے کے اختلاف ہے، اس امر

کا ترکیب بعض شخص فاسق و فاجر ہے اس لیے اس کی اقتدار میں غازی پھر جھکا راست سے غالی نہیں۔

۱۰ اگر کشتہ تعبیل سے خوب واضح ہوا ہے کہ یہ جماعت اہل السنۃ والجمہ میں داخل جماعت

ہے اس کو خیال اور عقل کہنا جاہلیت کی دلیل ہے یہ ایک حق جماعت ہے جو دین کی اشاعت کے لیے

مصرف عمل ہے، ان کا احترام کرنا چاہیے اور ان کی حوصلہ افزائی ہر مسلمان کا فرض مذہبی ہے،

واللہ اعلم بالصواب

باب مسائل المتفرقة

(متفرق مسائل کے بیان میں)

والدین کو گالی دینے والے کا حکم | سوال ۱۔ والدین کو گالی دینے والے کا کیا حکم ہے؟
الجواب :- اس میں جہاں کسی عام مسلمان کو گالی دینا موجب فسق ہے تو والدین کو گالی دینا تو بہت بڑی عظیم گناہ ہے، اس فعل پر اگر کسی قرآن مجید کے مرتع حکم کی خلاف ورزی ہے۔

قال الله تعالى: وَكَفَىٰ رَجُلًا ذَلًّا أَنْ يَسْؤَرَ آبَاؤَهُ وَيَا بُنَاؤَهُ ابْنًا... وَلَا تَقُلْ تَهْمًا أَقْرَبُ وَلَا تَهْجُرْ هُجًّا۔ (سورة النور آیت ۱۷) لہ

گالی گلوچ کرنے والے کا حکم | سوال ۱۔ کسی مسلمان کو گالی دینے والے کا کیا حکم ہے؟
الجواب ۱۔ کسی مسلمان کو بے عزت اور سب و شتم کرنے موجب فسق و گناہ کبیرہ ہے اور گالی دینے والا فسق و گناہ کا مرتکب ہے۔

المرواۃ الامام ابو عیسیٰ محمد بن یحییٰ الترمذی : عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم شباہ السلم فسوق وقاله كفر۔ (المجامع الترمذی ج ۲ ص ۱۹)
باب ما جاء في الشتم بکلمہ

لما رواه الامام ابو عیسیٰ محمد بن یحییٰ الترمذی : عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من آلفا کرم یشتتم الرجل والذیہ قالوا یا رسول الله وهن یشتتم لرجل والذیہ قال نعم یشتب ابی الرجل قد سب باه ویشتتم امه فیشتتم أمه۔ (المجامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰) باب ما جاء من عقوق الوالدین

وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَمَنْ يَبْعَثْ لَهَا بَعْرًا وَفَصْلُ الْأَوَّلِ۔

لما رواه الامام محمد بن اسماعیل البخاری : عن عبد الله بن عمرو قال قلت یا رسول الله الرجل یسب النبی صلی الله علیه وسلم المستنکف شیفاً یا شیفاً ثوباً وشیفاً ذیاباً۔ (ادب المفرد باب ۱۱۵)
وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَمَنْ يَبْعَثْ لَهَا بَعْرًا وَفَصْلُ الْأَوَّلِ۔ (المجامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱) باب انکھی صحت السباب۔

والدین میں سے کسی ایک کے حکم | سوال :- ایک شخص کے ماں باپ کسی دوجے سے ایک دوسرے سے ناز و محبت ہیں، باپ بیٹے کو ماں سے حسن سلوک بندھنے کو کہتا ہے، جبکہ والدین میں سے کسی ایک کے حکم کے لیے باپ کے ساتھ حسن سلوک بندھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- شریعت نے اولاد کے لیے والدین کو حسن سلوک اور تعاون میں برابر کے شریک قرار دیئے ہیں جبکہ بعض احادیث کی روشنی میں والدہ زیادہ حسن سلوک کی مستحق ہے، لہذا اولاد کے کہنے سے بیٹے کے لیے والدہ سے حسن سلوک سے بڑھ کر آقا، سب سے زیادہ اہم مقام ہے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں کسی ایک کی تخصیص نہیں فرمائی ہے لہذا دونوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور فرمانبرداری کرنا ضروری ہے۔

ما قال: اللہ تبارک وتعالیٰ: وَصَلَّى رَبُّكَ لَا تَقْبَلُ لَهُ إِلَّا بِنَايَ وَأَقْرَبَ إِلَىٰ رَبِّكَ
[سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۱] (۱۰)

بہنہ کسی شرعی خدوہ کے والدین کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا | سوال :- ایک شخص اپنی بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرتے ہیں جس کی دوجہ یہ ہے کہ اس شخص کی بیوی رہائش کے لیے علیحدہ مکان چاہتی ہے اور اپنے شوہر کے والدین سے جدا ہونا چاہتی ہے، تو کیا یہ شخص اپنی بیوی کی بات مان کر والدین سے جدا ہو جائے یا والدین کی بات مان کر بیوی کو طلاق دے دے؟

الجواب :- واضح رہے کہ ہر انسان پر والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری اور ان کی خوشنودی حاصل کرنا لازمی ہے اور حتیٰ الامکان اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے، لیکن بعض اوقات اگر والدین خواہ مخواہ سخت مزاحمت سے پیش آئیں اور

لے قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَلَا تَقْبَلُ لَهُمَا دَفْعًا وَلَا تَقْبَلُ لَهُمَا دَفْعًا وَلَا تَقْبَلُ لَهُمَا دَفْعًا وَلَا تَقْبَلُ لَهُمَا دَفْعًا
[سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۱] (۱۰)

بہر کسی شرعی عذر کے جسے کوئی مجبور کر لیا کروہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو والدین کی یہ بات نہ ماننے میں شرعاً کوئی مواخذہ نہیں اور جہاں تک مذکورہ معاملہ میں والدین کے معاملہ پر تیزی کو طلاق دینے کا تعلق ہے تو شریعت نے پوتہ کو عینہ رہائش اور نفقہ کے معاملہ لاحق دیا ہے اور اس کی حق تلفی کرنا گناہ ہے لہذا بیوی کے حقوق پر راز کر کے من والدین کی بات ماننا گناہ ہے اور معصیت خالق و نافرمانی میں اطمینان مخلوق کو گناہ گنجائش نہیں بلکہ ان شخص مذکور کے لیے بیوی کے حقوق پورے کرنا لازمی ہے اور اس کے والدین کو بھی نرمی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

لما فی الہندیۃ : تجب الشکنی لہا علیہ فی بیت خال من ہلہ و اہلہا الا ان تختار ذلک - و المختار فی الہندیۃ ج ۱ ص ۵۵۵ البتہ الساعۃ منہ فترہقان الفصل الثاني فی الشکنی علیہ

مسوال :- ایک آدمی اپنے بوڑھے اور ضعیف والدین کی نافرمانی بدترین جرم ہے | والدین کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا بلکہ ان کی نافرمانی توہین اور سب و شتم بھی کرتا ہے، تو ایسے شخص کے باعث میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- والدین کی نافرمانی اور ان کی گستاخی کرنا شریعت میں بدترین جرم اور دشمنی و آخر دی تباہی و بربادی کا باعث ہے اور ان کی خوشنودی اور تابعداری جنت میں داخلہ کا ذریعہ و سبب ہے، بلکہ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کو جنت اقدام الامتعات قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا خوشنودی باب کی خوشنودی سے بزرگ بھی ہے۔ تو والدین کا نافرمانی یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے اور ایسا شخص سزا کے قائل ہے و الیہ دُنیا میں زجر و سزا راہی الامام کے قول ہے وہ جتنا اور جیسا مناسب سمجھے وہ ہی بہتر ہو گا۔

لے قال علامۃ عاہرین عبدالرشید بھادوی : تجب الشکنی لہا علیہ فی بیت خال من ہلہ و اہلہا الا ان تختار ذلک - و المختار فی الہندیۃ ج ۱ ص ۵۵۵ البتہ الساعۃ منہ فترہقان الفصل الثاني فی الشکنی علیہ

و المختار فی الہندیۃ ج ۱ ص ۵۵۵ البتہ الساعۃ منہ فترہقان الفصل الثاني فی الشکنی علیہ

أَقْلَ اللَّهُ لَعَلَّيْ: وَلَا تَعْلَمُ أَهْمًا أَيَّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا

گرمیما۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۷) لے

علم دین کے حصول کے لیے والدین کی اجازت کا حکم | اس سوال سے ایک شخص کو
عوام دینیہ حاصل کرنے

کا برا شوق ہے، جبکہ اس کا کچھ نہ کچھ کاروبار بھی ہے اور کاروبار کے علاوہ بھی اس کی
مالی حالت بھی ہے، تو کیا یہ شخص بلا اجازت والدین حصول علم کے لیے جاسکتا ہے یا نہیں؟
اور نیکلتے سے دائرین کی فرمائی تو نہیں ہوگی؟

الجواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق علم دین کا حصول ہر مسلمان
مرد و عورت کی ذمہ داری ہے، کم از کم اتنا علم ہو کہ دین کی بنیادی ضرورتوں سے آگاہ ہو
سکے، ورنہ کے لیے والدین کا منع کرنا کوئی شرعی عذر نہیں، بلا اجازت والدین بھی بالغ بیٹا
حصول علم کے لیے سفر کر سکتا ہے اور عورت مذکورہ میں والدین کے منع اور حجام نہ ہونے
کی وجہ سے یہ بیٹھا عاق اور نافرمان بھی نہ ہوگا

لَفِي الْهِنْدِيَّةِ: راجع خرج قلب العلم بغیر ذن واندیدہ فلا باس به
والحرکت هَذَا عَقُوبًا۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ مکتب الباب اساسی
والعشرون فی الرجل یخرج الی السفر... الخ) ۷۷

سے اسے اور در فی الحدیث: عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ (قد قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم: مَنْ رَانَ الذَّلِيلُ بِفَقْرٍ لَّهِ مَتَاهَا مَا شَاءَ مِنَ الْخَلْقِ وَالْأَنْفُسِ
فَانْفَرَّ يَعْمَلُ لِمَنْ يَهْوَىٰ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ۔

مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ مکتب باب الذین والصلۃ
وَمَنْ لَّهِ وَالْأَنْفُسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ باب الذین والصلۃ)
لے تان الامامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری رحمہ اللہ، ولو خرج بطلب العلم
بلا إذن ابویہ لا یصد عاقبا کما ذکرنا فی الخراء نقلاً عن علامۃ الفتاوی ج ۲ مکتب
کتاب الکرامین)

کریستہ قد الامامہ شیر احمد عثمانی فی انعم الملم ج ۱ ص ۲۵۲ باب کیا اثر واکبر جہاد

کسی مسلمان کو بُرے القابات سے پکارنا۔ سوال: اگر کوئی شخص بلا کسی شرعی وجہ کے دوسرے مسلمان کو فاسق اور

قاجر کے القاب سے متهم کرے تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
الجواب: ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت اور اُبرو کی حفاظت لازمی ہے اور ایسے بُرے القاب اور یہودہ کلمات جن سے مسلمان کی عزت پر حرف آتا ہو اس سے بھی پرہیز از حد ضروری ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایسے فسق و فحور والے اقدمات سے کسی کو تنہم کرنے سے منع فرمایا ہے کسی مسلمان کو فاسق اور قاجر کہنے والا شخص قابلِ تعزیر ہے، اس بارے میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ یہ سزا حاکم کی سویا بیہ بدعتی ہے وہ جیسا مناسب سمجھے سزائے سکتا ہے البتہ اس کی کوئی حد مقرر نہیں، اور اگر واقعی یہ فاسق اور قاجر ہو تو یہ بہت بُرا کام ہے لیکن ایسا کہنے والے پر تعزیر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

مَا قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَلَا تَلْعَنُوا أُنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ بَوَاقِلٌ لَا تُقَابُ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا تَعْلَمُونَ (سورة الحجرات آیت ۱۸)۔

مسلمان کی توہین اور استہزاء کرنا | سوال: ایک شخص بلا کسی وجہ کے مسلمان
ان کا سزاوارتا ہے ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟
الجواب: قرآن و حدیث کی رو سے ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان

کا استہزاء اور سزاوارتا کرنا سخت گناہ ہے خواہ عالم ہو یا جاہل ہو، گناہ کا یہ مہیا پرہیزگار
اس کا مذاق اڑانا شرعاً منسوخ ہے۔ سورۃ الحجرات میں جو اخلاقی تعلیمات بیان

لمعقال العلامة طاهر بن عبد الرشید البخاری: یوقال لاحد یادیوث یا فاسق
یا فاجر لا یجب الحد لکن یعزرھذاذا قال لفلانح اما اذا قال لفلانح یا فاسق حدی حدی لیسیر
لا یجب شئ واختیار التعزیر لئلا رأی الامام من واحد الی تسع وثلاثین۔

(مفردات الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۳۲ کتاب الحدود)

دُیْنَةُ فِي بَدَنِ الْعَوْنِ ج ۲ مکتب کتاب الحدود۔

کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی مسلمان کا مذاق نہ اڑایا جائے۔ اور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمان کو مسلمان کا بھائی قرار دے کر مذکے مسخر و مذاق سے منع
فرمایا ہے: *یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الْمُسْلِمُ بَرٌّ قِيَامَتِ سُنَّتِ سِرِّا ہوں گی۔*

قَالَ اللَّهُ تَبَرَّكَ وَتَعَالَى رِثَايُهَا الْوَيْلُ الْمُنَوَّلَا يَسْتَعْرِقُوهُم قُلْ يٰۤاَيُّهَا
اَنْ تَكُوْنُوْا اٰخِيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا يَسَاءَ مِنْ بَسَاۤءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَتْ خَيْرًا مِّنْهُنَّ۔

(سورۃ الحجرت آیت مثل)۔

استمناء بالید کا حکم | سوالیہ۔ استمناء با یمہ و بائمنہ سے منی تکلیف حاصل کرنا ہر
مذکب کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب :- قرآن و سنت کی تصریحات کے مطابق استمناء با یمہ بدون عذر و شہدہ
کے حرام و ناجائز ہے اور ایسا کرنے والا مستحق تعزیر ہے تاہم اگر کسی شخص میں مستمناء
ہونے کا خطرہ ہو تو احوال البیہوشین کی رو سے رخصت کا امکان ہے۔

مَا قَالَ الْعَلَمَةُ الْمُصَنِّفُ : اَلْاِسْتِمْنَاءُ حَرَامٌ وَفِيهِ الْعِزَّةُ وَفِيهِ الدَّلَالَةُ عَلَى الْاِسْتِمْنَاءِ
(تحت قولہ الاستمناء حرام) ای : کلفت و اذان الاستمناء بالاشہوۃ اما انفسہ
الاشہوۃ و لیس لہ زوجۃ و لا امۃ ففعل ذلک لتکلیفہا فالرجاء ان لا یزال علیہ
رد مختار ۳۳۷ عک ۲ کتب الحدود و حصل فی التعذیر)۔

لحدود و فی الحدیث : عن ابی ہریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحاسدوا ولا تحاسنوا
ولا یأمن بعضکم ببعض و کونوا عبادا لله انما انا نازل بالاسلام اخ المسلم ینظر
و لا یخذلہ و لا یحقرہ و لا یغتری بہ و ینشیر الی صدرہ ثلاث مرار عصب امیر من
اشترى ان یحقر اخاه المسلم یحقر المسلم علی المسلم حرام و ما لہ و عرضہ۔

الاصحیح المسلم ۳۴۰ و ۳۴۱ باب تحقیر ظلم المسلم

۲ قال العلامة السید محمد بن ابی نعیم : و کذا یختلف استمناء الرجل بید و یمین فی الخصیۃ و یجلد غیر
فیمہ و لا یضرب علی حریمہ و هو عندہم داخل فیہ و اراءہ لہ قال ابن حجر : عیاذ ذلک غلبتہ الشہوۃ
ففعل ما لہ لتکلیفہا بہا الرجاء البیہوش (روح المعانی ۳۷۸ سورۃ المؤمنون)

و یشکل فی نفسہ لظہری ۳۷۶-۳۷۷ سورۃ المؤمنون۔

سوال :- کسی قابل تعظیم شخص کے ہاتھ پاؤں پر مائٹھ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- قابل تعظیم شخصیات کی دست بوسی میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ ہر دستِ وقت رکوع یا سجدہ کا کیفیت پیش نہ آئے۔

لما قال العلامة الحنفیؒ: (ولا بأس بتقبیل ید الرجل للعالم المتوسع علی سبیل التبرک) (الفتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۳۲۳) کتاب المصروف والاباحۃ فصل الاستیذان وغیرہ، ملخص
سوال :- آج کل مسلمان حکمران غیر ملکی دورے کے
کفار سے مصافحہ کرنے کا حکم
دورہ نماں کے کفار سے مصافحہ کرتے ہیں، تو کیا اسلام
میں کفار سے مصافحہ کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب :- کفار کی عزت و حریم کی نیت سے ان سے مصافحہ کرنا ایمانی غیرت کے منافی ہے، تاہم اگر محاسبات کے دائرہ میں ہو یا کفار کی مسامحہ میں رغبت کے صلے میں
تو ان سے ہاتھ ملانے میں کوئی حرج نہیں البتہ یہ غرور کا ہے کہ ہاتھ ملاتے وقت
السلام علیکم نہ کہا جائے۔

لما قال العلامة طاہر بن عبد الرشید البخاریؒ: (یکبر مصافحۃ اہل الذمۃ۔
(خلاصۃ المشاوی) ۲۴ ص ۳۳۳ کتاب التکرہ فی النوع منہ فی الاسلام) ملخص
سوال :- بعض مریدین ان پچھوٹے بہت بڑوں
مرشد کے قدموں پر گر گئے کا حکم
یا مرشد سے ملاقات کرتے وقت ان کے
قدموں پر گر جاتے ہیں، تو کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

لے لغاریۃ الامام محمد بن اسماعیل البخاریؒ: عن صاحب قال رأیت علی یقبیل
ید العباس ورجلیہ۔ (ادب المفرد ص ۲۵۳) باب تقبیل ید ورجل الرجل۔

وتمثلہ فی المبحر الرائق ج ۸ ص ۹۸۸ کتاب الخطر والاباحۃ۔
ثم قال بعد علامۃ الحنفیؒ: كما كره المصنف مصافحۃ الذمى۔

(الدر المختار علی حدود الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب المصروف والاباحۃ، فصل فی ایمن)
وتمثلہ فی الہندیۃ ج ۵ ص ۲۴۸ الباب الرابع عشر فی اہل الذمۃ الخ۔

الجواب :- اسوی اللہ کے کسم کی ایسی تعظیم کہ اس پر بھی دروازہ کھلا جائے۔
بغیر اللہ کے سزا دہ ہے جو شرعاً مانوج بہتر ہے، اس لیے فقہاء کرام نے اس قسم کی
تعظیم کو مکروہ کہا ہے۔

ما فی الہندیۃ : ویکرہ لانحناء عند التخصیۃ ویدہ ورد النہی .

راحتہ دی : ہندیۃ ۵۳ ص ۳۶۹ ابواب الثامن والعشرون فی ملأۃ الملوث بہ لہ
حشرات ارضی کو بھلانے کا حکم سوال :- حشرات الارض یعنی کھمبے، پشتور وغیرہ کو
بھلانا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ذی روح امشیہ کو آگ سے بھلانا یا ان پر گرم پانی ڈالنا ایک مکروہ عمل ہے
اس لیے کہ تقدسِ بانیہ خارج حق تعالیٰ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اس لیے اس عمل سے
ابتعاد ہی بہتر ہے۔

لما قال العلامة علی بن سلطان محمد الساری : واما ما فی شرعنا فلا يجوز حرق
الحيوان بالشارع بالافقصاص وسواء فی مبيع الاحراق بالشارع النفس : فیہندیۃ
المشہورہ لا یعذب بالشارع لانہ تعالیٰ (صفاۃ المطایع ص ۱۳۹) باب دہکلا دو ما بحرمت
مبجہ میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا | سوال :- مساجد میں گم شدہ اشیاء کا
اعلان کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں، عبادتِ الہی
کے علاوہ دوسرا کوئی بھی دنیاوی عمل کرنا محذور اور ہے اور خصوصاً کسی گم شدہ چیز کے
اعلان کے بارے میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے منع فرمایا
ہے، تاہم اگر کوئی چیز مسجد ہی میں گم ہوئی ہو تو اس کا اعلان کرنا مریض ہے لیکن

لما قال العلامة عبد الرحمن بن خلیفہ محمد الدعویشی زانہ : ویکرہ لانحناء لانہ یتبدل
الجوس - مجمع الاذہر شرح ملحق الاذہر ج ۲ ص ۱۸۸ کتاب المکرمۃ فصل فی البیع .

تہ ما فی الہندیۃ : واحراق النمل والعقرب بان مکروہہ وغناوی الہندیۃ ج ۱
ابواب الخادی والعشرون فیما یسح من جراثیم الخ

پھر بھی پسند پرہ عن نہیں ہے۔

لما رواه الامام ابوالمحسن مسلم بن الحجاج القشيري عن شاذان بن السهاتنه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سمع رجلاً يشذ بضالة في المسجد فليقل لا ردها الله عليك فان المساجد تعزيب لهنذا.

والمصنف رحمه الله ج ۱ ع ۱۸۱ باب نشر الضلالة في المسجد

مسجد میں سوال کرنے کا حکم | سوال :- مسجد میں سوال کرنا اور سائل کو کچھ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- مساجد کا جس قدر تعالیٰ کی عبادت کے لیے کی گئی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ دیگر اعمال کرنا مناسب نہیں، تاہم سائل کو بدولت الہیہ کے دینے میں کوئی حرج نہیں، البتہ مسجد کی ضروریات، مدرسہ اور چہار و خمیرہ کے لیے چندہ کرنا بھی مخصص ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کاموں کے لیے چندہ کرنا ثابت ہے۔

لما قال العلامة علاؤ الدین المصنف، ويحوز فيه السؤال. وقال العلامة ابن عابدین: يكره إعطاء مسائل المسجد إلا إذا المرء يخطب الناس في المناس. والرد المحتار على منہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۹ مكرهات الصلوة ۲

لما قال العلامة محمد يوسف البزنجي: وأما نشر الضلالة صوتان أحدهما هي التهم واشنع بأن يضل شيء خارج المسجد فعلى من يشر في المسجد لأجل اجتماع الناس فيه وللثانية أن يضل في المسجد نفسه فيشذ فيه وهذا يجوز إذا كان من غير لغط و شغب - ومعارف السنن ج ۳ ص ۳۱۱ یا ۳۱۲ فی کراہیۃ البیع والشراء والضلالة الخ ومثلہ فی سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۵۹ باب فی کراہیۃ الشراء والضلالة فی المسجد ۱ ۲

۲ علامہ قال العلامة علی بن سلطان محمد القلندر: ویدخل فی هذا كل أمر يعرض له المسجد من البيع والشراء ونحو ذلك وكان بعض السلف لا يرون أن يتصدق على السائل المعترض في المسجد - روضة المفاتيح ج ۲ ص ۱۹۹ باب المساجد ومواضع الصلوة - ومثلہ فی الاعیاء لتعلیل المختار ج ۳ ص ۱۵۸ کتاب الکراہیۃ فصل انکسب -

ملانی، ہندیہ: فائدہ عطس اکثر من ثلاث مرات فان عطس یحمد اللہ
کل مرتۃ فمن كان یحضر قہ ان یشتد فی کل مرتۃ فحسب دینہ لم یثبت
بعد الثلاث تحسن ایضا۔ وانما ولی الہندیہ ج ۵ ملت الباب السابع
فی السلام وتثبت العطس) لہ

زانی کا سوشل بائیکاٹ کرنا اور نماز جنازہ پڑھنے کا حکم اسوں ایک شخص
اجنبی عورت کو بغیر نکاح کے اپنے پاس رکھتا ہے جبکہ پوسہ معاشرے پر اس کی تہذیب
حرکت واضح ہے جبکہ اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے اجراء حد مشکل ہے تو ایسے
حالات میں اس شخص کے ساتھ سماجی تعلقات قائم کرنے یا لین دین کرنے اور نماز جنازہ
پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

الجواب: بشرط صحت سوال اگر شخص واقعی زانی ہو اور تحسن بھی ہو تو شرعی
شہادت کے ثابت ہونے کے بعد قابل رحم ہے لیکن یہ رحم کرنا قاضی اور حکومت اسکا
کی ذمہ داری ہے عوام الناس کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی اس سے مالی قربانہ
لینے کی عوام کو اجازت ہے، البتہ فقہاء کو امام نے فرمایا ہے کہ اسلامی مملکت میں
بسا اوقات مالی تعزیر مرتبہ کے بغیر کسی کی اصلاح ممکن نہ ہو اور قاضی مناسب سمجھے
تو مالی تعزیر بھی دے سکتا ہے لیکن عوام کے لیے ایسا کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے
عوام الناس کو چاہیے کہ ایسے شخص کا بائیکاٹ کر کے اس سے تمام تعلقات اور لین دین
بند کر دیں اور اس کے علم و خوشی میں بھی شریک نہ ہوں نہ کہ وہ اپنے اس ملامت شریعت
فعل کے ارتکاب سے باز آنے پر مجبور ہو، اور جہاں تک نماز جنازہ کا تعلق ہے
تو علماء اہل سنت کے نزدیک ایک مسلمان گناہوں کا ارتکاب کرنے سے ایمان سے

لحم قال العلامة طاہر بن عبد الرشید البغدادی: وفي العطاس فوق الثلاث من
شخص وحسن وان لم يفعلوا فلا بأس بهم وان عطس یحمد اللہ۔

خلاصہ افتاوی ج ۴ ملت کتاب النکاحیۃ، نوع منہ فی اسلام (۲)
وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْهُ عَلَى هَاشِمِ الْهِنْدِيَّةِ ج ۴ ملت کتاب النکاحیۃ فصل فی التعلیم و

خارج نہیں ہوتا بخلاف کبیرہ گناہ ہوں یا صغیرہ البتہ کبیرہ گناہ اور قابل سزا ہے، مذکورہ صورت میں جہازہ بھی پڑھایا جائے گا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی کیا جائے گا۔
لما قال العلامة القزويني: اعذر وهو انكذب دون الحد... لا يأخذ
مالاً في نكذب۔
زبور کا بعد ازاں مذکور القاری ج ۳ ص ۴۷ باب القزوينی ص ۱۵

کسی کو غم و ستم سے بچانے کیلئے جھوٹ بولنے کا حکم [سوال]۔ اگر کسی
جو جبکہ کذب بیانی کے بغیر اس کا دفع ہونا ناممکن ہو تو اس کو غم و ستم سے بچانے
کے لیے کذب بیانی کی شریعت میں اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب: جھوٹ اور کذب بیانی ایک ایسی عادت ہے جو کہ ہر وقت ناجائز
ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے اور اس کا دیرینہ ثبوت بھی
اس کے بارے میں وعیدیں وارد ہیں۔ لیکن بسا اوقات اگر کسی انسان پر غم و ستم کا ایسا
اندیشہ ہو کہ کذب بیانی کے علاوہ اس کی تلافی ناممکن ہو تو ایسے حالات میں تو یہ بیکرنا
مباح ہے جو کہ حقیقتاً جھوٹ نہیں اگرچہ بظاہر جھوٹ ہی لگتا ہو یا دین پر جھوٹ لگنے
کا خطرہ ہو جبکہ ظاہری کذب بیانی کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو تو ایسی صورت
میں جھوٹ بولنا مقرر ہے۔

لما قال العلامة علاؤ الدین الحصکفی رحمہ اللہ: الکذب مباح لاحیاء حقہ
و دفع الظلم عن نفسه والمردہ التعلیض لأرباب عین الکذب حرام۔
زاد المتعارفین ص ۴۴۴ کتاب الخطر والاباحۃ، فصل فی البیع ص ۱۵

لما قال العلامة ملا علی القاری رحمہ اللہ: ولا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب وان كنت
کبیراً اذا لم یستعملها۔ (شرح الخلقہ) کبیر الکبیرۃ لا یحرم المؤمن من الامران
لما قال العلامة طاهر بن عبد الوہید القاری: جواز الکذب فی خلافۃ مواضع
فی الصلح بین الناس و فی الحرب ومع امرئہ۔ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۴۴ بقصد
الثالث فیما یتعلق بالعامی، کتاب النکاح ص ۴۵۵

و مشغلۃ فی البعازۃ علی هامش الہندیۃ ج ۱ ص ۴۵۵ ابنا الشافعی یتعلق بالندہ۔

زلزلہ کے وقت گھروں سے باہر نکلنا سوال بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ زلزلہ کے وقت کمریوں اور گھروں سے فوراً باہر نکل آتے ہیں، کیا شریعت مقدسہ میں بوقت زلزلہ ایسا کرنا جائز ہے؟
الجواب۔ زلزلہ کے دوران چونکہ عمارتوں کے گرنے یا اور کسی نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے اور اپنی جان کی حفاظت کرنا بھی انسان پر لازم ہے اس لیے اس لیے ایسے اذقات میں گھروں سے باہر نکلنا نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے کیونکہ نہ نکلنے کی صورت میں اپنی جان کو ہلاکت اور خطر میں ڈالنے کے مترادف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

لَمَّا قَالَ اللَّهُ تبارك وتعالى: وَلَا تَقُولُوا لِمَا يُذْنِبُونَ إِنَّمَا اتَّقُوا إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَسْتَوِا إِلَى اللَّهِ يَحِبُّ الْغَنِيِّينَ (البقرة آیت ۱۹۵) سوال ۱۔ فحاشی اور بے نیکی کے اس

گناہ نے بچانے کو ذریعہ معاش بنانا دور میں بعض لوگوں نے گناہے بھلنے کی بنا پر ذریعہ معاش بنایا ہوتا ہے یعنی زلموں اور بیہوشی وغیرہ کے لیے گناہے کھ کر اور گناہے حاصل کرتے ہیں تو کیا گناہے بچانے کو ذریعہ معاش بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ گناہے بچانے کے ذریعے گناہے کرنا اور اس کو ذریعہ معاش بنانا جائز نہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اسی لیے گناہے بچانے سے دل میں شقاق اور دوی سے دوری پیدا ہوتی ہے لہذا اس کے ذریعہ کمایا ہوا مال حرام ہوگا۔

لَمَّا قَالَ الْعَالِمُ ابْنُ الْهَيْثَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَيَكُونُ كَسْبُ الْغَنِيِّ وَالْفَائِجَةِ كَذَا

لے ماقال العلامة ابن الہیثم رَحِمَهُ اللَّهُ: وَإِذَا تَوَلَّزَتِ الْأَرْضُ وَهَوَتْ بَيْتُهُ لَمْ يَنْظُرْ إِلَى الْهَيْثَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ الْبَزْازِيَّةَ حَتَّى هَامَتْ الْبَهْدِيَّةُ ۶۴۴ (الباب التاسع في المنعوقات)

وَمَقْلُوبٌ فِي الدَّرَجَاتِ الْمُنْتَخَرَةِ مِنْ مَدْرَسَةِ الْمُتَخَرِّجِينَ ۶۴۴ كِتَابُ الْكُرَاهِيَّةِ۔

فَإِنْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ أَنْ يَتَّقِ اللَّهَ وَاجْتَمَعَ الْمَالُ حَرَامٌ ۖ وَفِي الْقَدِيمِ مِنْ تَرْكِهَا بَعْضُ مَا يَحْتَاجُ إِلَى
 بغير طہارت کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا | سوال :- ایک شخص نجاست لگ گیا ہے
 کے لیے وضو کیا جاتا ہے، تو کیا اس شخص کے لیے قرآن پاک کو چھونا جائز ہے یا نہیں؟
 الجواب :- قرآن پاک چھونے کا نام الہی ہے اس لیے اس کا منہام و مرتبہ بھی غزو
 باللہ ہے اس کو ہاتھ لگنے کے لیے ظاہری اور باطنی ناپاکی دور کرنا ضروری ہے کیونکہ
 قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ناپاک آدمی قرآن پاک کو مس نہیں کر سکتا
 اس لیے بے وضو انسان کے لیے قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے، البتہ غلغلہ کی
 موجودگی میں چھونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ معصیت سے لگا ہوا غلط نہیں بلکہ
 وقایہ سے غیر محیط کبیر امر الہی ہے ۔

لَمَّا قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۖ تَنْزِيلُ مِثْقَلِ رَيْبٍ
 الْعَالِيَيْنَا ۖ (سورة الواقعة آیت ۷۸-۷۹) مسئلہ

قاری یا سامعین تلاوت پر سلام کرنا | سوال :- ایک قاری قرآن پاک
 کی تلاوت کر رہا ہو اور لوگ آگے
 اور دگر بیٹھ کر قرآن پاک سن رہے ہوں تو کیا ان کو سلام کرنا چاہیئے یا نہیں؟ اور
 حاضرین مجلس سامعین پر اس سلام کا جواب دینا لازم ہے یا نہیں؟
 الجواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات میں انشاء اسلام کا

لَمَّا قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۖ تَنْزِيلُ مِثْقَلِ رَيْبٍ
 الْعَالِيَيْنَا ۖ (سورة الواقعة آیت ۷۸-۷۹) مسئلہ

وَمَشْنُونٌ فِي مَجْمُوعَةِ الْفَتَاوَى ۲۸۰ منہ ۲۹ کتاب المظاہر ولا با حۃ .
 کہ قال بعدۃ ابن عابدینؒ : ومنہ اتا من القرآن ولوح اور ہم لو حائط
 (الابلاغہ - رد المحتار ۱۴ منہ ۲۱۲ باب الخوض)
 وَمَشْنُونٌ فِي الْمُنْتَكَاتِ الْعُثْمَانِيَةِ مَلِكٌ لَعَلَّامٌ شَيْخٌ رَاجِحٌ عَفَافٌ

ابلیک السلام۔ دُسن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۳۳ باب فی یقین بقرآن اسلام (۱) لے
 ننگے سر نماز پڑھنا۔ **مسوال ۱۔** بعض لوگ بغیر ٹوپی کے نماز پڑھتے اور یہ کہ
 کی عادت مرقی ہے، کیا ننگے سر نماز پڑھنا شرعاً
 جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۱۔ اگر کوئی شخص محض تسبیٰ اور تہلیل کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہو
 اور وہ بے بگڑی استعمال کرتے اور سر ڈھانپنے کا خیال نہیں رکھتا تو مکروہ ہے
 البتہ اگر عاجزی اور تنزل کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو اس میں کوئی کراہت
 نہیں اور اگر اس کام کو سقاہت و نفرت کی نظر سے دیکھے تو اس کے کفر کا ثبوت ہے۔
 لما قاله اعلیٰ امة احصیٰ؟ ویکبر صلاۃ حاسر ای کاشفاً رأسه
 لتکامن وریاسه بالتذلل اما الاھانة بها فکفر ولو سقطت قلبسوتہ فاعادتها

افضل۔ (الدرالمختار علی ص ۵۵۰ تحت راج ۱) مکروہات الصلوٰۃ (۲)

تو نجس کائنے کا حکم **مسوال ۱۔** کیا سرنجوں کا حلق اولیٰ ہے یا انہیں کاٹ کر کم
 کرنا اولیٰ ہے؟ بعض لوگ بلیڈ کے ذریعے کاٹنا مناسب نہیں
 سمجھتے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب ۱۔ سرنجوں کے بارے میں علماء کرام نے تصریح اور موقر دونوں پر قول کیا ہے
 حلق کرنے میں یا قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اکثر علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ کٹنے
 میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ کوئی حلق نظر آئے، تو اس طرح کرنے سے حق و نفرت دونوں پر

لعمادی الہندیۃ، واذا امر زجلاً ان یقر وسلام علی فلا ینجب علیہ وذلک۔

(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۲۳۳ باب السابغ فی التلازم والخر)

وَمُتَّعَ فی الدر المختار علی ص ۵۵۰ رد المحتدر ج ۲ ص ۲۳۳ باب الحظر والایاحۃ۔

اے قال، الشیخ براہیم الحلیمی، یکرہ ان یصنی حاسراً ای حال کو نہ کہ شفاً یا سداً تکاملاً
 ای ان اکسر وہیہ ان استقل تعبطتہ ولم یرھا امرٌ محتملاً فی نفسی ولا یأس بہاذا اقص
 بہ تذللًا وخشوعاً۔ (حبلی کیس ص ۲۳۸ مکروہات الصلوٰۃ)

وَمُتَّعَ فی الخاتیۃ علی حامش الہندیۃ ج ۱ ص ۱۳۵ کتاب الصلوٰۃ فی نفس فکر وھا صلوٰۃ۔

مغربی فیشن کے مطابق سر کے بال کٹوانا | سوال :- اگر کوئی مسلمان اپنے سر کے بالوں کا بعض حصہ زیادہ کٹوائے اور بعض حصہ کم کٹوائے یا دیگر مغربی فیشن کے مطابق سر کے بال کٹوائے تو کیا اس طریقے سے سر کے بال کٹوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو سر کا صحن کیا ہے اور یا تین طریقوں سے صحن دیا ہے، نہ اور مجسمہ سر کے بال رکھے ہیں۔ لہذا اگر سر کے بعض بال زیادہ کاٹ دیئے جائیں اور بعض رکھے جائیں تو یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر غیر مسلم اقوام کی مشابہت ہے اس لیے اگر غیر مسلم اقوام کی وجہ سے اس قسم کے بال بنانے سے اجتناب ضروری ہے۔

ماوردی الحدیث، عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۳ کتاب النہایں) لہ
غیر ضروری بالوں کی صفائی کا حکم | سوال :- زیر ذیل مسئلہ بالوں کے ازالہ کے لیے مستحسن طریقہ کیا ہے؟

الجواب :- مرد و زن کے لیے کسی بھی طریقے سے اپنے بدن کے غیر ضروری بالوں کا ازالہ ضروری ہے، ان کے ازالہ کے لیے کسی دوائی یا آلہ کا سہارا لینا جائز ہے تاہم خواتین کے لیے انگیر لے سے نکلنا مستحسن ہے۔

لا قال العلامة ملا علی قاریؒ، قالوا الاولى للمرأة: التفتن لوجه نظف وأبعد عن الخيل من يمينها
أول الخيل لأن شهوة المرأة أضاع شهوة الرجل إذا جاءته بها تسفل وتسعين جزمتها ووطئت جزمتها
بعضها والحق يقويها فأمر كل منها، هو نسب به۔ (مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۴۸)

لہذا فی الہندیۃ، ان الستۃ فی شعر الرأین اما الفیق واما الخلق ویکس ھما لوی ان الخلق مستنہ۔

رافعاوی الہندیۃ ج ۵ ص ۲۸۱ آیات التاسع عشر فی اختان والمضام

لہذا فی اعلامہ ابن عابدینؒ، قوله ویستحب حلق عانتہم فی الہندیۃ ویجوز یمن تحت
السر وقد عالج بالنورۃ یجوز، کن فی الغرائب وفي الاشیاء والستۃ فی عاقۃ المرأة المختص۔

(مراد المختار ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الخطر والا یا حلق، فصل فی الیمیع)

پیدا ہونے کی صورت پر مضمون پہنچنے کے وقت کا حکم | سوال :- اگر کوئی بچہ غٹوی پیدا ہو تو مکمل طور پر باہر نہ ہو تو کیا اس کا دوبارہ قند کیا جائے گا یا نہیں ؟
الجواب :- مضمون پہنچنے کے بارے میں اہل الرائے سے مشورہ کیا جائے اگر اس کا مضمون ہونا یقینی ہو تو دوبارہ قند کرنا ضروری نہیں ۔

ما قال العلامة مہار بن حید الرشید البخاری : نصبی اذا كانت حشفة ظاهرة ولا يمكن من مد جلد ، فتركه الا يشد يد وظهر وحشفه بحاله لو رآها انسان بريها معانته اخذت لا يشدد عليه ويترك ولا يعرض - (رسالة لقادى ج ۴ ص ۳۳)
کتاب الکراہیۃ ، جس آخر (لے

بعد ابلوغ قند میں شرمگاہ پر نگاہ پڑنے کا حکم | سوال :- بلوغ ہونے کے بعد قند پڑنے کا شرعی کیا حکم ہے ؟

الجواب :- قند شعائر اسلام میں شمار ہوتا ہے جو شرعی ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے اس لیے ضرورت کے تحت ڈاکڑ یا عجم کا ٹنگہ کہ کوئی حشمت عظیمہ پر پڑنا ضروری ہے ۔
ما قال العلامة الکاسانی : قد بان ان ينظر الرجل من الرجل الى موضع الختان بحشفه ولو يد ويد بعد الختن (ردائع المتابع فی تحفہ ، الشرائع ج ۵ ص ۱۳۳) کتاب الاستحسان (لے

لعرف القندية : النصبي اذا لم يختن ولا يمكن ان يمد جلدته لتصلح الا بقتل من يد وحشفه ظاهرة اذا رآها الانسان يولد كافه ختن ينظر اليه الشقات واهل البصر من الجمع من فان قالوا هو على خلاف ما يمكن الاخذت ان فائدة لا يشدد عليه ويترك - (لقادى اسہنی ج ۵ ص ۳۵) الباب التاسع عشر في الختان والخصاء

لے قال العلامة مہار بن حید الرشید : يجوز النظر الى قديم الرجل المختن -
الفتاوى الميزانية علی هامش ص ۲۶۲ کتاب الکراہیۃ (الباب التاسع في الختن)
وہم لے فی رد المحتار ج ۵ ص ۳۳ کتاب الخطر والایاحۃ فصل في النظر وليس ۔

چہرے کے زائد بال دور کرنے کا حکم سوال: چہرے سے دائرہ کے علاوہ
 زائد بالوں کا دور کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: دائرہ کی حدود کے علاوہ چہرے کے زائد بالوں کے دور کرنے
 میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے تاہم اس میں اتنا مبالغہ نہ کیا جائے کہ محضت سے
 مشابہت ہو جائے۔

لما قال العلامة ابن عابدين: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم
 يشبه الخنث - (رماد المختار ج ۴ ص ۲۸۱ کتاب الخطر والاباحۃ، فصل فی البیع) ۱۰
 سوال: جناب مفتی صاحب: شریعت مقدسہ میں
 دائرہ کی شرعی حد دائرہ رکھنے کی کوئی حد مقرر ہے یا نہیں؟

الجواب: دائرہ بنید علیہم السلام کی منبت قدیمہ ہے اور شرعاً اسلام میں
 اس کا شمار ہر قسم، فقہاء و کرام کی تحقیقات کی مدد میں دائرہ کی کارکن و واجب ہے جس کی
 مقدار ایک مشت ہے، اس سے کم دائرہ رکھنا خلاف سنت ہے۔

لما رواه امام أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم القضاة: عن ابن عمر أنه
 كان يقبض على خبثه فيأخذ منها ما جاوز القبضة. (كتاب الآث والامام
 أبو يوسف ص ۲۴۲ فی الخضاہ و الاخذ من الخبثۃ، رقم حدیث ۱۰۳۹) ۱۱

قال العلامة الاشاعري: انتهى بالطوري في كلمة البحر: ولا بأس بان يأخذ
 الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه الخنث - (البحر الرائق ج ۸ ص ۲۸۱ کتاب
 الکراہیۃ، فصل فی البیع) ۱۲

قال العلامة علي بن سلطان محمد القاري: وفي الاحياء قد اختلفوا فيما ل
 من الخبث ان قبض الرجل على خبثه وأخذ ما تحت القبضة فلا بأس به
 وقد فعله ابن عمر من التابعين وأما عن الشعبي وأما سيد بن
 (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۲۹۸ باب فی الرجل الفصل الاول)

ومثله في كتاب الآث راجع محمد ص ۱۹۸ باب حف الشعر من اوجه -

مسائل کے بعد ہاتھوں کو چومنا | سوال :- جناب مفتی صاحب! بعض لوگوں کو کے بعد اپنے ہاتھ چومتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت معاف کرنے کے بعد اپنے ہاتھ چومنا مکروہ ہے شریعت فقہ میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

لما قال العلامة الحنفی: وكذا ما يفعلونه الجہال فقبیل یدانفسہ اذا لقی غیرہ فهو مكروه فلا رخصة فيه۔

رائد المختار ج ۵ مسئلہ کتاب النكاح ح ۱

بے دین خواتین سے پردہ کرنے کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب! بعض خواتین گنہگار اخلاق اور کردار والی ہوتی ہیں شرعاً اور دیندار گھرانوں میں ان کے آنے جانے سے فتنہ اور فساد کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے تو کیا شرعاً اس بات کی اجازت ہے کہ دیندار گھرانوں کی باپردہ خواتین ان سے پردہ کریں؟

الجواب :- اسلام انسان کی محبت و محبت اور عزت و آبرو کا خیال رکھتا ہے، اور جن حوا میں سے اس کی محبت و محبت پامال ہوتی ہو وہاں سے منع کرتا ہے بوجہ کثرت اور باپردہ گھروں میں برے اور گنہگار اخلاق والی خواتین کے آنے جانے سے مسموم بچوں خصوصاً محبت کتاب خواتین کے متاثر ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ لہذا فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے بے دین اور برے اخلاق والی عورتوں سے محبت اور دیندار خواتین کو پردہ کرنا ضروری ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ، ولا ينبغي للمرأة الصالحة ان تنظر اليها المرأة الفاحشة لانهما تصفها عند الرجال فتلا قطع جليها بها ولا يحسارها۔ ردة المختار ج ۵ مسئلہ کتاب النكاح والاباحۃ۔ فصل في البيع۔



ٹیلیوژن کے بُرے اثرات اور مسلمانوں کی ذمہ داری | سوال، نروہی حضرت
شیخ الحدیث صاحب مدظلہ

یہاں کیرنس ٹریڈ یونٹن بورڈ کے میں کھر گھرنی پہلا نمبر کے لیے ٹیلیوژن نصب ہیں جس کے پروگرام عموماً یہ ہیں کہ رہنمایاں ہم رہنہ راکیاں درقص و سرور کرتی ہیں۔ گانا گانا رنوں وکر ، دھنکا دھنکا ، الہ فاشی کہ اشاعت ہوتی ہے ، حیسانیت کا پرچار اور عالمی حیثیتوں کے انتہا کے وخراس منظر اور مختلف فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ غیر محرم مرد و عورتیں اور خاندان کے افراد ماں بیٹا ہنس بھال رہا ہے سنی اکٹھے بیٹھ کر ان فلموں کے جی روز منظر کو دیکھتے ہیں۔ تعلیم اور دنیاوی فائدہ کو بھلا کر سب کاموں میں اس سے رکاوٹ اور پیداوار میں کمی واقع ہو رہی۔ بچوں کے ایک مفتی صاحب نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ آنجناب! میں اسکی شرعی حیثیت سے مطلع فرمائیں، ہم آپ کی تحریروں کی کاپیاں سائیکلو سٹائل کر کے انگلینڈ میں آباد تمام مساجد میں فریم کر کے رکھ دیں گے تاکہ مسلمانوں کو انتباہ ہو سکے اور وہ اس کے بُرے اثرات اور بدکاریوں سے بچ سکیں ؟

الجواب :- ٹیلیوژن کے بارہ میں آپ کے خیالات بالکل صحیح ہے۔ تصویر پرستی اور تصویر کشی اسلام میں حرام ہے۔ پھر جبکہ ٹیلیوژن پر فحاشی اور عریانی کا غلبہ ہو تو اس کا نتیجہ سوائے اخلاقی بے لہروی، مادہ پرستی، خدا فراموشی، بی باقی اور وقت تلف کرنے کا اور کچھ ظاہر نہیں ہو سکتا، خاص کر یورپی ممالک میں تو ایسی چیزوں کی ہلاکت آفرینی اور بھی زیادہ ہے۔ تصویر کشی غلط تاویلات سے جائز نہیں ہو سکتی اور نہ مرد و عورت کا نامحرموں کی طرف دیکھنا خواہ آئینہ یا تصویر کی شکل میں ہو جائز ہو سکتا ہے۔ [الغرض اس کے مفاسد اور فتنے یقینی ہیں اس لیے تمام مسلمانوں کو اس لعنت سے احتراز کرنا ضروری ہے خصوصاً یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کی ذمہ داری تو یہ ہے کہ نازک ہے ان میں سے ہر ایک کو اسلام کا چل چلنا نواز اور ملتے جلتے نہ کہ خود یورپانہ تہذیب میں غم جو کہ اپنی اسلامی حیثیت ہی ختم کر دی جائے۔ انیسویں صدی کے برائے اب ہمارے ملک میں بھی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ دافرا نہ اور یورپی بچوں کے اخلاق اور نفسیات پر اس کے جو فتنے اثرات پڑ رہے ہیں پورے عالم قوم اس سے غافل ہے۔ نتیجہ عام غلطی اور رویہ بر بارہی کی شکل میں ظاہر ہو کر اس وقت تک اس کا انتہائی مشکل ہو گا۔

ٹیلیوژن اور وی سی آر کا

شرعی حکم

سوال: کیا ٹیلیوژن اور وی سی آر پر غیر حرام مرد و زن کو دیکھنا اور غیر حرام عورت کا ننگہ نما توئم سننا اور ٹیپ دیکھاؤ وغیرہ سے مرد و عورتا جائز ہے یا ناجائز؟
الجواب: ذی وی اور وی سی آر پر غیر حرام مرد و زن کو شہوت کے طور سے دیکھنا اور غیر حرام عورت کا ننگہ نما توئم سننا اور ٹیپ دیکھاؤ وغیرہ سے مرد و عورتا جائز اور حرام ہے۔ کیونکہ جو شیعائی لذت حاصل کر دیکھنے اور سننے سے حاصل ہوتی ہے تو اس میں ہی لذت اس کے نفس اور صورت سے بھی حاصل ہوتی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تصویر اور عکس میں فرق ہے وہ یہ کہ ہر شکل دھات، لٹاؤ، لکڑی، پلاسٹک وغیرہ ذی جرم اشیاء سے بنائی جائے اس کو تصویر اور صورت کہا جاتا ہے اور وہ قدرتی صورت بننا اور نباتات کو کٹی ہے اور جو شکل آئینہ وغیرہ سے تقابلی کے وقت دکھائی دے اس کو عکس کہا جاتا ہے۔ یہ عکس صرف استعنائش ہوتا ہے۔ ذی جرم اور ذی حیدر نہیں ہوتا اور طبعی طور سے بقا اور نباتات نہیں رکھتا بلکہ تقابلی کے زواں سے وہ بجا زائل ہو جاتا ہے البتہ اس کو مصنوعی طور سے باقی اور برقرار رکھا جاتا ہے اور تصویر جیسا دکھائی دیتا ہے غرض جن ماحول میں اس کو بھی تصویر کہا جاتا ہے، جیسا کہ عرف عام میں اصل آواز کے عکس اور آواز باز گشت کو مصنوعی طور سے باقی رکھنے کے بعد اصل آواز کہا جاتا ہے، اور شرعی اصول کی بناء پر صورت اور عکس میں دیگر فرق بھی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ زندہ اور جاندار اشیاء کی تصویر کشی نہ کرنا جائز ہے، بغیر جعلی اشیاء علیٰ کسمل فرمانے میں۔

من صور صوره فی الدنیا لکن یوم
القیۃ ان ینفخ فیہا النوح و لیس
بنا فیہ۔ (صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۵۵)
باب من نعت المصنوع
جس کے کسی نہ نہ چیز کی صورت بنائی تیار ہے
دن اللہ تعالیٰ اس کو کھاتے اور بخیر کرے گا کہ
وہ اس میں روح ڈالے اور وہ اس میں روح
نہیں ڈالے گا۔

اور آنسو وغیرہ کو دیکھنے سے کسی بنا آنا جائز نہیں ہے کہ جو کچھ بغیر جعلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھتے تھے۔
فیض القدیر میں بحوالہ سنن ابن ماجہ، بطرانی اوسط، بیہقی مسطور ہے۔

حجۃ الہ انظر فی آیۃ زوال الخسوف | یعنی بغیر جعلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھتے تو اللہ
خدا کی حمد بیان کرتے۔

واضح رہے کہ عکس کی طرح بت اور تصویر کو دیکھنا بدلت خود نا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں۔

وَنُزِّلْنَاهُمْ نَارًا مِّنَ الْغُفْرِ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْلِهِمْ إِنَّا ظَالِمُونَ | اور تو دیکھ کر کہتے ہیں تیری طرف اور عالم کو
کہ کچھ نہیں دیکھتے۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

انہما اشہدت خروجه فیہا تصاویر | یعنی عائشہ صدیقہؓ نے ایک کتبہ خریدی جس میں
تصاویر تھیں، پیس جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازہ پر کھڑے
ہر گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔

تو ان دلائل کی روش سے عکس، تصویر، بت کو دیکھنا ممنوع نہیں ہے البتہ اگر ان کو
دیکھنے میں مقصد سزود ہو، مثلاً یہ دیکھنا شیطان فی تفریح اور شیطانی لذت حاصل کرنے کیلئے
جو تو ممنوع ہوگا، بخاری شریف کی ایک حدیث میں وارد ہے کہ۔

لَا تَبَايَسُوا بَرَاءَةَ الْمَرْءَةِ فَتَسْتَحْضِرَ | یہی کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ لیئے
نیز وجہا حکماً نہ ينظر الیہا۔ | حتیٰ کہ اس کے بعد یہ عورت اپنے غاوند کو

حمیم بخاری ۲۸۸۸ | اس دوسری عورت کے اعضاء کی ترجائی کرے
باب کاتبہ شہولوا فضہا لزوجہا | گویا کہ یہ غاوند اس کو دیکھ رہا ہو۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں جب عورت کی ترجائی سے اس کے غاوند کے داغ
میں اس اجنبی عورت کی خیالی تصویر۔ سے لذت حاصل کرنا شہوت اور محرک ہو تو کھوکھلی
دکھائی دیتے والے عکس اور تصویر۔ سے لذت حاصل کرنا بطریق اولیٰ شہوت اور محرک ہوگا،
کیونکہ اس میں اس مقصد کا خطرہ زیادہ ہے۔

اور جب اجنبی عورت کا فقر اور ترنم منہ حرام ہے کیونکہ اس سے فحش عورت کا

میں لایا پیدا ہوتا ہے تو اس کے تکرار اور تفریق کا عکس سننا بھی حرام ہو گا کیونکہ یہ مفہود اور جاز بیت
اس میں بھی موجود ہے اور یہی حکم ٹیپ دیکھاؤ و طرہ سے مردود کے عکس کے سننے کا ہے۔
تو اس تفصیل کی بناء پر واضح ہو گا اگرچہ فی دی اور وی سی آدھ اصل سے نظر میں آتی
بلکہ ان پر عکس دیکھا جاتا ہے جو کہ جدید صناعت کی وجہ سے قائم اور ثابت ہوتا ہے لیکن
یہ عکس اصل کے اعضاء اور ہی اس کے بدل خبیات ترجمانی کرتا ہے، اور اس عکس کے دیکھنے سے
اصل کے دیکھنے کی طرح خبیاتی لذت اور خواہش بوجہ کی جاتی ہے تو لازمی طور پر ان اوقات میں
مخالفت کے عکس کو دیکھنا ناجائز اور حرام ہو گا، اسی طرح غیر عزم و عورت کے ترک اور غصے کے عکس کا
سننا اور مردود کے عکس کا سننا بھی حرام ہوں گے۔

دارلہجی کی مستون مقدار : سوالی : دارلہجی کی مقدار مستون اور اس کے بڑھانے کے بارے
میں شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب : دارلہجی کے مقدار کے بارے میں بعض قوی اور مشہور روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ دارلہجی اپنے مال پر چھوڑا جیسے عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
احفظوا الشواہب واعطوا الدخلی یعنی سرخجوں کو کھراؤ اور دھجی کو بڑھاؤ تو مکی شریعت ج ۲ ص ۱۰۰ اس
کے مددہ ابن عمر کی دوسری روایت میں ہے عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احصوا باعفاء الشواہب واعطوا الدخلی امام ترمذی نے دونوں روایات کو مسند میں جمع کیا ہے اور
ان کے مددہ کو ثقہ قرار دیا ہے اس حدیث دارلہجی کے مقدار کے بارے میں مطلق میں درمطلق اعتقاد رکھنا
کا حکم دیا گیا ہے جس سے دارلہجی بڑھانے کا مستون اور یہ ہر معلوم ہوتا ہے اس کے منہ پر
میں امام ترمذی نے ایک دوسری روایت بھی نقل کی ہے عن ابن عمر صلی اللہ علیہ وسلم قال
یا حذو من اذیہ من عصارہ من لہجہ من سے معلوم ہوتا ہے کہ فی کرم اصل اللہ علیہ وسلم دارلہجی مبارک
تو حلال و حرام سے کھاتا ہے تھے کہ اس روایت کی امام ترمذی نے حدیث "عویب" لکھ کر اس کی سند پر حرج
بھی کی ہے اس کے مددہ خود ہی ترمذی اور ابی ہریرہ کے بارے میں بھی منقول ہے کہ وہ بھی سے زیادہ کھاتے
تھے ابو داؤد و نسائی، ابن ابی شیبہ، ابی حنبلہ ان تمام روایات دارلہجی کو بڑھانے رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ
اگر دارلہجی کو بڑھانا چاہے تو بھی ہر سے زیادہ بانی کو بڑھانے سے بھی سے کم کو بڑھانا یا بڑھانے حرام ہے اور اگر
مذکورہ بالا ابن عمر کے روایت پر عمل کرنا پسند کرے تو بھی سے زیادہ بڑھانا مکہ بہ روزن و مرتب سنت
کے خلاف ہیں تیغ بدعتی حدیث دہلوی لہذا شرح مشکوٰۃ میں بھی ہر سے زیادہ بڑھانے کے بارے میں

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص داری کو بھی سنبھال دے تو جائز ہے کیوں کہ اس عمر سے اس بات سے امام شیعہ ابن ابی یزید کا پاس کو پسند کرتے تھے جن سے بلائیں ہوتا معلوم ہوتا ہے دوسری طرف بعض سلف داری پر جھانکے اور بلا کر سننے کو پسند کرتے تھے جیسے سن بھر گنا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کرام اللہ کے بارے میں جن حضرت عثمان بن عفان سے یہاں تک کہ امام غزالی نے خود بھی کیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں تصریح کی ہے کہ وہ کان یعنی لعینہ ویاخذ شاربہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم داری میں بیکڑ بڑھاتے تھے اور جو کچھ مبارک کھاتے تھے (ایضاً العلوم ج ۲ ص ۳۸۳)

شیخ ابوبکر رکنی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں ان ثلث لعینۃ قلت مرہ علیہ۔

(شرح ابوبکر رکنی ج ۱ ص ۲۱۹)

حضرت ترمذی قاری نے ابن النکس کی ایک روایت میں داری بڑھانے کو حرام اور بہتر کہا ہے۔

قال ابن النکس اما لاجن من اعرات للعبۃ من طولھا وعرضاھا للقتاب حسب الحسن

لکن المختار ان لا یأخذ تنہاشیا و نفع قوت المعتدی حاشیہ ترمذی ۲۷ ص ۱۱۱

قرن شاہ محمد اسماعیل الحداد دہلوی کے بابوں میں حاشیہ مذکور میں ہے قال عندی اخذ الطبیعة ما حرق الطبیعة جائز لکن عندی وجوہ تنہا۔ غلط مزید کہ ان روایات واقول سے داری کا بڑھا اور بلا کر ہی افضل اور بہتر و سنوں معلوم ہوتا ہے اور جن روایات سے شیعہ سے قرآنہ لکھنا معلوم ہوتا ہے وہ بھی اپنی جگہ صحیح ہیں روایات ہیں قاضی نہیں ہمارے حضرت امام شافعی التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہور علی تھری امیر سراج العزیز مدعا اللہ تعالیٰ پر عمل کر کے اس کو بڑھانا ہی افضل اور بہتر سمجھتے تھے اور شیعہ جیسے مزید یہ نہیں کہتے تھے کہی حاشیہ و تاجین اور شارح کا غور ان کے سامنے موجود تھا جس وجہ سے بعض علماء نے شیعہ بھی کو ذرہ سنوں کہہ کر اسے افضل قرار دیا مگر انہیں نے شیعہ کو بڑھانے کو ناجائز نہیں کہا۔ والسلام

عورتوں کے حقوق

اسلام کا فلسفہ اور کلہ نظام حیات ہے اس میں ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔ چاہے مرد ہو یا عورت اور خصوصاً عورت کو تو اسلام نے وہ مقام دیا ہے جو اسے پہلے حاصل نہ تھا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ حق و دنا اور بے جا جسے کہہ سکتے ہیں اس کے لئے اس نے اور بجا حکم دیا جو کو موافق فطرت ہے۔ لیکن یہ سب سچا ہے اور اس کے بعد اس کے دوسرے امور میں حلاف نفرت کام کرنا ہے اسی طرح عورتوں کے حقوق کے آداب میں عورتوں کے غیر فطری آداب اور بے حیاء کرنا عام کرنے کی کوشش نہ کرنا چاہیے۔ جو بعض نام نہاد مسلمان مجسور پر کتب مختلفہ غلامی سے مراد ہے کہ اس سے نظریہ کو عام کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مولانا مکی علی صاحب نے عورتوں کے حقوق و آزادی اور بے حیاء کے مسئلہ کے عنوان سے ایک دقیق مضمون لکھا جو ماہنامہ الحق کے نمبر ۱۱۱ بنا۔ مضمون کے افادیت کے پیش نظر قارئین سے تقاضا ہے کہ اسے شائع کیا جائے اور یہ درج ہے۔

یورپ کی غلامی میں اگر جب عالم اسلام کے ذہن دسکرا اور تہذیب و اخلاق کو اپنی پستی میں سے لیا۔ درمیان دینی علمی و ادبی فتنوں نے اسلامی تہذیب و معاشرت پر باغ و بارگاہی۔

مسائل مروریان۔ تہذیب مغرب کا اہم نقشہ۔ اس میں سب سے پہلے ایک اہم نقطہ تحریر کیا گیا کہ عورتوں اور مساجد مروریان ثابت ہوا اسلام کے نظام تہذیب و اخلاق اور عورتوں کے تقدس اور عزیم مقام و منزلت اور اس پر مبنی پاکیزہ خاندانی نظام کو رد و ہانا کرنے کی کوششیں مستشرقین اور غیر مسلم محققین اور ہمارے ہاں کی یورپی قومیاں اور حق و انصاف سمجھنے والے دانشور

مصنوعین اور ترقی پسندوں نے اس نظام کو نفسیاتی تفصیک بنایا، مسلمانوں میں مغرب سے
مربوبہ اذان نے مغرب کی گھنٹے میں سے طائی کبھی قعدہ اور اذواج کی سنسی اٹائی تھی، پردہ کو
شخصی حقوق بنایا، لہذا اگر کبھی مسلمان عورتوں کی مفلوہیت و زنجیر بندہ کا تکرار شروع کیا، اس طرح
مسلمان عورت کی ایک نہایت جیساٹک قابلِ رحم تصویر بنادی گئی، جو صغیر کے عہدِ غلامی سے
لمحہ طبع کی یاد دہانی ماضی ہیں۔

یہ سب سبائی کا عروج، اقوامِ پاکستان کے بعد عورتوں کی بنے پردہ کی اور سب سے جوانی میں زنجیر
اضافہ، نرا عورت کو اس کے مقامِ حیا و عظمت سے ہٹانے کی سعی تھی۔ نرا ایک دعوت
جو تحریک کی شکل میں یہ کام بھی پھینے دو ایک سال سے بڑی تیزی سے بڑھنے لگا پچھلے سال
کو خواتین کا عالمی سال کہا گیا۔ پاکستان بھی اس وفد میں، اور اپنی تمام سے پیسے نہ دیا، ملک کا پرکاش
کی اعلیٰ خواتین کے ایک وفد نے سیکس کی ایک آغوش خواتین میں شہرت کی جن میں پیشہ ور
عورتوں نے پیشہ کو قانونی حق دیتے، دو ایک عورت، کرنی مردوں سے مساوی مردانہ جیسے
مطلبہ بھی کئے گئے۔ قریباً سبیل میں خواتین کے عالمی سال کے تعلق ایک قرارداد پیش کی
گئی اور سال بہرہ آزادی نسوان اور مقبوض نسوان کی تائید میں تقریریں ہوتی رہیں۔

وزیرِ باطنیم بھٹو کی دعوت یہ عجالی۔ اس سند کا مفاد عروج وہ تمام پاکستان کے محترم
وزیرِ اعلیٰ نے فیروز علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تربیت مقدسہ سے متعلق کانگریس کی آخری تقریبِ کراچی کے
استقبالیہ میں دنیا بھر کے مغربیوں کے سامنے پردہ کے بار میں اظہارِ خیال فرمایا، اور یہ تادیق اسے
میں اس کانگریس کا حاضر نہیں ہو سکا تھا، جب آپ نے فرمایا کہ ہمیں اختلافی مشکلات کی وجہ سے
پر وہ جیسے خود وہ خیالات پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ بھرنگاہ وزیرِ اعلیٰ نے ایک اور مشکل اٹھانے
ہوئے بلوچستان کی ایک تقریب میں عورتوں کو پردے سے باہر جانے کی دعوت دی اور فرمایا
کہ یہ مساوات نہیں کہ عورتیں گھروں کی قید و قفس میں محصور رہیں، انہیں سیاسی اور اجتماعی میدانوں

میں ملنے آنا چاہیے اور یہ فرمودہ روایات ہیں۔ یہ صرف ایک واسطے اور اہل ایمان کی نہ تھا بلکہ ایک مسلم اور خود بخود کوئی دولت تھی، اور یہ طور سے دلت اسلام آباد میں عورتوں کی حیثیت کے بارے میں آؤ کی آؤ کی صورت میں صدر حکومت کئی اعلیٰ طاقت کے ایسے ہی خیالات اور خیالات سامنے آ رہے ہیں۔ پس جب قوم کے دل سے ایک اہم مسئلہ پر اس کے عامین کے ایسے خیالات سے رہی ہے تو اسی طرح خدا کے رسول کی مسوولیت اور مذہبوں کے پیش نظر ہیں کچھ گزارشات پیش کر سنے لگتی ہیں۔ اور جب مسئلہ زیر بحث کا تعلق سیاسی نظریات اور سیاست سے نہیں بلکہ انسانی معاشرتی قدروں اور اسلام کے ایک مستقل نظام عصمت و عفت سے ہے تو ہر مذہب مسلمان کو قرآن و سنت کی روشنی میں اظہار و خیال کا حق ملنا چاہیے اور مکمل دل سے اسے تسلیم چاہیے۔

اسلام میں عورت کی حیثیت اور حقوق | اصولی طور پر پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا واقعی اسلام میں عورت کی حیثیت اور حقوق کے لحاظ سے ہم چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور کیا واقعی اسلام نے عورت کو اس کا جائز مقام نہیں دیا اور یہ کہ اس بارے میں دشمنان اسلام کا بددیہانہ و احمقہ منہ ہے؟ اس بارے میں ہمیں تاریخ پر سرسری نگاہ ڈالنی ہوگی۔ اس بارے میں کیا عرب کے حکیم اقوام و دنیاوی عالم کی تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب العلم بھی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اسلام ہی وہ بہترین فطرت اور دینی رحمت تھا جس نے عورت کو رحمت الشری سے انکار دینے کی بجائے بہن چلایا۔

ظہیر اسلام سے قبل عورت کا مقام | ظہور اسلام سے قبل دنیا بھر کے اقوام و دلتوں اور انسانی اقوام و دلتوں میں عورتیں ظلم و ستم اور استبداد و تکبر کی حالت میں مبتلا تھیں جسے قرآن نے ایک اجتنابی نقطہ حاکمیت اولیٰ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ جاہلیت کی اتنی تاریک شاہد ہے کہ اسے ایک قتل جیسے سمجھا جاتا تھا جائزوں کی طرح اس کی فرید و فروخت عام بات تھی وہ کسی چیز کی مالک نہ تھی جاتی نہ وہ اپنے مال و متاع میں مردوں کی مرضی کے بغیر کوئی تصرف کر سکتی تھی نہ وہ کسی کی

و درخت کی سمت اترتی نہ اسے کوئی قسم کی وصیت کرنے کا حق تھا۔ اس کے قتل ہو جانے کی صورت میں وصیت اور تصاویض کو وہ مردوں کے برابر نہ تھی۔ نکاح میں اس کی مرضی تو بڑی بات ہے مرد جب چاہتا اسے پیشہ کرانے پر بھی مجبور کر سکتا تھا۔

عمدت اور جابلہ اقوام کے نظریات۔ اُحد مت کے بارہ میں جابلہ اقوام کے عجیب و غریب نظریات تھے، وہ یہ بھیجے تھوڑے اقوام میں ایک عرصہ تک سوسہ سے یہ سنگی اہل نظر رہا کہ عورت انسان کی ہے یا جانوروں کی طرح کوئی اور مخلوق، وہی اور وہیں اسے ایک نجس جانور قرار دے کر فہلہ کیا گیا کہ اسے بائیں جہت کر کے کا بھی جن نہیں رہا تو اسے فہلہ کی طرح اس کے منہ پر خلاف بائیں جہت کے کا بھیجی تو اس میں ایک، اسے یہ بھی تھی کہ عورت ذمی مدوح ہی نہیں اس بل میں یہ بھی اختلاف تھا کہ عورت عبادت اللہ جنگ کی اہلیت بھی رکھتی ہے یا نہیں بعض اقوام میں خود دوس کی طرح عورتوں کے پورے طبقہ کو حدس مذہبی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے کی کافر کی ممانعت تھی اس طرح ادائیگی عبادت کی بھی، کئی قبائل اور اقوام بلکہ خود مسافر و دیان میں والد گویہ ہی دیا گیا کہ وہ اپنی بیٹیاں بیچ سکتا ہے یہاں تک کہ بعض عرب قبائل میں اسے بیٹی کو زندہ دگر کر دینے کا ”سہا جی جن“ سہا سہل تھا۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہ تھی جاتی۔

دوسری طرح اس جملہ دور میں جسے جاہلیت اولیٰ اور تہذیب جاہلیت میں اشارہ کیا گیا ہے عورت کو جس ایک اذیت و استغناء کا کر دیا گیا تھا اس کی حیثیت مردوں کی ایک شائستگی ایک وقعت اور ایک شہرت و قوت کی تھی کہ وہ مردوں کے مفاد عامہ کی ایک مخلوق اور تفریح طبع کا ایک سامان ہے، اس کا فہلہ ہے کہ غلاموں کی مانند مردوں کے آرام و راحت میں لگی رہے، اور نہ ہی ان کا وہ مشورہ و مائیں اور خود نمائش کے لئے نئے طریقوں سے مردوں کا سامان کیلئے فراہم کرتی رہے کئی جہلانہ رسومات ہیں عورت کو مردوں کی شہرت و شائستگی کی تھی۔ شوہر کے ہوتے ہوئے اس کا سامان ہی برابر کا اختیار رکھتا جاتا اور ایک مرد کا غلام عدل و

والے دنیا اور آخرت میں لعنت کے نزاوہ ہیں اور انہیں عذاب عظیم کی دہشت ہے ۔

ان انذین یدعون المصنات الفانکات المؤمنات لعلوا فی الدیاء والاکثرۃ دہم بعد ان

علیہ ۔ (الآیہ) اگرچاہے تو اپنے شوہر کے غلط بہتان پر اس سے بھان کر سکتی ہے اور

اس سے الگ ہو سکتی ہے شریعت نے پاک دامن خواتین کی بھتان تراشی کی سخت سزا

عہد تمدن مقرر کر دی ہے ۔ الغرض وہ ہر طرح اپنے ہار بھرنے کا دفاع کر سکتی ہے ۔ اسلام

نے اس کی اغوی اور فحاشی اور معاشرتی زندگی کی ہر ناجائز بندش توڑ دی ہے ۔ نکاح میں اسے

اپنی مرضی اور اختیار کا حق دیا گیا کہ جیسے چاہے قبول کرے ۔ چاہے شہر کر دے ۔ پھر اسلام

نے نکاح کی حدود بھی متعین کر دیں کہ وہ مالکیت اور ملکیت کا رشتہ نہیں تو وہیں کے باہر

تعلق اور ربط کا نام ہے اس عقد سے مرد کی غذا نہیں بن جاتی بلکہ ایک ایسی تہ تی اور

مناشرتی ضرورت ہے جس کے مرد اور عورت دونوں محتاج ہیں ۔ اور یہ دونوں کے طبیعتی

تقاضوں کی تکمیل ہے ۔ البتہ فرقہوں کی غلط افہامی فہم و فہم کو اس پر ایک گتہ بڑی

حاصل ہے ۔ ولستم جالی علیہن درجۃ ۔ اور ۔ لستم جالی تو امون علی الشاکر

کو اس میں عورت کی کاغذ اور بھلائی ہے ۔ اور اس ادنیٰ بڑی کے صلیب کی مرد کو ہر کا پابند

بنادیا گیا ہے نہ عورت یہ بلکہ اس کی تمام ضروریات زندگی نان و نفقہ اور لباس و سکونت کا بھی

ذمہ و مرد ہی ہے خواہ عورت کتنی بڑی مالدار اور ذی استطاعت کیوں نہ ہو ہر طرح کی ششیں

انکار اس کی اداس کی اولاد کی ضروریات کی کفالت کو ادا بند ہے ۔ اس کے علاوہ بھی مرد کو

ہر قسم کے جسمی سلوک کی تعمین کی گئی ۔ فرمایا دعا نہ وھن بالعدوت ۔ مضمون علی الصلوۃ والسلام

نے فرمایا تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اپنی بیوی سے بہتر ہے ۔

محقق والدین کی وصیت کی گئی تو بار بار اس کے مارہ میں زیادتا کیل گئی فرمایا ہفت ماں

کے قدموں کے نیچے ہے ، فرمایا جو شخص بویوں کی کفالت کرے گا درخش کی آگ اس پر

مقام ہوگی غرض یا جو شخص دو بیویوں کی طوخت تک نگہداشت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ آتا قریب ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں قریب ہوتی ہیں۔ مفسر مایا صاحب م
 اللہ! واللہ! ہا نعمت الالائیغہ۔ عورتوں کی طوخت و کثرت شرعاً کا اور ان کی
 اہانت و تحقیر بدیہوں کا شیوہ ہے۔

اسی طرح تعدد و ازدواج میں جاہلیت کی غیر محدود تعداد اور مردوں کی کئی کئی کو چار تک
 محدود کر دیا گیا اور یہی اس شرط سے کہ جب عدل کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکے، اب مرد
 استقلالیت مال کے باوجود بھی پہلے ہے تو چلتے سے زیادہ شادیوں نہیں کر سکے گا۔ اس طرح طلاق
 میں بے تحاشا اسراف اور دھامیل کا سلسلہ تھا۔ اس اسراف اور اتبدال کو روکنے کے لئے ہر
 بہ طرح طرح کے تدبیریں لگائے گئے۔ فرمایا: فان حصرہم و حقن فلعنہ ان یکسر وواشیعاً
 و یعمل القذیہ یعنی آنکھیں پھیرا۔ ان کے ساتھ نکاح کی حد شریعت کو دیا گیا کہ انہیں ٹالہ نہ کرتے
 ہو تب ہی تاہم کسی چیز کو اپنا سند کر لے اور خدا اس میں بہت بدلہ رکھ دے گا۔ پھر جو نکاحوں
 میں اس ہنوز قرآن الہی میں اصل کی تلافی کا مرتبہ بھی مردوں کو دیا گیا کہ اسلام سے قبل بیواؤں کی حالت
 نہایت قابل رحم تھی اسلام نے نہ صرف محدود بیواؤں کو جائز قرار دیا بلکہ حضور اقدسؐ نے اپنے
 پہلے نکاح میں عمل نمونہ پیش فرمایا اور بیواؤں کی مشکل حل کر دی گئی عورت کو یہ حق بھی اسلام نے
 بخش دیا کہ وہ نکاح کا شکل میں اس باہمی معاہدہ کو باہر بیواری اور نامساعد حالات میں فریقہ
 کی مرضی سے فسخ اور منسوخ بھی کر سکتی ہے۔ الغرض دنیا کا کوئی دستور و نظام اور رسم و رواج
 ایسا نہیں جس نے عورت کو وہ مقام دیا ہو جو اسلام نے دیا۔

عورت کی عصمت و ازدواجی احترام | اسی طرح عورت کی اس بے کی کا معاملہ جسے قرآن نے
 جاہلیت دہائی سے تعبیر کیا ہے جس میں عورت تک یا نہ بچہ اطفال اور کھانا پکڑتی تھی۔ اور اس وجہ
 سے یہ مصیبت خالی اور تمدنی زندگی کے درجہ بہم ہو جانے اور معاشرہ کی تباہی کا باعث بن رہی

مٹتی۔ اسلام نے ان حالات کو اس طرح کم کر دیا کہ مرد کی وسعت و رازداریوں اور شیطان صفت انسان نادر و ندرتوں سے اس کی حفاظت کے تمام وہ طریقے اختیار کئے جو عورت کو اس کی حیثیت اور مقام سے بٹانے والے سختے خوار و غفل و جہالت تھے یا نظریاتی یا تجربی و عقلی اور یہ کیوں نہ تھے۔ اسلام نے اسے حفاظت کے قابل ایک پیش بہانہ اور ایک قہرمتی اور اصول موتی اور ایک نایک آبگینہ قرار دیا۔

تقدیر علیہ السلام نے فرمایا ان المسوة عورة مستورة ذی نفاۃ خداوندی نے فائدہ اخبر جنت است و فیہا الشیطان۔ بلاشبہ عورت ایک عجیبی ہوئی چیز ہے جب وہ باہر نکل جاتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے کہ اس کی کو دام میں جھنسا لیں گا؟

مردوں کو انہیں بڑی ذرا ہوشیاری سے بھی روکنے ہوئے غصہ بھرا حکم دیا گیا۔

مفسر علیہ السلام نے فرمایا، لا یأثم الذین الملتظ، نہ وہ باہر آئے کہ نہ اسے کہیں نگاہ ہو ویتہ اس کے اثرات ہوتے ہیں۔

ترادفی نسوان تہرج جائزیت کا دوسرا نام | انراخ و بیورد و رادفی نسوان الذین حق و سلامات کے نام سے اس مقدمہ اور معزز صنعت نازک کو دوبارہ اسی جائزیت اولیٰ کی طرف لوٹانے کی سعی مذکور کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی یہ شرائط ماب دولت اور قیمتی خزانہ پھر ایک بار گھر کی ویزیت تھیں کہ راز و رازناشائے نام بن جائے۔ رونق خاندان کے کہ جسے شمع محفل ہو، آلات و صنائع اور تجلیات و جموعات کی شمع زور و زبیر بن جائے۔ وہ بیگم ہوں، پارکوں، بوتلوں، کلبوں، سلیس، بلوروں، سبیلوں اور عدالتوں، دار فاعول، ہوٹلوں، گھریلوں، خیموں اور شیطان، اگر کسی کو سلیس میں اور ریاست کی اسٹیج پر چٹکتی ہوئی، اور مایوسی ہوئی، ششیں اور پھینک اٹھاتی ہوئی مردوں کی نشانی طبع کا سامان بن جائے اور یہ وہی فاسقاۃ تہرج، جائزیت اولیٰ و جائزیت کن بود نام

ہے جس میں آئینہ عصمت و نیکو کرمی ازاد رہی جس پائش کرنا چاہائی ہے۔

آری وہی نہیں غالی کی دیوت، یہ دعوت و تحریک اسے مرد فاعل اور لعلہ لاعینہ منسبے
لی دعوت ہے۔ یہ دعوت و تحریک دوسرے کی آزادی کی نہیں اسے پھر سے غلام اور بے یں
بنادینے کی دعوت ہے۔ اور جاہلیت کی وہی شکل ہے جسے اسلام نے نزع بالار کے دکر
دیا تھا۔ اس صورت حال میں جاہلیت ماضی سے مورثہ کیجئے تب حضرت عمرؓ کے اس ارشاد
کی قدر و قیمت معلوم ہو سکے گی۔ فرمایا اس عظیم مصلو اور سنو اور سیاہ ستہ این اسلام سے،
انما تنقص من عسری الاسلام عہد و صعوبۃ انشاء فی الاسلام من حدیثہ الجوامیل
بکرم اسہم میں رہتے۔ دوسرے جاہلیت کے مورثہ بقرن سے نام نعمت ہے اس
سے خطر ہے کہ وہ اسلام کو ایک ایک کڑی کر کے توڑ بیٹھے۔

اسلام کا نظام غفلت و بھیت۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے غفلتوں کو کیسے اس جاہلیت
اور کئی ظلمتوں سے نکل کر نور کے اجالہ میں گھر کر دیا اسلام نے غفلتوں کے حقوق کی رعایت و
دیکھا داشت بھیت و غفلت کی حفاظت و تہذیب و تربیت کا ایک ایسا مستقل نظام پیش فرمایا
جو اصول و تربیات، عمل اور فنی علمی اور فطری ملل اور خیالی تمام گوشوں پر ایسا عادی ہے کہ اس
نظام عصمت پر فساد اور فواحش کا سایہ تک ملے نہیں پڑ سکتا۔ دواغی اور اسباب فاحشی کو کسی
نواحش کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ خیال اور تصور کی لحد و دروسوں کو بھی عصمت و
انصاف کے دور میں محدود و محدود کر دیا گیا ہے۔ اس نظام میں حالات و مصلح اعلیٰ و
براغت اور مصلیٰ اور فطری تقاضوں کی ہر طرح رعایت و ملحوظ رکھی ہے جس کے بغیر نہایت
مزید درست ہو سکتی ہے نہ تہذیب اخلاق بلکہ ہے نہ مذہب و منزل کار اگر ہو سکتی ہے اور نہیں
کے بغیر ایک پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر اخلاق و قدروں کی حفاظت و خاندانی نظام کا قیام و استحکام
اور تہذیب و تمدن کا کوئی مثال نمونہ قائم کرنا ممکن ہے۔ آئیے ہم اس سلسلہ میں

قرآن و سنت پر ایک سرری نگاہ ڈالیں اور دیکھیں کہ مردوزن کا طابق حکیم خداوند کریم
 اور بنی نوع انسان کے درجستہ محمد بنی الرحمة علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے رہنمائی
 کی صورت فرمائی ہے۔ اس کے بعد ایک انصاف پسند اور جو یا سنے حق طبیعت خواہ
 ہو ممکن ہے کہ خدا اور رسول کا منشاء کیا ہے؟
 پرہ کے احکام | ارشاد فرمائی ہے :-

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ جَنَّةً وَجَنَّةً لَّيْسَ لَهُ جَنَّةٌ وَلَا نَجْوَى
 اور مومنوں میں سے جو کسی کو جہنم کی جگہ نہ دے گا
 جہنم کی جگہ نہ دے گا اور نہ ہی جہنم کی جگہ نہ دے گا۔
 کر دو۔

پچھتے پچھتے یا مرنے والے کی کہ وہ ایسے لباس میں رہے کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ
 اور عضو نہ کھلے اور نہ کسی عیب کی نمائش ہو۔ فرمایا :-

وَالْبُخْرِيُّ يَنْبَغِي عَلَيْهِ أَنْ يَكُونَ فِي جَنَّةٍ
 ایسے مومنوں کو کہ جہنم کی جگہ نہ دے گا
 دوسری جگہ فرما دے، ہاں جب اظہار نہ تادم لگان خواہیں کہ کھلے جسم سے فرمایا :-
 يَنْبَغِي عَلَيْهِ أَنْ يَكُونَ فِي جَنَّةٍ
 وہ کوئی چادر پہنے اور چادر کاٹکے۔
 جلیاسین | مفسرین نے جلیاسین کی تفسیر میں لکھا ہے :-

هو الـبخرى فـوق الخمار جلیاسین دوپٹے کے اوپر اوڑھنے والی لباسی چادر کا نام ہے۔
 حضرت عکرمہ فرماتے ہیں، فـوق الخمار جلیاسین، یہ عیب ہے۔ وہ اپنے بدن
 کو اوپر سے ڈھانپ لیتی تھی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: الذی یستر من فوق الخمار
 اسم الـبخری۔ اور اوپر سے ڈھانپنے کا نام جلیاسین ہے۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے جلیاسین پہنے ہوئے ہو تو اس کی جگہ نہ دے گا۔
 پر خدا تم کو اسے کہ انہوں نے حکیم مجاہد سے کہہ دیا کہ وہ جلیاسین پہنے ہوئے ہو۔

شخص سے، وطن نجات دہن نہ تھا۔ اب اگر دینی اور دنیوی ضرورت کی وجہ سے انھوں نے
 زلفنا بھی پڑھتا تو بقول حافظ ابن حجرؒ - فقد كنت يعضن ويطعن وھن مستقرات الابدان
 حضورؐ کے وہاں کے بعد ازواج مطہرات حج اور طواف بھی کرتیں تو ایسے مجسوس کو
 دھماچے بولتے ہوئیں۔ ایک اور نو تہر پریم کی عام زینتوں کو چھپانے رکھنے کے لئے
 مزید انہی کی حکم دیا گیا۔ منسہر لیا۔

قل لمؤمنات یغضضن من	مومنات کو سیم دو کہ نگاہیں چھپی رکھیں
ابصارھن ویغظظن لفر وجھن	شریکان کی عقاوت کریں۔ اپنے
دریبدین من یتھن الا ما ظہر	بناؤ مسئلہ کو نہ کھولیں مگر یہ کہ
متعاً۔ (راۓ)	مجبوری اللہ کو۔ یا قصہ خود ظاہر ہو

بائے اس پر وہ اس میں گرفت نہیں۔

اس پردہ اور حجاب کو مزید رائج اور مزید حکم ان الفاظ میں دیا گیا۔

أَمَّا تِجَارَاتُ اذ انما لغوھن متاعاً فسلوھن من وراء حجاب۔ بفر ضرورت کے
 پردہ کے اس بھی مست آؤ۔ اگر مجبوری کوئی ضرورت پڑ جائے تو گھر میں جھانکنے اور داخل ہونے
 کی بجائے پس پردہ مانگ لیاؤ۔ گویا گفتگو بھی ہیں۔ پردہ ہوگی اور ضرورت بھی پڑے نہ
 "مدامت تجارتی میں ہوں گی نہیں، درکنوں اور سٹوروں میں ماڈل گرل بن کر کمارتے سودے
 چکنے کی نہیں ہفت پتھوں پر اور گرسوں سے باہر ڈنگ کی کھانیاں کو گولوں کو کھینچنے کی نہیں بلایم
 کوئی معمولی چھٹی موٹی چیز جسے غلط مستحلاً میں اشارہ دیا۔

علیہا یہ پردہ کی بنیاد انگیزہ اس آیت تمام کا قصہ واضح ہے کہ انہیں سیکڑے
 نہ صرف عورت کا جامہ جو کہ اس کا پہرہ اور ہاتھ پاؤں بھی جامہ کے حکم میں شامل ہیں۔ یعنی روایا
 میں آیت اٹالکے مستحلاً الا ما ظہر منہا کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس جگہ سے بیرو ہاتھ

اور پاؤں کشن کر دیتے تھے کہ عورت ان اعضاء کے بچانے کی پابند نہیں ایسی روایات کو مخالفین پر وہ دھوونڈ دھوونڈ کر نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں بے پردگی کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے، حالانکہ یہ ناجھی ہے یا جان بوجھ کر دھل دلیس سے کام لیتے ہوئے مخالف روایات سے۔ اس طرح یہ لوگ ان تمام روایات و رسوم کو نظر انداز کر دیتے ہیں جن میں ہتھ پاؤں اور چہرہ کے ڈھلنے کا سرسبز حکم دیا گیا ہے۔

ستر اور حجاب میں فرق | حالانکہ حقیقت دونوں قسم کی روایات میں کوئی تضاد نہیں دونوں اپنے اپنے دائرہ میں واجب العمل ہیں۔ ایک کا دائرہ ستر اور دوسرے کا حجاب ہے۔ ایک بے ستر عورت اور ایک سب سے بچا ہوا عورت دونوں سے پردہ کرنا بستر عورت مرد اور عورت دونوں پر کساں تفریق ہے۔ مرد کے کسم کا ستر ذات سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ یعنی وہ یہ حصہ کسم کا کسی کے سامنے نہیں کھولے گا نہ کسم کا اس کے علاوہ حصہ ستر سے خارج ہے۔ اور عورت کے کسم کا ستر والا حصہ اتنا نہیں بکھڑکے گا جس سے لے کر ہنسنے، بیٹھنے، لیٹنے، ناگھیں بدگھنوں اور گڑبگڑ چپا کے رکھنا غرض ہے جس طرح مرد کسم کا حصہ ستر نہ گھڑیں کسی کے سامنے کھولے گا نہ باہر خواہ اس کا اولاد بھائی، بیٹا کیوں نہ ہوں، ہاں کی طرح عورت اپنے کسم کا دھوڑا سا حصہ اپنے گھر میں غلام سے بھی چھپائے رکھے گی۔ البتہ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کا بچھانا اپنا پ بھائی بیٹے اور غلام سے چھپانا ضروری نہیں، اگر ان میں اعضاء کے علاوہ ایکٹے میں بھی ناز کے دور ان چوتھائی حصہ کسم کا کھنکھ گیا یا مرد کے حصہ ستر کا ایک چوتھائی کھنکھ گیا تو ناز غلام نہ ہو جائے گی۔ یہ وہ تفریق ہے جو ہذا مردوں عورتوں پر کساں لازم ہے۔ فرق ہے تو کسم کی حدود میں۔ اور جس طرح مرد اپنے کسم جس مردوں سے بھی حصہ ستر چپا سنے کا پابند ہے اسی طرح عورت اپنی ہی ہم صفت عورتوں سے بھی کسم بچہ اور ہتھ پاؤں کے باقی سا کسم چپا کرے رکھے گی، یہاں تک کہ بلا ضرورت تنہائی میں بھی عورت عورت کو ستر کے ستمے کھولنا مکروہ ہے اور ایک ہے حجاب یعنی تمام اجنبی مردوں سے

ہر وہ جو صرف خود کو ہی بدکار نام سے کہے، مردوں پر نہیں۔ اس میں سر سے پاؤں تک بشمول پیر و سارا
حصہ صافنا ضروری ہے، حجاب اور ستر کے مختلف دائروں کو غلط غلط کر کے سے بدوگن کا تراز
ٹٹکنے دے کر عموماً دھوکہ دیتے ہیں، اگرچہ سہرا اندر پھر پاؤں ستر ہوئے تو اس پر وہ
گفتگو یعنی من دران حجاب کے قید نگاہ کی ضرورت نہ ہوتی نہ ادنا بہ بلا، رب یعنی سر سے
پاؤں تک، یہی پادراؤں سے کی۔ پس اگر بعض روایات میں کچھ مستثنیات ہیں تو ستر کے متعلق
ہیں نہ کہ حجاب ہیں۔ جیسے چار سے اسی طرف عام میں ہر وہ کہا جاتا ہے ملے

بات چیرت میں استیلائی تدبیر اسی طرح نعت ستمندان میں مردوں پر لازم کیا گیا کہ کسی
بسی گھر میں بیڑا جازت داخل نہ ہوں۔ اور اگر پس یہ دو گئی مجبوراً کسی اور جگہ سے گفتگو کی تو بت اگلی
جائے تو ہدایت کی گئی کہ ستر جلی آواز در زیم و ناؤں کہ لیر میں عورت گشت گورد کرے۔ ہر
شائستگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے روکے پیکے طرز میں جواب دے دے تاکہ کسی بد نیست
اور بصیرت الطیف شخص کے دل میں فتنہ نہ آجائے۔ لَا تَغْضَبُنَّ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي
فِي قَلْبِهِ مَسَرَّةٌ وَفَنٌّ نَوْمًا مَعَهُ وَفَا۔ (آیہ ۴)

خاص حالت میں باہر نکلنے کی اجازت | ادویہ اسب کر اس طرح تو عورت ایک قیدی کی طرح
نفس میں محصور ہو کر رہ جاتی ہے کہ اس کے لئے گھر سے باہر قدم رکھنا بھی تہم ہے، اس لاکھ
آیات و نصوص اور روایات نہ نعت کا مطلب ہرگز نہیں کہ عورت کسی دینی یا دنیوی ضرورت
اور مجبوری کی وجہ سے باہر نہیں نکل سکتی۔ وہ بلا شبہ دینی و دنیوی ضرورت کے لئے
باہر نکل سکتی ہے۔ حج و زیارت کے لئے، عبادات کے لئے، تعزیت اور تہار و داری کیلئے

ملے حضور کے بعض فقہی اور محدثی حضوں میں علامہ سید ذبیر کا مہر شریعت اور تہار و داری کی غلطی صاحب مدظلہ
کے موضوع سے متعلق مضامین کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

والہیں اور قرابت و اردن سے ملاقات کے لئے، علاج معالجہ کے لئے جاسکتی ہے۔ مگر اس کا یہ جانا کئی شرائط اور تقیدات کے ساتھ ہوگا۔ اسلام پر چاہتا ہے کہ وہ بلا ضرورت باہر نہ نکلے اور اس لئے طرح طرح سے خروج کی حوصلہ شکنی کی گئی کہ نہ نکلے و نہ حرکت کم سے کم رہ جائے اور جب خروج کی نعمت اٹھی بدلے تو یہ چیز عریانی، بیسے پردہ کی، خامس و ناخوش کی تشبیہ و جذبات بجز کائنات کا ذریعہ بنے اور اس کی چال میں، ڈھالی میں، لباس اور گفتار میں فحاشی کا کوئی داعیہ اور عنصر شامل نہ ہو۔

خروج کے شرائط اور قیودات | یہ خروج شرائط کے ایک دائرہ میں محصور ہے۔ مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی غرض بھرا حکم دیا گیا۔ اسے سفر کا خروج نہ پڑے تو خواہ یہ سفر حج ہی کیوں نہ ہو جس کی ادائیگی ایک فریضہ ہے۔ وہ باپ بیٹے، بھائی، شوہر اور خادم کے بغیر نہیں جاسکتی جب عبادت کے سفر کا یہ حال ہے تو کیا عادت و ریاحت کے اسفار میں اکیلے جانا ماننا ہوگا؟ جو لوگ عورتوں کی قید کا دانا نہ کر عورتوں کو دیس دیس کی سیاحت اور نہ تھا گھومنے پھرنے کا راستہ کھولنا چاہتے ہیں ان پر ایک غصہ اس کے مراسلاتی کاظم میں ایک گناہ خاتون نے بہت سادہ افلاک میں اس طرح منور کی ہے کہ غدار اب میں ان غیر نیکوں کی طرح نہ بنائیں جو ننگے سر ننگے پاؤں ننگے جسم کے ساتھ زمانہ سفر کا تھکا پھوٹا پر لادے ہوئے ابھیک مانگتے ہوئے ٹٹ پاتھوں اور منوں کی پر گھوم پھر رہی ہیں۔

یہی خروج تبرج جاہلیت نہیں تو اور کیا ہے۔ ٹیڈی باریک اور نہایت لباس پہن کر یا حتیٰ حرکت پہن کر سڑکوں پر قادی گردی کرنا اس خروج کی عادت اگر اسلام سے معلوم ہے تو اسلام ایسی گمراہیات عادات و راسخ نام لباس وانی مگر نہ نیک ننگی پر رستہ بھیجتا ہے اور انہیں عذابِ کبیر کی وحید سناتا ہے۔

لیکن حالِ حج کے علاوہ نماز و اجتماع کا ہے جو افضل ترین عبادات میں سے ہے۔ صحابہؓ

میں اسے سات کی ناسرکی سے منید کر دیا گیا کہ بائیں چاہیں تو ناسرکی مشب ہیں ہانا، بہتر ہے اور ایک روایت میں قرطاب کہ جب مسجد جانے کا قصد کرے تو خوشبو نہ لگائے بلکہ مناعت بھی درود ہوئی کہ جو عورت خوشبو لگائے وہ ہمارے ساتھ نہ آوے۔ میں شرکت نہ کرے خوشبو کے طلاق ایسا بناؤ لگھا رہی منع ہے کہ مسجد میں نازیروں کے لئے نقد سامانی کا باعث بن جائے۔ فرمایا ولیخوہن تغلات مسجد جانے کے لئے سلی کیل دیو کر نکلیں یعنی بناؤ لگھا راوزیک آب کر کے نہ نکلیں پھر خوشبو کی یہ مناعت مسجد کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں بھی گھر سے باہر نکلے ایسی کوئی خوشبو لگنے سے احتراز کرے جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا درود ہر شے، ایسی عورت کہ جو خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے نہ اذیر کہا گیا ہے۔
قبس کذا و کذا۔

باہر نکلنے کے دوران ہم قیدی لگائی ولیخوہن بخمروہن عن جیوہن کی پادریں اپنے سینوں پر ڈھانپ دیں۔ عورت اگر بچے والا زبرد چننے چننے سے کہ تو چلتے ہوئے اسے ہما ابا کو بچنے کو لوگوں کو نفی زبور اطم ہر سکے یا اس کے بچنے کی آواز سے لوگوں کو اس طرف رغبت ہو۔ دلا ولیخوہن بار جلعن۔ دائرہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عورتوں کو انہیں چل پر صام کرنا نہیں نہ اس بلہ جنی مردوں کے سلام کا جواب دینا ہے۔ تمدن و تہذیب کے نام سے عورتوں کو کمبوں اور غلو کا جاس میں کھینچ کر لانے والوں کو اس میں بہتی ہے کہ حضور علیہ السلام نے عورتوں کو حمام میں جانے سے روکا کہ وہ مردوں کے اختلاط کے مقامات میں سے ہے۔ اور ایسی تمدنی معاشرت اور سنوت صاحب شریعت کو گوارا نہ تھی عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے روک دیا گیا۔

حضرت علی علیہ السلام بھی حکم خدائی اور تصور آتی محمدیات اس طرح عورت کی ایسے مناصب الذی ساسیوں پر تقریری متوجہ کر دی گئی جن میں مردوں سے اختلاف اور رد و رد ہوا یا غلوت کے مواقع کی فراہمی

ناگور ہے حکومت دیہاست ولایت عامہ قضاہ و عدالتوں کے کاموں سے انہیں روک دیا گیا۔ یہ نگرہات صرف تھری۔ معاشقہ، عمل اور طبی حد تک انہیں بلکہ نیہالات و قصص و روایات تک میں مبارک و مفت کی نگہداشت کی گئی۔ مرد و عورت کے بچے جوئے پانی سے وٹو کر کے کسی نے آج اڑاؤ کسی نے گرد و خرابی کہا کہ کہیں خیارات کا مسئلہ وٹوہ سے کیا ہوگا نہ پہنچ جائے اور جو عمل ظہیر و غیب و آثار کا ذریعہ نظام و سبب انعام نہ بنے پاسے۔ جن زرا میں امام عورت کے سینہ سے قدر سے ہست کر کھڑ ہوگا گو اس پر کوئی اور پردہ ہی کیوں نہ ہو کہ تصور عاقلین مراۃ کی طرف متعلق نہ ہوئے پاسے۔ امام جماعت و مفتیوں کے اقتدار کی نسبت کرتے گا۔ مگر خاص طور پر عورتوں کی نسبت نہیں کرے۔ اسی طرح مسلمان بھرتے وقت عورتوں کی نسبت نہیں کرے۔ اگر غازی انعام نماز و عورت ہد کا ذریعہ اور ناجائز و خطائیں کا موجب نہ بنی جیسے۔

کیا پردہ عورتوں سے جائے؟ آج کہا جا رہا ہے کہ عورتوں کا گھر میں بند رہنا گویا انہیں نفس میں قید رکھنا ہے۔ اور یہ جس بے جا مساواتی و درجہ بر داشت نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس طرح گھر و مہل جیسے رہنے سے عورتوں کی بصیرت خراب ہوئی رہتی ہے۔ حالانکہ عورت کا اپنی مرضی اور طبی و فطری تقاضوں سے گھروں میں بیٹھنا، جبکہ وہ دینی و دنیوی ضروریات کے لئے شغل و کام اور قیود کو ملحوظ رکھنے ہوئے نہائیں نہ نیست اور ذریعہ فاضل بننے سے محروم رہتے ہوئے گھر سے باہر جاسکتی ہے۔ اور گھر کی چار دیواری اس کے لئے مزید خطرات اور مصائب سے تحفظ کا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔ ہرگز قید نہ کیا اور بہت نہیں بلکہ جن راحت اور نعمت ہے۔ اگر گھر میں اپنی مرضی سے بیٹھ رہنا قید ہے تو پھر قوموں کو ایسی زیادہ تر وقت عورتوں میں رہنا ہے۔ انہیں لمبی جبراً نکال دیا جائے۔ پھر بلا ضرورت اور اگر کسی کو نا تو مردوں کے لئے بھی مصلوب ہے۔

مرد اور عورت کا: نہ کار۔ تراصل مسائل عقلی اور حیاتی تقاضوں کے وجہ سے تقسیم ہوا ہے۔
 مرد باہر نکلتا ہے تو عورت اندر اس کے بچوں کی خاطر بڑا دل میں پریشانیوں اور مصیبتوں کا
 بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ درکشائیوں میں فیکٹری اور کالوں میں پسینہ سے شرابہ راجھا
 عرق جوتا ہے۔ کہیں مزدورین اور کاشتکاروں میں مفید محسوس ہے، کہیں دفتر کے ایک چھوٹے
 سے کمرے میں صبح سے شام تک ساری زندگی گزار دیتا ہے۔ اسی طرح عورت کے اندر
 اور خانہ داری کی انجام دہی، بچوں کی تربیت و حفاظت، گھر کی نگہداشت کرنا ہے۔ وہ گھر
 کی میر نہیں اور فی خانہ اندر کوہِ نعلین ہے۔ نئی تہذیب ظلم اور قید نے نام پر اٹھارہ چارے
 تر قہا اٹھا کر سب باہر کی ناقابل برداشت ذمہ داریوں و مصیبتوں کی غلامی زندہ کی ہیں۔
 کھینچ کر اپنی قفسوں کی ذمہ داریوں کو اس کے سر پر ڈھنچا کرتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ
 کہیں، کوئٹوں میں بازاروں اور ضلع کمپروں میں اپنے سے زیادہ تعیش پیمہ کیا جاتا
 ہے۔ ایک طرف تو قید کا یہ مسئلہ دل اور دوسری طرف اس کے مسائل میں کہہ دیا جاتا ہے کہ
 پاکستان کی زیادہ تر آبادی دیہات میں پر دست کی پائندہ نہیں اور اپنے خود ساختہ مسئلہ
 کی نئی کردہی جاتی ہے۔

گھر میں بہت قیدیں راحت و راحت ہیں۔ اگر آدم و عورت اور ماں و باپ کے ایک
 گوشہ راحت میں زندگی بسر کرنا قید ہے تو شہر میں سکھانے والوں کو ریلوں کی زندگی کیا
 ہے جو ہزاروں مسائل کی چٹکی میں پڑے ہوئے ایک ہی شہر میں یہ سب مستعار ختم کر دیتے
 ہیں۔ ہر قسم کی آسائشوں سے محروم پانی کی قلت، خوراک کا فقدان، وسایہ شہری فضاؤں
 کی آلودگی کی وجہ سے ہوا ایسی مضر ہے کہ کون بھی کھانے کے لیے باہر نہیں سب قید ہے اور قید
 سے بھی بہتر، ہرگز تو سماجی شہری آبادی کو جنگلوں کی طریقہ و تکمیل دیا جائے کہ وہ آزاد فضاؤں
 اور جنگلوں میں آزاد ہو کر گھومتی ہو۔ اور اگر یہ سب قید ہے جس میں تو غرض نہیں کہ

یعنی اقتصاد در غربت اور غلظت کی بناء پر گھروں میں رہنا بھی قید نہیں۔

پروہ نہیں ہے پردگی خرابی صحت کی باعث ہے۔ | پر عورتوں کی غریب صحت کا رونا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہمارے ملک میں خزان صحت کی شرح میں انصاف کے اسباب وہی ہیں جو مرثیہ اور نول کے نہیں مردوں اور عورتوں اور بچوں سب کو اپنی پلیٹ میں لے چکے ہیں۔ ضرورتاً تہ زندگی سے اکثریت استعمالی ہنگاموں کی وجہ سے محروم رہتی ہے۔ کوئی خدا خاص نہیں ملتی۔ نہ سر پہانے کے لئے موزوں مکان، نہ موزوں دکان سے بچنے کے لئے مناسب لباس، پانی اور ہر ایک سبب خاص ضرورت ہر ایک کے تو صحت کی شرح کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ وجہ ایسے ہر مسئلہ صحت کے اصل اسباب تلاش کرنے جائیں، اور ہر کھسٹ کے اس کا ردیاس میں کی کی جملے میں کی وجہ سے تمام معائب اور فائدہ کشی کی دلدل میں پھنسنے جادہ ہے میں جتنی ہولناکیوں یا مخصوص خود ترن کے علاج معالجہ کی طرف توجہ دی گئی اگر عورتوں کا گھروں میں بیٹھا بربادی صحت کا نتیجہ ہے۔ تو آئیے ان غلطیوں اور بے حیاہ اور بے محاب گلوں کا حال بھی دیکھتے ہیں جہاں عورت اتنی آزاد ہے کہ ہفتوں اسے گھر کی دلیز دیکھنا نصیب نہیں، کوئی۔ وہاں سبب عورت باہر قدم رکھتی ہے تو ہزاروں پریشانیوں اور طرأت سے ہسانی اور نفسیاتی بیماریوں اور الجھنوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور پھر کے آئے دن کے ہزاروں نوع نوع جنسی، اعصابی، نفسیاتی اور فیزیکی و دماغی امراض اور اموات کی شرح میں اضافہ کی رو رہیں پڑ جائے۔ تفریح گاہوں اور کلبوں کی زندگی نے یورپی اقوام کی صحت کو سرطان نگا دیا ہے۔ ایسے جنسی امراض کا دور دورہ ہے جس کا نام وراثت ہی اس سے پہلے نہ تھا۔ ہزاروں لاکھوں عورتیں اس قدر مفلح اور شگفتہ صحت کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ فیکٹری اور دفتر کی ملازمت نے اس کی صحت گرا دی ہے۔ وہ بچوں کی پرورش کے قابل نہیں رہی وہ والدین اور شوہر کی خدمت نہیں کر سکتی۔ اس

پرنسپل کے دور سے پڑتے ہیں، اور ذہنی انتشار میں مبتلا ہو کر جا رہی ہے۔
نظر بازی ہوئی انتشار اور فساد معاشرہ کا ذریعہ | پھر عورت کا گھر سے رہے تماشائیت
 اس کی صحت کی تباہی کا سبب نہیں بنتا، بلکہ پورے معاشرہ کے گم اور بیماری کا ذریعہ
 بنتا جا رہا ہے۔ وہ بد صورت سے گزرتی ہے جسے شمار لگا ہوں کا نشانہ بنتی ہے، ایک
 مرد راستہ میں چلتے ہوئے ایک سے ایک باذہب نظر پھر دیکھتا ہے۔ اسے خطر
 میں کاغذوں میں ہے یا ادا اختلاط اور بات چیت کے مواقع ملتے ہیں، اندر نظر بازی
 اس کے اپنے گھروں نظام کو مادی ہے، ذہنی انتشار، فاسد خیالات کا ایجاد کنشی
 اور مہذبانی تلام، محبت و عشق کی آفتیں۔ الغرض یہ سب کچھ اس کے ذہنی اختلال،
 قلبی پریشانی اور اعصاب کے کچھ کا ذریعہ ہی جاسکتا ہے۔ پھر دل کی بیماری جسی اور
 اخلاقی بیماریوں، مصیبت، بصارت، مدافعی عدم کو اذن، بلڈ پریشر اور اعصابی امراض کی
 شرح کا کسی پر وہ دار معاشرہ سے موازنہ کر کے خود فیصلہ کر لیجئے۔

تعلیم کے لئے بے پردگی | پھر کہا جاتا ہے کہ عورت کو تعلیم کی ضرورت ہے، اور
 اقتصادی حالات ہمارا تعلیم کے تحمل نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سی تعلیم تھی جسے
 عورت کے لئے ہی ضروری قرار دیا گیا تھا۔ عورت کے لئے اسلام کا دستور تعلیم
 ظہن وہ نہیں ہر لہو و لہجہ کی یہ سداوار ہے، وہ اس سے دفتر، کارخانہ اور فیکٹریوں
 کے فرائض نہیں دہستہ کرتا کہ اس کے لئے وہ عورت کو کلرک، ایجنٹ یا مزدور بنانے
 اسلام کی تعلیم عورت کو ایک باسلیقہ، وفا شعار، مہذب اور با حیا ذات بنانے کے لئے
 ہے۔ وہ اس تعلیم کو اہمیت دیتا ہے جو عورت کو خدا اور سوائے شوہر اور خاندان کے
 محض اولاد کے حسن تربیت سے باخبر کر دے اور اس کی گردن چھوڑنے کی بجائے تربیت گاہ
 ثابت ہو سکے۔ اس تعلیم کے لئے یہ ہر گز لازم نہیں کہ وہ غلو و دس گاہوں اور بے ہمتانہ

پاسٹوں میں گورنر جہاں کی بنیادی کرنی پھرے۔

الغرض وہ تعلیم جو بے پردگی کا باعث ہو، شریعت اور اسلام اس کا حکم نہیں دیتا۔ بے پردگی اگر اخلاق و معاشرت، محبت، ہمسائی و دروہائی اور حسن بھرت کے لئے تباہ کن ہے۔ تو جس تعلیم کے ذریعہ بے پردگی پھیلے گی شریعت، برگزاس کی روادار نہ ہوگی، پھر تعلیم نسوں کی تاریخ دیکھئے، جب ظہور اسلام کے بعد حجاب اور عفت و عصمت کا دور دورہ ہوا اور عفت پرور نشیں ہو گئی تو اسلامی تاریخ میں تعلیم دین اور علوم و فنون سے آراستہ وہ خواتین نکلیں جن کے علوم سے خانہ نشینی کے باوجود ایک دنیا مستفید ہوتی رہی۔ پس اگر مفاسد اور مروجیات غشاء کے بغیر شرعی حدود پر وہ میں رہ کر مسلمان خواتین علم و فضل میں ایک نمونہ پیش کر سکتی ہیں تو مغرب کے بے حیا و عہد جاہلیت میں جو عورتیں باہر نکل بھی آئیں تو اسلامی علوم و فنون اور تعلیم اخلاق و تربیت معاشرہ میں کوئی لک نمونہ نہیں اس جب جاہلیت نے پیش کیا، علم حیا سے حاصل ہوتا ہے۔ بے پردگی سے جب اکھوں کا پانی آگیا تو علم حقیق اور علمی و فنیست ہی فنا ہو گئی، نئے دور کے علم نے مردوں کو کیا دیا، سوائے جھڈا گریزی نظام کے پرندوں کے ہم ہیں تعلیم جدید کے لئے خواتین کی عفت و حرمت ہی قرآن کریم میں۔

انٹرنیٹ پر وہ کا حکم مذکور روایات (معاذ اللہ) میں سے ہے نہ کسی رسم و رواج کی پیداوار، اسلام عصمت و عفت کا محافظ ہے، وہ فساد اور منکرات کا مرکز و ملاقا نہیں۔ یہاں بھی نشانہ اندر فواحش کے احتمالات نہ یاد ہوں گے۔ پردہ کے احکام میں انہی ہی شدت پیدا ہوگی اور جہاں نشانہ احتمال نہ ہوگا عصمت و عفت کے پیر سے سخت ہوں گے۔ وہاں اس میں نرمی اور وسعت پیدا ہوگی۔

ماڈرن بننے کے نعوین | پس جو لوگ صلح اور ماڈرن رفتار و سرخص کے شوق میں اسلام کے

ایک مضبوط نظام کو نشانہ بنانا چاہیں وہ ایسی "اصلاحات" کا انجام بخیر ہی اقوام میں دیکھیں کہ وہ بے پردگی اور فحاشی کے اہتوں کس قدر نکت میں پہنچ چکا ہے۔ — پھر انہیں عالم اسلام کے اس قسم کے نام نہاد مصلحین سے سبق لینا چاہیے جنہوں نے ترکی وغیرہ میں تقلید یہود و نصاریٰ کی خاطر اسلام کے ایک مستحکم نظام کو تہ زلزلہ کرنا چاہا، اور ان کا یہ اقدام ایک حرف قوم کی معاشرتی، اخلاقی قدروں کی بربادی اور دوسری طرف "مصلحین" ایسی دولت اور مسلمانوں کے قلوب کی نفرت و طامنت کے مستحق بنے۔ (میں غصہ)

.

.



باب الوضوء

وضو کے مسائل



سوال :- وضو شروع کرتے وقت ہم اللہ پڑھتے وضو کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم لاکھا حکم ہے ؟ اگر ایک شخص وضو کی ابتدا میں قنہ یا سہو بسم اللہ نہ پڑھے تو وضو پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اگر کسی سے بسم اللہ ملنا یا سہوارہ پڑے تو وضو پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا تاہم بارہا جان بوجھ کر ترک نہ کرنا واجب عادت ہے۔

قال ابن نجيم في باب شئ من الوضوء وان بدو بالتسبيح اي من سنن الوضوء
وهذا من سنن الوضوء مستحب واجب قل وغیرہ البسم لا یوجب فساداً بل هو بدل
اسارة لوعاد الخیر مستحب وقد نزلت لاسارة اذن من انکون صلیحاً لودن تخرج انک

سوال :- سوک سے عموماً دانتوں کی سنائی متصور ہوتی ہے
برش سوک کی سنت کا متبادل نہیں | موجودہ دور میں برش سے یہ فائدہ اچھے طریقہ سے حاصل ہوتا ہے
کیا یہ سوک کا نعم البدل ہو سکتا ہے ؟ یعنی برش کے استعمال سے سنت ادا ہوگی یا نہیں ؟

الجواب :- دانتوں کی صفائی بلا شک سوک کے نواہد میں سے ایک اہم فائدہ ہے
لیکن سوک کا استعمال صرف دانتوں کی صفائی کے لیے نہیں ؛ بلکہ دی سنسراس میں سنت برش
کا اجماع ہے ، برش میں درخصوصیات اور صفات میں پائی باتیں جو سوک میں موجود ہوتی
ہیں ایسے کسی سے سنت ادا نہ ہوتی ، تاہم برش کے نفس استعمال جائز ہے ۔

ابن قال ابن نجيم في سنن الوضوء (قولاً كالسبحة) اي كما ان التسبيحة سنة في الاذن
مطلقاً (بعض المؤلفين جرحه) ومثله في الحديث بغيره من ان في سنن الوضوء

فاما ابراہیم خلیفہ شہر المستعین ان کیوں مسواک من شجرة مزفا لریب ادا
 لراثة بدل نعم قالوا بل انک کل عود الا الزمان والقداب وادناه فالرک شہ
 الزیتون و ان کیوں طویلہ شبکی فی حفظہ لثمنہ وکبیری آداب الوضوء مثلاً
 مسواک نہ ہونے کی صورت میں سوال۔ اگر کسی شخص کے پاس مسواک نہ ہو یا مسواک
 کی انگلی قائم ہو تو کیا ہو سکتی ہے؟ کے استعمال سے تکلیف ہوئی ہو تو ایسی صورت میں انگلی
 مسواک کا قائم مقام ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر مسواک حیرن ہو یا منہ میں دانت نہ ہوں یا اس کے استعمال سے کسی
 شخصیت اور ضرر کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں انگلی مسواک کا قائم مقام ہو سکتی ہے۔

قال ابن عساکر قال فی الحلۃ قہربای اصبح انت رک لا باس بلہ والافضل ان
 یستک بالسیاحین بدایہ بالسیابۃ یسیر فی شرب یمشی وکذا شہدک بالبدنہ
 یسیر والسیابۃ یعنی تباہا من الجانب الايمن فوق وتحت شربا من یسار
 کذا صحتہ (رد المحتار علی الدر المختار) من الوضوء ج ۱ ص ۱۱۵

سوال چہائے حکم مسواک۔ مسواک استعمال کرنے وقت اگر مسواک نرم کرنے
 کے لیے دنتوں سے تپایا جائے تو کیا بدوئے شرعاً
 عمل کر رہے؟

الجواب۔ مسواک کو دانتوں سے ہلکے کرنے میں شرعاً کوئی قیادت نہیں اور سنت
 کی ذیلی پر کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ طبی خانہ سے مسواک کے چومنے سے قوت بیانیہ متاثر
 ہو سکتی ہے اس لیے مسواک کو چوسنا مناسب نہیں۔

کیا اخراجہ البخاری عن عائشہ..... فاخذ رجل المسواک فغضضه وغضضه
 ویطبقه فغضضته النبی۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۳۸ باب وقایہ النبی قال الحاکمی

الحاکمی قال فی رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۱۱۵ (سنن ابوداؤد)

وفی ایضا وریثا لک عود لا نرمک والغضب والغضض لا یزالک فہم لغویون۔

تلمذ ابن نجیم و تقوم الاصلح واحذرقۃ الخشیۃ مقامہ عند فضلہ وعدۃ ائمانہ وخص
 انتخاب لا عند وجودہ (ابن رائق) من الوضوء ج ۱ ص ۱۱۵ و مشق فی الزلیلی من الوضوء ج ۱ ص ۱۱۵

ولا یمسہ فانہ یورث العمی رسولہ المختار علی صدر مرقۃ المختار سنن وضو اور غسل
 ناخن پالش کی موجودگی میں وضو کا حکم | **سوال**۔ اچانک امام عورتیں ناخن پالش لگا کر
 کیا ناخن پالش کی موجودگی میں وضو اور غسل پر کوئی

اثر پڑتا ہے ؟

الجواب۔ ناخن پالش جدید دور کا مسئلہ ہے اس کیلئے مستقل چیز تھی کسی حد تک
 میں نہیں ملتا ہے موجودہ دور کے نامور علماء ناخن پالش کے عہد حرام کے قائل ہیں ، کیونکہ
 ناخن پالش سے ناخن کو دائم سنویر ہو کر وضو اور غسل میں اس کو پانی پہنچنا ممکن نہیں رہتا ، اس لیے
 گوندھے ہوئے آنے کی طہرت مانع وضو اور غسل ہے ۔

لیکن بعض مہرے علماء کے نزدیک ناخن پالش اگر عورت کی تربیت مان لی جائے تو پھر
 ایسی صورت میں اگر ازالہ میں دشواری نہ ہو تو وضو اور غسل کے لیے ازاد ضروری ہوگا اور اگر ازالہ
 میں حرج ہوگی تو اس کی تہذیبی ہونے کی وجہ سے اس کا حکم ہندی کی طرح ہوگا اور جہین جانے کی صورت
 میں اس کے ازالہ میں حرج ہو تو موجب حرج ہونے کی وجہ سے پانی کا ایصال ضروری نہیں ۔

قال المحققین : وجب ای یقرض غسل کل ما یمن من البدن بلا حرج مؤخر وبعد
 اسیرہ ولا یمنع ماعلی طفر صباغ ولا طعافرین ، اثناء وہی منہ . لاجوب یہ یعنی
 وقیل ان صلیا منع وهو لا یمنع . رندہ المختار علی صدر مرقۃ المختار : یمنع من الیمن
 تاہم ہوترون وقت میں یہ مغربی ثقافت کا ایک جزو سمجھا جاتا ہے اس لیے ہرگز گھراؤں
 کی خواتین کے لیے اس سے اجتناب ضروری ہے ، لہذا ائمہ علماء کے نزدیک ناخن پالش
 وضو اور غسل پر اثر انداز ہوتی ہے ۔

سوال۔ عورتیں گردن کا مسک کسی روایت سے ثابت ہے یا
 نہیں ؟ بصورت ثبوت فقہاء کے نزدیک اس کا کیا رد ہے ؟

لے انرجیہ المزیلعی عن عائشۃ قالت : فاخذت السواک ففحصتہ وطبقہ ثم دفعتہ فی
 رسول اللہ . انصب اریۃ ج۱ امث۱ حادیث السنوۃ قال : شیخ عبدالحی اللکھنوی : لا یمنع
 السواک فانہ یورث العمی . والسعیۃ ج۱ امث۱ باب سنن انوشہ : فمقلد فی حرقۃ شرح
 مشکوٰۃ ج ۱۱ امث۱ باب وفات النبی . انص . (کذا ذکر)۔

الجواب :- گردن کے مسح کے بارے میں متعدد روایات آئی ہیں جن میں معروف روایات کے علاوہ مرفوع روایات بھی ہیں۔

لما ذکر العلامة الحلیؒ عن ابن عمر ان اذقی قال من توفد و مسح عنقه لم یغسل بالاکلال یوم القیامة۔ راہبناۃ شرح الہدایۃ ج ۱ مثلاً باب الموضوع
البتہ فقہاء کے نزدیک تعین حکم میں اختلاف ہے، بعض علماء اس کی کثرت کے قائل ہیں لیکن صاحب النکاح نے استنباب کو ترجیح دی کہ ہے اور صاحب کنز نے بھی اس کو مستحب و ضوہ میں ذکر کیا ہے۔

قال ابن نجیمؒ وقیل منة وهو قول الفقہاء فی جعفر وہم اخذوا من العلم کذا فی شرح مسکین وفي الخزانة المصمیم انه ادب وهو معنی المستحب۔ راہبناۃ
مستحبات الوضوء ج ۱ (مثلاً)

سوال :- سر مسح کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟
الجواب :- سر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سر کے ابتدائی حصہ پر دونوں ہاتھوں کی تحلیلیاں اور انگلیاں رکھ کر گردن تک ایسے طریقے سے سے چلے کہ اس سے تمام سر کا ماسا ہو۔

قال العلامة محسن ابن سیدؒ ولا ظہران یضع کتبه واصابعه علی مقدم راسه ویمدھما الوضوء علی وجہه یشقوب جمیع الرأس۔ (رد المحتار علی الدر المختار سنن الوضوء ص ۱۸) کہ

رأسه من وائل بن حجر قال شهدت شقيق وأبى بانا وأكفا علي يمينه ثلاثاً فمسح يمينه في
أما أو فغسل يدها ورأسه اليمى حتى جاء والرفق ثلاثاً ثم غسل يده ثلاثاً حتى جاء والرفق
ثلاثاً ثم مسح على رأسه ثلاثاً وظاهره أو كثره وظاهره رقبته۔ رلصب الراية ج ۱ ص ۱۸
وقال صاحب الشورى في مستحبات الوضوء ومسح رقبته۔ وقال ابن عابدين
ر تحت قوله ومسح الرقبه) هو الصحيح وقيل أنه سنة۔ (رد المحتار علی الدر المختار
مستحبات الوضوء ج ۱ ص ۱۸) ومثله في السعاية ج ۱ (مثلاً) باب مسح الرقبه۔

سے قال ابن نجیمؒ قال الزیلعیؒ یسکمو فی کتفہ السبع ولا ظہران یضع کتبه واصابعه
(راہبناۃ سنن الوضوء ج ۱ ص ۱۸) ومثله فی الحنبلیہ ج ۱ فصل اثنا عشر فی الوضوء

وضو کرتے وقت دائرہ کی تر کرنے کا حکم | سوال :- وضو کرتے وقت چہرہ و صحنہ کی حالت میں دائرہ کی کیا حکم ہے ؟ کیا پھدی دائرہ کی وضو نہ ملتی ہے یا بعض حصہ پر اختلاف درست ہے ، نیز گھنٹی اور دھڑکی دائرہ کی کہیں فرق ہے یا نہیں ؟

الجواب :- واقع ہو کہ دائرہ کی دو قسمیں ہیں گھنٹی اور دھڑکی ، اگر بالوں چہرے کی کھال نظر آتی ہو تو ایسی دائرہ کی شمار ہوتی ہے اور جس دائرہ میں چہرے کی کھال نہ ہو تو اس کو گھنٹی دائرہ کی کہا جاتا ہے ۔ اول اندک گھنٹی دھڑکی کا وضو فرض ہے یہاں تک کہ جو کھال نظر آتی ہو اس کا وضو بھی فرض ہے اور گھنٹی دائرہ میں چہرے کی حد میں خود دائرہ واقع ہو اس کا وضو فرض ہے اور جو دھڑکی دھڑکی رہے اس کا وضو نہیں بلکہ صرف مسح ضروری ہے ۔ قال المحقق فی تحقیق الخلاف ان المستعمل لا یجب غسلہ ولا مسحہ بل یسق ، وان الخفیفة التي تری بقدرہا یجب غسل ما تحتہا ، وقال ابن عابدین : تحت قوبہ المستعمل ای الخارج عن دائرة الوجه : وفسره ابن حجر فی شرح المنہاج بما یومد من جهة نزولہ الخرج عن دائرة الوجه لزلة : لاحتار علی القول باختیار خرافتھ الموضوع امت ۔ اے

نضاب والی دائرہ کی وضو کا حکم | سوال :- بالوں پر نضاب لگانے سے حقیقت میں بالوں کی اپنی حقیقت غائب ہو کر ان پر باریک سا پردہ آ جاتا ہے کیا اس سے وضو پر اثر پڑتا ہے ؟

الجواب :- بالوں پر نضاب لگانے سے کوئی تبد نہیں ہوتی اس لیے ایسے رنگ کی موجودگی میں وضو اور غسل پر کوئی فرق نہیں پڑتا ، جب کہ رنگ پر کے ہاتھوں پر کچھ رنگ لگے ہوتے ہوتے رنگ کا لگ جانا مانع وضو اور غسل نہیں ۔ البتہ اگر بدن کے کسی ایسے حصہ پر جس کا وضو ضروری

سے قال فی الہندیۃ : وروی عن ابی حنیفۃ رحمہما اللہ قال انہ یجب امر بالماء علی ظاہر الجبۃ حیث لا یصل الی التبینین وهو الصمیم فکذا فی الزاہدی والشعر المستعمل من الذوق لا یجب غسلہ کن فی النجیطین . والہندیۃ جم الامتلاب علیہ .

امام القادری :- ویشک فی البصر الزائق ج املا لخرافۃ الموضوع ۔

موجبہ کلمہ والارنگہ پینٹ مگ گیا ہو تو اس سے تہہ بن جانے کی وجہ سے پانی کا پینچا ممکن نہیں اس لیے اس کا پینچا ضروری ہے اور اس کی موجودگی میں وضو بھی درست نہیں۔

قال المحقق: ولا يمنع ما على طرفه صريح ولا معام بين استانه اوف سنه الجوف بعد نفق وهو كاصح۔ (در النظم مدونة المتابعة، كتاب فرائض الفصل ۱۷)

وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھنا | **سوال**۔ وضو مکمل کرنے کے بعد آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب۔ وضو مکمل کرنے کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا مقصود اذکار نہیں بلکہ سنوٹ مائیں پڑھتے وقت ادب یہ ہے کہ آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ لے۔

قال ابن عابدین: وان يقول بعد فراغه سبحة تكبالتهم ويصعدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرک و ثوب الیك و شہد ان محمد عبدك و رسولک
نظرا الى السماء؟ (رد المحتار من الدر المختار من دیات الوضوء، مشک) ۱۷

عبادت کے بغیر وضو کا حکم | **سوال**۔ ایسا وضو جس سے کوئی عبادت نہ ہو تو بے فائدہ عبادت کے بغیر وضو کا حکم ایسی حالت میں دوبارہ وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ وضو علی الوضو بالاتفاق جائز ہے، البتہ اگر ایک دفعہ کہے ہوئے وضو کو ایسی عبادت ادا کی جائے جس کے لیے وضو شرط ہو تو ایسی صورت میں وضو علی الوضو کرنا ہی نہیں۔

قال ابن عابدین: وفي شرح التنية فاذا لم يؤد به عمل متاخر المقصود من شريعته كالصلاة وسجدة التلاوة ومن المصحف ينبغي ان لا يشرع تكراره قربة لكونه غير مقصود لذاته۔ (مرآۃ المحتار علی در المختار ج ۱۱، احكام الوضوء، ۱۷)

لعمري العلامة الترمذی، ولا ما على فعله صريح من صريح للضرورة وعليه الفتوى
وعلى النزاع على صدر المطحطاوى منك فصل في تمام مقام الوضوء ومثله في
مكتبة المصنف منك ۱۷۔ علی قال العلامة الترمذی، بعد ما ذكر لا داعية المأثورة
نحوه في السجدة ركنية المصل منك ۱۷۔ (شرح الوضوء) کہے قال ابراہیم الحلبي
فاذا لم يؤد به عمل متاخر المقصود من شريعته كالصلاة وسجدة التلاوة
ومن المصحف ينبغي ان لا يشرع تكراره قربة۔ (الذريعة، ۱۷) (۱۷)

وضو میں ایک ہاتھ سے منہ دھونے کا حکم | سوال :- بعض لوگ کو دیکھا گیا ہے کہ وہ دھو کر کتے

کا فیاض لے لیا اوقات استیغاب میں بھی غسل آہٹا کر اسے دیکھا گیا کہ اسٹیرٹا جائز ہے ؟
الجواب :- دوسری منسور اور مسور احضار کا استیغاب مسنون ہے اسٹیرٹ رسول اللہ
صل اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ دھویا ہے لہذا ایک ہاتھ سے چہرہ دھونا
نوافل سنت ہے ۔

لما قال الامام محمد اسماعیل البخاری : باب غسل الوجه باليد من غرقة
واحدة ، عن ابن عباس انه تراءى وجهه اخذ غرقة من ماء فغسل بها
واستنشق ثم اخذ غرقة من ماء فغسل بها هكذا افاضها الى يده الاخرى
فغسل بها وجهه الخ (لجامع الصغير البخاری) باب غسل الوجه باليد من غرقة واحدة
سے مسح کا حکم | سوال :- بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ گردن کے مسح کے ساتھ
گلے کے مسح کا حکم لے لیا ہوتا ہے کاسح بھی کر جاتے ہیں ، کیونکہ کاسح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟
الجواب :- بآپ وضو میں گردن کا مسح شامل ہے ، حلقوم گٹھے کا مسح اسلاف
میں سے کسی سے ثابت نہیں ، اس لیے گلے کا مسح کرنا بدعت ہے ۔

لما قال ابن نجيم ، والثاني مسح الرقبة وعبظها باليدين وامام مسح الحلقوم
بدعة ۔ (البحر الرائق ج ۱ ص ۱۷۷) کتاب الطهارة ص ۱۷۷

وضو میں ہاتھ دھونے کی ابتداء انگلیوں کی طرف سے کرنا سنت ہے | سوال :- ہمارے
دھو کر دو دن ہاتھوں پر انگلیوں کی طرف سے پانی بہاتے ہیں ، کیا یہ طریقہ درست ہے ؟

لما قال الشيخ ظفر احمد العثاقي : چہرہ ایک ہاتھ سے دھونا اور دیکر ایک ہاتھ سے کرنا خلاف
سنت ہے ۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۱۷۷) فصل فی منی الوضوء وآدابہ ومکرماتہ
سے قال المحقق ، ومسح الرقبة بظفر يديه لا الحلقوم لانه بدعة
والدبر المختار علی صدرہ رد المختار ج ۱ ص ۱۷۷ مستحبات الوضوء
وشرائط فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۷۷ الفصل الثالث فی المستحبات ۔

الجواب :- وضو میں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت ایک تہ ذرا دھونا فرض ہے اور تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ اسی طرح دھونے کی ابتداء انگلیوں کی طرف سے کرنا بھی سنت ہے۔

لما فی الہندیۃ : ومنہما السنن الہدایۃ من رؤس الاصلایع فی الیدین والرجلین ۔

والہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ - الفصل الثالث فی المتحبات ج ۱ ص ۱۸۱

وضو کرنے کا افضل طریقہ | **مسوال :-** وضو کھڑے ہو کر کرنا چاہیے یا بیٹھ کر؟
الجواب :- وضو بیٹھ کر کرنا چاہیے اس لیے کہ وضو کے آداب میں یہ بات ہے کہ وضو بیٹھ کر کیا جائے۔

ومن الاذکار ان یجلس المتوضی مستقبل القبلة عند غسل مائر الاغضاء (ومن الاذکار ان یشکر جلوسہ علی مکان من قنح)۔

(جلبی کبیر ج ۱ ص ۱۸۱ - باب الوضوء - ص ۱۸۱)

سوال :- سر دل کے مینوں میں اعضاء وضو دھونے کا طریقہ اتنے خشک ہو جاتے ہیں کہ اگر ان پر پانی بہایا جائے تو اس سے اندام تر نہیں ہوتا بلکہ خشک رہ جاتا ہے، اس صورت میں وضو کیسے کیا جائے؟

الجواب :- سر دل کے موسم میں خشکی بہت ہوجاتی ہے اور پانی اعضاء وضو کو گونا گوں نہیں کرتا۔ اس لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ دھونے سے قین مغسول اندام کو تر کیا جائے پھر پانی بہایا جائے تاکہ اندام اچھی طرح دھویا جاسکے۔

لما قال الاعلاءۃ الکاساف : عن خلف بن ابیہ انہ قال یسبی للمتوضی فی نشاء الذابعل اعضاء مشبہ الذہن ثم یسبل الماء علیہا لان الماء یتجلی فی

سند لما قال ابن الہیثم : ومن السنن الترتیب بین المضمضة والاششاق والبدأ من مقادیر الرأس

ومن رؤس الاصلایع فی الیدین والرجلین ۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الطہارۃ)

لما قال المصنف : والجلوس فی مکان مرتفع یغیر فی الماء المستعمل وعبارة التکمال : وحفظ

نیاجہ من التناظر : وحی الشمل ۔ (الدر المختار وحی صمدیہ المختار ج ۱ ص ۱۸۱ آداب الوضوء)

ویشلۃ فی السعیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ آداب الوضوء ۔

عن الاعضاء في التشاؤم (بدرج الصنائع ج ۱ ص ۱۰۰ کتاب الطهارة) طه
و موضوعیں دوسرے سے یہ دینے کا حکم **سوال**۔ فقہ کا مائتوں میں کما ہر سہے کہ

شکر دینے سے دینے اور ملازم اپنے مالک کے یہ وضو کا پانی تیار کر کے اس کو وضو
 کرانا ہے کیا یہ استعانت مکروہ نہیں اور اس سے وضو پر کیا اثر پڑے گا؟

الجواب۔ اس مسئلہ کے بارے میں اگرچہ فقہی ذخائر میں معتدلاً استعانت بالغیر پر
 کثرت کا قرین کیا ہے مگر محققین کے پاس یہ مطلقاً نہیں بلکہ اس کے لیے دو حالتیں ہیں
 ۱۔ استعانت تیار کی ذات غسل دینا۔ ۲۔ استعانت بالغیر۔ اول الذکر استعانت بہما
 جائز ہے۔ اس قسم کی استعانت حضور کے لیے صحیح ہو کر ائمہ سے ثابت ہے جس پر آپ نے کوئی
 کثیر نہیں فرمایا البتہ ثانی الذکر استعانت بلا عقد غیر صحیح مکروہ ہے۔

ما قال ابن عابدین: وعادله الاستعانة في وضوء مكنت بسبب اناء
 واهتفائه واحضاره فلا كراهة به: أصلاً ولو بطلبه وإن كانت بالقدح والمسر
 فتكره بلاء به۔ (روۃ المختار ج ۱ ص ۱۰۰ آداب الوضوء مطب في مباحث الاستعانة
 في وضوء بالغیر) طه

سوال۔ بعض لوگوں کو یہ خیال یہ برقی ہے
بیماری کی وجہ سے وضو میں کمی نہ کرنے کا مسئلہ کہ اگر وہ کمی کرتے ہیں تو دانتوں سے خون آتا

ع وفا سہند یق: من خلط عن بلوی: انه قال یبغی یمتوضی فی التمام ان من اعطاه اناء
 شبه الدھن فمیریل اندر علیھا آلات اماریمجانی من الاعضاء علی التثاثر۔

(الہندیۃ ج ۱ ص ۱۰۰ الفصل الثالث فی مستحبات)

تہ قال العالمین العلام الامامی: ومن الآداب ان یتوضأ من وضوء یفصله عن
 عین غی اللہ عنہ قال: لا یستعین علی وضوئہ ومع هذا انما استعان بغیرہ
 لا یكون الغسل غیرہ بل یغسلہ وفی مع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم استعان بالغیرہ وان غیرہ یغسلہ لہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
 یحسن۔ (المغادی التکاویف ج ۱ ص ۱۰۰ آداب الوضوء)

شروع ہوتا ہے، اب اگر بیمار بوجہ قدر کے کئی دن کے تو اس سے وضو پر کیا اثر پڑے گا؟
الجواب یہ کہ کرنا دناک میں باقی ڈالنا سنن وضو میں داخل ہے، اگر کوئی شخص اس کو بعد از قدر ترک کرے تو گنہگار ہوگا، تاہم صفہ کی وجہ سے کسی ترک کرنے پر ضرورتاً اثر نہ ہوگا اور نہ گناہ لازم آئے گا۔

قال اعصمکفی، وغسل القدمین بماء دافئ والاف بماء وهدا سنن اب
 منوکر ثمان۔ فلو ترکھا اشتر علی الصبیح سراج قال فی الحلیۃ، اخلہ معصوم مانی
 ما اذا جعل المترك عادة له من غیر عذر۔ ایراد المختار ج۱ مسئلۃ الوضوء ص ۷۷
سوال۔ آجکل کے نئے دور میں منہ ہاتھ دھونے کیلئے
بیس میں وضو کرنے کا حکم **بیس** ملتے ملتے ہیں جن میں کھڑے ہو کر منہ ہاتھ دھویا جاتا
 ہے، کیا ان میں وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ وضو کرنا جائز ہے لیکن خلاف الادب ہے۔
 ومن الادب (ان یجلس المتوضی مستقبل القبلة عند غسل ساکن الاعضاء)
 ومن الادب (ان یکون جلیسہ علی مکان مرتفع)۔ (حلیۃ کو بی ۱۲۸ آداب الوضوء ص ۷۷)
سوال۔ آجکل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ
 وضو کے دوران بائیں کمرے کا حکم **وضو** کے دوران دنیاوی باتیں کرتے، بہتے ہیں کیا وضو
 کے دوران دنیاوی باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ وضو کے دوران اوجیر یا ثورہ پڑھنا مسنون محل ہے، دنیاوی باتوں

لعمدہ فی الہندیۃ، والسنة ان یتضمض ثلاثاً، أو لا ثم یتستشق ثلاثاً ویأخذ کل
 واحد منہما ما جدیداً فی کل مرة من ترك المضمضة والاستنقاء اثم
 علی الصبیح لا تنہا من سن الہدی و ترکھا یوجب کلاماً الخ
 (الہند ید ج ۱) الفصل الثانی فی سنن الوضوء
 ثم قال المصنف، والجلوس فی مکان مرتفع ثم راعی الملمة الستمل وعبارة الکمال، وحفظ ثابہ
 من تقاضی وھی الستمل۔ (الذکر المختار علی ص ۷۷) و المختار ج ۱ ص ۱۲۸ آداب الوضوء،
 و مشکوٰۃ فی السعیۃ ج ۱ ص ۱۸ آداب الوضوء۔

وضو میں واجبات نہیں | سوال :- کیا وضو میں واجبات ہیں یا نہیں؟
الجواب :- فقہاء کرام کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں واجبات نہیں۔

لما قال: «خصني» و«سند» فادانها لا يجب الوضوء ولا للفعل ولا للقدح.

(الدر المنثور) وعلیٰ صدور رد المحتار ج ۱ صفحہ ۲۲۱۰

اجابات اور دینی رسائل کو بظاہر وضو سے کریم حکم | سوال :- اس دور میں اجابات اور دینی رسائل میں قرآن کریم کے الفاظ

مع ترجمہ و تفسیر درج ہوتے ہیں اسی طرح التفسیر میں اندجہ صرف تفسیر کا ہوتا ہے کیا الفاظ قرآنی کے علاوہ تفسیری اوراق کو بظاہر وضو ناجائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- قرآن کریم کو بظاہر وضو سے کرنا ناجائز نہیں البتہ تفسیر یا دیگر تصنیفات کو چھوٹے یا بڑے کرنے کے بارے میں امام ابو حنیفہ سے مختلف روایات منقول ہیں جن میں بعض سے راہت معلوم ہوتی ہے اور بعض سے عدم کراہت۔ علامہ زکریا علیہ السلام نے کراہت کو ترجیح دی ہے اور اس پر عمل کرنے میں سہولت بھی ہے تمام خلاف اوقیٰ ضرور ہے۔

قال الشيخ ابن حبيب: «ويكره أيضًا للمحدثات ودخولها من تفسير القرآن وكتب الفقه ولو كانت كتب التفسير ولا تها لايخلو عن أيات وهذا التعليل منعه من خروجها» ولا يصح أن لا يكره عند أبي حنيفة، كيري ۲۵۱ في ترميزها بفضل.

سوال :- بعض لوگ ہماری ہیں و منو کہتے، کہ کان کان اور رسالے کے درمیانی حکم کا حکم اور رسالے کے درمیان واسطہ کو خشک چھوڑ دیتے ہیں

لے قال ابن أبي عمير: «ذكر في تنبيهاته انه يجوز ان يكون الغرض في مدة ما مع بعضه في لا تنافيها في معنى الالتزام و«تعب» بأنه غلط» لما اتفق عليه أصحابنا اذا وجب في الوضوء. (انجیر الرائق ج ۱ صفحہ کتاب الطهارة)

۱۔ کہ قال الشيخ ابن حنبل علی تھا تو فی اس سے معلوم ہوا کہ جب غیر قرآنی عبارت غالب ہو اس کا جس مطلق لفظ ہوا تھا امام صاحب کے نزدیک درست ہے۔ دینی لفظ بہ سہولت و اعتدالاً معاوی ح ۱ صفحہ ۱۱۱۔ اہل مشرکت ب الطهارة

کیا اس سے وضو پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

الجواب برقی تھریجیات کی رُوسے کان اور خد کے درمیان والا حصہ چہرے کے حکم میں داخل ہے اور قومیں جس طرح چہرے کا وضو فرض ہے اسی طرح اس جڑ کا وضو بھی فرض ہے۔ قال العلامة الخمکفی: وما بین العذار والاذن لم یؤخذ به فی الحد ویجزی. وقال ابن عابدی: قوله وما بین العذار والاذن ای ما بینهما من البیاض قوله: به یعنی وهو

ظاهر الذهب وهو الصبیح علیہ اکثر اللغات الخ. (رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب الطهارة) علیہ

مرئی پاؤں کریم کی موجودگی میں وضو کا حکم **سوال :-** آپ شگ کریم و ریاض کے ہوتے ہوئے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب :- مرد و عورتی کریم و نیو تین کے مانند ہے اور پاؤں گرد و غبار کے خدا بھی وہر سے اعضاء پر تہ نہیں مٹی اس لیے اس کے ہوتے ہوئے ہی وضو درست ہے لیکن وضو کرتے وقت اولاً ان کو تیز کر کے پھر دھوئے، البتہ اگر برقی یا کریم ایسی ہو جس سے نفع پاشی کی طرح تہر جی ہو تو پھر وضو یا غسل جائز نہیں۔

قال العلامة ابن بکر الذکاسانی: عن حنف بن ایوب: أنه قال یزنی للیست وضو فی البیضاء وینسل اعضاءه وشبهه الدھن ثم یسیل الماء علیها لئلا یلحق بها من حیض الذخیزاء فی الشتاء۔ (رد المحتار ص ۱۸۲ ج ۱ کتاب الطهارة) علیہ

جماعت کے قوت مجھے کہہ ڈر کے باوجود مکمل وضو کرنا ضروری ہے **سوال :-** بعض لوگوں کو رکھا گیا ہے

کہ وہ بسا اوقات جلدی میں ہوتے ہیں بلکہ جماعت کے قوت ہونے کے درست وضو میں تسلیت نہیں پورے نہیں کرتے تو کیا وضو سنسنی کو چھوڑ کر جماعت میں شامل ہونا چاہیے یا تسلیت کو ترک کرنا چاہیے

لے قال العلامة: لم یأخذوا بالصیغ الا انما البیاض اذ یمن البیاض وہیں شیوہ الاذن قد ذکر شمس اللہ العلوی فی غفر اللہ عنہ۔ (الفتاویٰ التاتاریخیہ ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب الطهارة) علیہ
کہ فی الہندیہ: عن حنف بن ایوب: أنه قال یزنی للیست وضو فی البیضاء وینسل اعضاءه فی الشتاء۔ (الفتاویٰ التاتاریخیہ ج ۱ ص ۱۸۲) باب الوضوء الفصل ثالث فی المستحب:

اگرچہ جماعت فوت ہو جانے کا خطرہ ہو؟

الجواب :- شریعت مقدسہ میں اس بارغ وضو کا حکم ہے یعنی وضو کے جملہ فرائض، منہن اور آداب کو پورا کرنے کا حکم ہے اس لیے جماعت کے فوت ہونے کے خوف سے سب سے وضو ترک نہ کر جائیں اگرچہ جماعت فوت ہو جائے۔

قال الشيخ ملا علی قاری: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسبغوا الوضوء، وسموا

ای اتموه باتیان جميع فرائضه وسننه واکملوا واجباته۔ (من تآلیف شیح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۱)

آپ زہراؑ سے وضو غسل کا حکم **اسوال** کیا آپ زہراؑ سے وضو غسل کرنا جائز ہے؟
الجواب :- زہراؑ کا پانی ایک تبرک پانی ہے اس کے آداب و احترام کا خیال رکھ کر شری و مرداری ہے اس لیے وضو شخص کا اس سے وضو کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ دوسرا قبلہ پانی بیا ہو ورنہ بلا کراہت جائز ہے لیکن غسل جنابت ہر حال میں کراہت سے خالی نہیں اور اس سے استنجا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ تاہم اگر با وضو آدمی اس سے تبرک کے حود پر وضو کرے یا پاک بدن و او شخص اس سے غسل کرے تو برا کراہت جائز ہے۔

لما قال ابو احمد الطحاوی: یعزب الاغتسال والمقوسو بماء زمزم ان کل من علی طہارة للتبرک فلا یستحب ان یشتمل به جنب ولا محدث ولا من کان فی غیرہ ولا یستحب به ولا یزال به نجاسة خفیة من بعض الماء تعزیم ذلك وقیل ان بعض الناس استحبی به فحصل له بأسئور۔ (طحاوی حاشیہ حوالی الافلاح من کتاب الطہارة اقام المیاء ص ۱۷۱)

لے عن عبد الله بن عمر قال رجعا مع رسول الله من مكة الى المدينة حتى فاكنا بماء بالطنخوت فعدل قوم عند عصير يتوضأ وادهم من حال فاستحيانا له فموا عتقا بمصر تلج لم يمسها الماء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل لأعقاب هؤلاء الشار اسبغوا الوضوء۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۱ باب سنن الوضوء)

لے قال العلامة (رحمہ اللہ): یکرہ الاستنجاء بماء زمزم۔ قال ابن عابدی: نحتہ ذکر الثالثة النجاسة الخفیة من ثم یہ دلیل نہ حتی ذکر بعض العلماء تعزیم ذات۔

{ رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ کتاب الحج مطلب فی }
{ کو احیة الاستنجاء بماء زمزم }

نشدہ اور اشید کے استعمال سے وضو کا حکم | سوال : کیا شراب ہیروئن، چرس وغیرہ پیسے

سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب : چرس، انجون، شراب، ہیروئن، پینا، بذات خود ناقض وضو نہیں، البتہ پیسے کے بعد جب نشہ غالب آجائے تو وضو متاثر ہو کر ٹوٹ جائے گا۔

قال العلامة المحقق : لا ينفق هذه الأقسام ومنه الغش وحشون وسكران يدخل في
 مشية تارین ونوباً لكل الحشيشة (۱)۔ قال ابن عابدین : (قوله) سكران هو حالة تعرض
 للانسان عن اعتداده باله من الاية المتبادرة من الخمر ونحوه فيستعمل معه العقل
 المحيذ بين الكافور الحشيشة والقيصة اسمعيل عن ابن جندب : (رد المحتار ج ۱ باب فواتق الوضوء)
نشدہ اور دوائیوں کے استعمال کی صورت میں وضو کا حکم | سوال : جبکہ بعض دوائیوں

ان کے استعمال سے وضو متاثر ہو گیا یا نہیں ؟
الجواب : دوائی اگرچہ بذات خود ناقض وضو نہیں مگر جب اس کے نشہ کی وجہ سے انسان
 پر غشی طاری ہو جائے تو وضو باقی نہیں رہے گا ورنہ بغیر نشہ کے وضو متاثر نہ ہوگا۔

قال العلامة المحقق : لا ينفق هذه الأقسام ومنه الغش وحشون وسكران يدخل في مشية تارین
 ونوباً لكل الحشيشة (۲)۔ قال ابن عابدین : (قوله) سكران هو حالة تعرض للانسان عن اعتداده باله
 من الاية المتبادرة من الخمر ونحوه فيستعمل معه العقل المحيذ بين الكافور الحشيشة والقيصة
 اسمعيل عن ابن جندب : (رد المحتار ج ۱ باب فواتق الوضوء) (۳)

۱۔ وکذا فی الہندیۃ : والغش والسكر قال وحید السکر فی هذا الباب ان لا یعرف
 الخمر من العروۃ (۴) وهو اختیار بعض الشافعیہ۔ وصدر الشہید والصحیح ما نقل عن
 شمس الکلامۃ الخوافی : (۵) انه اذا دخل فی بعض مشیتہ تعویک کذا فی الذخیرۃ
 (۶) فتاویٰ الہندیۃ ج ۱ فصل فی ما فی فواتق الوضوء
 ۲۔ وکذا فی الہندیۃ : والغش والسكر قال وحید السکر فی هذا الباب ان لا یعرف الخمر من العروۃ
 وهو اختیار بعض الشافعیہ والصحیح ما نقل عن شمس الکلامۃ الخوافی (۷) انه اذا دخل فی بعض
 مشیتہ تعویک (۸) (فتاویٰ الہندیۃ ج ۱ فصل فی ما فی فواتق الوضوء)

سوال۔ اگر گرم پانی سے وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟
الجواب۔ ہر وہ پانی جو پاک ہو اس سے مطلقاً وضو کرنا
 جائز ہے چاہے پانی گرم ہو یا ٹھنڈا تاہم دھوپ سے گرم شدہ پانی کا استعمال جتنی خاطر سے
 مکروہ ہے۔

ان عمروا کان یسعی لہ ما دہ فی قعقۃ ویغتسل بہ ۴۹
 ان عمروا قال لا تغسلوا ما دہ الشمس فانہ یؤثّر البصر (م (والطی ۱ باب لہ الشمس) ۴۹
کشف عورت ناقض وضو نہیں | **سوال**۔ کیا کشف عورت سے وضو ٹوٹ جاتا
 ہے؟

الجواب۔ کشف عورت مفید صلوٰۃ ہے لیکن ناقض وضو نہیں البتہ اگر عورت کا سر نکال دیا عورت
 کا سر ظاہر ہونے سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ اگر کشف عورت کا ارتکاب بلا مقبوضہ
 ہو تو حرام ہے۔

لما قال ابوہیم الخلیج ومن الآداب ان یستر عورتہ عین نریحہ ای
 منہ لا ستیجار والتجفیت کان نکشف کان ضرر وہو قلعوہ اللہ احق ان یستحی
 منہ رکبیں ص ۳۰ آداب بوضو ۳۰

سوال۔ اگر ایک شخص کو وضو یا غسل کرنے کے
 بعد پیشاب نکلے گا تو کیا کشف عورت سے وضو ٹوٹ جائے گا؟
 کے بعد معلوم ہوا کہ کوئی چیز نہیں نکلی ہے یا پس او قات یرجح نکلنے کا شبہ ہوتا ہے کیا ایسی
 صورت میں وضو متاثر ہوگا؟ نہیں؟

الجواب۔ جب تک پیشاب کے قطرے یا ریزہ نکلے گا تو کشف عورت سے وضو ٹوٹ جائے گا
 لہذا قال ابوہیم الخلیج ومن الآداب ان یستر عورتہ عین نریحہ ای
 فاحتجبت ما دہ فاعتلت بہ ۱۰۰ ومن ما نشد قلت فیہ رسول اللہ ان یستر عورتہ ما دہ الشمس
 (نصبت نریحہ ۱۰۰ ما نشد باب لہ ما دہ الشمس ۱۰۰)

وَمَا دَہُ فی استعاۃ ج ۱ ص ۳۳۹ باب انکر حیۃ فی لہ ما دہ الشمس ۱۰۰۔

لہ قال العلامة عالمین اعلا، ان تصاری ومن الآداب ان لا یترک عودتہ مشکوٰۃ
 یعنی بعد الاستنجاء من زلفا وکذا لغات رخائتہ ج ۱ ص ۳۳۹ آداب بوضو ۳۰

وضو میں نہ نہیں ہوتا البتہ وضو کا اعادہ ضروری نہیں۔

قال طاهر بن عبد الرشید: ومن شك في الحدث لم يحن وضو به ولو كان محدثاً
نكثه في الطهارة فهو على حدته. خلاصة الفتاوى. الفصل الثالث في الوضوء ^{ج ۱} ۱۰
وضو کے بعد ہاتھ پاؤں پر صابن لگانے کا حکم | سر و علاقوں میں ہاتھ پاؤں کو چھیننے سے بچانے
کے لیے وضو مکمل کرنے کے بعد ہاتھ پاؤں
پر مختلف قسم کا صابن لگایا جاتا ہے، کیا اس سے وضو متاثر ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- صابن بذات خود پاک چیز ہے اور نظافت کے لیے اس کا استعمال جائز
ہے۔ پہلے مذکورہ صورت میں صابن لگ کر باقی رکھنا اور پھر اس کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔
قال الشافعي: يجوز الطهارة بما يخالصه شيء مظاهر فغيره جد أو صافه
كالماء والصابون والخلط به، والزعفران والصابون الخ

ترجمہ: صاف یا مٹا دینے والی چیزیں صابن، خلط، زعفران، صابون، ... الخ

کیا سگریٹ اور نسوار سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ | سوال :- کیا سگریٹ اور نسوار
کے استعمال سے وضو پر کوئی اثر
پڑتا ہے؟

الجواب :- دیگر نواقض کے علاوہ وضو میں اس چیز سے بھی ٹوٹ جاتا ہے جس میں نشہ
ہو اور جو کچھ نسوار اور سگریٹ میں نشہ کی وہ کیفیت نہیں جس کا اعتبار فقہاء نے کیا ہے لہذا
ان دونوں سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ بدبو کے ازالے کے لیے من ضرور دھونا چاہیے یعنی
گلی وغیرہ کر سیتی چاہیے۔

لے قال الحصكفي: وبإيقظ بالظنارة وشك بالحدث أو بالعكس أخذ بالميقظ
والدبر اعتباراً على صدر رد المحتار ونواقض الوضوء ج ۱ ۱۰ وقال في اختصار
نواقض الطهارة: ج ۱ ۱۰ نواقض الوضوء.

ترجمہ: قال ابن حنبل: الحنظل، ونحوه، الطهارة مما خالطه شيء مظاهر فغيره جد أو صافه
كالماء والصابون والخلط به، والزعفران والصابون والخلط به، والزعفران
والصابون، ... الخ۔ (۱) کہیں: باب ما يجوز به الطهارة ص ۹

قال: ولا منه ابن عابد بن، فانما لعرضت اسكاره ولا لتتبعه ولا اضربه بل
ثبت له منافع... الخ (رد المحتار على الدر المختار كتاب الاشرية ج ۶ ص ۵۹) ۱۷
جب تک اعلیں سے قطرہ خارج نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا | سوال: اگر ایک شخص سے
پیشاب یا مٹی کے قطرے
و کثافتیں نکلتے ہوں تو جس کی وجہ سے باقاعدہ نماز کے لیے اس کو وضو کرنا پڑے، لیکن بعض
اوقات ایک نماز سے دوسری نماز تک کوئی قطرہ نہیں نکلتا، البتہ اعلیں کے اندر قطرے موجود
ہوں تو کیا ایسی صورت میں دوبارہ وضو کرنا لازمی ہے یا وہ پہلا وضو ہی کافی ہوگا؟

الجواب: صاحب مندرجہ توضیح نماز کے لیے وضو کرنا لازمی ہے، البتہ غیر معذور
کے وضو ٹوٹنے کا دار و مدار سبب نقص کی قطع اور یقینی موجودگی پر ہے، صورت مذکور میں
جب پیشاب کے قطرے نکلنے کا یقین ہو تو وضو کرے گا اور اگر یقین نہ ہو تو دوبارہ وضو
کرنا ضروری نہیں اگرچہ پیشاب کے قطرے اعلیں میں موجود ہوں۔

قال: ۱۷ صکتی، وینقضه خروج کلي خارج نجس (منہ) ای من المتوضی الخ الخ
معتداً لا یزید، السببین اولاً (لا یلغون) ثم المرد باخروج من السببین مجرد الظهور
وقال ابن عابد بن: تحت قوله مجرد الظهور، ای الظهور المجردة عن السبب
فلو نزل البرق لانی قصبة لا ذکر لا یبطله بعد، ظہورہ۔ (رد المحتار على الدر المختار)
نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۲ (۱۷) ۱۸

بدن سے خالص پانی نکلنے پر وضو کا حکم | سوال: اگر بدن کے کسی حصے سے خالص

ہو تو کیا اس سے وضو ٹوٹتا ہے؟
الجواب: اگر یہ نکلنا ہوا مواد یقیناً خالص پانی ہو جو پیپ یا خون سے مخلوط نہ ہو

۱۷ قال: لغتی کفایت! الله! فما كثر في ادراكه من وضو نہیں ٹوٹتا، (کفایت المغنی
ج ۲ ص ۲۷۷) باب الطهارة فصل چہارم (۱۷) وقال ابن نجيم تحت قول، نسحق
وینقضه خروج نجس، منہ) افاد بقوله خروج نجس ان التوضی خروجہ لا عينه
والجواب لا، نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۲، ومثله فی تبیین الحقائق ج ۱ ص ۱۷۷ نواقض الوضوء۔

سوال: نفقہ نہ دیکھنے کی وجہ سے لخت رحنی المذرا المختارہ فرائض الوضوء و جہا مکتلہ کے
 انجکشن کے ذریعہ خون کا نکالنا باقیض وضو ہے | سوال :- اگر کوئی شخص انجکشن کے ذریعہ
 بدن سے خون نکالے تو اس سے وضو کی قدر
 پڑتا ہے؟ یہ خون سوئی کے ذریعہ نکالا جاتا ہے اور بدن کے کسی حصہ پر یہ خون نہیں گستا
 ہوا لی موضع یلحقہ حکم التلہ میں نہ ہونے کی وجہ سے بظاہر باقیض وضو نہ ہونے کا
 شبہ ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب: در مذکورہ صورت میں خون کا بدن کے کسی حصہ پر نہ گرنے کے باوجود باقیض
 وضو ہے کیونکہ اگر یہ خون پھیلے میں نہ جاتا تو اس کا جسم پر بہہ جاتا لازمی امر تھا۔ قصیدہ کھوج
 ایک خارجی مانع ہے اس سے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا یعنی وضو قیاساً جاتا ہے۔

قال ابن عابدین: فالأحسن ما في: تنه عن بعض المتأخرين من أن السرا
 السيلان ولو بانفق: أي فأن دم الفصد ونحوه سائل إلى ما يلحقه حكم التطهير
 حكماً تاماً. (رد المحتار على الدر المختار) فواقض الوضوء مع الكلام

سوال :- صاحب عذر کے وضو اور کپڑوں کا حکم
 نہیں رہتا ہے ایسے شخص کے لیے وضو کرنے کا
 کیا حکم ہے؟ نیز یہاں اوقات اس عذر کی موجودگی میں کپڑوں کا پائ رکھنا ناممکن رہتا ہے تو
 معذرت کپڑوں کی تطہیر کیا حکم ہے؟

الجواب: کسی شخص کو نہ نیکھنا غسل بول یا خروج ریح کی بیماری ایسی صورت

لہ قال ابراہیم الحلی: اذا كان برجله شقاق فجعل فيه الشم او امهم ان كان يضره الاتصال
 الماء لا يجوز غسله ووضوءه وان كان لا يضره يجوز اذا امره الله تعالى فاحذر ذلك
 زکیری ۴۵، الطهارة: کبریٰ فی فیض الغسل، ومشقة فی خلاصة الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۰
 لہ قال فی احسنیة بالمراد اذا حص عضوان فان فاصلاً ومانان کان صغیراً لا یتقض
 وضوءهما لانهما مستان باب الوضوء وان کان کثیراً یتقض وکن الطهارة اذا مضت
 عضو انسان حتی اعتلات من دمه یتقض وضوءه کذا فی محیط السرا غسی -
 (فتاویٰ) فواقض الوضوء ج ۱، ومشقة فی خلاصة الفتاویٰ ج ۱، فصل فی فیض الوضوء

اختیار کر کے نماز کا وقت، اس معذرت شخص پر بغیر اس بیماری کے نہ گذرنا ہو تو شخص معذور شرعی
مستحق ہوگا۔ اور معذور کے لیے لازمی ہے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرے جس سے وہ اس
وقت کے اند تمام عبادات ادا کر سکتا ہے اہم نماز کا وقت گزرنے سے اس کا وضو ٹل جائیگا
دوسرے وقت کی نماز کیلئے دوبارہ وضو کرنا لازمی ہوگا۔

علاوہ انہی اگر کمزور کی صفائی ممکن ہو یعنی پیرے وضو سے نماز کے دوران یہ کہہ کر
پاک رہ سکتے ہوں تو پھر نماز کی ابتداء میں کہہ کر صاف رکھنا ضروری ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر
پگڑی سے ملحقہ نجاست سے صفائی ضروری نہیں اور اس شخص پر کہ پیرے وضو نا لازمی نہیں۔

قال الحاصکفی: ومحب عذر من به سنسن لیول او استطلاق بطن او افلات
رج او استحاضة او استوجع عن رہ تمام وقت صلوٰۃ مفروضہ بان لا یجب فی جمیع
وقته از منایتوضاً ویصلی قیہ خالیاً عن الحدث (انی ان) حکمہ او وضو لا غسل
قویہ ونحوہ نکل فیہ۔ (المدار الفتاویٰ) عن صدق رد المحتور۔ مطلب فی احکام
معذور جماعت ۱۷۷

یا غانہ کے مقام سے کیرا نکلنے پر وضو کا حکم | سوال ۱۔ اگر کسی کو بیماری کی وجہ سے
اس سے وضو پر کیا اثر پڑتا ہے؟

الجواب: یا غانہ کی جگہ سے کیرا نکلنا موجب نقص وضو ہے اس سے وضو باقی نہیں
رہتا، اس میں معذور اور غیر معذور دونوں برابر ہیں۔

قال الحاصکفی: وعذر وج غیر نجس مثل ریح او دود او حصاة من دبر^{۱۷۵}
وخال ابن عابدین فقہولہ مت کتباً ذکنا من ذکر او فرج فی المدوودۃ

لہ قال طہرین عبد الرشید: ویوضاً صاحب الحجج المسائل وقت کل صلوٰۃ ویصل
بن لہ ما شاء من الغرائل والنوافل ما دام فی الوقت فان خرج الوقت ینقص فہذا
او بعد اسطی: فان صاب قویہ من ذلک الدم فعلیہ ان یصل کان مفیداً اما
ذالریکن مفیداً بان کان صیبہ من اخری: ثانیاً وثالثاً حیث لا یفترض علیہ غسل۔
(مغلطۃ الفتاویٰ۔ نقص الثالث ج ۱ ص ۱۷۷)

وہ لخصاً کیا کلام ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ اندر لختارہ مطب فرائض اخصاً ج ۱ ص ۱۶۸

باب الغسل

(غسل کے مسائل)

غسل میں غوغرا کا حکم | سوال :- اگر غسل کرتے وقت غوغرا رہ جائے تو کیا غس درست رہے گا؟

الجواب :- جنابت کے غس میں معتد فرائض غس میں شامل ہے، اس میں منہ دھونا و گھل کرنا کاف ہے، یہاں تک کہ پاؤں پینے سے بھی یہ فرض ادا ہو جاتا ہے، اگر مطلقاً منہ دھونا نہ جائے تو غس ناقص رہے گا جبکہ دھونے میں مبالغہ نہ جانے کی صورت میں غس کامل متصور ہو گا۔

قال المحقق، و فرض الغسل غسل کل جسم و یکنی الشرب علی لسان
انج نہیں بشرط فی الاصح۔ رائد مفتا یعنی صدر مرقۃ المحتار،
ایضا الغسل جاملہ

غسل کرتے وقت ناک دھونے کا حکم | سوال :- غسل کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ کیا پانی ناک میں ڈال کر اٹکل مارنا کافی ہے یا پانی کھینچ کر اٹھنی ناک تک پہنچانا ضروری ہے؟ جبکہ پچھتے وقت دماغ تک پانی پہنچنے کی حسرت میں تکلیف کا اٹھانا لازم ہو تا ہے۔

الجواب :- دوران غسل ناک کا دھونا فرض ہے اور ناک کی متواتر ناک کی نالی تک ہے۔

لے قال فی الهندیۃ بعد ما ینزع من انبیلین من ابول والفائظ و انریح الخارجه من الذکر
و نوردی و الندی و النبی و الدودۃ و حصۃ۔ (الھندیۃ، الغصن الخ من فی فرائض
الوضو ج ۱ ص ۱۶) و مثله فی خلاصۃ الفتاوی، الغصن اثبات فی فرائض الوضو ج ۱ ص ۱۶
لے قال براہیم الحنفی، و شرب انما یقوم مقام الغسل اذا کان العمل وجہ الاستنہ
وذا یصح الماء یقحم کما لا ینزل۔ (کبیری، فرائض الغسل ص ۱۶)

اسی سورت میں اپنی سہولت کو یہ نظر رکھ کر جو مناسب نظر آئے وہی طریقہ اختیار کریں۔
 قال اغتسلوا فرض الغسل غسلًا فيه ويكفي المشرط عبًا كان المبرج ليس
 بشرط في الاصل ولنه حتى مات تحت الدمام۔ رائد رافعتا رعلی صدر
 ۱۵۴ اختارہ ابحاث الفصل ج ۱ صفحہ ۱۷۷

مصنوعی دانت کے باوجود غسل واجب | سوال :- دانت مرنے کے بعد مصنوعی
 دانت لگانے کی صورت میں کیا غسل کے لیے
 اس کا فائدہ لازم ہو رہا ہے ؟

الجواب :- چونکہ مصنوعی دانت کا ہر وقت نکات موجب خروج نہیں اس لیے غسل
 کے وقت اس کا نکات ضرور کہ ہے، لہذا آسانی سے نکالنے کے باوجود اگر کوئی اس کو نہیں
 نکالتا اور پانی کا وصول بھی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں غسل کی ادائیگی جائز ہوگی تاہم اگر
 دانت مستقل طور پر لگایا ہوا اور نکالنے میں تکلیف ہوتی ہو تو نہ لے بغیر غسل درست ہے۔
 قال المحققون خلاف نحو محسن۔ ولا يمنع ما عني ظفر صباغ ولا طعام بين
 اسانته او في سنه المجموع به يفتي وفي ان سببا منع دھوا الاصح۔

قال ابن عابد بن قولہ خلاف نحو محسن ای کہنت، وشع وشر منق، وخیر
 مبعض غ ملبہ جوہرۃ..... نعم ذکر اختلاف فی شرح النبیۃ فی الجمع وشعہ
 المنع لان قیہ لزوجة وصلاۃ تمنع فذود الما و قولہ وهو الاصح معہ بہ فی
 شرح النبیۃ وقال لا تمنع لمود الما مع عدم ضرورة والحرج ۱۵۵۔
 رمد امت رعلی الدار الحوتار ابحاث الغسل ج ۱ صفحہ ۱۷۷

سہ قال طاہر بن عبد الرشید: وانما يجوز ان تغتسل وتستشق بياضاً حتى لا يصفى
 ولا يشفق في الغسل عندنا۔ وقد حقه الفتاوى: الاصل ان لا يغتسل ج ۱
 ومثله في المحطوري حاشية سراق فلاح ملك فخص في قول الغسل
 کے قالہ عدم برہم الخلیف، قال بعضهم هو ان كان صلباً مبضوءاً متأكداً لا يجوز
 غسله قن او كثر وهو الاصح لا تمنع لمود الما مع عدم الضرورة والحرج۔
 کبیری ص ۱۷۷، نظارۃ الکبیری، تراویح الغسل ومثله فی اسبابہ ج ۱ فرض الغسل۔

دانتوں پر سونے کے خول پڑ جانے سے غسل کا حکم | **سوال**۔ ایسا اوقات لوگوں دانت

اس پر سونے کا خول پڑ جاتے ہیں سونے کے خول سے دانت مستور ہو جاتا ہے تب تک وجہ سے مضمتہ کرتے وقت دانت کو پاکی نہیں پہنچتا، کیا ایسا صورت میں جہاں دانت کے غسل پر کوئی اثر پڑے گا؟ علاوہ انہی کچھ یہ خول ویسے حسن اور زینت کیلئے پڑھایا جاتا ہے تو اس کچھ ضرور اور عدم ضرورت مساوی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ دانت پر ضرورت کے وقت سونے کا خول پڑ جانا اذرو سے شرع جائز ہے غسل کے لیے اس خول کا ہٹانا حرج و تکلیف سے خالی نہیں بلکہ ایسا اوقات منہ کے زخمی ہونے کا خطرہ بھی رہتا ہے لہذا اس مہموری کی وجہ سے بوقت غسل اصلی دانت تک پانی پہنچانا معاف ہے اور اس خول کے ہونے ہونے نماز بھی ہو جاتی ہے۔

قال المحقق: ولا يمنع الطهارة وسیم ای عذر ذہاب وبعثت لم یصل لئلا تعدل وحناء ولو جرمہ۔ ہم یعنی۔ قال ابن عابدین: وقوله ہم یعنی صبح ہم فی الفیۃ عن الزخیرۃ فی مثلۃ الحناء والطین والیدین معلاً یا فی ضرورتہ وبعث اسطر وید لافظہ التعلیل بان ضرورتہ۔ (رد المحتار علی الدر المختار) اجابت الغسل جہاں استعمال ہے

بلا ضرورت سونے کا استعمال جائز نہیں ایسے وقت میں اگر خول کے ہٹانے سے دانت سے عسرومی برقی ہو تو موجب حرج ہوتے ہوئے غسل جائز ہے لیکن ہٹانے میں اگر حرج نہ ہو تو پھر یہ بلا ضرورت کے پڑھایا ہوا خول ہٹایا جائے گا۔

دانت بھر جانے سے غسل پر کوئی اثر نہیں پڑتا | **سوال**۔ دانتوں میں سوراخ ہو جانے کی وجہ سے دانت بھر جانے کی ضرورت پڑتی

ہے کیا دانت بھر جانے کی وجہ سے غسل پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ کیونکہ اس وقت دانت کے سوراخ میں پانی نہیں پہنچتا؟

لے قال ابراہیم الحلبي: ان كان بين استاقه طعام ولم يصل لادائه في الغسل من الجنابة جائز لان الماشي لطيف يصل تحته غالباً قال صاحب الخلاصة: ويغسل في وبعث اسطر واليدين والبرق اذ الفتي على البدن عجز في وضوءهم للضرورة۔ (کبیر فی باب الغسل ص ۸۸)

الجواب :- دانت میں سوراخ ہو جانے سے طو کا کھانے پینے میں تکلیف ہوتی ہے ایسے
ایسے وقت میں اگر معالمت سے دانت بھڑنا جائز سمجھتے ، دانت بھرنے کے بعد غسل کر لے لے
خالی کرنا موجب حرمت ہے ، کسی ایسے کا خالی کرنا ضروری نہیں اور اس سے غسل پر کوئی اثر نہیں پڑتا ۔
قال احمد مکنفی : ولا يمنع الطهارة ونیم ای خرو ذیاب وید غوث لم یصل المناخه
وحد ووجره ، یہ یعنی خال یا بڈرین : ، قویہ وہ یعنی صحیح یہ فی لثیة عن انما خیرة فی مسئلة مفاء
والطین والدرن معذلاً بانضرومرة (روایع اسطرح) فاکالطهر والتعلیل بانضرومرة
در الدما المختار علی الذمما المختار - ابحاث الفسل ج ۱ ص ۱۵۳

سوال :- کیا عورت کو غسل
جائز ہے غسل میں عورت کو میٹھ حیاں کھولنا ضروری نہیں

کھولنا ضروری ہے ؟
الجواب :- اگر عورت کے سر کے بال گتھے ہوئے ہوں تو بانوں کے اصول وریک
پانی پہنچانا ضروری ہے جیٹھ حیاں کھولنا ضروری نہیں ۔
البتہ اگر عورت کے بال کھینے ہوئے ہوں تو پورے بالوں کا دھونا ضروری ہے اگر کچھ
حصہ شک رہ جائے تو غسل درست نہیں ہوگا ۔

قال احمد مکنفی : وكفی بل اصل ضفیوتها ای شعرا امرأة المضموم المخرج
اما منقوص فیخرج غسل كله اتفاقاً ولولم ییشل اصلها یجب نقضها مطلقاً هو العیج
والدما المختار علی صدررة المختار - ابحاث الفسل ج ۱ ص ۱۵۳

لے قول ابراہیم الحلبي : را سنین والسنن اذا بقیا علی لبس ان یعققی وضوہم
مضرومة - کبیری - باب الفسل مکتہ (مثله فی مولی الفلاح حلوا هذا الخطر
فصل فی تناسل حکام الوضوہ

لے قال ابن تیمیہ بقوله ولا تنقض ضفیوة ان بل اصلها ای ولا یجب علی المرأة ان
تنقض ضفیوتها ان یلت فی الاستسالة اصل شعره دی بعد اسطرح ویجب علیها
لا یصل ان ثمن شعرها اذا کان منقوصاً لعدم المخرج - (المرآة المشرقة کتاب الفها و
ومثله فی الهندیة الباب الثانی فی الفسل ج ۱ ص ۱۵۳

سوال :- جنابت کی حالت میں کھانے پینے اور چلنے پھرنے کو کیا حکم ہے؟ نیز با اوقات ہمیں حالت میں کسی سے باتیں کرنے اور سلام کا جواب دینے کا موقع بھی پیش آتا ہے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟

الجواب :- جنابت کی حالت میں کھانا پینا، چلنا بھڑنا، سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا تمام امور جائز ہیں۔ نہت کھانے پینے کے وقت گئی کرنا اور ہاتھوں کو دھو لینا چاہیے بغیر کسی کے کھانا پینا مکروہ ہے۔

قَدْ اِنْجَسَتْ رَاۤیَ لَا تُرَاتُ قَنَوْتُ رَاۤیَ لَا تُكْرَهُ وَلَا اَكَلَهُ وَشَرِبَهُ بَعْدَ غَسْلِ يَدَيْهِ وَلَا مَدَّ يَدَهُ اَعْلَفَ قَبْلَ اِغْتِسَالِهِ - وَالْمَدَّ اَلْخَطَرُ عَلَى سِدْرٍ دُونَ مَدِّ يَدَيْهِ اِلَّا اَفْضَلَ جِا اَلْه
سوال :- جنابت کی حالت میں ناخن تراشنا حالت جنابت میں ناخن اور بال کاٹنے کا حکم اور بال کاٹوانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- جنابت کی حالت میں پورا جسم ظاہری طور پر نجاست کا شکار ہوتا ہے ایسے پورے جسم کو دھونا فرض ہے، ایسی حالت میں ناخن اور بال کاٹنا مکروہ ہے۔ فقہاء کرام نے کراہت مطلقاً ذکر کیا ہے لیکن قرآن کے اعتبار سے کراہت تنزیہی معلوم ہوتی ہے۔

وَفِي الْاُصْحَانِ اَلْمُدَّ يَدَيْهِ اَعْلَفَ مَكْرُوْهُ وَكَانَ اَخْصَ الْاُطَافِيْنَ كَذَا فِي الْغُرَائِبِ - رَ اَهْدِيْهِ - اَبَابُ التَّاسِعِ حَشْرُ فِي الْخُتْنِ وَالْاُخْصَرِ وَقَطْمِ الْاُظْفَارِ وَقَطْمِ الشَّارِبِ ج ۵ ص ۵۵۵

سوال :- غسل کرتے وقت باتیں کرنے کو کیا حکم ہے؟ نیز دوران غسل بائیں کرنے کا حکم اس دوران اور سنوٹ پر شے کی شری حیثیت کیا ہے بکرا ٹھوکی

لَا تَلْسِيْهُ يَدَيْكَ اَعْرَضِيْ، وَاِذَا اَمَادَ الْجَنَبُ الْاَكْلَ وَالشَّرْبَ يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَغْسِلَ يَدَهُ وَفِيهِ شَرْعِيٌّ كَوَالشَّرْبِ - زِيَادَةُ الْمَرْسِ - بَحْثُ اَلْعَهْدَانِ اَلْكَبِيْرَيْنِ مَقْدَمٌ وَمِثْلُهُ فِي اَهْدِيْهِ - اَلْفَصْلُ الثَّلَاثِي فِي اَلْمَدِّ فِي الْمَرْجِيَةِ اَلْفَصْلُ ج ۵ ص ۵۵۵

اَلْه قَالَ الشَّيْخُ اَلْعَلَامَةُ اَشْرَفُ عَلٰی عَالَمِيْنَ، وَدُرِّطَابِ اَلْمُؤَنِّيْنَ اِيَّ اَرْدُسْتَرُوْنَ وَرَشِيْدِيْنَ مُتَوَاتِرٌ وَتَرْفِيْعٌ اَعْلَى وَرَحْمَتٌ جَنَابَتْ كَرَامَتُ اَسْتَلَّ - اِمْدَادُ مُتَوَاتِرِيْ ج ۵ ص ۵۵۵ اَفْضَلُ فِي الْفَتْوَى

کی حالت میں پائیں کرنا جائز ہے ؟

الجواب :- دورانِ غسل یا موش رہنا بہتر ہے ، عریانی کی حالت میں فقہاء دینے باتیں کئے کو کھروہ لکھا ہے ، اور راجح منقولہ بڑھنے کے لیے یہ وقت منسوب نہیں ، کیونکہ جس مکان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے اولیٰ کے مترادف ہے ۔

قال ابن عبد البر : ويستحب ان لا يتكلم بكلام مطلقاً من كلامه من تلك الحالة حال الكشف ، وأما حال العافلانہ فی مصب استعمال و معمل الا قد اوردوا سؤالاً :
ورقاً العنار علی الذم المختار ومطلب سنن الغسل ج ۱ ص ۱۵۶ لہ

سوال :- پکڑے اتار کر ننگے ہونے کی حالت غسل کرتے وقت بغیر یا کس وضو کا حکم ؟
میں وضو کرنے کا کیا حکم ہے ؟ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ عریانی کی حالت میں وضو نہیں ہوتا ۔

الجواب :- کشف عورت نواقض وضو میں سے نہیں ہے لہذا یہ بات عوام میں غلط مشہور ہے کہ عریانی کی حالت میں وضو جائز نہیں ، غسل خانہ میں کپڑے اتار کر وضو کرنا جائز اور مشروع ہے ، البتہ عیاء کا تقاضا یہ ہے کہ خلوت میں بھی ستر کی رعایت ہو ۔

لما قال العلامة ملا علی القاری : حاصل حکم من اغتسل عریاً انہ ان کان یجمل خال لا یراء احد یحوم عنہ نظراً ہو ، انہ حل لہ ذمہ ، سنن الا انفس
السنن ج ۱ ص ۱۵۶ (مرواۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۹۲ باب غسل الفضل ثانی)

سوال :- غسل کرتے وقت کون کی کیفیت کھڑے ہو کر غسل کرنا افضل ہے یا بیٹھ کر ؟
بہتر ہے ، کیا بیٹھ کر غسل کرنا چاہیے یا

لہ قال الحسن بن عازر : ويستحب ان لا يتكلم بكلام معناه ولودعاه لانہ فی مصب الا قد اوردوا
و پکڑے کشف عورت اور بعد اس طرح دروازہ کراہۃ الدعا (مرواۃ سنن ج ۱ ص ۱۵۶)
اداب الاغتسال ص ۱۰۰ ، ج ۱ ص ۱۵۶ ، الفصل الثانی فی سنن الغسل ج ۱ ص ۱۵۶
تہ عن آخرہ فی ثبوت الی صاحب بقول ذہبک الی رسول اللہ عام الفتح فوجدتہ یغتسل
وناطمۃ مستورہ ۔ (۱) مع تصحیح البخاری ج ۱ ص ۱۵۶ ، معنیاً فارد حذو فی غلظ
وشلہ عن مموئۃ فی التبعیم انہم ج ۱ ص ۱۵۶ باب تنزل الغتس یحوب ونحوہ ۔

غسل کے لیے کشف عورت کا حکم | سوال :- بعض علاقوں میں ننگ بڑے بڑے لڑکوں اور خصلوں میں اجماع علی طہر پر غسل کرتے ہیں اس میں کوئی حرج ہے؟ بعض مفسرین کشف پر جس کو نوک دیکھ سکیں (نیمہ طاعت کرتا ہے) لیکن اگر ایک شخص عضو منقسمہ پر ایک کپڑا باندھ کر ایسی حالت میں غسل کرے کہ ناف کے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر کا کچھ حصہ عام لوگوں کو نظر آئے اس کا زور سے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- دو منہ ہو کہ اگر انسان ایسی جگہ میں غسل کرے جہاں پر اکیلا ہو تو ایسی حالت میں بھی بلا ضرورت کشف عورت سے حرماً اور نہ اس کا ضرورت کی حد تک اس کے لیے کشف عورت کی رخصت ہے لیکن جہاں اس یا اس لوگ موجود ہوں تو ایسی حالت میں گھٹنوں سے لے کر ناف تک کا حصہ مرد کے لیے چھپانا فرض ہے جس کا کشف حرام ہے، ایسی حالت میں یہ ضروری ہے کہ پردہ کے بغیر غسل کرے تاہم اگر ایک شخص نے اس طریقہ سے غسل کر لیا تو اگر تکایہ حرام کے باوجود جب فرض غسل نہ ہو تو وہ فریضہ غسل ادا ہو جاتا ہے۔
قال ابراہیم الحبیبی: یؤاتی بغسل فی مایض لا یرہ احد بالاحتیاط یدق: معورۃ حال کاغستانی: واللبس بالحدیث یعلن جو کیمۃ: ان انتہی: صل اللہ علیہ وسلم قال: فی اللہ حق سستیو محب الحیاء والنسوة فاذا اغتسل حدکم فلیست شر۔

رواہ ابوداؤد (کبیری۔ فرائض الفضل ص ۳۰)

کشف عورت کی صورت میں تنہا کی رخصت | سوال :- اگر کسی شخص کو ایسی جگہ میں غسل کی ضرورت پڑے جہاں غسل کرنے کا پردہ انتظام نہ ہو اور اگر غسل کرتا ہے تو کشف عورت کا قوی امکان ہے تو ایسی صورت میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- جب دیگر آدمیوں کے سامنے کشف عورت کے بغیر غسل ممکن نہ ہو تو اس شخص کے لیے تمیم کرنا جائز ہے یعنی کشف عورت سے بچنے کیلئے تمیم پر کفایت کرتا ہے۔

یہ قال ابن عابدین: فان فی شرح النخبة: وهو غیر مسلم لان تركه انتهى منقرا علی فعل انما موصوف۔ وللغسل خلف وهو التیقیم فلا یجوز کشف العورۃ للجلد عند موت لا یجوز لغیر الیہذا (مذاہبنا علی انما فی المختار ابحاث الفصل ج ۱ ص ۱۵۶)

جب موتح ملے تو پھر غسل کرے۔

قال ابراہیم الحلبي: ونفس خلعت وهو التيمم ولا يجوز كس الثوب من
من لا يجوز نظره اليها كاجله۔ كبري، فرائض الغسل ص ۱۵۸

شہوت کے باوجود منی بند کرنے سے غسل کا حکم منی روک کر شہوت ختم ہونے کے بعد

منی چھوڑ دی تو ایسی صورت میں غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- مرفین کے نزدیک ایسی صورت میں غسل واجب ہے گا جبکہ امام ابو یوسف
کے نزدیک خروج منی کے وقت شہوت کی موجودگی ضروری ہے صورت مذکورہ میں خروج منی
کے وقت شہوت نہ ہونے کی وجہ سے امام ابو یوسف کے نزدیک غسل واجب نہیں ہوگا لیکن
مفتی بدقول مرفین کا ہے۔

ابتداء اگر کوئی شخص کہیں مہمان ہو اور احتلام کی صورت میں میزبان کی طرف سے شک پیدا
ہونے کا امکان ہو تو پھر احتلام کے وقت اسی طریقہ کو اختیار کرنے پر امام ابو یوسف کے
قول پر عمل کرنا جائز ہے، البتہ نفی اس پر نہیں دیا جاسکتا۔

قال الحسكفي، بشرطه ابو يوسف، ويقوله يفتي في صيف خاف رجبة واستحى
كما في استمنى وفي الفتاوى والفتاوى راجية معزيا للتوازل، ويقول ابو يوسف، فان
كافه ايسر على المسلمين قلت ولا سيما في الشتاء واستغفره وقال ابن عابد
قوله وبشرطه ابو يوسف اي شرط الذوق او اثر الخلاف يظهر فيما لو احتلم
او نظره بشهوة فامسك ذكره حتى سكنت شهوته فحذر منه فانزل وجب
عندهما لا عند ابو يوسف، وقوله قلت، ظاهره الميل الى اختيار ما في النوازل ولكن
اكثر الكتب على خلافه حتى البصر والمشي ولا سيما قد ذكرنا
ان قوله قياس وقوله ما انفكنا واته الا حوط فيفتي الا فتا

لے قال ابن عابد بنی، ولا یجفی ان تاخیر غسل لا یقتضی عدم التیمم
فان المبیح له وهو ان یجزه من الماء قد وجدہ فہم۔

زمخشری اندر المختار، (بجاء الفصل ج ۱۵۸)

کیا باسکتا ہے؟

الجواب۔ میرے غسل کرنے سے قبل وضو کرنا جلتا البتہ اگر غسل سے قبل وضو کیا گیا ہو تو غسل میں ٹھنڈا وضو بہرہ انتہاء ہو سکتا ہے البتہ وضو سے قبل کے بعد دوبارہ وضو ضروری نہیں البتہ اگر غسل کرنے کے بعد کسی دوسری مجلس میں وضو کرے تو جائز ہے۔

قال ابن نجيم: والفقہ العلمی ادعی عدم وجوب الوضوء فی الغسل کلا، وقد اظهر فقہاء وجوب فی غسل الجنابة والوضوء والا لا یاتی بہ ثبوتاً بعد الغسل فذلک اتفاق العلمی ادعی انہ لا یتعبد وضوءان للغسل ما ذکرتوضاء بعد الغسل واختلف المجلس علی مذہبنا او انصر بہتبعہ بصلوۃ کما ہو مذہب الشافعی فیستحب رد البعثر لئلا یسوء الغسل (ج ۱ ص ۱۷۷)

سوال۔ اگر کوئی شخص صبح سویرے خواب سے بیدار ہو کر تری کے بعد وضو کرے تو کیا اس پر غسل کا حکم سے بیدار ہوتے وقت امین میں بغیر کسی شہوت و رذلت کے تری محسوس کرے تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ جبکہ احتمال میں یہ وہ ہے اور نہ تری کے بارے میں بھی کاتبین ہو؟

الجواب۔ خواب میں احتلام یا نہ ہوئے کے باوجود نفس تری کے احساس کی صورت میں غسل احتیاطاً واجب ہے البتہ اگر تری ہوئے کا یقین ہو تو پھر غسل واجب نہیں۔
قال ابراہیم الخلیل: واھا اذا عرفت کراہ حلاً وثبوتاً نہ خواہ شک حل ہو مٹی و مزی ذکما تکبیر علیہ غسل فی ہاتھین الحائضین یغسلان علیاً للاحتیاط وان یغسلن انہ مذی غزل غسل علیہ (کبیری)۔ اما الطہارۃ الکبریٰ فیغسلن لاعتساف ص ۱۷۷

لعلہ قال معلومہ: خصکفی: و تودھا، ولا لا یاتی بہ ثبوتاً لانه لا یتعبد وضوءان لغسل اتفاقاً ما ذکرتوضاء بعد الغسل واختلف المجس علی مذہبنا ان فصل بینہما بصلوۃ مکتوبہ لکن اذیۃ فیستحب۔ اور امتداد علی مدار انتہاء بر ما مشافہہ اندلہ
لعلہ قال طاہر بن عبد الرشید: وانما ذکرتری لیس علی فرشہ ولعیدہ کراہتاً لاجلہ سندھما یجب علیہ الغسل وغسل فی یوسف لا یغسل علیہ (خلاصۃ الفتاویٰ)
فصل ثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۷۷ لعلہ فی الحنفیۃ الغسل ثلاث فی معانی الوجوب نفس ج ۱ ص ۱۷۷

استحلام بھول جانے کی صورت میں پڑھی گئی نمازوں کا حکم | سوال :- کسی شخص سے استحلام

یاد آیا کہ پندرہ روز قبل اس کو استحلام ہوا تھا تو اس دوران پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اگر کسی کو پندرہ روز کے بعد استحلام کا حکم ہوا کہ غلاں دن کو کھے استحلام ہوا
تھا تو اسی روز سے نمازوں کی قضاء کرے گا اور اگر پندرہ دن کا حکم نہ ہو تو آخری نوم و زینہ سے
جیسی شمار ہوگا، اس کے بعد جتنی نمازیں پڑھی گئی ہوں ان کی قضاء لازم ہوگی۔

لما قال الشيخ عبدالحق :- اگر دانست کہ استحلام غلاں روزت حکم جنابت ازال
روز جاری ہو بدستہ دیگر تعین روز معلوم نہ شد حکم استحلام از آخر نوم کہ بعد آن تحمید است
دار خواہ شدہ (مجلس عقد الفتاویٰ فارسی) یہ مسئلہ کتاب بہ الفضل

کنڈوم (رمانتی) کے ساتھ ایلاج موجب غسل ہے | سوال :- کنڈوم رمانتی کو

بدون ازال کے موجب غسل ہے یا نہیں ؟

الجواب :- نفس انتفاء جنابین ردوئی شرمگاہوں کا مل جانا سبب سپاری غائب
ہو جائے تو بغیر ازال کے موجب غسل ہے بشرطیکہ دونوں کو ایک دوسرے کی حرارت محسوس ہو
اس لیے جنبا رہنے اس ایلاج (دخولی) کو موجب غسل قرار نہیں دیا ہو مگر کچھ بڑے کے ساتھ
ہو اور اس میں فریج داخل کی حرارت محسوس نہ ہو لیکن کنڈوم رمانتی میں اگرچہ بڑے
ملفوظ ہوتا ہے مگر یہ خلاف اتنا باریک ہوتا ہے کہ اس کی موجودگی میں بھی نماز ترات کا حکم
ہوتا ہے اور طریقین ایک دوسرے سے لذت پاب ہوتے ہیں اس لیے کنڈوم کے ساتھ داخل ہونا
ازال بھی موجب غسل ہے ۔

لاقل حسن بن حمار، ومنها ایلاج بخرقة مائة من شجر اللذة علی الاصح :- قال الشيخ احمد مطا
رجو انما تعین وجوب اللذة انما تعین ذکر اللذة هنا ولا یجوز انما تعین وجوب اللذة وینقطع مثلاً ناعی

والفطحاوی حاشیة مرقا ایلاج منک فعل عشر واثبات لا یغسل متھا
بقا ولولین ذکره بخرقة ولولین ذکره فالاصح انما تعین وجوب اللذة وینقطع واثباته وجوب

الغسل والا فلا - رمانتی - ایلاج علی صدر، الطحطاوی منک موجبات الغسل بعد

منه قال المصنف، ایلاج حقیقہ او ذکرها ملفوظہ بخرقة وینقطع لاجتماع وجوب الغسل والا
لا فی الاصح - (الذکر المختار علی صدر، والاعتبار بمراسم) ۱۳۵۱ھ یا بالغسل

سوال :- ٹیسٹ ٹیوب بچہ کے ذریعے جو
ٹیسٹ ٹیوب بے بی سے جوہر غسل کا مسئلہ ماں منوبہ عورت کے رحم میں رکھا جاتا ہے کیا

اس عمل سے عورت پر غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- وجہ غسل کا سبب نفس خروج نمی یا دخول نمی نہیں بلکہ اصل حالت اس میں
 لذت اور تسکین قلب ہوتی ہے جو شہوت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے، ٹیسٹ ٹیوب میں لذت
 اور تسکین کی علت منتقل ہوتی ہے اور اس میں صرف لذت منوبہ عورت کے رحم میں بند رہنے میں پہنچایا
 جاتا ہے، لہذا ہرگز اس طریقہ سے وہ لذت و تسکین نہیں ہو مگر کے جماع کرنے سے عورت کو حاصل
 ہوتی ہے۔

اس کی مثال عورت کا اپنی شرمگاہ میں انگلی داخل کرنے یا غیر آدمی کے ذکر وغیرہ کو داخل
 کرنے کی ہے جو موجب غسل نہیں۔ البتہ اگر ٹیسٹ ٹیوب کے عمل کے وقت عورت کا انزال
 ہو جائے تو تب غسل واجب ہوگا اگرچہ بدون انزال کے غسل کرنا زیادہ محفوظ ہے۔

لَا قَالِ الْخَصَافُ وَالْمَرْءُ إِذَا سَمِعَ خُرُوجَ حَيْضٍ مِنَ الْمَعْصُومِ . . . مَنْفَعَتُ عَيْنِ
 مَقْرُوءٍ هُوَ صِلَ الرَّجُلَ وَتَرْتَابُ الْمَرْأَةَ . . . حَبْشَةُ إِذْ لَذَّةٌ وَلَوْ كُنَّا كَتَحْتَمِمْ وَلَمْ يَذْكُرِ
 الْحَافِظُ يَشْمَلُ مَعَى الْمَرْأَةَ كَلَانَ الْخُفُوقِ فِيهِ غَيْرُ ظَاهِرٍ .

(الدر المختار علی صدم رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۵۹) (بالمفضل)

وَيْضًا قَالَ : وَلَا عِنْدَ ادْخَالِ اصْبَعٍ وَخُرُوجِ كَذَا كَرِخْرَاقٍ وَفَوْقَ كَرِخْرَاقٍ وَفَوْقَ
 لَا يَشْتَرِكُ . . . يَصْنَعُ مِنْ نَحْوِ غُضْبٍ فِي دَجَاؤِ الْخَبِيلِ عَلَى . . . مَعْتَاد .

(الدر المختار علی صدم رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۵۹) (باب الفصل) سلم

سوال :- اگر ایک آدمی کسی
جالوسے دلی کر رہے کی صورت میں غسل کا مسئلہ ہاؤرسے دلی کر رہے لیکن انزال

لَعَالِ مَنْ بِنَ عَمَارَةِ إِذَا خَرُجَ الْمَنِي وَهُوَ مَا . . . فِي ظَاهِرِ الْجِدِّ لَانَهُ مَا لَمْ يَخْرُجَ يَتَحَقَّقُ بِمَا قَالِ الْفَصْلُ
 عَنْ مَقْرُوءٍ شَهْوَةٍ مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ (مرواقي الطلاق ج ۱ ص ۱۰۵۹) (فصل موجبات العمل)
 وَابْضًا وَمَتْنُهُ : ادْخَالُ اصْبَعٍ وَخُرُوجُ كَرِخْرَاقٍ . . . كَرِخْرَاقٍ مِنْ نَحْوِ الْجَوْلَانِ فِي أَصْلِ السَّالِطِينَ عَلَى
 (الدر المختار مقصور الشبهة) (في الغرض) كَرِخْرَاقٍ فِي أَصْلِ عَشْرَةِ أَشْيَاءَ لَا يَفْتَلُ عَنْهَا

انزال نہ ہو تو غسل واجب ہے یا نہیں ؟

الجواب : نفس ایلاچ موجب غسل نہیں بلکہ ایلاچ زالقہ فائین کے لیے محلی مشابہہ کا ہونا ضروری ہے۔ چونکہ ہمیں رجائور یا بینہ (مردہ) محل مشابہات نہیں اس لیے نفس وطی بدون انزال کے غسل واجب نہیں۔

بقال المحققین، ولا عند البہیمۃ او میتہ او صغیر وغیر مشابہہ بان تصیر مضاعفہ بالوطء وان غابت اعشفۃ بلا انزال لغیر مشابہہ .

راجع الحدیث علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۱ ایضا، نفس، ستر، النفس، لہ

الفتاویٰ ختائین کی صورت میں غسل کا حکم : سوال :- مرد و عورت کی شرمگاہیں جب آپس میں مل جائیں تو کیا دونوں پر غسل ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اعراض مقدمہ کے شرمخ اور واضح الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس زانیہ فائین موجب غسل ہے بشرطیکہ شہفہ و سیاری (فرج) میں غائب ہو جائے۔

لما اخرج اکامام ابو عیسیٰ الترمذی، عن عائشۃ قالت اقبلوا فاختانوا لزوجی ویبہ النفس فعلکما انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاغتسلنا۔

راجع مع الترمذی ج ۱ ص ۱۸۲ باب ما یبذل فی الفتان وجب النفس لہ

غسل کے بعد منی نکلنے پر غسل کا حکم : سوال :- کبھی کبھی جلدی کی وجہ سے جماع یا اختان کے بعد منی نکلے تو کیا جاتا ہے اور غسل کے بعد منی کے نکلنے کا اثر ہوتا ہے یا نہیں ؟

لہ وفق الهندیۃ، والایلاچ فی البہیمۃ ولیتہ ونصیوۃ النبی ذیہ جامع مثلہا الا یوجب النفس بدوہا لانزال۔ (الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۲) نفس ثالث فی المعانی الوجیۃ، غسل، ویشکلہ فی خلاصۃ الفتوی ج ۱ ص ۱۸۱، النفس ثانی فی النفس۔

شمقال، محققین، وہند ایلاچ حشفہ ہی مانوق اختان آدمی احتراز عن الجنی یعنی اذ المرء یمرک والایلاچ قدہ ہا عن معطوش اولو لم یبق منہ قدہ ہا فی احد بیہی آدمی فی جامع منکۃ علیہما الذی اختار علی صدرہ وادھر ج ۱ ص ۱۹۲ سنن الغسل، وبعث فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثالث فی المعانی الوجیۃ۔

الجواب: غسل کرنے کے بعد منی کے جو قطرات خارج ہوتے ہیں اس میں کسی نفیس ہے گرمی کے قطرات کثرت میں زیادہ چھلنے پھٹنے یا پیشاب کے بعد نکلے ہوں تو جو کچھ ایسا اوقات ان حالات میں بغیر شہوت و دوقی کے منی خارج ہو تو کسی مسئلے میں شہوت کو جو ہے پہلا غنن ہو گا کہ ہے دوبارہ غسل واجب نہیں اور اگر ان حوالہ میں سے قبل منی کے قطرات خارج ہو جائیں تو دوبارہ غسل واجب ہوگا۔

لاحقاً ایضاً: لو اغتسل من الجنابة قبل ان يبول، ویستأوی غسل ثم خرج بقیة منی فعليه ان يغتسل عندئذ فلا یلاقی یوسفاً وکنوا یعبدون تلك السلطة فی قولهم وبعثوا کذا فی المشیوة ولو خرج بعد ما بول ونام، و منی لا یجب علیه الغسل اتفاقاً کذا فی التبیان۔

والحدیث جازم ان الغسل ثلاث فی الوقت الواجبة الغسل۔
سوال ۱۔ بمثل غسل کے لیے بعض مقام پر سوئنگ پول سوئنگ پول میں غسل کرنے کا حکم کیا دینے گئے ہیں جو ذہ در ذہ تو منی (ایک مندرجہ) سے

کہیں زیادہ ہوتے ہیں، اُن میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟
الجواب: جو شخص ذہ در ذہ ہو تو منی بہ قول کے اعتقاد سے اس پانی یا دھاری کے حکم میں ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں سوئنگ پول پر اگر ذہ در ذہ نہ رہا یا اس سے زیادہ جو ذہ در ذہ جاری کے حکم میں ہے۔ اس سے اس میں غسل کرنا جائز ہے۔ البتہ چونکہ سوئنگ پول میں غسل کرنا کفار اور فساق کا طریقہ ہے اس لیے ایسی جگہوں میں غسل کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

لما قال طاهر بن عبد الوہید، لحوض کبیر مقدار ربع عشرة اذیرع فی عشرة اذیرع۔۔۔
 وعلیه الفتاوی۔ (خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الطہارۃ)۔

لہ قال ابن ہدین، وکذا لو خرج منه بقیة منی بعد الغسل قبل ان یبول او یسول او المشی۔
 کثیر نھری لا یغسل لانه انما والبول والمشی یقطع مادة الزائل عن مكانه بشهوة یتکون الثاني زائلاً عن مكانه بلا شهوة فلا یجب الغسل اتفاقاً۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۱ مواجبات الغسل)۔
 لہ انتقد بن یسوی عشر ہونفتی بہ قال الیہ لحدیث خطوی (قولہ منی منی)۔
 ہو قول عامۃ امت نہ تخانیہ، ہو قول اکثر وہ ناخذ لوازل وعلیه الفتاوی کہ لاقی،
 شرح الطحاوی۔ (طحاوی حاشیہ مرقی فلاح من کتاب الطہارۃ بحث انما المیاء)
 وشیخ فی السندی ج ۱ ص ۱۸۱ الباب الثالث فی المیاء۔

جنابت کا غسل فوراً کرنا ضروری نہیں | سوال۔ عوام میں یہ بات بہت زیادہ مشہور ہے کہ اگر کسی نے جنابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ بڑی سچے جہاں کے فوراً بعد غسل کرنا ضروری ہے ورنہ گناہ ہوتا ہے، کیا واقعی یہ بات درست ہے؟

الجواب۔ ہر جگہ کہنے کے بعد اگرچہ غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے مگر وجوب علی الغیر نہیں بلکہ جب موقع ملے تو غسل جنابت کرنا چاہئے، اگرچہ اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ فوراً غسل کر لیا جائے۔

عن ابن عمر قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم: انما تعيبه الجنابة من الليل فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: توذا روا عنه۔ لذكره، ثم نعم۔ متفق عليه۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۱ باب غائطہ الجنب)۔

مصنوعی بالوں کا وضو غسل میں حکم | سوال۔ موجودہ دور میں خواتین اپنے بالوں کو لمبا اور گھٹا کر

الجواب۔ اگرچہ یہ عمل شرعاً ممنوع ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کے عمل کو مروجہ قرار دیا ہے لیکن اگر عمل کر بھی لیا جائے تو غسل میں جو تکلیف تو رہے صرف بالوں کی بیڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہوتا ہے اس لیے وضو اور غسل میں ان خارجی بالوں کا ہٹانا ضروری نہیں بشرطیکہ وضو میں جو چھاتی مرکا مساح اصل بالوں پر ہو کہ ان کو مصنوعی بالوں پر مساح کیا جائے تو وضو بائز نہ ہوگا۔

ما قال رسول الله صلى الله عليه وآله: ليس على المرأة ان تنقص شعها كوحاق الغسل اذا بلغ الماء صفاً شفعاً۔ (الحدائق ج ۱ ص ۱۸۱ فصل في الغسل)۔

لعمري ما كنت قد رضيت الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان جنباً فاودى الى ياقبل او يميناً توفأ وضوءه للغسل۔ (متفق عليه)۔

(مشکوٰۃ المصابيح ج ۱ ص ۱۸۱ باب غائطہ الجنب وما يباح لها)

وَمِنْهُ فِي الْقَدِّحِ كَلَامُ سَلَامَةَ ج ۱ ص ۱۸۱ المصنوعات الخاضعة لمكرهات الغسل۔

ثم قال العلامة محمد حسن بن محمد الشرنبلالي: لا يفتقر غسل الغسل من شعر المرأة إلى سويها في أصوله اتفاقاً۔ (مرآة المفاتيح ص ۱۸۱ من سائر المصنفين)۔ فصل فرائض الغسل

وَمِنْهُ فِي كَبِيرِ مَكَّةَ فرائض الغسل۔

سوال :- اگر کسی شخص بیدار کی حالت میں
موت تری محسوس کرنا موجب غسل نہیں
 بلا شہوت و دلفن اجیل میں منی یا مذی کی کچھ تری
 محسوس کرے اور وہ قلیل المقدار ہو گئے کی وجہ سے اس کے اندر بھارک جائے اور باہر خارج نہ ہو
 تو اس صورت میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- صورت مذکورہ میں غسل واجب نہیں کیونکہ وجوب غسل کے لیے
 خروج منی علی وجه الدلفن و الشہوت ضروری ہے جو کہ صورت مسئلہ میں مفقود
 ہے ، البتہ اس تری کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ، اور اگر قطرات صرف اجیل
 کے اندر ہوں خارجی نہ ہوئے ہوں تو وضو پر بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

وفي الهندية : منها الجنابة وهي تثبت بسبب احدى احوال خروج المنى على
 وجه الدلفن والشهوة . الفصل الثالث في العاقبة الموجبة للغسل ^{مثلاً} : اے
سوال :- اگر کسی شخص اپنی منکوحہ سے متعلقہ بار
متعدد بار جماع کیلئے ایک غسل کافی ہے
 یا دو تین بیویوں سے جماع کرنے کے آخر میں ایک دفعہ

غسل کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں یا ہر بار جماع کے بعد مستقل غسل کرنا ہوگا ؟
الجواب :- ایک بیوی سے یا متعدد بیویوں سے کسی بار جماع کرنے کیلئے ایک غسل
 کافی ہے ، ہر دفعہ جماع کے لیے الگ غسل کی ضرورت نہیں ہے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 طاف ذات يوم على نسائه في غسل واحد . (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۲ باب ما جاء
 في الرجل يطوف على نسائه بغسل واحد)

وقال المحمدي : وكما ودق اهلہ قبل اغتسالہ الا اذا احتلم
 لمریات اهلہ . قال الحلبي : ظاهر الاوادیت بما یفید استیجاباً لکافی لجواز

لے قال برهان الدین : العاقبة الموجبة للغسل انزال المنی
 علی وجه الدلفن و الشهوة من الرجل و المرأة حاله انوم و اليقظة
 و هذه اية فصل في الفصل ج ۱ ص ۱۸۲) و مثله في خلاصة الفتاوی
 الفصل الثاني في غسل ج ۱ ص ۱۸۲ ۔

المقادیر کا مقررہ (الذی المختار علی حصہ) نہ لکھت رہے۔ بجاۃ الفصل ج ۱ (۱۶۹/۱۷۰) لے
 جنابت کی حالت میں بوقت ضرورت مسجد میں جانا | سوال :- اگر مسجد کے باہر گرم پانی
 پیش نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے غسل
 میں تکلیف ہو تو گرم پانی کے لیے مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ایسا ہی بسا اوقات
 پانی کے چھپ کاٹن مسجد کے اندر ہوتا ہے، تو کیا تنجب شخص پانی کی مشین چلوانے کے لیے
 مسجد میں داخل ہو سکتا ہے؟

الجواب :- اگر مسجد سے باہر غسل کا انتظام نہ ہو اور ضرورت کے تحت مسجد میں داخل ہونا
 ضروری ہو تو جہنم کے کسے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

قال ابن عابدین: لکن نقائل ان يقول ان مراد المبتدئ ان: لجنب اذا وجد
 ما وافي المسجد و اراد دعونه للاغتسال تبتم وید شد۔ ۳۴۴
 رد المحتار علی الدر المختار۔ باب التیثم ج ۱ ص ۲۷

جنابت کی صورت میں پورے بدن کے غسل کا فلسفہ | سوال :- جنابت کی حالت میں
 پورے جسم کا غسل کیوں ضروری
 قرار دیا گیا ہے؟ حالانکہ نجاست تو عضو مخصوص سے نکلتی ہے۔ مناسب تو یہ ہے کہ صرف
 عضو مخصوص ہی دھویا جائے۔ آخر کار جنابت کا پورے جسم پر کیا اثر پڑتا ہے جس کی وجہ سے
 غسل میں ہر مال تک پانی پہنچانا ضروری قرار دیا گیا ہے؟

الجواب :- احکامات شرعیہ میں حکمتیں تلاش کرنا ضعف ایمان کی دلیل ہے،
 مسلمان کے لیے بغیر کسی چون و چرا کے احکام شرعیہ پر عمل ضروری ہے، احکام شرعیہ میں حکمتیں
 تلاش کرنا ایمان کا تقاضا نہیں کیونکہ ایمان اور اسلام فرما پروری اور اطاعت کا نام ہے اس کا

لے قال طاہر بن عبد الرشید: ولا یس لجنب ان ینام و یبعا و داهله قبل
 ان یغتسل او یستوضئ۔ (خلاصة الفتاویٰ المفصل الثانی فی الفصل ج ۱ ص ۱۷۸)
 و مثله فی مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۸ باب محاطة الجنب و یباح له الفصل ۱۷۸۔

لے قال (ابراہیم): جنب وجد الماء فی المسجد والحرم ۵ فی غیرہ ولیس معه
 احد یا تبہ بہ ۶ یتیم لا جمل الدخول۔ (کبیری، باب التیثم ص ۲۷)

ہم مطلب نہیں کر حکم شریعتی عقل سے متعنا کم ہیں بلکہ ہمارا عقل ناقص ہے جس کی وجہ سے اوقات ان خلتوں اور فلسفوں کے اور کم سے ہم قاصر رہ جاتے ہیں۔

تاہم جنابت کی حالت میں پورے بدن کے دھوسے کئے جانے سے جس طرح کرم فرماتے ہیں کہ جنابت سے جسم میں گراہی و کالی اور کمزوری و غفلت پیدا ہو جاتی ہے، اور غسل سے طہارت و نشاء و سرور اور رحمت میں سکساری پیدا ہوتی ہے۔ جنابت سے انسان کو ابراہیم علیہ السلام کی فرشتوں سے بعد و دوری پیدا ہوتی ہے اور جب غسل کرتا ہے تو وہ بعد اور دوری ختم ہو جاتی ہے۔ جب انسان جماعت سے فاسق ہو جاتا ہے تو حالت جنابت میں رہنے کی وجہ سے اس کا دل الغیاء اور تنگی کی حالت میں ہوتا ہے اور اس پر بوجھ سا ظہری چڑھ جاتا ہے اور اپنے آپ کو نہایت تنگی اور گھٹن میں پاتا ہے اور جب دونوں قسم کی بھائشیں دور ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے بدن کو نہایت اور غسل کرتا ہے تب اس کی گھٹن اور سستی دور ہو جاتی ہے۔

حاذق طبیبوں نے لکھا ہے کہ طاع کے بعد غسل کرنا بدن کی تحلیل شدہ قوتوں اور کمزوریوں کو نوادیت ہے اور بدن اور روح کے لیے نہایت نافع و مفید ہے، اور جنابت میں رہنا اور غسل نہ کرنا بدن و روح کے لیے کثرت مضرت ہے۔ اس امر کی خوبی پر عقل و فہم سبب کافی گواہ ہے۔

واہیہ اشار الشیخ ابن القیم الموزنی: حیث قال فان تراغتسا من غروج النبی من النعم شئ لم یبدن و لم یقب و لم یروح بل جمیع الکراواح القائمة بالبدن فاضها تغوی بالانفس لـ والفعل یجعل علیہ ما تحلل منه بغروج النبی و ایضا فان لم یقابله فربما تغیر و کسلاً و انفس یحدث لہ نشاطاً و خفۃً (و بعد اس طرح) و قد صرح الاطباء بان الاغتسال بعد الجماع یعید الی البدن و یخفف علیہ ما تحلل منه و کہ نفع شئ لم یبدن و لم یروح و نہ کہ مضرت (اعلانہ الموقعین جواب ابن القیم انفس من الیہ فی نفس من النبی ج ۲ ص ۲۸۷)



باب البیڑ

(کنوئیں کے مسائل احکام)

سوال وہ اگر کنوئیں میں زندہ ہوئے پانی میں میٹھک

الجواب :- میٹھک کی دو قسمیں ہیں ایک بھری دوسری بھری۔ اگر بھری میٹھک جس کا دھن بھن پانی میں ہو تو مافی المولہ کے حکم میں ہو کہ اس کے مرنے سے پانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور بھری میٹھک کے بہان میں اگر خون نہ ہو تو اس سے بھی پانی نجس نہیں ہوتا البتہ اگر اس کے بدن میں خون ہو تو پھر اس کے مرنے سے پانی نجس ہوگا۔

قال المحقق فی: وما فی مولد کسک و سوطان و ضفدع الا بیدالہ و سائل و هو کلاسترة له یعنی اصابه فیفسد فی الاصح کعبۃ بئیرہ ان لم یامد و الا لا قال ابن عابدین: (خوہ فیفسد فی الاصح و علیہ نما جزم بہ فی ہدایۃ من عدم الذنب و با مضفدع البیری و صحیحہ فی الشرح محمول علی ما لا یمکن انسانی کما فی البحر) و ہذا المختار علی التذات المختار باب انبیاء جزا ۱۹۵

سوال وہ اگر کنوئیں میں انسان گر کر مر جائے تو اس

انسان گرنے سے کنوئیں کے پانی کا حکم۔ کنوئیں کے پانی کا کیا حکم ہے؟ اور اگر گرنے کے بعد زندہ نکل آئے تو پانی کی طہارت پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- قیہ نجس انسان کا یہ ناپاک ہے اگر انسان کنوئیں میں گر جائے تو اسے زندہ نکال یا جائے تو پانی پاک ہے البتہ اگر مر گیا ہو تو پانی نجس ہوگا اور اس صورت میں کنوئیں سے

لعلہ قال قاضی خان: موت ما لا یمکن و السوطان والحیۃ و کل ما یعییش فی ما لا یفسد ما لا لاوائی و کذا الضفدع بئیرۃ کانت او بحریۃ فان کانت الحیۃ او الضفدع عظیمۃ لہا دم سائل یفسد الماء و کذا الوزغۃ البکیرۃ۔

و قاضی خان علی ما مشر الخندیۃ فصل فیما یقع فی البیڑ جزا ۱۹۵

ترم پانی نکالا جائے گا۔ اور اگر تمام پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو پھر دوسرے کے ترمین سوڈول تک نکالنے سے کنواں پاک ہوگا تاہم اگر گلاب پانی کو محذوف یا جنب ہو تو چاہیں ڈول پانی نکالا جائے گا۔

قال ابراہیم الحلبي: زاد ما نت فيها شاة الكلب او ادمي نوح جملہ..... وكذا يخرج جميع اناء اذا استخرج الكلب او الخنزير حيا. ركبيري فصل في البهائم ۱۷۱
قال العلامة عالم بن العلامة الانصاري: ان كان محدثا ياتون بربعون دنوہ.
(تاتارخانیہ ج ۱ ص ۱۸۱) ۱۸۱

سوال :- غھروں میں بیت الخلاء کیلئے پانی کے کنوئیں اور بیت الخلاء کے درمیان فاصلہ کتنا ہونا چاہئے؟
بیت الخلاء سے نکل کر مریع ہوتے ہیں، چھوٹے گھروں میں اس کے قریب وجوار میں پانی کانٹوں بھی نہ پائے جاتے، کیا اس سے پانی کے کنوئیں پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں اور اگلے کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہئے؟

الجواب :- پانی کی عبادت و نجاست کا حکم کثرت اور کم کنوئیں کے درمیان کشیدگی کے اصول پر مبنی ہے اور یہ وصول زمین کی نرمی اور سختی کا وجہ سے متفاوت سے کوئی خاص فیصلہ ایسے بارے میں یقین نہیں تاہم یہ تیاں رکھنا چاہئے کہ جہاں تک لوں طعم نہ پکڑا ہو۔ مثلاً شربت کے کھنڈر نہ ہو تو اتنا فاصلہ رکھ کر بیت الخلاء کا کثرت نایا جائے جس سے کنوئیں کو پانی متاثر نہ ہو۔

قال في الهندية: بئر الماء اذا اضمحلت بقرب البئر انجست فبھی ظاهرة ما لم يتغير طعمه او لونه. ورجح كذا في المغيرة فلا یقع ما هذا بان لم یعد منی
اذا كان بينهما عشرة اذرع وکما یوجد فی البئس ثلثا لوعة فبھی
البئر نجس وان كان بينهما اذرع واحد فلا یوجد ثلثا لوعة فبھی البئر

۱۷۱ قال الحنفی فان اخرج اغیوان غیر مستخرج ولا مستعبط فان كانت کاوی وکذا متغی وسمیة وحدی واور کبیر نوح کلہ۔ (الدر المختار ج ۱ ص ۱۷۱)
رد المختار فصل البئر ۱۷۱ (ومثله في الهندية ج ۱ ص ۱۷۱) راجع فی البیاض۔

قال العلامة ابن عابدین: تمت کولہ کاوی محدث ای نہ پانچ فیہ
(رد المختار ج ۱ ص ۱۷۱) باب البئر

ظاہر کن فی المخیط وهو نصیح۔ (الحدیثۃ۔ الباب الثالث فی بیاہج مثلاً سلم
کنو میں میں ہندی چیز مثلاً جس پر یا کڑی کر جانے کا حکم | سوال :- کنو میں میں ہندی چیز
مثلاً چیل، مکڑی یا نجس پڑا کر بٹے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اگر اس کڑی ہوئی کڑی چیز کو نکالنا ممکن ہو تو نکالنا لازمی ہے اور اگر
نکالنا ممکن نہ ہو تو پھر اگر کنو میں سے سارا پانی نکالتا مشکل نہ ہو تو سارا پانی نکالنا جائز ہے ورنہ
تین سو ڈول نکالنے سے کنو میں پاک و مصلح ہوگا۔

قال الحنفی: ینزع کل ما ثلھا بعد اغراسہ الا اذا تعدد رکبۃ او خرقۃ
مذیبتہ فینزع ما اذا احد لا یجوز نصفہ لولیط مراکل تبعاً۔
رد المحتار علی صمد سرقا المختار۔ فصل فی البیرج المثل: ۱۱۷

اس کنو میں کا حکم جس سے مراوا حیوان نکالنا مشکل ہو | سوال :- اگر کنو میں میں مرغی
کا بچہ گر کر مر جائے اور کنو میں سے اس
کو نکالنا ممکن نہ ہو اور نہ تمام پانی کو نکالنا ممکن ہو تو تین سو ڈول نکالنے کے باوجود بھی کنو میں میں
نجاست کی موجودگی میں پانی کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اسی حالت میں جبکہ تمام پانی کو نکالنا ممکن نہ رہے اور نجاست کا نکالنا
بھی انسان کے بس میں نہ ہو تو کنو میں سے اتنی مدت تک پانی استعمال نہیں کیا جائے گا جب تک
وہ بچہ مٹی نہ ہو جائے، بعض نے یہ مہینہ تک تک تحدید کی ہے۔

قال ابن عابدین: تمت فلو تعدد ایضاً ففی القہر ان عن الجواہر والودع

لہ قال ظاہر ابن عبدالرشید: وادفی: یعنی ان یكون بین یخراذ و دبا و عذۃ بجمعة
او رج و لغوی عن یخراذ: تراخۃ ات تغیر بونہ | و طعمہ: کوچہ | عذۃ: واکلا قلیل۔
و غلامۃ: افتاویٰ غیلۃ بنت ابیہا کما ہو مطلقاً۔ و مشغول فی رد المحتار: لہذا یختار فی فیہ (ب) |
لہ قال فی الحدیثۃ: و لو وقعت فی البئر خشبۃ نجسۃ، و قطعۃ قوب نجس و تعدد
اخراجھا و تعقبت فیھا طہرت الخشبۃ و انشور تبعاً بطہارۃ البئر کذا فی الظہیر
(الحدیثۃ۔ الباب الثالث فی انیاء نجس) و مثلہ فی (العیالۃ ج ۱ ص ۱۲۱)

عمسوقہ فیہا فجعیز واھن اھولاجہ خبا دام فیہا فنجسۃ فتتوکل مدۃ یعینہ
نہ استعال وصار حاتم وقیل مدۃ سنۃ اشہی۔

ردۃ المحتار علی الدر المختار وفصل فی (الینجرح امۃ) ۲۴۱

سوال :- اگر ایک کنوئیں میں کتا گر کر رہ جائے تو اس سے پانی
کنا کرنے سے پانی کا حکم پر کیا اثر پڑے گا؟ ناپاکی کی صورت میں کنوئیں کے کچھڑ، ڈول
اور رسی کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- کتا گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے، کتے کا جسم نکالنے کے بعد رسی پانی
نکالنا اگر ممکن ہو تو ضروری ہے ورنہ دوسرے کے زمین سو قول تک پانی نکالاجائے گا کچھڑ
نکالنا آدھن اور رسی دھونا ضروری نہیں۔ ایسا ہی کنوئیں کی دیواروں میں تری رہ جانے
سے اس پر کئی اثر نہیں پڑتا۔

قال فی الھندیۃ: اذا وقعت فی البئر نجاسة نزلت وکانت نزع ما فیہا من الماء
طہارة لیس بابا جامع اسلف کنۃ الی الھندیۃ۔ (واحدیۃ) ۱۰۱۱ انشا اللہ العالیہ ج ۱ ص ۱۰۱
سوال :- کنوئیں سے سر رہ جانے پر خواہ کتا
ناپاک پانی سے کئی ہوئی چیز کے کھلنے اور وضو
کی صورت میں اس سے ادا شدہ نماز کا حکم
استعمال ہوا ہے اور اس سے بکری مرہ اور برتن وغیرہ دھوئے گئے ہوں یا کتا گھونٹ لیا ہو اس
کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۱۔ قال محمد بن عبد الحی۔ وذكر في مستنق في جامع الرموز نقلاً عن الخواص لم يرفع فيها عسوق
فعجز عن اخرجها فسادا في فنجلة فيتوكل مدۃ يعلم نہ استعال وصار
حاتم وقيل مدۃ سنۃ اشہی۔ نفسی وھذا ایضاً یعین: نہ لابد من اخراج مین
النجس فاذا تعدى فيتوكل فی اننا يستجیل۔ (السعیۃ ج ۱ ص ۲۲۲) فصل فی البیئر
۲۔ قال ابن عابدین (قوله یخرج کل ما فیہا) ۱۰۱۱ دون الطین لوزود الاکتی وینزع الم
وبعد اسطرہر بطول کما ہی من الماء لوزاد البقرة۔ (رد المحتار علی الدر المختار)
فصل فی البیئر ج ۱ ص ۲۲۲ وکشف فی۔ (راقی) اصلاح فصل فی مساکن البیئر ص ۲۳۔

باب الحوض

(خوض کے مسائل و احکام)

سوال :- بعض علاقوں میں چھوٹے چھوٹے حوض بنائے جاتے ہیں، پانی کی روانگی کے وقت تو کوئی مسٹر نہیں رہتا لیکن جب پانی جاری نہ ہوتا ایسے محض (تالاب) سے وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟ ہمارے کراس وقت بیکر حوض کے ایک جانب کنوئیں یا ڈوئریں جیوتانات کی نجاست پڑی ہو۔

الجواب :- جو حوض دور دورہ سے کم مقدار کا ہو تو صرف نجاست اُترنے سے پانی ناپک ہو جاتا ہے اور جو حوض دور دورہ یا اس سے زیادہ مقدار کا ہو تو جب تک پانی کے اوصاف تبدیل نہ ہوئے ہوں نفس نجاست گزرنے کا پانی کا صلب نہیں بنتا۔ البتہ مسطور حوض اگر دورہ سے کم ہو اور اس میں نجاست پڑی ہوئی ہو تو یہاں تک کہ اس سے وضو کرنا جائز رہتا ہے۔

وہیچہ جاشیہ صفحہ گذشتہ (۱)
 فان عدلۃ منک الوقت وان لم یعلم فقد صارا الماء مشکوکا فی طهارتہ ونجاستہ
 فاذا قویۃ اصحابہم متوضون وغسلوا ثیابہم من غیر نجاسة فی ثوب
 لا یغیبون جسمائہن تطہارة لا یطیل بالشیف وان توضوا منہا وہم یحذرون
 أو اغتسلوا من حیثیۃ أو غسوا ثیابہم من حیثیۃ... فی اللان والانی خلاف عند الحنفیۃ
 التفصیل المذكور فی الکتاب وقلا ینعم بنجاسة وقت العلم بها ولا ینعم
 اعادۃ شئ من الملوۃ ولا غسل ما صابہ ما حوھا قبل الغم وهو القیاس
 الیقین (۱) قول بالشافعی۔ (۲) ینعم برأی کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۱۲۷

وقال بعد اسیر فی تصنیع شیخ القاسم فی فتاویٰ المعانی المحتار قولہما
 قلت عواذنا من العاصۃ لکتاب فقد رجح دلیلہ فی کثیر من کتب وقالوا نہ
 لا شیء طفاکان نعم علیہ و ذکر لابی جانی ان ما عجز بہ قال بعضہم یحق
 فی الکفر و قال بعضہم یعلق لہو شیء (البحر الرائق ج ۱ ص ۱۲۷ کتاب الطہارۃ)
 ومثلہ فی السعیۃ ج ۱ ص ۱۳۹ کتاب الطہارۃ فی ما ذکرہ۔

نہیں ابتر ہائی ہوئے ان صورتوں میں درود سے کم حوض بھی نہیں ہوگا۔

لما قال بعد صلاة عبد الله بن محمود، وهو دود ومام، لما اكمل اذا وقت فيه نجاسة لا يجوز فيه الموضوء الا ان يكون عشرة اذرع في عشرة۔

والا اختيار تعطيل المختار جملة حكم الماء الداكن وقعدن فيه نجاسة بله
سوال :- طول و عرض و انداز بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے
قول حوض کا حکم :- کہ حوض کا مستطیل یا مربع ہونا ضروری ہے، لیکن اس وقت میں
قول ہوتا ہے تو کیا چالیس گز کوئی والے حوض کو حوضی کہہ کر کہا جاسکتا ہے ؟

الجواب :- حوض کا مستطیل یا مربع ہونا ضروری نہیں، غبارت کا دار و طہر پانی
کی نثر پر ہے لہذا قول حوضی ہونے کے باوجود جب وہ درود غبارت رقبہ پنا ہو تو یہ
موجودی کے حکم میں ہوگا۔

قول ابن عابدین (توبہ فی نزع) اشارت ان مائة من اعتبار لعشر في العشر من
يعصون وجهه مائة ذراع سواء كان مربعاً أو هو ما يكون في جانب من جوانبه
عشرة وحول الماء ريعون ووجهه مائة وكان مدوراً أو مستديراً۔

رد المحتار علی امور اعتبار باب المياة ج ۱ ص ۴۲

متفاوت کناروں والے حوض کا حکم :- سوال :- اگر حوض کی لمبائی اور چوڑائی متفاوت
ہو پھر بھی اوسط رقبہ درود سے زیادہ ہو تو

لما ذكر العلامة براهم الجلي والماء الزاكن الا ان عندنا ان الماء القليل ما
لزمه عشرين يتنجس بوقوع النجاسة فيه وان تعريفه فيه
ترها من بون وغوب۔ رکبہ ہی مت، فصل فی احکام الجہان (میں نے) و مثله
فی خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۸۸ احکام الجہان۔

لما قال ابن نجيم جار كان لحوض مدور اخفى الظهيرة يعتبر ستة وثلاثون
وهو الصميم وهو مبرهن عند الخا۔ فی خلاصة وصورة الحوض الكبير المقدم
بعشر في عشرة ان يكون من كل جانب من جوانب الحوض عشرة وحون فلا يهون
درعاً۔ (البحر الرائق، کتاب طهارة ج ۱ ص ۱۸۸)

سوال :- اگر طراحت جس کی مقدّمہ شرائی زیادہ پانی تغیر اوصاف کے بغیر پاک ہے عشر سے زیادہ ہو، مگر پرابون و براہ واقع ہونے سے اس کے پانی پر کیا اثر پڑتا ہے ؟

الجواب :- واضح ہو کہ پانی خواہ بتبعاً جاری ہو یا ٹکنا، اس میں نجاست واقع ہونے کی صورت میں تغیر اوصاف کے بغیر پانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن یہی دانش ہو کہ وہ درودہ کر کوئی مایہ جاری کے حکم میں ہونا اخلاص کے نہ سبب میں ایک روایت ہے جو امام ابوحنیفہ سے منقول نہیں لیکن نہ مانہ حال میں بھل کی بنا پر فقہاء کرام وہ درودہ پر کوئی حیتے ہیں۔
قالی تلمذہ من عبد الرشید الخاسرۃ اذا وقعت فی موضع ان کان کبیراً اذھو بمسألة البحر لا یتنجس الا ان یتغیر طعمہ او لونہ او یجعلہ ... قال و بعد اسطی
الموضع اکبر من مقد ربع عشرة اذرع فی حشرة اذرع و علیہ الفستوی۔

خلاصہ النشاء فی کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۱۳۸

سوال :- بڑی بڑی نہریں آبادیوں کے قریب سے گزرتی ہیں تو گوئے عمرنا اس میں نجاست اور گندگی بھی گئے رہتے ہیں یہاں تک کہ گاؤں سے بیت الخلاء کا پانی بھی انہی نہروں میں شامل ہوتا ہے، بسا اوقات نجاست کے دھیر تک پانی میں نظر آتے ہیں تو ایسی نہروں کے پانی سے وضو اور غسل کرنے کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- نہروں کا پانی جاری ہے اور جاری پانی میں جب تک اوصاف تغیر نہ ہوں یعنی رنگ و آفتادہ و بو میں فرق نہ آیا ہو تو نجاست کے وقوع سے پانی پاک نہیں ہوتا، ایسی بڑی نہروں میں عموماً نجاست مغلوب ہو جاتی ہے اور پانی میں اس کا کوئی خاص اثر ظاہر نہیں ہوتا اس لیے نہروں کا پانی پاک ہے اس سے وضو و غسل جائز ہے۔

قال الغصنفی و یجوز یجار وقعت فیہ بہ ستہ و الجاری ہو مایہ جاری معروف۔

لہ و استدیر عشر فی عشر ہو المفق بہ و ذکر ایہ و احوال الطحاوی فی تحت قولہ ہو المفق بہ و هو قول عامة مشائخ حائیتہ و هو قول اکثر وہ بالغہ نوازل و علیہ انفسوا۔

الطحاوی مایہ موائ الفلاح مایہ بحث اقسام الیاء و فیئہ فی الحندیۃ الی اثبات و الیاء مایہ

مسجد کی مٹی پر تہنیم کا حکم | سوال :- تہنیم کی ضرورت پڑنے پر مسجد کے دیواروں پر تہنیم کرنے کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- مسجد کی دیوار یا فرش پر تہنیم کرنا مکروہ ہے کیونکہ تہنیم کی صورت میں مٹی کی حدیث کے لیے سبیل ہے۔ جو مٹی یا پتھر مسجد میں تعجب اور قائم ہو وہ واجب التعمیم ہونے کی وجہ سے اس کی طرف زیادہ توجہ کی نسبت ہے اور ان کے متراویف ہے۔ البتہ اگر دیوار یا فرش کی مٹی کسی نہ جمع کر کے مسجد کے ایک کونے میں رکھی ہو تو پھر اس پر تہنیم جائز ہے کیونکہ مٹی کو انہی کونے کی وجہ سے رکھا مسجد سے خارج ہوئے کے معنی میں ہے اور مسجد کی مٹی سب مسجد سے باہر نکالی جائے تو اس کا تقدس اور حرمت باقی نہیں رہتی۔

قال تاجہ: فانما ویکرع مع الرجل من میں والردغة بالسلطان المسجد وایانہ وان مع یکرع فی المسجد، کان ذلک المذنب یحیی فی ناحیة غیرہ سلطاناً یس بہ وان کان مسلطاً فیرشاً یکرع لانه بمنزلة امر من المسجد۔ وذا وی فی ضیقات علی حاکم من اشدیة۔ فصل فی المسجد ج ۱ ص ۷۷

تہنیم میں تحلیل کیسے کا حکم | سوال :- دشواری وقت و آرمی کا غلغلہ تو جوتا رہتا ہے لیکن تہنیم کے وقت و آرمی کے غلغلہ کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- تہنیم میں آرمی کا غلغلہ سنوں ہے تاہم اس کے لیے مستقل ضرورت کی ضرورت نہیں ہے۔

ان اعلامہ ابن عابدین وفی سبقة وعین لیتہ واما بعدہ ویعزلک انما تم ونقصہ کالو نور وانفسہ۔ احقران یکن فی انما لیتہ ان تعلیل الاصلح کالبد منه لیتہ الاستیعاب وقولہ فی البصر کذا انزع عنہم وتحرکہ اح فبقی تعلیل العیبتہ من السنن۔ زمرۃ تحت رعلی الزمر الخ ۲۔ باب التہنیم ج ۱ ص ۲۳۷

لشغال اعلامہ اشرف علی تھانوی ۲ ص ۲۲۲ غایت نہیں بل تحریکیں دیکھا ہے کہ محروم ہے ؟ (مداد الفتاوی ج ۱ ص ۲۳۷ فصل فی التہنیم)

ومثله فی اعدادان حکام ج ۱ ص ۲۳۷۔ آداب المساجد۔

سوال :- پالہ کی سرحدوں میں اگر جائزہ نہ ہو تو بونہ خطروں سے ہوتا

تہا زجنازہ کے لیے تیمم تیمم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- ہر وہ نماز جس کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی کوئی صورت تصادف میں ہو اور اس کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو اس میں تیمم کی وجہ سے اس کی ادائیگی کے لیے تیمم نہ کرنا ضرر ہے۔ لہذا اگر جائزہ فوت ہونے کے خطرہ کی صورت میں تیمم کرنا جائز ہے تاہم کوئی قیمت اس حکم سے مشتق ہے۔ اور اس کے لیے دشوگرنا ضروری ہے۔

قال: لم یصحکون وجاز لغتوف قوت صلوة جنہ فی کل ایکید انھا ولو جندہ و قوت عیدہ یقرایع امام و زون شعیب۔

قال: و ت عایدین بقونہ و در لغتوف قوت صلوة جنافق ی لو کون امہ قریب
بقولہ کل تکید انھا فان بہ من یوجون یو دات بعض لا تیمم لانه یکلین دام
لباقی وحده بحر من البیدایع و تقییدہ۔ و رد المحتار علی البیضاوی بالیتمہ بخلاف
تلاوت قرآن کے لیے تیمم جائز ہے | **سوال :-** کیا تلاوت قرآن مجید کے لیے بلا تیمم

جائز ہے؟

الجواب :- تلاوت کے لیے طہارت شرط نہیں ہر وہ عبادت جس کے لیے طہارت شرط نہ ہو تو اس کی ادائیگی بلا تیمم جائز ہے تاہم اس کے لیے تیمم کرنا مستحب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صرف سلام کے جواب کے لیے تیمم فرمایا تھا۔

قال: محمد عبد الحی و تیمم لکن نہ و کل خیر و نو سلام قال بن عمر من
یعین من امہا یروون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یروون فسلم علیہ و سلم
برو علیہ حتی کا و رجب میں یثوری عنہ تیمم لرو السلام و قال ہم یہدعی ان ارد
علیک السلام لانی نمارکن علی ظہر ذی ہذا الحدیث دلالة علی کراہۃ السلام
و عدم استحباب السلام و مروی فی ہذا المقام و علی انہ یستحب ان یحکون

یہ قال فی تہذیبہ لویجور تیمم اذا مضی قہ جنازۃ لوی شریہ فی اذان استغفر بظہر
ان تہذیب الصلوۃ و کالجوز طوطی و ہذا المعجم علی ہذا ہذیہ۔ (یہ تہذیب النص ثانی
لہ استخرتہ ج ۱ ص ۱۰) و مثلاً فی مختصر النعمان وری مثلاً باب التیمم۔

کرت تو پھر دوبارہ تنہم ضروری ہوگا۔

قال ابن ابي عمير الخليلي: وان كان الماء في حق المعة كالماء في حق المعة كان عدم لغايتها لها۔
(کبیری، باب التیتیم ص ۸۷) ۱۷

باب المسح على الخفين

(موزوں پر مسح کے مسائل)

مخفون تک موزوں پر مسح کرنے کا حکم | سوال :- اگر روزہ مضبوط قسم کے پٹے اور طرح

موزوں پر مسح جائز ہے ؟

الجواب :- موزوں پر مسح کے تراز کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان میں ٹخنے پہنچے ہوں بلکہ اگر پٹوں کا کچھ حصہ بھی چھپ جائے تو بھی مسح کرنے پر کوئی اثر نہیں پڑتا گا۔

قال في الهندية: متهاون يكون الخف معا يمكن قطع السفر به وتنايل الشيء عليه ويسترا كعبين واسترها فوقهما ليس بشروط، هكذا في المحيط حتى لو ليس متخفاً لما ساق به يجوز المسح ان كان الكعب مستوراً۔

(الفتاویٰ الهندیۃ، ابواب الخافس فی المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۷) ۱۸

جرالوں کے بھرتے ہوئے موزوں پر مسح کا حکم | سوال :- اگر ایک ٹخنہ پہلے ٹوٹی جڑبڑب

پہن کر اس کے دوسرے پہن سے تو کیا ایسی

۱۷ قال في الهندية: وكان مع الخف ما يكفي للوضوء ثم ولا يجب التوضوء به الا اذا كان مع الخفانه حدث يوجب الوضوء۔ (الهندية الفصل الثالث في التفرقات ج ۱ ص ۲۷)
۱۸ قال المحقق: شرط مسحه ثلاثة امور الاول كونه ساتراً محل فرض غسل القدم مع الكعب۔ (الدر المختار حلی، ص ۲۷۲ راجع المختار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۷)

صورت میں ان موزوں پر مس کرنا جائز ہے ؟

الجواب :- صورت مسئلہ میں مس حقیقتاً موزوں پر ہی رہا ہے ، موزوں کے نیچے جراب پہننا کوئی مانع مس علی نہیں لہذا جرابوں کے چوتھے ہوتے جیسے موزوں پر مس کرنا ، مقبول ہے ۔

قال ابن عابدین عجلوہ اوجز موقیہ ولو فوق خفیۃ او مضافۃ دسور کانت ملقونۃ علی الرجل تحت الخف او کان غبطۃ ملبوسۃ تحتہ کما انما فی شرح الحنفیۃ - (رد المحتار علی الدر المختار - باب المسح علی الخفین) ۲۶۹: ۲۷۰ ہ

سوال :- جرابوں پر مس کرنے کے سبب سے شرعیات کا کیا حکم ہے ؟ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بیلوں کی تہ پہلی جرابوں پر مس کرتے ہیں ، از روئے شرع ایسی صورت میں وضو ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- عادیث متواترہ سے موزوں پر مس کرنا ثابت ہے ، موزہ ملو یا چمڑے کے بنے ہوتے ہیں اس لیے مطلق جراب پر مس جائز نہیں ، البتہ عمارت جرابوں پر مس کرنے کیلئے چار شرائط ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) ایسی گاڑھی اور موٹی ٹہول جن میں تکی میں زیادہ ہزار قدم ، بغیر جوتے کے چپاؤ نہیں ہو۔

(۲) پینچنے کے بعد پتلیوں پر خود چپک سکیں اور نیچے نہ گریں ۔

(۳) پانی نیچے سے جذب نہ کریں ۔

(۴) جرابوں میں دیکھنے سے اندیاؤں کا کوئی معتد نظر نہ آئے ۔

چونکہ موجودہ ٹائیلوں کی جرابوں میں یہ شرائط نہیں پائی جاتیں اس لیے ان پر مس کرنا جائز نہیں ، ایسی صورت میں وضو ناقص رہے گا ۔

قال المحقق (۱) اوجز وہ وہ ولو فوق الخف او شعور الخفین بیعت عیسیٰ فریخاً

نہ قال ابرہیم الحلبي يعليه مذه جواز المسح علی خفیۃ لیس ، فوق خفیۃ غلط ہے ، کو باس اوجز او جرحہا صمداً لا یعجز علیہ المسح کان الخف موقاً اذا کان ملکاً من الرجل وجعل الخف مع جواز المسح علیہ فی حکم بعدم تعدد یكون ، الخف یکا من الرجل ویجوز ملکا یعجز علیہ فی حکم بعدم الخف ، فی اللغۃ ، ذکر کری ، خصل فی (۱) مس علی الخفین ص ۱۲۸ ، ومثلہ فی البحر الرائق باب المسح علی الخفین ص ۱۸۱

وثبت علی المساق بنفسه ولا یزنی ما تحته ولا یشت إلا ان یغتنز الی الخف وند
 الغرض والذی المختار علی صاحب رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۸۱
 لوٹ پر مسح کرنے کا حکم **سوال**۔ اگر ایسے بوٹ پہنے ہوئے ہوں جن میں تختے چھپ جائیں اور
 منہوئی بھی اس درجہ کی ہو کہ ان میں چھٹن نہ ہو تو کیا ان پر مسح کرنا
 جائز ہے۔ واضح ہے کہ ان میں پیدل پہننا بھی نہیں چل سے ناگزیر ہو سکتا ہو؟
الجواب۔ ایسے بوٹوں میں جو نہ مسح کی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں نہ ان پر مسح
 کرنا جائز ہے۔

قال المحقق: بشرط صحة ثلاثة امور: الأول كونه ساتراً لقدم مع اكتمال
 او يكون نقصانه اقل من الخرق المانع فيجوز على المزيل لو مشدوداً. والثاني
 كونه مشقوقاً بالرجل، يمنع سريّة الحدث. الثالث كونه مسابكاً يمكن متابعته
 المشي المعتاد فيه فرسحاً فأكثرت قال: بن عابد بن قولہ لومشدوداً لان
 شد قد يمتددة الخياطة وهو مستعمل بنفسه بعد الشد كالحف الخيط بصله
 ببعض قاعهم. وفي البحر من المعراج ويجوز على الجاروق المشقوق على ظهرو
 القدم وله اثر ارشدها عليه لانه كغيره لمشقوق... الخ
 رد المحتار علی الدر المختار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۸۱

سوال۔ سردی کے موسم میں براؤن
 انگلیوں میں درم پیدا ہونے سے پاؤں پر مسح پاؤں میں سوچن پیدا ہو کر انگلیاں متورم
 ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے پاؤں کے استعمال سے تکلیف ہوتی ہے کیا ایسے پاؤں پر مسح

الحق قال ابن حجر قولہ بالجور والجلد والتمل والخبث ان يجوز المسح علی الجور اذا كان جليلاً او متدلاً
 او خفياً (وبعد اسطر) والخبث ان یقوم علی المساق من غیر شد ولا یفسد ولا یشت وفي تبیین دارمی
 حاشیہ (الجاروق یا المسح علی الخفین ج ۱) ومثله فی خلاصة الفتاوی باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۸۱
 ثم قال ابن حجر: ويجوز على الجاروق المشقوق على ظهر القدم وله اثر ارشدها عليه لانه كغيره
 المشقوق وان ظهر من ظهر القدم شيء فهو كغيره الخف. والجاروق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۸۱
 ومثله فی خلاصة الفتاوی باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۸۱

کرنا جائز ہے ؟

الجواب :- صورت دیگر میں اگر ٹھنڈے پانی کے استعمال سے تکلیف ہو تو بے ذکر گرم پانی استعمال کرے اور اگر گرم پانی دستیاب نہ ہو یا گرم پانی استعمال بھی باعث تکلیف ہو تو پھر اس پر مسح کافی ہے گا تاہم اگر جبر ہو کہ کچھ مسح کرنے سے تکلیف نہ ہو تو پھر پر مسح کرے گا اور اگر جبر نہ ہو تو مسح کرنے سے تکلیف ہوتی ہو یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو جبر و کسے مسح پر انکار ہو سکتا ہے۔
قال ابن نجيم: وفي مسح الجامع انصخير لقاضحان والمسح على الجباث على وجوه ان كان لا يضرك غسل ما تحتها يلزمه الغسل وان كان يضرك الغسل بالماء البارد ولا يضرك الغسل بالماء الحار يلزمه الغسل بالماء الحار وان كان لا يضرك الغسل ولا يضرك المسح يمسح ما تحت الجبيرة ولا يمسح فوقها. (البحر الرائق باب المسح على الخوض ^{٢٥} ج ١) لہ

باب الحيض

(حيض کے مسائل و احکام)

سوال :- دورانِ حیض و نفاس میں عورت قرآن کریم کی تلاوت حالتِ حیض میں صحیح پڑھنے کا حکم | تو نہیں کر سکتی، لیکن کیا تسبیحات اور قرآنی دعائیں پڑھ سکتی ہے ؟

الجواب :- حالتِ حیض و نفاس میں عورت کے لیے تسبیحات یا دعائیں پڑھنا جائز ہے، ایضاً قرآنِ ارحم برزیت تلاوت پڑھنا حرام ہے جبکہ کھانا نیت سے جائز ہے۔

قال المحقق: ولا يكره النظر اليه اى النفران للجنب وحائض ونفساء لان الغاية لا تعلق انعين كما لا تعلق الدعابة اى تعريفاً والا فالوضوء مطلق الذكركم مندوب

لہ قال ابو اھم الحلبي: والمسح على الجبيرة على وجوه ان كان لا يضرك غسل ما تحتها يلزمه الغسل بالاجماع وان كان يضرك الغسل ما تحتها بالاء البارد ولا يضرك بالاء الحار يلزمه الغسل بالاء الحار وان كان لا يضرك الغسل ولا يضرك المسح يمسح ما تحت الجبيرة ولا يمسح ما فوق الجبيرة۔
مغیری: باب المسح ص ۶۵ و مثله فی الہندیۃ باب المسح ج ۱ ص ۲۵۔

و نہ کہ خلاف اکاؤنی ہو، مگر جمع کراہتہ التثنیۃ (الذہبی الخٹا علی صدرہ و ذیلہ) اور
مطلب یطلق الذہبی عنہ ما یضمیل الشیء ج (ملک) ۱۷۱

حالت حیض میں جماع کرنے کا حکم | سوال :- آیام حیض میں بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا
یہ حکم ہے؟ جماع کے علاوہ بس و تنصیل جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- مائضہ خورت کے ساتھ نہیں قرآن جماع حرام اور ناسائز ہے اور بیات
میں جماع سے احتراز اور اجتناب لازمی ہے۔

قوله تعالى: وَبَيْنَ يَدَيْكَ عَيْنُ الرَّبِّ قُلْ هُوَ أَزْكَىٰ قَاعَتُهُمْ نَوَاسِئًا فِي الْوُجُوهِ
وَلَا تَقْرَبُوا مَنِّ مَنِّ يَطْفُرُونَ۔

ابن جماع کے علاوہ بس و تنصیل یا بوقت ضرورت یا فوق الارزادہ استفاہ و مار اور وقص ہے۔
قال المحقق: و تحریبان ما تحت ازار یعنی مابین سرو و رکبتہ و لوینا شہود
و حمل ماعداء۔

وقال ابن عابدین: تحت قولہ یعنی مابین سرو و رکبتہ فی حیض الاستمتاع
بالسرو و ما فی تحتها و الركبتہ و تحتها و لوینا حائل و کن ایسا بیچہا یا بیف مثل
بغیر او طوی۔ (مرد مختار علی الذہبی المختار باب الحيض ج ۲۹۲) ۱۷۲

ناقص الخلق نہ بننے کی ولادت پر نفاس کا حکم | سوال :- اگر کسی عورت کا بچہ نہ بنے تو نفاس
ناقص الخلق نہ بننے کی ولادت پر نفاس کا حکم | سوال :- اگر کسی عورت کا بچہ نہ بنے تو نفاس
بالکل نہ ہوں بلکہ گوشت کا ایک ٹوٹرا ہو تو اس ناقص الخلق نہ بننے کے خروج کے بعد عورت
سے جو خون نکلتا ہے اس پر نفاس کا حکم جاری ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الحمد لله الذي لا يترك قوائم الشقوق في ظهرا لرواية كذا في الشبهين وعليه الفتوى كذا في التعيين
والتعجيبية و يجوز للجنب والحيض ان يذوقوا وجوب الاذان وتعدوا له كذا في السراجية۔
والله يدق۔ الفصل الرابع في حكم الحيض والنفاس ج ۱۷۳

لے کان الامامة ليكرن على الحد و حرمة الجاع ولله ان يقبلها و يضاجعها و يبتلع من جميعه
بدنها ما خلا ما بين السرة و الركبتة۔ (الجوهرة النيرة ج ۱۷۳ باب النفاس)
و مثله في الفتاوى الهندية ج ۱۷۴ الفصل الرابع في حكم الحيض۔

الجواب: ہر ارجح کوشت کا ایک ٹکڑا ہوا اپنی اعضاء یا اہل نہت ہوں اور وکری و بے
خالق ہر جانے قرص کے بعد نکلنے والا خون حیض کے حکم میں شمار ہوگا بشرطیکہ مدت حیض تک
خون جاری رہا ہو اس سے زائد وقت میں خون استحاض میں سے شمار ہوتا ہے اگر علقہ ہے ہوں تو
اس لہو یا لیش کے بعد نکلنے والے خون کا حکم نفاس کا ہوگا۔

قال فی الہندیۃ: والسقطان ظہر بعض خلقه من اصبع ذؤظفر، وشعر ولد
لتصیرہ نساء، حکن فی، شیین وان لم یلق وشئ من خلقه ذؤ نفاس، لہ نازہ۔
امکن جعل لمرئی حیضاً یجعل حیضاً والا فہو استحاضۃ۔ الہندیۃ الفصل: انشائی
فی النفاس ج ۱ ص ۳۷۱

ایضاً حیض میں استعمال ہونے والے کپڑوں کا حکم **اسوال:**۔ بعض خواتین ایسا مہیض میں
استعمال شدہ کمرسٹ (کپڑا) باہر لگی کوپوں
میں پھینک دیتی ہیں جس سے انسان ذہن میں عجیب و غریب قسم کے گھبراہٹ پیدا ہو جاتا ہے
سوال یہ ہے کہ ایسے کپڑے کے بارے میں شریعت اسلامی کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ غیرت اور حیا کا یہ تقاضا ہے کہ بیا آئین میں استعمال ہونے والا کمرسٹ
کپڑا دوبارہ استعمال نہ ہو سکتا ہو تو اسے جلا دیا جائے، ایسے کپڑے کو لگی کوپوں میں سمیٹ
مناسب نہیں۔

قال العلامة المحقق: کل عضو لا یجوز النظر الیہ قبل الا فصال لا یجوز بعدہ
کثیر مرعاتہ و شہرہا سہا و عظم ذراع بترۃ مینتہ و ساقہا و ظلامۃ زفرہا جلہا
دون بدھا وان نظرت الی مذلة الاجمۃ بشہوة مرام۔ رد المحتار ج ۲ ص ۳۷۱

لے قال المحقق: وسقط ظہر بعض خلقه کید: ارجل ادا اصبع او ظفر او شعر ولد حکماً
فتصیر امرأۃ وہ نساء والا مئة م ولد ذؤ لمریظہ شئ فلیس لیشی والمرئی
حیض ان ذؤ ثلاثاً و تقدر مہ غیر تام والا استحاضۃ۔

المریظۃ علی صدر مریضۃ الملتزم مطلق حوالہ اسقطہ ۱۸۷ و قتلہ ذؤ لمریظہ: الفحش ج ۱ ص ۲۱۸
کے وفق تبدلات وی: نذر و عرتہ کے بعد: دوبارہ استعمال نہ ہو سکیں تو جلا دیا جائے۔

(حاشیہ الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۷۱ باب المہیض)

حیض کی ابتدا رکب اور کیسے ہوتی؟ **سوال ۱۔** حضرت مفتی صاحب! ایک سٹڈنٹ درپیش ہے کہ ساری ہے، ازہرہ کرم اس مسئلہ کے چند پہلوؤں پر تفصیلاً روشنی ڈالیں۔

الجواب: حیض ایک مرض ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنات آدم کو مبتلا کیا ہوا ہے حضرت خواتین کرامہؑ یا کسی اور شخصے کو جو ان کے لیے مندرجہ بھی لکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خواتین کو ایسی رحمت سے اس مرض میں مبتلا فرمایا اور آج تک ان کی بولاد میں یہ بیماری چلی آ رہی ہے۔

لما قال المصنف: وسبب ابتداء ابتلاء الله لحوا ما خلق الله في النشأ ای وبقی فی بناتها الخ یوم النبیات و ما قبل انہ اقرب ما ارسل الخ حیض علی بنی اسرائیل فقد رده الخ لاری بقوله وحديث النبي صلى الله عليه وسلم اكبر وهو ما رواه عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحيض هذا شئ كتبته الله على بنات آدم قال النووي ای انه عام فی جميع بنات آدم ورواه مختار ج ۱ ص ۱۸۷ باب الحيض ۱۔

سوال ۲۔ ایام حیض میں عورت کو مختلف رنگ کا پانے آتا ہے، کیا یہ سب رنگ حیض ہے یا صرف سرخ رنگ والا خون؟

الجواب: ہاں، حیض میں ہر قسم کا رنگ حیض شمار ہوگا علاوہ سفیدی کے، کیونکہ حیض نہیں بلکہ طہر کی علامت ہے۔ ایم انہیں بہت فائدہ دینا کہ خدمت میں سماں خواتین پہننے کو صرف (وہ پیرا جو خون کو روکنے کے لیے طریق استعمال کرتی ہیں) بھی کرتی ہیں، آپ فرمائی تھیں کہ لکھو انتظار کرو حتیٰ کہ سفیدی آجائے۔

لما قال المصنف ای: وما تراه امرأة من الحمرة والعصرة والكدرة حیض حتی تری البياض صافاً۔ (مجلد ۱ ص ۱۸۷ باب الحيض) کہ

لما قال الشيخ السيد احمد انقطاعی: قول وسبب ابتداء ای السبب فی حصوله بولاً وقوله ابتداء الله لحوا الخ علی بنی قاله انه اقرب ما ارسل علی بنی اسرائیل فان الحديث دل علی عمومہ للجميع بنات آدم والحديث اقوی وهو ما روی عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحيض هذا شئ كتبته الله علی بنات آدم۔ (مجلد ۱ ص ۱۸۷ باب الحيض) ۲۔

۲۔ قال المصنف: وما تراه من لون كدرة وتربة في مدته ابتداء سوئی بياض خالص۔

(النور الخ رعی ص ۱۷۲ اختصار ج ۱ ص ۱۸۷ باب الحيض)

حائضہ عورتیں اوقات نماز میں ذکر و اذکار کو معمول بنائیں | سوال :- حالت حیض میں عورت کو نماز پر عذر قرار نہیں کیا جاتا ہے اور اس کے لیے اوقات نماز میں نفل پر چھوڑ کر تسبیح و تہلیل، ذکر و اذکار کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب :- حائضہ عورت کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے اپنے نفل پر آکر بیٹھ جائے اور اتنی دیر تک تسبیح و تہلیل، ذکر و اذکار میں مشغول رہے جتنے وقت میں یہ عورت نماز پڑھتی تھی مگر معمول میں کوئی فرق نہ آئے۔

قال ابن عابدین: ويستحب لها ان تتوضأ لوقت كل صلوة وتغتسل على مصلحتها وتسبح وتطيل وتكبر بقدم اداؤها في كل غسلي عادتها في دواية يكسب لها الحسن صلوة كانت فصلی۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۰ باب الحيض)۔

سوال :- بعض لوگ شرعی احکام کے ناواقف ہوتے ہیں، حیض کی حالت میں جماع کرنا اُن کو حیض و نفاس کے مسائل معلوم نہیں ہوتے، اس لیے وہ دورانِ حیض اپنی بیوی سے جیسا کہ چاہتے ہیں، کیا از روئے شرع ان کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناہائز ہے تو شریعت میں اس کی کیا سزا ہے؟

الجواب :- حیض کے دوران بیوی سے جماع کرنا بھی قرآنی اور امام ربیع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتات کی روشنی میں حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے، اس دوران ایسی بیوی سے جیسا کہ نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ اگر کوئی شخص غلط یا عدم علم کی وجہ سے ایام میں جیسا کہ کہہ سکتا ہے، اور اگر آخری ایام میں ہو تو نفست دینا و مردہ کرنا افضل ہے اور توبہ و استغفار واجب ہے۔

ما قال العلامة حسن بن عمار: ويعزل بالحيض والنفس الجماع والاستمتاع بها

لہ قال العلامة عالم بن العلامة الانصاری: وباستحب للمرأة الخائض اذا دخل عليها وقت الصلوة ان توضأ وتطيل عند سجود بيتها، وفي السجدة مقدار ما يمكن، واد الصلوة وجماعت طاهرة وتسبح وتطيل، كيلا تدخل عنها عادة العبادة۔

(اختلافات تاريخية ج ۲ ص ۲۹۰ باب الحيض) نوع فی الاحکام (فقہ تعلق بالحيض)

تبعاً فی الامتناع ج ۲ ص ۲۹۰ الباب السادس فی الذم المخصصة بالنساء الفصل الرابع فی الحيض

تحت السرة الى تحت الركبة لقوله تعالى: وَلَا تَقْرُؤُوا حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنْ... وقوله صلى الله عليه وسلم: "لَيْسَ مَا خِلْفَ الْأُذُنِ" فان وطلوها غير مستحله يعجب ان يصدق بدنيا ونصف ويتوجب كلاهما جزءا في السرة وغيره بجزء مستحله -

(مرآة الفلاح على مسدد الطحاوی ص ۶۶ باب الحيض م ۱۵)

حالت حیض میں تعلیم قرآن کا حکم | سوال :- اہل کتاب کے لئے کیا حکم ہے؟
اس کا جواب ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ تعلیم ناگزیر ہے!

الجواب :- شریعت مقدسہ میں مانع کو قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز نہیں لیکن جہاں تلاوت ناگزیر ہو تو وہاں مفتی یہ قول کے اعتبار سے بہ نیت تعلیم بھی سے پڑھنا جائز ہے، اگرچہ امام طحاوی کی تحقیق کے مطابق نصف اُرت بھی پڑھ سکتی ہے۔

قال ابن عابدین: (قوله وقرأ القرآن) ای ونودعه ایة من السریات لا المفردات لان صیغته للمخاطبة المعلّمة تعلّمه كلمة كلمة كما قدمناه انتهى (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۳) م ۱۵
سوال :- حالت حیض میں نکاح کرنے کا نفع عورت کیلئے دینی کتابوں کا مطالعہ جائز ہے؟

الجواب :- حالت حیض میں قرآن کریم کے علاوہ دیگر دینی کتابوں کا مطالعہ شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

۱۔ وفي الهندية: فان جامعها هو عالم بالقرآن فليس عليه الا التوبة والاستغفار ويستحب ان يتصدق بدینار ونصف دينار (الهندية ج ۳، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس الخ) وقيل في الدر المختار ومن عددوا المختار ج ۳ (۲۹۵) باب الحيض (

۲۔ قال الشيخ السيد أحمد الطحاوی: قوله وثم إن القرآن ای ینبع الحيض ويمنعه المنابة قوله قرآن وشمى إطلاقه الآية وما دونها وهو قول النجاشی ومحمد صاحب الهداية في التبيين وتأنيضان في شرح الجامع الصغير والذوالمزی في فتاواه وشمى مله العنت في الاستغفار وقوام في الكافي وذهب صاحب البدائع الى هامة البشاش -

وطحاوی حاشیہ الدر المختار ج ۱ ص ۱۵۰ باب الحيض م ۱۵

ومثله في التا تاريخية ج ۱ ص ۲۲۳ باب الحيض نوع في الاحكام التي تتعلق بالحيض م

مطلوبہ کیے ہیں بغیر خلاف کے اٹھانا اور اس کی ورنہ گمراہی کرنا کراہت سے ناجائز نہیں۔

لما قال ابن قیم: قالوا يكره من كتب التفسير والفقه والمنى لأنها لا تخلو عن آيات القرآن، وهذا التعليل يمنع شرح النحوي أيضاً. (فتح القدير ج ۱ ص ۵۵۰، راجع البحر)

حالت حیض میں آیت اکرسی پڑھنا | سوال: میں بات کو اکثر خواب میں پڑھتا ہوں ایک صاحب نے مجھے آیت اکرسی پڑھنے کو کہا ہے کیا مانگتے ہیں

میں مجھے آیت اکرسی پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔۔۔ دینے کو شرعاً جائز اور جنب کو تو قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز نہیں لیکن اگر کوئی آیات قرآنی ذکر کی نیت سے پڑھے تو بلا کراہت جائز ہے البتہ تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے۔

لما قال ابن حبان: (وقد أجاز القرآن بقصد) أي فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء

أو شيئاً من الآيات التي فيها معنى الذم أو لم ترد النعارة لأبأس، بل الخ

(رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۲ باب الحيض) ط

سوال:۔۔۔ رائدہ عورت الاہم مخصوص میں کھانا جائزہ عورت کے ہاتھ کے کچے جوئے کھانے کا حکم اور غیر پکا دیا ہے اور بچے کو دودھ بھی پلا دیا ہے؟

توس کے ہاتھ کا کچا بڑا کھانا کیا ہے؟ نیز حالت حیض میں بچے کو دودھ پلا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔۔۔ اسلام دین فطرت ہے اس میں نہ تو یہودیوں کی طرح اس حالت میں بزرگی کو ایک گندھی سمجھ کر بھجوا دیا جائے نہ نصاریٰ کی طرح پاک اور سابقہ حالت کے مطابق جانک

استعمال کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ جہاں جہاں پر سرزمین جو وہاں منع فرمایا اور جہاں سے ناپیدی ہو

لما قال ابن قیم: قالوا يكره من كتب التفسير والفقه والمنى لأنها لا تخلو عن آيات القرآن، وهذا

التعليل يمنع من شرح النحوي أيضاً. (راجع البحر ج ۱ ص ۵۵۰ باب الحيض)

وقد أجاز ابن حجر أيضاً: (وقوله يعقود) أي إذا قرأ على قصد التلاوة أو التلاوة أو التلاوة

في الصلوة أو في غيرها لا يمنع من قصد التلاوة أو التلاوة أو التلاوة أو التلاوة أو التلاوة

لا، البتة. (وقوله الفاتحة على سبعين أو عار) أي شيئاً من الآيات التي فيها معنى الدعاء والمعوذ

النعارة فلا بأس به. (ومحط الوی حاشیہ الدر المختار ج ۱ ص ۵۵۰ باب الحيض)

وہاں کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے عائضہ کے ہاتھ کی پکی ہوئی اشیر کے کھانے یا بچے کو دودھ پلانے سے کوئی اور بچہ نہیں، اس لیے عائضہ کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا یا اس کو اسی حالت میں بچے کو دودھ پلانا جائز ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ وضو کرنے کے بعد یہ کام کاچ کرے۔

لما قال: الشيخ السيد احمد طحطاوی: واما ان یقبلہا ویضاً جمعہ لا یکرہ طحطاوی
ولا استواء مامست. من عجین اوما او غیرہا. (طحطاوی حاشیہ حواقی الفلاح ص ۱۱۹ باب فی

آبریش سے ولادت کے بعد نکلنے والے خون کا حکم) **سوال** : آئجل براذقات نیچے کت ولادت آپریش کے ذریعے ہوتی ہے اس

کے بعد جو خون آئجل سے نکلا حکم ہے؟ آیا خون نفاس میں شامل ہے یا نہیں؟

الجواب : نفاس ہر اس خون کو کہا جاتا ہے جو بچے کی ولادت کے بعد رحم سے آئے پہلے بچہ مفاد و ریدہ قطری طریقی سے پیدا ہوا یا آپریش کے ذریعے سے۔ اب اگر نساء خون رحم سے ہو تو نفاس میں شمار ہوگا اور اگر آپریش کی جگہ سے خون آتا ہو تو وہ نفاس نہیں اس میں عورت پر رتہ نماز لازم ہوں گے۔

لما قال المحقق: و النفاس لغة ولادة المرأة و شرعاً دم و یخرج من رحم فلذلك
من سرفہ ان سال الدم من الرحم فنفاس و لا ذوات جرح و ان ثبت له احکام اولاد
عقب ولد او اثر و لو منقطعاً عضو عضو لا اقله۔

(البدن المختار عن مسند و رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۹ باب فی حیض) ۲۰

لما قال الشيخ السيد احمد طحطاوی: ولا یکرہ طحطاوی ولا استواء مامست من عجین اوما او غیرہا
ولذات ذوات بقصد نفسیہ کا ہوا ہے حب الخ (طحطاوی حاشیہ حواقی الفلاح ص ۱۱۹ باب فی حیض)
لما قال الشيخ السيد احمد طحطاوی: قوله فی ولدت من سرفہ: بان سحان بہا جرح انشقت
و تخرج الولد منها (قرہ نفث) لانه وجد خروج الدم من الرحم عقب الولادة (قوله
الذوات جرح) یعنی لا یقطعی حکم انتشار (قوله و ان ثبت له احکام اولاد) موت
اذ قتله اعدا و صیرہ غیر الامة پیدا ام بول و یعلق الاطلاق بولادتها و وقع لوجود
الشروط (طحطاوی حاشیہ البدن المختار ج ۱ ص ۱۵۳ باب فی حیض)

و فیہ فی الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۳ سادس فی البدن المختار بالنساء الفصل فی نفاس۔

زلات سے قبل آنے والے خون کا حکم | سوال :- کچھ کبھی کسی عورت کو ولادت سے پہلے
خون آتا شروع ہوتا ہے ۔۔۔ اس خون کا کیا حکم ہے ؟
اور اس دوران اس عورت کو نماز وغیرہ احکامات کا بچہ لانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- نفاس ہر اس خون کو کہا جاتا ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہو اور حیض
اس خون کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی سبب کے رحم سے آئے ۔ عورت رسول میں اس خون پر نفاس
کی تعریف سادقہ آئی ہے اس لیے کہ بچے کی ولادت سے قبل ہے اور نہ حیض کی اس لیے کہ
برحم کا منہ بچے کی وجہ سے بند ہے اس لیے یہ خون استغاثی کا خون ہے اس دوران ہر قسم کی
عبادت جائز ہے ۔

قال روحانہ الدین المرفیانی: والہذا الذی تراہ الحامل ابتداء او حال ولادتها
قبل الولد مستحراما (۱) حاشیہ کتاب الحیض (۲) ۱۰

سوالی :- عاتقہ عورت کے ساتھ جماع کرنا تو
حائضہ عورت سے اختراع جائز ہے | جنس قرآن حرام ہے لیکن کیا اس سے علقا افتراق جائز
ہے یا کچھ گناہ کش ہے ؟

الجواب :- اسلام نے عاتقہ سے صرف جماع کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس کے علاوہ
دیگر استمناء میں شرعاً کوئی قید نہیں ہے اس لیے فقہاء کرام نے کہا ہے کہ آدمی کے لیے عاتقہ سے
استمناء باغوی اسرۃ اور ماتحت الزکوۃ بلا حائل جائز ہے اور اس کے علاوہ سے مع حائل کے
جائز ہے ۔

لما قال ابن العابدین تحت قوله یعنی ما بین سرور و سکرۃ یعنی الاستمتاع بالسرور و فوقها
والزکوۃ و ماتحتہا و بلا حائل و کذا یبہا بینہما لیس لیس فی الزکوۃ و لا یحظر و ما (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

۱۰۔ وفي انہ دینہ و کما تراہ الحامل ابتداء او حال ولادتها قبل خروج الولد ۔۔
والمہندیۃ ج ۱ مشق ۱ باب الاساس فی الامار المخصوصۃ الخ الفصل الثالث فی الامار المخصوصۃ
توضیح فی لغتہ لاسلامی زادندہ ج ۱ مشق ۱ باب الاساس فی الامار المخصوصۃ الخ
توضیح فی لغتہ ولہ ان یقتلہا و یضاجعہا و یستمتع بجمع بدنها ما خلا بین السرۃ و الزکوۃ عند
فی حنیفۃ فی فیوسف (۱) مشق ۱ باب الاساس فی الفصل الرابع فی احکام الحیض و النفاس (۲)

سوال ۱۰۔ آنجنکشن سے آنجنکشن ملتے ہیں جن کے ٹانے سے
خواتین کو بعض آماجہ ہو جاتا ہے خصوصاً حج کے ایام میں خواتین
وہ آنجنکشن گونا گویا ہیں، اگر ایف کورٹ کو بعض کسے کی میعاد مقرر ہو کہ مراد اس کو تھیل آتا ہو اور اس
آنجنکشن کے ذریعے اس ماہ اسے خون نہ آئے تو کیا یہ عورت اپنی میعاد بعض میں جبکہ آنجنکشن کو دوسرے
خون بند ہے نماز روزہ وغیرہ عبادات کو کسکتی ہے نہیں؟

الجواب: بعض کا تعلق اس خون کو دیکھنے سے ہے جو بلا کسی سبب کے رحم سے آئے،
گویا کہ بعض نام سے خون آئے کہ، صورت سنو لی میں چونکہ خون بند ہے آنجنکشن بند ہے اس لیے
صرف ایام کو بعض نہیں کہنا چاہئے گا اور نہ اس پر بعض کے احکام جاری ہوں گے، بلکہ اس قسم کی
خاتون کو نماز روزہ، عواف وغیرہ سب کچھ پڑا اور ماننی ہے۔

قال العلامة مالم بن العلامة انصارى: يجب ان يعلم بان حكم الحيض والنفساء المستحاضة
لا يثبت الا بخروج الدم وضيقه، وهذا هو ظاهر مذهب اصحابنا وعليه عامة
المفتخر، والفتاوى اى ان تاريخية جماعته بعض نوع في ما اعلمى بثبت حكم الحيض عليه

سوال ۱۱۔ اگر کسی عورت کو ایک بعض نہ جانے کے
پندرہ دن ٹھہر گئے سے قبل خون آنے کا حکم
اس بارے میں بعد وہ پندرہ دن کے تو کیا یہ خون
بعض شمار ہوگا یا نہیں؟ نیز اقل مدت طہر کتنے دن ہیں؟

الجواب: فقہ حنفی کی تصریحات کے مطابق اقل مدت طہر پندرہ دن ہے، اگر خون
پندرہ دن گندہا نے سے قبل شروع ہو جائے اور اس عورت کو کوئی عادت مقرر نہیں تو یہ خون
بچہ پندرہ دن سے قبل آیا ہے پندرہ دن تک اس میں شمار ہوگا اور باقی بعض شمار ہوگا۔

ما قبل المحسنة، واقل الطهر بين الحيضين، والنفساء والحيض خمسة عشر يوماً
ولايها اجماعاً، (الدر المختار مع صدره، المختار ج ۲، ۲۸۵ باب الحيض، ۱۱)

اصول الفقهية: اذ اذات المرأة الدم تتولى الفلوة من اقل ما اذت قال الفقيه وسبب
تأخذ - (اصولية ج ۱، الباب السادس، الفصل الرابع، في احكام الحيض والنفساء)
ثم قال العلامة مالم بن العلامة انصارى: ومن جملة ذلك، عدم التقابل في اقل مدة الطهر ولا يمكن
تعدله الا بعد معرفة اقل الطهر واقته خمسة عشر يوماً، (الفتاوى اى ان تاريخية جماعته، ۲۸۵ باب الحيض، ۱۱)

وہی صورتہ ہے۔ (الدر المختار فی صمدیہ رد المحتار ج ۱ صفحہ ۱۱۱) مطلب فی حکام العذوبۃ علیہ
 ایسے معذور شخص کا حکم جس کا روئی رکھنے سے پیشاب رک جائے مسئلہ۔ اگر معذور شخص
 آتے ہوں اور اس کی روک تھام کیے روئی رکھی جائے تو کیا اس حالت میں بھی وقت گزر جائے
 سے وضو، ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب۔ وضو ٹوٹنے کا دار و مدار پیشاب کے اعلیل تک نہ نکلنے پر ہے، لہذا اگر کسی
 وجہ سے پیشاب کے قطرات کو روکا جائے تو جب تک قطرات اعلیل تک نہ پہنچیں تو وضو برقرار
 رہے گا البتہ جب روئی نکالی جائے اور اگر سبب نہ ہو تو اسی وقت وضو ٹوٹ جائے گا۔

لما قال الشيخ السيد احمد الطحاوی: وفي ضمن من نصاب بدلس بوا
 فجعل النقطة في ذكره ومنعه من الخروج وهو يطعمانه نوله من خشي مهر البول
 فخرج النقطة وعليها سنة فهو محدث ساعت أخرجه النقطة فقط وعليه سنة
 (مخطاوی ح شیعہ ص ۱۱۹) (باب الحيض)۔



۱۔ قال العلامة حن بن عمار الشرنبلالی: ولا يصير من ابتلى باقض معذوراً حتى
 يستنوبه انعدا وقتاً كما لا يس فيه القطع لعدم بقدر الوضوء والصلوة إذ لو وجد
 لا يكون معذوراً۔ (مرآۃ المفرد علی صمدیہ رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۹)۔ (باب الحيض)
 ۲۔ مؤلف فی السنیۃ ج ۱ ص ۱۱۹۔ (باب السار من فصل الرابع فی احکام الحيض والنظام)
 ۳۔ قال الشيخ محمد الحنفی النکحی: (وإذا احتج الرجل بوجع أو غيره حتى احتله بقطة من البول
 يخرج البول فلا بأس به ولا ينقض وضوءه حتى يظهر البول عن بقعة وإن ابتل
 طرفه من الخن كذا قال ما لم يبتل الظاهر منه)۔ (سعیۃ ج ۱ ص ۱۱۹)۔ (باب الحيض)

باب الانجاس

(پلید یوں اور ناپاک یوں کے بیان میں)

تیند کی حالت میں منہ سے نکلنے والے پانی کا حکم | سوال :- برے منہ سے حالت تیند

وہ پانی میرے کپڑوں پر بھی لگ جاتا ہے کیا اس سے کپڑے پلید و ناپاک ہو جائیں گے یا نہیں؟
الجواب :- زندہ آدمی کے منہ سے نکلنے والا پانی پاک ہے اگرچہ حاجت تیند میں بیٹ سے
آئی کیوں نہ لنگے البتہ مرد و شخص کے منہ کا پانی نجس ہے۔ اس لیے خواب میں یا بیداری میں اگر
نقاب و من یا منہ سے نکلنے والا پانی کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔

لقد اشدت عندی: ما عاب الله من طاهر سواء كان من الفم او متبعا من تجوف عند
بی حنیفہ رحمہ و محمد علیہ الفتاوی و ما عاب المیت فقد قبل الله نجس۔

(فتاویٰ التہذیبۃ ج ۱ ص ۱۸۸ باب الانجاس)۔

غسل کرتے وقت پانی کے برتن میں پھینکے ہوئے پانی کا حکم | سوال :- غسل کرتے وقت اگر

ماہ متعل کے کچھ قطرے پانی کے برتن میں پڑ جائیں تو اس سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب :- اگر پانی کے تن تقیرات میں غابری نجاست نہ ہو یعنی اس سے نجاست
غابری کا اثر نہ ہو تو غفور سے قطرے پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ اس سے پھانک
کے بس میں نہیں تاہم ممکن حد تک احتیاط برتنا چاہیے۔

قال المحقق: وانما احتیاج حسانۃ لا تظهر مواقع طهرها فی الاناء و غفر۔

و قال ابن عابدین: وفي: یفصح و ما تشوش علی: فاسئل عن غلبۃ المیت۔

لقد قال: لا یبطل کسور و حقیقۃ الزحلی: عرفنا فی الفروع المظاہرات فی الاموال المیتۃ: قول
المختص: انہ فیس عسرا بغتوی بعض غلبۃ: ان عباس بن الزبیر: کسوا امیات.....

واما انما: ان من فہ انما وقت: انتم فہوطہر کما صرح الشافعیۃ و انما بلقہ۔

والعقد الاصلی: و قد کتب: ج ۱ ص ۱۸۸ الامی میت و ما یس من فہ انما تم۔

مباہکہ الامتناع عنه مادام فی علاجہ لا ینجسہ لعموم البلوی۔

رحمۃ المحتار یعنی الدر المختار۔ باب الانجاس ج ۱ ص ۲۳۵ (۳۳۵)

سوال۔ بلا شک کے برتن پر اگر گندگی لگ جائے
بلا شک کے برتن پاک کرنے کا طریقہ | تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب۔ اگر دئے شرع جو برتن چارہ نہ ہو یعنی نجاست جذب نہ کرتا ہو تو قسم
لے برتن کے ساتھ اگر نجاست لگ جائے تو قسم دفع پانی کمال کر دھوئے سے برتن پاک ہو جائے گا۔
ایسی صورت میں شیش غسل کے لیے برتن کا شک ہو تا ضروری نہیں۔

قال ابن عابدین: ای ما لا یشرب النجاسة ما لا یعصر یطهر یا یغسل
ثلاثاً ونود فمرة بلا تعفیف کالحرف والاکبر المتعالمین کما مر وکالیمت
ونمواً وعضله ما یشرب فیہ شیء قلیل کما نبدن ولا یغسل۔

رحمۃ المحتار یعنی الدر المختار۔ مطلب فی حکم الوشم ج ۱ ص ۳۳۲ (۳۳۲)

سوال۔ اگر نجاست کی حالت میں کچھ وقت گزر جائے اور گئی کی
جُنب کے پسینے کا حکم | وجہ سے بدن سے لپیٹہ نکلے تو اس پسینہ کا کیا حکم ہے، کیا اس پسینہ
کے پڑے ناپاک ہوتے ہیں؟

الجواب۔ انسان کا پسینہ ہر حالت میں پاک ہے خواہ جب ہو یا پاک اور اس کی
تخصیص اسلام کے ساتھ ہے ائمہ ہدوی نے فقہوں (سود) اور پنے کا حکم ایک قرار دیا ہے۔

لہ قال ابن قیم: ما ترشش علی الفاسل من غسالة انیبت مباہکہ الامتناع
عنه مادام فی علاجہ لا ینجسہ لعموم البلوی۔ (البحر الرائق۔ باب الانجاس ج ۱ ص ۲۳۶)
ومثله فی قول فی الفلاح۔ باب الانجاس ص ۲۵۔

۲۔ قال فی الہندیۃ۔ وما لا یعصر یطهر بالغسل ثلاث مراتب والتعفیف
فی کل مرة لان للتعفیف اثر فی استخراج النجاسة وحد التعفیف ان یصلیہ
حتی ینقطع التقاطع ولا یشرط فیہ الیس هذا اذا اشربت النجاسة کغیر ذلک وان
یشرب فیہ لا یشرب قلیلاً یطهر بالغسل ثلاثاً فکذا فی الحیط۔
الہندیۃ۔ الباب السابع فی النجاسة ج ۱ ص ۴۲ (۴۲)

ابنہ اگر کسی حضور پر ہری نجاست ہو اور پسینہ نکلے سے وہ نجاست کچرے پر لگ جائے تو اس کچرے کو پاک ہوگا۔

قال المحقق: فسواء روی مطلقاً ولو جنباً او كفوفاً اذا مرأة دما کون اللحم طاهراً نغم جاهر طهور بلا كراهة زوائد اسفهم وحکم عدد كسعود (نور المختار علی مصدر رد المحتار مطلب فی اسعود ج ۲ ص ۳۱۹)۔

سوال :- اگر مٹی پر سہ کے ساتھ رک جائے تو کیا کچرے کو مٹی سے پاک کرنے کا طریقہ صرف رکنا ہے یا کچرے کو با دھونا بھی ضروری ہے؟

نیز رقیق اور سخت قسم کی مٹی کے حکم میں کچرے سے یا دونوں کا حکم کساں ہے؟

الجواب: مٹی سے طہارت کے دو طریقے ہیں اگر نرم ہو تو دھونے کے بغیر اور کٹی پارہ نہیں۔ ابنہ اگر سخت اور خشک ہو تو پھر سوکھ جانے کے بعد رک کر اثرات داخل ہونے سے بچا جائے گا۔ عذہ ازنی موثر ابن عابدین کی تحقیق کے مطابق یہ حکم غلیظ مٹی سے خاص ہے اور اگر مٹی کسی بھاری کی وجہ سے رقیق رہے گی تو دھونا ضروری ہے۔

قال المحقق: دبط مرقی ای محله یا بس بضرک ولا یضر ونا وقرآن طهوراً: خشعة ثمن کان مستجاباً ووقی جنبی او مع فذریع فانزل ندر طهر الا بنفسه اما لتوثیق باجسی اتشہی ای برطوبه الفرج فیکون مفرعاً علی قولہما بنجاستہا اما عذہ و فہی طاهرۃ کس نورطوبات البدن جوہرۃ ولا کالیکن یا یس اولاد اسہا طاهر فیقل کسائر النجاسات ولود ما عیبط علی المشہورین فوق بیت مینہ ولود قیماً لمرضی بہ ومنہا قال ابن عابدین قولہ ومنہا ای مٹی امرۃ کب صحیحہ فی نجایۃ وهو ظاہر الرایۃ عند کما فی منارات التواذل وجرم فی السراج وغیرہ بخلافہ ورجحہ فی الحلیۃ بما عاصدہ ان کلہم متک فرعی ان ان کشفار یا ترک فی اسی سبب ان پاکا اثر علی خلاف انتہاس فلا یلحق بہ الا ما

لہ قال العلاۃ ابن نجیم: وعرق کل شیء معتبر بسمکہ سہ طہارۃ و نجاستہ وکراہیۃ۔ (الحرالموائج ص ۱ ص ۱ باب النجاس) و مثلیہ تبیین احقائق ج ۱ ص ۱ باب النجاس۔

فی موضع من کبر وجہ النص درد فی منی الرجل، ومعنی، اندھا قیس غنہ لوقتہ وغلقہ
 معنی الرجل، ولفظ "نہایت شرم والی" مفرد کثرتہ، وذلک لجماعہ جرح و التریق
 لئلا یحصن من فترتہ ہذا الغرض نیز منی، امرأۃ، اذ کان غلیظاً وجرح
 منی، الرجل اذ کان رقیقاً لغرضہ، زدنا تحتہ علی لمرحۃ باب الذی منی جاً فیہ، لہ
 منی، اندھی اور ودی سے عبارت کا حکم **سوال**۔ کیا منی، اندھی اور ودی کے پڑنے کو
 پاک کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے کہ اس کو پانی سے
 دھویا جائے یا اس میں کوئی فرق بھی ہے؟

الجواب۔ ودی اور اندھی سے طہارت صرف پانی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے البتہ منی
 کے غریب طہارت میں یہ بھی سب روشیں مجسمے پر گزرنے سے بھی بچنا پاک ہو سکتا ہے بشرطیکہ
 منی تریق نہ ہو ورنہ پانی سے وضو نہ درمی ہے۔

قال صاحبین عبد الرشید، ذاحت، سنجاسة، لم یجزا فی الشیئ نیاہیں
 فان کان، طہاً لا یطہر، لا بالغسل وھو نجس عندنا و یجد اسطر، وکن ہذا
 ذالمخرج المذی قیس خروج منی، اما ذالمخرج المذی شرج منی لا
 یطہر شوب بالفرث۔

خلاصۃ الفاوی۔ بضمل اساس فی غسل الثوب، و لدھن ج اعلام ۳۰
سوال۔ کئیوں اور غلطوں میں گھومنے پھرنے والی مٹی، گھر
 و جائزہ محلہ کا جھوٹا پانی سے بھرے ہوئے برتن میں چونک ڈال دے تو اس پانی کا کچھ بھر
 کیا یا تو مٹی جو کہ چھوڑا اور دھوپ میں بند ہو اور یا بھر گرنے والی مٹی کا حکم ایک ہے یا دونوں
 میں فرق ہے؟

لہ فی المندیۃ، برومی، فلوک فی منی اذا صاب الثوب فان کان ربطاً یجب غسلہ وان
 علی الثوب اجزاء فیہ الفرث، ستمائۃ، اعدیۃ، الی، اسالی فی التہذیب ج ۴۴

۳۰ قال زہدیم اعین، واما الفرث فیمن لیس لہ منی فیطہر، الثوب من لیس
 بہ ای الفرث اذ یس، منی علی الثوب۔ (کیبیری، فصل فی الاستار ۱۸)

الجواب :- سہوہ یعنی جھوٹا ہر شے کے لیے گوشت کا تابع رہتا ہے اس حیوان کا گوشت نہ صلاں ہو تو اس کے عذاب کا پانی سے نہنے کی صورت میں پانی پر اس کا اثر نہیں پڑتا۔ لہذا اگر پالتو مرغی کی چڑی غلطت سے پاک ہو اور جس برتن میں کدھی منہ ڈال دے یہ پانی پاک ہے البتہ کلی میں پھرنے والی مرغی کا منہ عموماً نجاست سے خالی نہیں ہوتا اس لیے ایسی مرغی کا جھوٹا مشکوک ہے لیکن نجاست پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

قال حسن بن عمار: وسُور: من جملة الخلقة التي يقول في التقادير: ولهم يطهر طهارة من نجاسة فكره: سورها: لتلذذ في لم يكن كذا لك حذرا كراهة فيه. (مرآة الفلاح على مدار الخططاوى ص ۴۲ فصل في احكام السور: طه كتنه کی کمال قابل و باغت ہے) **سوال :-** کیا کتنے کا چڑا و باغت سے پاک چڑوں کی طہارت کا طریقہ و باغت لکھا ہے؟

الجواب :- خائف کے نزدیک کتنے نہیں ایمین نہ ہونے کی وجہ سے اس کی کھان و باغت سے پاک ہر ماتی ہے، البتہ حشرات الارض سائب، کچھو، خنزیر، کھجور، قابل و باغت نہیں ہے۔

قال المحقق: وكل: هاب وبلغ ونبشمس وهو عظمها طهر فبصل به وشوها منه وما لا يحتملها (فلا وعليه) فلا يطهر جلد حية وفأرة خلا جلد خنزير فلا يطهر ورو بعد: سطر: فاذا كلامه طهارة جلد كلب وقيل وهو الموشم. (لذم المختار على صمدية المختار: مطلب في احكام الديباغة ج ۱ ص ۱۷۷)

سے قال ابو عابد بن: وانما الخلقة: فلغابها: حاضر فسور: ها كذا نك، نكت ما كانت تأكل: العنزة كره: سور: ها: ولم يحكم بنجاسة لتلذذ حتى لو علمت النجاسة في ضما شتيخ ولو علمت: طهارة انتفت: (كره: هاء -

(مراد المختار على اندر المختار: باب اليا: م: اكل: وقتنه في لغزير: سور: ج ۱ ص ۱۳۲) لے قال حسن بن عمار: ويطهر جلد الكلب لأنه ليس نفس العين في الصميم بالديباغة. (مرآة الفلاح: فصل يطهر جلد الميتة مث: وقتله في كبري: فصل في النجاسة الحقيقية مث: ا

گتے کے چھوٹے دشوہ برتن میں کھانے اور اسکے پاک کرنے کا طریقہ | سوالیہ بعض لوگ
گتے پاتے ہیں کچھ گتے پکانک کھانے پینے کے کسی برتن میں منڈیاں دیتے ہیں ایسے برتن
میں کھانے پینے کا کیا حکم ہے اور اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے ؟
الجواب :- گتے کا جھوٹا نجاست غلط کے حکم میں ہے لہذا جس برتن میں گتے ڈالے
ترتیب برتن اگر جاؤب نہ ہو تو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر جاؤب ہو تو تیس مرتبہ دھو کے لیے
نفسک کرنا یعنی اتنا انتظار کرنا کہ باقی پکنا بند ہو جائے ضروری ہے ۔

قال حسن بن عسار: والقسم الثاني مشور نجس نجاسة غليظة وقين خفيفة
لا يجوز استعماله اي لا يصح التطهير به بحال كذا يشرحه الامام مطهر كانه
وهو المشور نجس ما شرب منه انقلب سواد فيه كلب صيد او ماشية وغيره
لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في الكلب ربح
في الاراء به يغسل ثلاثا ونحوه او سبعا ۔

قال الشيخ احمد: انه يغسل ثلاثا... الخ وما ذاك الا لتعلقه وبينه
عندنا التبييض وكون احداهما بالقراب... فطاهر من ريق النور ولا ينفذ في الماء (عالم) له
سوال :- جس کپڑا دھونے کے بعد کتنی بار چھڑکا
نچس کپڑا دھونے کے بعد چھڑکنے کا حکم | ضروری ہے ؟ کیا طہارت کا دار و مدار نہ چھڑکنے

پر ہے ؟
الجواب :- کپڑے کے ساتھ اگر نجاست مٹی لگ جائے تو صحت نجاست داخل ہونے
سے کپڑا پاک ہوگا اس کو چھڑکا ضروری نہیں ، البتہ اگر نجاست غیر مٹی ہو تو طہارت کا دار و مدار
غیر نچس پر ہے ، تین بار چھڑکنے سے عموماً طہارت کا تقاضا ہو جاتا ہے اس لیے تین دفعہ
چھڑکنے کے بعد کپڑا پاک منصوب ہوگا ، تاہم واضح ہو کہ آخری بار چھڑکا منصوب طریقہ سے ہو

لے قال محمد عبد الحی: وقول خامس ذهب اليه اصحابنا: الخفيفة من عدم وجوب التبييض
والثقل مع نجاسة المشور كغاية الشك كما هو المتبادر من السعاية - مشور نجس
وَبَيَّنَهُ فِي الْفَصْلِ اَشْفَافِي فِيْمَا لَا يَجُوزُ بِهِ التَّرْصُوعُ ج ۱ ص ۱۲ ۔

قال ابراهيم الحلي: ما اذا اصابته الثوب نجاسة هذا اشهر في كيفية تطهير النجاسة بالغسل فان النجاسة اما ان تكون مريئة او غير مريئة فان كانت مريئة فطهارته نزل عيبتها الا ما يشق ودون اسفل وان لو تكن النجاسة مريئة يغسلها حتى يذهب على وجهه انه قد طهر وهذا اذا لم يكن لها ريح فان كان يجب الغسل اذا راوله الا ما يشق وقيل اذا غسل الثوب من غير مرة وعصر باجاجة يظهر وقيل انه لا يطهر ما لم يغسل ثلاث مرات يعصر في كل مرة والفتوى على الاول (كبيري، فصل في لباسا ومسلما) ۱۷۱

غير ملوك پڑوز سے (غیر و محرم) نماز پڑھنا | سوال - آجکل بازاروں میں غیر ملکی ستروں پر کپڑے پڑوز سے (غیر و محرم) نماز پڑھنا | کپڑے مثلاً سویر، کوٹ وغیرہ فروخت ہوتے ہیں بظاہر ان پر کوئی نجاست نظر نہیں آتی لیکن یہ بھی معلوم نہیں کہ پاک ہو گئے یا نہیں؟ کیا ایسے پڑوں کا بغیر وضو نماز کے لیے استعمال جائز ہے؟

الجواب :- اگر بظاہر نجاست نہ ہو اور غلبہ ظن یہ ہو کہ اس میں نجاست نہیں تو یہ کپڑے پاک ہیں اور انہیں پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے البتہ وضو بہتر ہے۔

قال ابن عابدين: ومن هنا قالوا لا بأس بثياب أهل الذمة وإنه لو فيها الكاظم والسوادين فإنه تكبره انصوفة حتى نقر بها من موضع الخيط وتنجس ولا الأصغر انظاراً، ولشوارب بين المسلمين في انصوفة يتبب الغنائم قبل الغسل، وتمامه في الخيفة. (رد المحتار على الدر المختار) احكام الذباغة ج ۱ ص ۲۰۲

نہ قال اعصم: وقد يظهر من نجاسة مريئة بقلعها اي نزول عيبتها والشرها ولو بمرة او بر فوق ثلاث في زعمهم ولا يقصر بقدر شره ويطهر على غير هذا غير المريئة بخفة من غاسل طهارة محلها بل عند رويته يغسل وقد زاد ذلك مومنين بغسل وعصر ثلاثا (الدر المختار على صدر رقا فتاوى معذب في حكم التيمم ص ۱۲۲) ومثله في حاشية الفتاوى، الفصل السادس في مثل الثوب ولزوجه ج ۱ ص ۱۲۲۔
لہ قال اعصم: ثياب الفسقة واهل الذمة طاهرة (الدر المختار على صدر رقا المختار) فصل في الاستنجاء ج ۱ ص ۳۵۰

نہ ملا گیا ہو اور اگر پکڑا ناپاک ہو تو پھر اگر اس پر انشا پر ولی ڈال دیا جائے کہ اس سے بچے کو جو پڑا
جاسکے تو ایسی صورت میں بھی پکڑا ناپاک ہوگا کیونکہ پیرے کی نجاست ہر بائع میں سے پاک ہو جاتی
ہے۔ البتہ اگر میل نزاحت کے درمیان کوکھ جاتا ہو اور پکڑا ناپاک ہو تو پھر میل کے چلے جانے
کے بعد بھی پکڑا ناپاک ہی رہے گا، دوبارہ پانی سے دھونا ضروری ہے۔

قال المحقق: يجوز رفع نجاسة حقیقیة عن معطیہا ولو انادوا ما کولوا عظم
محلها او لا بما دون مقتضاها به ایفتی وکل مانع حاضر قانع بالنجاسة۔

اور بخدا و علی مسند دار المحتار باب الا نجاس ج مسئلہ ۱۷

دودھ میں شگنی یا گوبر گر جانے پر دودھ کا حکم | سوال :- بکری لگائے یا بھینس سے
دودھ پیتے وقت دودھ میں شگنی یا گوبر

گر جائے تو اس سے دودھ پر کیا اثر پڑتا ہے؟

الجواب :- اگر یہ نجاست دودھ میں مل نہیں ہوئی بلکہ گرنے کے ساتھ ہی نکال لی
جائے تو اس سے دودھ کی طہارت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، البتہ مل ہونے کی صورت میں دودھ
ناپاک ہو کر فایز استغاثہ نہیں تاہم واضح ہو کہ یہ حکم دودھ کا ہے نہ کسی سے خاص ہے اگر ایسے
وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں گوبر یا شگنی دودھ میں گر جائے تو دودھ علی الفور ناپاک
ہو جائے گا۔

قال المحقق: ویعرق ابل وغنم کما یعرفی بوجوب غسانی محلب وقت الحلب
فرمیتا فوراً قبل تفتت دتلون۔

قال ابن عابون: قال فی المبیض لا ینجس الا اذا کانت کثیراً سوء کاد مرص
او یا بساً و عصباً او منکسراً ولا ضرب بین ان یکون لبناً عاجزاً ولا هو الصعیب
وفی اثاث رخاویۃ ولحم ید کر محمد فی الاصل دوت: لجمار والخطی واختفوا نیہ
فقیل ینجس ولو قلیلاً ویایسا فقیل لو یا بساً فلا وکتوم علی انه یوفیه ضرر
و یوفی لا ینجس والا نجس وقوله وقت الحلب فلو وقت فی غیر زمان اخلب نجو

لہ لما قال علامۃ ابوالبرکات النسی بیہا البدن والشرب بالماز وجامع مزین کا جمل وار
انورد۔ رکن الدقائق۔ باب الا نجاس (۱) وقیل فی الاعتیاد (۲) باب الا نجاس

مسوال ۱۔ حلال ہر چیز کا گوشت کھایا جاتا ہے یا نہ ہر ان کا
 حلال جانور کے پیشاب اور بول و براز کا حکم | پیشاب اور بول و براز نجاستِ نجسہ ہے یا نجاستِ طہیرہ
 اور اگر نجاستِ کبریت کے ساتھ کھ جائے تو نماز کا کیا حکم ہے ؟

الجواب ۲۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے تو ان کا پیشاب و نجاستِ نجسہ کے حکم میں
 ہے البتہ جو نجاستِ طہیرہ ہے نجاستِ نجسہ کا حکم یہ ہے کہ کبریت سے ششائستہ ہونے پر شے کے
 متذکرے کو پس لگا ہو تو یہ مانع صلوٰۃ نہیں اس سے زیادہ مانع صلوٰۃ ہے بجز نجاستِ طہیرہ
 و نجاستِ زائد مانع صلوٰۃ ہے ۔

قال انحصرت في هذا الشارح من قدام و دهم وهو مشد في نفس كثرة له جرم
 و عرض مقصود نكت في رقيق من مغنطة كعدسة و دم و خمس و خمر و سبى طير و لا
 يذرق في الهواء كبد اهي و دجاج و مروت و خشي اخاد و سبى نجاسة خرا و سبى
 حيوان غير الطيور و غني و دود و دج جميع بدن و ثوب و لو كبر في من نجاسته كقول ما قول
 قال ابن عابد بن قولہ و لو كبر في الخ اعلم انهم اختلفوا في كيفية
 اعتبار اربع على ثلاثة اقوال فقيل ربيع خربت اصابته النجاسة كالذئب و النمس
 و ان خدع ان اصاب السحاب ثوبا و ربيع ان غطوا المصاب كالحليل
 و ارجل ان كانت بنائا و صحنه في نجاسة و محيط و المحيط و اسراج
 و في الخائف و عليه الفتوى و روي لاحتار على احوال مختار باب النجاس ج ۱ ص ۲۱۱
مسوال ۲۔ اگر کتا کسی برتن یا کنویں میں پیشاب کر دے تو
 گتے کے پیشاب کا حکم | اس برتن و کنویں کے پانی کا کیا حکم ہے ؟
الجواب ۳۔ گتے کا پیشاب چونکہ نجاستِ نجسہ ہے لہذا اگر پیشاب کا ایک قطرہ

لہ و فی النہدیۃ و کذا نکت النضر و دم و المسفر و لعم المیتة و لول
 ما لا یوحط و المروت و خشار البقر و العزق و نجس و کلب و عد و الدجاج
 و ایط و الاذ جس نجاسة علیہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان
 زلحدیۃ الفصل الثانی فی الامیاء النجسۃ مٹا و مٹا فی فتاویٰ قاضی
 علی ہامش النہدیۃ فصل فی النجاسة التي تصیب الشراب ج ۱ ص ۲۱۱

بھی انہیں یا برتن میں گر جائے تو شرفاً کہیں اور برتن دونوں کا پاک کرنا ضروری ہے۔

قال ابن نجيم: وانما ينحس ماء البئر كله بقليل النجاسة لان البئر عندنا بمنزلة الخوض الصغير الا ان يكون عشرين في عشرين كن في ندادى فافحصنا البحر لرائق كتاب الطهارة ج ۱ ص ۱۷

سوال :- ناپاک پانی پاک مٹی میں ڈالنے سے جو پاک اور ناپاک کے اختلاط کا حکم کاربنا ہے تو اس گارے کا کیا حکم ہے جو کیا پانی کو ناپاک کی وجہ سے یہ گار ناپاک تصور ہو گا یا پاک مٹی کی وجہ سے پاک مانا جائے گا؟

الجواب :- جب پانی اور مٹی دونوں ملائے جائیں تو وہ پانی پاک ہو اور مٹی ناپاک یا اس کا عکس ہو تو اس میں فتوا کلام کا اختلاف ہے، بعض نے طہارت اور بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے، قاضی خانی اور ابراہیم حللی نے نجاست کا قول مفتی برقرار دیا ہے، لہذا یہ گار ناپاک تصور ہو گا۔

قال طاهر بن عبد الرشيد الما، اخطأ إذا اختلط به الغراب نجس وصار ميتا وكان الماء نجسا والغراب له هرة لعيرة النجس، يهملان نجسا فطين نجس وبه الفتاوى الفقيه ابواليث ولحقنا روى عن ابى يوسف - (خلاصة الفتاوى) الفصل الثامن في النجاسة ج ۱ ص ۱۷

لم قال المحقق: إذا وقعت نجاسة ليست بحيوان ولو مخففة أو قطرة يولّد أقدام أو ذنب فادركه وبعد اسطر ينزع محل ما كمل الذي كان فيها وقت الوقوع - (الدر المختار مع رد المحتار) فصل في البئر ج ۱ ص ۲۱۲ و ۲۱۳

ثم قال: وراهم الجنب الذي لا تغرب إذا اختلط كان أحدهما نجسا فالطين إذا حصل منهما نجس لان اختلاط النجس بالطاهر نجسه، هذا هو الصحيح، ذكره قاضيان وهو انشأ الفقيه ابواليث بعد اسطر في قوله: ودقيقه ابواليث، والله دوننا فغان حيث جعل قوله هو الصحيح مشهوراً ان ان سائر اقوال لا صحة لها بل هي فاسدة لان النتيجة تابعة لاجزائها المقتضية، انما ذكر في الفصل الاثني عشر في النجاسة ج ۱ ص ۱۷

راشک شین سے دھٹے پورے پٹروں کا حکم | سوال: دوا رشک شین میں کپڑے کھڑاں انداز سے دھوئے جاتے ہیں کہ ایک ہی بار صابن یا صرف ڈال کر اس میں غس اور پاک پڑے ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دھوئے جاتے ہیں، ان پٹروں کی پاکیزگی کا کیا حکم ہے؟

الجواب: اگرچہ پہلے غس پانی سے ہو پھر غس ہو جاتے ہیں مگر اس میں دھوئی کے بعد اس غس میں کوئی کچھ کے لیے شین میں ہی باقی رہ پاتی ہیں کئی بار دھو کر ان سے کچھ صابن نکل دیا جاتا ہے، جس کے بعد پٹروں میں غس پانی باقی نہیں رہتا اس لیے اگر ان غس کے بعد کپڑے پاک ہو جاتے ہیں، البتہ دوا رشک شین سے دھٹے بھستے کپڑے پاک ہیں۔

قال العلامة فخر الدين الرازي: والتجسس المرقى يطهر بثلثة غسلات كالتجسس المصل باعتبار اجتناب غيبون بزلها ولو مرة... وخيرة بالغسل ثلاثا وانعصر كل مرة اي غير المرقى من التجاسات... يظهر بثلاث غسلات وبالغسل في كل مرة والمعتبر فيه غلبة الظن - (تبيين الحقائق ج ۱ ص ۱۷۷ فصل في الانجاس) -

سوال: شراب کی خالی بوتل کا استعمال | شراب کی خالی بوتل کا استعمال کتنا کیسا ہے؟

الجواب: شراب بذات خود نجس ہے، جس پر تن میں شراب موجود ہو اس کا استعمال بھی جائز نہیں مگر خوب صاف کرنے کے بعد جب یہ یقین ہو جائے کہ شراب کے آثار

لے قال العلامة عالم به الامام الرازي: وجب له ان ياتى بها مرة واحدة وان شها ان كانت مرمية بازالة عنها وان شها ان كانت شيئا يزول عنها ولا يوجب له العذوبات ان شيئا لا يزول ان شها فاذا زلتها بازالة عينها او يكون ما بقي من الاثر طهورا ولا كان كشيء... هذا اذا كانت التجاسات مرمية وان كانت غير مرمية كالمرق والخنزير ذكر في الاصل قال يغسلها ثلاث مرات ويعصر في كل مرة فقد شرطوا الغسل ثلاث مرات وشرطوا العصر في كل مرة - (الفتاوى ابن تيمية ج ۱ ص ۱۷۷) كتاب بطهارة الفصل الثاني من في تطهير التجاسات

ومثل ذلك في الفقه الاسلامي وادبائه ج ۱ ص ۱۷۷ تقسيم الثالث تقسيم التجاسات الى مرمية او

پر عملی کو تیار ہی درست ہے ۔

قَالَ بَعْدَ مَا خَلَصَ الْبَوْلَ غَيْرَ مَا كُنْتُ وَلَوْ مِنْ صَغِيرٍ لَمْ يَلَمْ الْإِبُولُ الْخَفَاشَ وَخَرَأً ،
قَالَ ابْنُ مَابُوتٍ : تَحْتَهُ ... فِي : بَدَنُهُ وَغَيْرُهُ . بَوْلُ : الْخَفَاشُ وَتَحْتَهُ هَائِيسٌ بِجَعَلٍ مُعَدَّةً ، صِيغَةُ
الْمَثُوبِ وَالْإِذَا فِي عَيْنِهَا لَهَا تَبَيُّنٌ مِنْ أَهْوَاءٍ وَجْهٌ : قَارَةٌ مَدْرَةٌ تَقْلُ الْبَوْلَ : مَرَّةً وَتَقْتَضَا
مَقْطُوعَاتِ النَّجَاسِ : تَقْلُصُ مَدْرَةً . (رد المحتار ج ۱ ص ۳۱۹) باب الاغتاس م ۱۵

کُنُوں میں رہنے والے یشاب کے پیشاب کا حکم | **سوال** : اگر کسی نے مفتی صاحب سے کہے تھے کہ
یشاب کر دینا تو کُنُوں کے پانی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

الجواب : فقہ اہل اہل تشاہد سے معلوم ہوتا ہے کہ یشاب کا پیشاب ناپاک ہے اس لیے
کہ بول غیر نکل ، علم نجاست ظاہر ہے ، صورت مسئلہ میں یشاب جو کُنُوں پانی میں رہتا ہے تو
علم احراز کے وجہ سے یہ نہ درست کُنُس نہیں یعنی کُنُوں کا پانی ناپاک نہ ہوگا ۔

قَالَ بَعْدَ مَا خَلَصَ الْبَوْلَ غَيْرَ مَا كُنْتُ وَلَوْ مِنْ صَغِيرٍ لَمْ يَلَمْ الْإِبُولُ الْخَفَاشَ وَخَرَأً ،
قَالَ بَعْدَ مَا خَلَصَ الْبَوْلَ غَيْرَ مَا كُنْتُ وَلَوْ مِنْ صَغِيرٍ لَمْ يَلَمْ الْإِبُولُ الْخَفَاشَ وَخَرَأً ، قَارَةٌ مَدْرَةٌ تَقْلُ الْبَوْلَ : مَرَّةً وَتَقْتَضَا

مَقْطُوعَاتِ النَّجَاسِ : تَقْلُصُ مَدْرَةً . (رد المحتار ج ۱ ص ۳۱۹) باب الاغتاس م ۱۵

نجس مٹی سے بنے ہوئے برتن کے استعمال کا حکم | **سوال** : اگر کھانسی کے لیے
مٹی کو نجس پانی سے گوندھے تو کیا پیند

مٹی سے بنے ہوئے برتن کا استعمال جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب : کسی نجس اشیاء سے کی تعلیم کے تحت طریقے میں ان طریقوں میں آگ میں
ہے ، صورت مسئلہ میں چونکہ نجس مٹی آگ میں پک چکی ہے اس لیے آگ کے ذریعہ نجاست کا

لَمْ يَلَمْ الْإِبُولُ الْخَفَاشَ وَخَرَأً ، قَارَةٌ مَدْرَةٌ تَقْلُ الْبَوْلَ : مَرَّةً وَتَقْتَضَا
مَقْطُوعَاتِ النَّجَاسِ : تَقْلُصُ مَدْرَةً . (رد المحتار ج ۱ ص ۳۱۹) باب الاغتاس م ۱۵

لَمْ يَلَمْ الْإِبُولُ الْخَفَاشَ وَخَرَأً ، قَارَةٌ مَدْرَةٌ تَقْلُ الْبَوْلَ : مَرَّةً وَتَقْتَضَا
مَقْطُوعَاتِ النَّجَاسِ : تَقْلُصُ مَدْرَةً . (رد المحتار ج ۱ ص ۳۱۹) باب الاغتاس م ۱۵

اثر ہو چکا ہے اور برقی پاک ہر جگہ ہے اس لیے ایسے برقی کا استعمال جائز ہے۔

قال الامامان فہم، فی الفتاویٰ اذا احتوت الکاحض یا تاوتلیم بذلک لقلب قبل
بجواز التیقم وقول الامامان فہم، فی الفتاویٰ اذا احتوت الکاحض یا تاوتلیم بذلک لقلب قبل
مردہ جانور کی کھال کا حکم اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب یہ حدیث شریف کی رو سے مطلقاً کھال بھی جانور کی کھال نام کر سکھائی جائے یا کسی
اور ذریعے سے اس کو روندنا جائے یا دباغت دی جائے تو وہ کھال پاک ہو جاتی ہے، اس لیے
مردہ جانور کی کھال کو دباغت دینے کے بعد استعمال کرنا جائز ہے۔

لما اخرجہ الامام ابو یوسف عن النعمانی، عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایما احاب دبح فقد طهر۔ (المجامع الترمذی ج ۱ ص ۳۳۰) باب فی الجوارح الذی لا یستعمل
خنزیر کے بالوں سے بنائے گئے برش کے استعمال کا حکم اس سوالیہ رد آہل راتوں کی
کیا جاتا ہے بعض میں خنزیر کے بال استعمال ہوتے ہیں، کیا ایسے برش سے ماتحتوں نہ نہائی
کرنا جائز ہے؟

الجواب یہ داخل کی مطلق کے لیے جو برش استعمال کیا جاتا ہے اگر اس میں خنزیر کے
بال استعمال ہوتے ہوں تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

لما قال الحنفی، وشعر البیہ غیر الخنزیر عن المذہب۔ قال ابن عابدین، قہت
بقولہ علی المذہب ای علی قول ابی یوسف الذی یروی عنہ عن ابی ہریرۃ أن شہراً یجسأ وحصہ

لہ فی الفندیہ، ومنہ الاجرائ... العین النعمانی اذا جعل منہ کثر، والفقہاء فلیجسأ کون طاهر
کذا فی الجلیط۔ (فتاویٰ الحنفیہ ج ۱ ص ۱۸۱) باب فی الانجاس فی الاولیٰ فی تطہیر الانجاس
لہ عن ابن عباس قال تصدق علی مکاتیب البیہ بقتلہ فعاتتہ فصر بہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہلا اعدتم احابہا فلیقتلوا فاعتقتم بہم فقالوا انہا عینہ
قال انما جرم اکملہا۔ (التحقیق النعمانی ج ۱ ص ۸۳) باب جلود البیہ
توجد فی کبیری ص ۱۵۳ فصل فی الانجاس

فی تبدیع و رجحہ فی الکاختیار..... وعن محمد طاهری: لفظ تبدیع استعمالہای العزیز فی
قال العلامة القدسی: و فی زماننا استفادوا عنہ ای فلا یجوز استعمالہ لزوال انصر و تالیفا
لکم بالطہارۃ..... من المختار ج ۱ مسئلہ باب الانحیاس لہ

لعاب دین سے قرآن مجید کی درق گردانی کرنا | **سوال**۔ قرآن کریم کی درق گردانے کے
وقت انگلیوں پر مڑکا لعاب لگا کر ورق پڑانا
جائز ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے ؟

الجواب۔ قرآن کریم کی درق گردانے کے لیے لعاب دین لگنے کی صورت مسئلہ طہارت
سورہ عدم طہارت پر مبنی ہے، چونکہ انسان کا سورہ جہنم پاک ہے اس لیے درق گردانی لینے
انگلیوں کے ساتھ لعاب دین لگانے میں کوئی شرعی قیاحت نہیں۔

قال المصنف: فسور آدی مطلقاً ویوجبنا ذکرہ فی الاموال..... (طہارہ)
طہور بن کبریتہ۔ قال ابی سعید بن رقوبہ طاهری: ای فی ذائقہ طہور: ای مطہر انہ
من الاحداث والاختیار..... (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۲۲۲ مطلب فی السورۃ)

جانور کو ناپاک چیز کھانے کا حکم | **سوال**۔ عموماً لوگ ناپاک چیز جانوروں کو کھلا دیتے ہیں کیا ناپاک
چیز جانوروں کو کھلانا یا پانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ اگر ناپاک چیز کا وصف نجاست کی وجہ سے تبدیل ہو چکا ہو تو اس کا انتفاع
ہر حال میں ناجائز ہے اور اگر صفات تبدیلی نہ ہوئے ہو تو جانوروں وغیرہ کو کھلانا یا پانا جائز ہے۔
اہم متعین الوصف ناپاک چیز کو جانور خود کھائے تو کوئی حرج نہیں۔

لہ قال ابوبکر الکاسانی: فأما الخنزیر فقد ردی عنہ: حیث فیکذا مشعر المذنبین لأن فہ تعالیٰ
وصفہ بکونہ رجساً فیہما استعمال شعرة و سائر أجزائه کالأکنہ رخص فی شعرة و لا یغوازی
مضروبة۔ و ینایع الصنائع ج امثلاً فصل فی لطیف و ذلح حقیقۃ
و مشلک فی البحر الرائق ج ۱ مسئلہ باب الانحیاس۔

۲۔ قال مولانا شرف علی تھانوی: مسئلہ فقیر سورہ آدی طہرے لعاب دین کی طہارت کا پر ہے اور
تعلیل غراسوۃ صغیریت سے اس لعاب کے لگنے کا علوفہ ادب نہ رہا بھی طہر ہے ورنہ نہیں میں سمجھتا ہوں
اس طرح درق گردانی صحت کا اجراء نہیں ہے۔ (الدر المختار ج ۱ ص ۳۹ فصل فی الامار)

قال ابن مابدين: لما اذا وقعت فيه نجاسة فان تغير وضعه لم يحل لا يتنجس به بحال ولا جاز
 كيد النطق وسواء طلب (رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۸)

سوال۔ بعض لوگوں کو شوقِ غریبہ ہے کہ وہ اپنے اور ان
 کے گناہوں کو گناہ سمجھتے تو... سے بچتے ہیں اسی دور میں کیا قیض، شہوار یا ہمارے گناہوں
 پر کیا ہے تو اب اس قیض، شہوار اور چادر وغیرہ کی طہارت کا کیا حکم ہے ؟
الجواب۔ گناہ کا عذاب ناپاک ہے اگر قیض وغیرہ پر عذاب کی تری غاہر احمس ہو تو
 پڑا جائے گا۔ ہے درہ نہیں۔

لعانی النہدیۃ الکلب اذا اخذ عضوانہ او ثوبہ لا یغسل ما لم یطهر فیہ اثر البان
 رغبہ کاف وعظیہ۔ ز لقاوی ہندیۃ بر امت الشایع فی لاجنہ من ماضی الثانی
سوال۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے فضائل کا حکم

الجواب۔ علماء کرام کی تحقیقات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل طہر
 ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شاربین پر کبیر نہیں فرمائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا بیزبفر، حدیث تحریری ہے جو بالاجماع ثبت شرعی ہے۔

قال ابن ماجہ ابن عابدیہ صحیح یعنی شیعۃ النہدیۃ منہ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وہ توفی لہ۔ وہ توفی لہ یوسفیۃ کما نقلہ فی المصحب النہدیۃ عن شرح البخاری السعیدی
 وصرح بہ ابیری فی شرح الاشباہ۔ قال الحافظ ابن حجر اتقہ فریت لأدلة عن ذلک
 وعدل لمتة اللہ من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ونقل بعضهم عن شروح مشکوٰۃ ملاحی
 القاری انہ قال اختارہ کثیر من اصحابنا۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۸) باب لاجنہ من مطلب
 فی طہارۃ یولدہ صلی اللہ علیہ وسلم

لے قال: لعلہ القاری فی جامع الترمذی: قال ابن ماجہ: وہ یولدہ استدل بجمع من
 الشیخان المتقدمین واما یروى عن قتادة فضله صلی اللہ علیہ وسلم وهو ان یجدہ
 وفاتی الجمع من السابقین فقد یثرب الادلة علیہ وعدل الاصل من خصائصہ
 رجع لوسائل شیعہ ترمذی ج ۱ ص ۱۲۸ باب ماجہ فی تعظیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب الاستنجاء

(استنجاء کے احکام و مسائل)

کشف عورت کی صورت میں استنجاء کا حکم | سوال :- جب استنجاء کے لیے باہر ہو مگر

استنجاء ہو تو کیا ایسی جگہ پر بیٹھ کر استنجاء کرنا جائز ہے؟

جہاں کشف عورت کا امکان ہو؟

الجواب :- استنجاء کرنے میں جب کشف عورت کا خطرہ ہو تو استنجاء چھوڑ
رہو مگر ناجائز ہے۔

قال المحقق، لا كشف عورة عند احد مائة نيكه كما امر في كشف العصار
فاسئل قال ابن عابد بن قولہ فلو كشف له صان فاسئل في الاستنجاء بالماء و قال
روح أذن في أن كشف العورة حرام ومن كب الخمر فاسئل سواء تجاوزا نفس
المخرج أم لا وسواء كان المجرى أكثر من الدين هم أو أقل -

رد المحتار على الدر المختار فصل في الاستنجاء ج ۱ ص ۳۸

قدر درہم سے زیادہ نجاست معاف نہیں | سوال :- پیشاب کرنے کے بعد جب
درہم سے استنجاء کر لے جائیں تو کیا پھر پانی
سے استنجاء کرنا ضروری ہے؟ اگر کسی جگہ پانی سے استنجاء کرنے کی فرصت نہ ہو تو کیا صرف
درہم سے استنجاء پر اکتفا کیا جاسکتا ہے؟

الجواب :- اگر نجاست درہم کے اندازہ سے تنجا و اگر گنتی ہو تو دوبارہ پانی سے استنجاء
کرنا ضروری ہے، البتہ اگر درہم کے اندازہ سے نجاست کم ہو یا بالکل نہ ہو تو پھر درہم سے استنجاء
استعمال پر اکتفا جائز ہے، تاہم ایسی صورت میں بھی پانی سے استنجاء کرنا بہتر اور افضل ہے۔

لہ وفي الحديث: ولا استنجاء بالماء أفضل إن أمكنه ذلك من غير كشف العورة وإن
احتاج إلى كشف العورة يستنجي بالماء ولا يستنجي بالماء -

والحديث الثالث في الاستنجاء ج ۱ ص ۳۸ وفي غلامه الفتاوى الاستنجاء ج ۱ ص ۳۵

قال ابراهيم الحلي: اما ان فادلت النجاسة المتبادرة عن الخروج على قدر الدرهم
فصله اي النجس او المخرج فخرج النجاسة كما في آداب الوضوء ۱۲۳

وقال ابن عابد بن: ثم اعلم ان الجمع بين الماء والماء في الفضل ويطبق في الفضل
الاقتصار على الماء ويطبق الاقتصار على الحجر وتحصل السنة بالكل وان تفاوت
الفضل كما افاده في الامداد - (رد المحتار على الدر المختار - فصل الاستنجاء ج ۱ ص ۲۳۵)
ثم املت بهيرت استخار كرسى كالحكم | **سوال ۱** - آجکل خاص قسم کا کاغذ ملتا ہے جو کتنے

کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا، صرف استنجاء کے لیے

بنا یا گیا ہے، کیا اس پر کاغذ کے نام کی وجہ سے استنجاء جائز ہے؟
الجواب :- کاغذ سے استنجاء کے عدم جواز کی علت غفلت اور تقدس ہے کیونکہ
کاغذ عموماً کھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ٹائلے پیرچہ وغیرہ خصوصی طور پر استنجاء کے لیے
تیار کیا گیا ہے، اس لیے مرقوبہ ٹائلے پیرچہ میں کاغذ کی خصوصیات نہ ہونے کی وجہ سے
اس سے استنجاء جائز اور مشروع ہے۔

قال ابن عابد بن: اذا كانت اكلة في الذبيح كونه آلة للكتابة كما ذكرنا
يوخذ منها عدم التكرار لعل لا يصلح لها اذا كان قاطعاً للكتابة غير متقوم كما
قد عناه من جوارحها بالخرق البوالى وهى اذا كان متقوماً فترق قطع منه قطعة لا
قيمة لها بعد القطع بكرة الاستنجاء بها اسلا الظاهر الثاني -

(رد المحتار على الدر المختار فصل الاستنجاء ج ۱ ص ۲۳۵) **سوال ۲** - استنجاء کرتے وقت سلام کرنے یا سلام کا بولنا
استنجاء کے وقت سلام کا حکم | **دینے کا کیا حکم ہے؟**

۱۔ في الحديث بعد الثاني اذا تجاوزت محراباً عجب عند محمد بن حنبل في الحديث في الحديث وهو الاصول -
والحديث الفصل الثالث في الاستنجاء (۱) وفي الحديث في الحديث فصل في الاستنجاء ج ۱ ص ۲۳۵
ثم قال ابن عابد بن: يوسف بن النضر في الحديث في الحديث من الحديث في الحديث كل شيء
ظاهر غير محترم قاطع النجاسة سواء كان حجرًا او مدبرًا، وغیرہما -
رمعارف السنن ج ۱ ص ۱۱۱ | **باب الاستنجاء بالمحجارة**۔

الجواب:، اعتقاد نے پیشاب کرتے وقت سلام کرنے کو مکروہ کھلے ہے، انتہا کرتے وقت اگر تقاضا بول یعنی پیشاب کے قطرے گرتے ہوں تو اس حکم کی رو سے اس وقت بھی سلام مکروہ ہے اور اگر تقاضا بول نہ ہو تو پھر بھی ہے اور اسے غائی نہیں اس لیے ایسے مواقع پر سلام کرنے سے اجتناب کیا جائے اور اگر کوئی شخص سلام کرے تو استنجائے کے بعد جواب دے دے ورنہ کو سلام کے جواب میں تاخیر جائز ہے۔

قال ابن عابدین: عبارة الغرضية فلا يتكلم فيه: أي في الخلاد وفي قضاء عن
 يستأن ابن أبي ليث يكره الكلام في الخلاد وظاهره أنه لا يختص بحال قضاء الحاجة.
 رد المحتار على الدر المختار: فضلى في الاستنجاء ج ۱ ص ۳۳۱

سوال: اگر پیشاب کرنے کے بعد ایک شخص صرف پانی سے استعمال
 پر اعتقاد کرے یعنی وضو استعمال نہ کرے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب:، وضو سے متغی کے بعد پانی سے استنجاء کرنا مستحب ہے اور صفائی نہ ہو
 کا صورت میں جب نماز سے قبل وضو کرے تو پانی سے استنجاء واجب ہے البتہ صرف پانی
 سے اعتقاد بھی جائز ہے، لیکن اس میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ پانی کے استعمال سے قبل
 تقاضا بول نہ ہو ورنہ اس سے بغیر کپڑوں کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہے۔

قال المحقق: يعتبر بقدر ما المانع بصلوة فيما هو، موضع الاستنجاء كان ما
 على الخروج سابقاً شرعاً. قال ابن عابدین: قوله ويعتبر... الخ أي خلافاً لمحمد
 والحاصل أن ما جاء في المخرج أن زاد على الدوم في نفسه يفترض غلبه اتعاقباً
 وإن زاد بضم ما على المخرج إليه لا يفترض عندهما وعند محمد يفترض غلبه بناء
 على أن ما على المخرج في حكم الظاهر عندنا فلا يقطع اعتباره وبضم ما بعد المخرج
 وقد منعنا الاستنجاء فيه إلا حوط. رد المحتار على الدر المختار: فضلى في الاستنجاء ج ۱ ص ۳۳۲

لہ دفع الحدیث، لا یتکلم فیہ ولا یشتعاعط ولا یؤا سلام ولا یجیب التؤاد۔
 والمحدثیۃ: الفصل الثالث فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۳۱ (وَمِنْهُ فِي بَحْرِ الرِّقَابِ) (الاجناس ج ۱ ص ۳۳۱)
 لہ قال: بل لعمري انما لا بد ان يغسل مخرج النجاسة بعد الاجزاء اذا لم يجز ورنما است
 مخرجها اما اذا جازت مخرجها والحال فيها لم يكن يغسل مخرجها من غلبه سنة وان كان قد زال مخرج
 نقله واجب. ركبوى: آداب الوضوء ج ۱ ص ۱۶۹ (وَمِنْهُ فِي لَحْزِيهِ) الفصل الثالث فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۳۲

سوال :- دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کا کیا حکم ہے؟
الجواب :- دائیں ہاتھ کی شرافت کا وجہ ہے استنجاء
 پاکی سے اس میں اس کا استعمال مکروہ ہے البتہ یومرہ در مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں۔

لہذا قال العلماء: شرب الماء يكره الاستنجاء باليد اليمنى الا من عذر - قال
 احمد: مطحون في ثمنه يقيده عدم الكراهة باليمن حال العذر وهو كذلك -
 والطحاوي ما شئت مراقباً فلاح من فصل فيما يجوز به الاستنجاء وما يكره -

سوال :- استنجاء کے لیے پانی کی کوئی خاص مقدار ضروری
 استنجاء کے لیے پانی کی مقدار یا نہیں؟ اگر کسی شخص پر زیادہ پانی استعمال کرے تو اس پر
 حکم میں داخل ہو کر وہ شخص گنہگار ہو گا یا نہیں؟

الجواب :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے استعمال میں احتیاط اور زیادتی کی
 ترغیب دی ہے، لیکن استنجاء کی حالت میں خاص مقدار کی تعیین نہیں، یہ نجاست کی کمی اور زیادہ
 یا استنجاء کے اعتبار سے متفاوت ہے، بیشک ازالتہ نجاست کے بارے میں غالب علیہ نہ ہو تو
 پانی کا استعمال جائز ہے۔

قلل المصحف: والغسل باليد في ان يقع في قلبه انه ظهر ما لم يكن موسراً
 فيقدر بثلاث -

قال ابن عابد: وقوله فيقدر بثلاث هو قيل يسع للحدیث السوار في
 وبلغ الکلب معراج عن الميسوط -

ومد المختار علی الدر المختار فصل في الاستنجاء ج ۱ ص ۳۸۳

لے وفي الهند يكره الاستنجاء بالعظم والنوث والمرجع والطعام واللحم
 والمرجاج وكذا باليمن هكذا في التبيين - واذا كان باليسرى عذراً يمنع الاستنجاء بها
 بازاله يمينه من غير كراهة - (الهندية) - نعم: الثالث في الاستنجاء ج ۱ ص ۳۸۳
 ثم قال برهان الدين: يستعمل الماء اذا ان يقع في غالب نفسه انه قد ظهر ولا يقدر
 بالثلاث الا اذا كان موسراً فيقدره في حقه وقيل السبع -
 والدرية فصل في الاستنجاء ج ۱ ص ۳۸۳ وقوله في مراقباً فلاح من فصل في الاستنجاء ص ۳۸۳

استنبی کرتے وقت شمال کی طرف منکر نے کا حکم | سوال :- ہمارے علاقے میں یہ مشہور ہے کہ شمال کی طرف منکر نے کا حکم ہے اور مغرب کی طرف بڑا قبلہ، تو کیا جس طرح پیشاب دینا غلط کرتے وقت قبلہ کی طرف منکر یا پشت کرنا جائز نہیں شمال کی طرف بھی ایسا ہی حکم ہے یا نہیں؟

الجواب :- احادیث مبارکہ میں قبلہ رکوعہ کی طرف استنبی کے وقت منکر یا پشت کرنا منوع قرار دیا گیا ہے اور اس کے متبادل اربعہ دونوں طرف منکر یا پشت کرنے کا حکم بڑا ہے، البتہ یہ دونوں اطراف کے علاقے جغرافیائی نظام کے مطابق ہوں گے۔ یعنی جہاں کو مغرب یا مشرق کے جانب ہو تو اس کے دونوں اطراف شمال و جنوب ہے اور جہاں کو مشمال یا جنوب کی طرف ہو تو وہاں کے رہنے والوں کو مشرق و مغرب کی طرف منکر نے کا حکم ہے۔

عن ابن ابیوب الانصاری: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتما لیا نطلا
تستقبلوا القبلة ولا تستدبرا ولا تکتفرا أو غیر ذلک۔ (جامع ترمذی) ^۱ ^۲ ^۳ ^۴ ^۵ ^۶ ^۷ ^۸ ^۹ ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰} ^{۱۰۰۱} ^{۱۰۰۲} ^{۱۰۰۳} ^{۱۰۰۴} ^{۱۰۰۵} ^{۱۰۰۶} ^{۱۰۰۷} ^{۱۰۰۸} ^{۱۰۰۹} ^{۱۰۱۰} ^{۱۰۱۱}

استنجا کرنے کا تھوڑا دھوئے کے باوجود بدبو محسوس ہونے کا حکم | سوال :- پانی سے اعتناء کرنے کے بعد ہاتھوں پر کبھی کبھی بدبو محسوس ہوتی ہے جبکہ ہاتھوں پر نجاست کا کوئی وجود بھی نہیں ہوتا، کیا اس طرح بدبو کی موجودگی میں ہاتھ پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب :- پانی سے استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں پر بدبو رہ جانے تو بدبو کی موجودگی میں ہاتھ پاک ہیں، جیسا کہ ہتھیر میں ہے: وَتَطْهَرُ الْيَدُ مَعَ طَهَارَةِ مَوْضِعِ الْأَسْتِنْجَاءِ۔ وَالْهَنْدِیَّةُ ج ۱ ص ۱۹۹؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ استنجاء کے بعد دوبارہ بھی ہاتھوں کو دھویا جائے تاکہ غریب تنقیہ و نظافت حاصل ہو جائے، جیسا کہ ہتھیر میں ہے: اَوْ یَغْسِلُ یَدَهُ کَمَا یَكُونُ یَغْسِلُهَا قَبْلَهُ لَیَكُونَ آتَى وَانْقَلَبَ وَذَرَوْا اَنَّ النَّبِیَّ (صلی اللہ علیہ وسلم) غَسَلَ یَدَهُ بَعْدَ الْأَسْتِنْجَاءِ وَوَدَّ اَنَّ یَدَهُ عَلَی الْخَاطِطِ، كَذَا فِی الْقَنْیَسِ۔ (الہندیہ ج ۱ ص ۱۹۹) الفصل الثالث فی الاستنجاء

سوال :- مرد کے لیے توہین شاپ | عورتوں کے لیے بھی ڈھیلے کا استعمال ضروری ہے | رہائش کے بعد ڈھیلے سے استنجاء

ضروری ہے تو کیا عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے؟ | الجواب :- ڈھیلے کے ساتھ استنجاء کرنا جس طرح مردوں کے لیے مستحب ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی مستحب ہے، ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے مزید پاکی حاصل کرنا زیادہ اونی ہے البتہ مردوں پر استبراء ضروری ہے خود قول پر نہیں۔

قال العلامة ابن عابدین: قلت بن صرح فی الغزنویۃ بانہا تفعل کما یفعل الرجل الا فی الاستبراء فانہما لا استبراء علیہا بل کما فرقت من البول وانیاط لظنہا صبراً صفة لطیفۃ ثم تمسح قلبہ و دیوبہا یا کاستبراء ثم تشنجی بالاماء مرد و اختیار ج ۱ ص ۲۳۰ فصل فی الاستنجاء | لے قال ابن عابدین: علی ما یفعل الرجل و بنی عین نجاست و در مرض طہارت بدی و عشت و اما اگر نجاست بیضرے نگاہ دہی نہیں باید کہ آب شستہ اسی مارا دہی نماید و اگر میں نجاست کہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آست مبارک خورد و خدا شہداء و مشویدہ بود و ارے مالیتہ اثر باقی ماند و اگر از اذن دشوار بود یعنی خارج مایون و غیرہ باشد بقاؤہا باہر است لے۔ و مجموعۃ الفتاویٰ قدس سرہ ج ۲ ص ۲۲۰ فصل فی الاستنجاء

لے و فی الہندیہ، و لما کما تفعل فی جمیع اللذات مثل ما یفعل الرجل فی الشاء

(ر شاوی الہندیہ ج ۱ ص ۱۹۹) الفصل الثالث فی الاستنجاء

حرف ڈھیلے سے استنجا پر اکتفا کرنا | سوال : اگر کوئی شخص ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا بھول جائے اور فرار و وضو کر کے نماز شروع کرے تو کیا اس شخص کی نماز ہو جائے گی یا نہیں ؟

الجواب : اگر پرہیز اور احتیاط ہی سے کہ پانی اور ڈھیلے دونوں سے استنجا کیا جائے ورنہ ایک پر اکتفا بھی جائز ہے ، اس لیے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ڈھیلے سے کچے ہوئے استنجا پر اکتفا کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز درست ہے ۔

قال العلامة ابن عابدین : اعلم ان الجمع بين الماء والخمر افضل وليد في الفضل ان تصفا على الماء وليد ان تصفا على الخمر وتصل السنة بالكل وان تعاقبت الفضل اعادة كل واحد من غير ترك الماء ^{مستحب} فصل في الاستنجا ^{مستحب} | سوال : کیا پانچ دوسورج کی طرف پیشاب کرتے وقت سورج یا چاند کی طرف منہ کرنا ^{مستحب} مگر کے پیشاب یا قانہ کرنا جائز ہے ؟

اور اگر جائز نہیں تو سورج یا چاند باطلوں میں مستور ہونے کی بھی یہی حکم ہے یا نہیں ؟
الجواب : یہ بھی ذفا کر سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب یا قانہ کر کے وقت سورج یا چاند یا تیز ہوا کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے البتہ اگر سورج یا چاند باطلوں میں چھپے ہوئے ہوں تو اس صورت میں پیشاب کر کے وقت ان چیزوں کی طرف منہ کرنا بلا کر بہت جائز ہے ۔

قال العلامة ابن عابدین : وقد نظهر ان المراء استنبال بينهما مطلقا لا جهتهما وكلا ضيحا وان لو صحت ان لا تزأمن عن انه بين ولو صحبا فلا فواضلة وان امكن اهنة ۱۵۱
لعل يكونا في كبد السور (مسند المحتج به ۳) مسئلۃ باب الاستنجا ۳

۳ قان علامہ حسن بن عمار الشریانی : والافضل فی کل زمان الجمع بین سعال الماء والخمر متبایفہم
الخارج ثم فضل الخمر... و یجوز ان یصح ان یقتصر علی الماء فقط وهو علی الجمع بین الماء والخمر
فی الفضل اذا جرح وهو دونہما فی الفضل ، زمانی الفلاح علی صلا الطیلة دی ۳۲ الفضل (استنجا)
وقوله فی المہندیہ ج ۳۴ الفضل ثلاث فی الاستنجا ۔

۳ قان علامہ حسن بن عمار الشریانی : ویکرم استقبال غیر الشمس والفرک کما آیتان عظیمتا
۳ قان اسید احمد لطیف دی تحت قوله ۳۲ استقبال الفوا طلاق انکرا لہذا ۳۲ فی تحریر
وقد ہلہ بن اشارہ الی انہ لو کان فی مکان مستور ولم تکن عنہا ہوا ہی منہ لا یعد
بغیرہ القبلة (موظاوی حاشیۃ مرقا الفلاح ۳۲ فصل فی الاستنجا)

استنجا سے عاجز شخص کیسے استنجا کا حکم | سوال: میرے ایک رشتہ دار کے دونوں ہاتھوں کی

ساتھ بیاہیں گئے ہیں اور وہ غیر شادی شدہ ہے

تو کیا اس کو استنجا کروانا ضروری ہے ؟

الجواب: ہر شخص بذات خود استنجا سے عاجز ہو جائے چنانچہ عیال کی وجہ سے ہو یا تھک گئے ہوں اور اس کی بیوی یا باندہ کی نہ ہو اور خود کسی بھی صورت میں استنجا کرنے پر قادر نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے استنجا کرنا مافق ہے البتہ اگر صرف ایک ہاتھ سے عاجز ہو تو یہاں تک ہو سکے استنجا کرے ورنہ بصورت مجبوری مٹا ف ہے ۔

قال العلامة عالمین بعد الاشارة الى الرجل المريض اذا لم يكن له امر فحق ائمة وعلماء وادعوا
لا يقدر على الوضوء قال يتوضأ بغير الاستنجاء فانه لا يمس فحواً ويستطعم عنه والماء للوضوء
اذا لم يكن له زوجة ولا قدس على الوضوء ولما ثبت او اذنت قوضتها ويستطعم عنها الاستنجاء احمدا
يحيى بن خذ الانه لا يجرى في حكمه لا يفي . (الفتاوى المتأخرات ج ۱ ص ۱۰۰)

سوال: مرد اور عورت کے استنجا میں کوئی فرق ہے یا نہیں ؟
الجواب: مرد اور عورت کے استنجا میں کوئی فرق نہیں البتہ ہر طرح
پانی اور ڈھیلے دونوں مرد استعمال کر سکتے ہیں عورت کے لیے بھی جائز ہے البتہ مرد کیلئے استنجا اور عورت کے لیے

استنجا میں فرق ہے ۔
قال ابن عثيمين: قلت بل مصرح في الفتوى بانها تفعل كما يفعل الرجال لا في الاستبراء فانها لا تستبرئ
عليها بل كالحائض من الحيض . (الفتاوى المتأخرات ج ۱ ص ۱۰۰) فصل في الاستنجاء ص ۱۰۰

الحق ان الصلاة ما دبر حتى تحت قوضتها امر المريض وانما تاريخية والرجل المريض اذا لم يكن له
امرأة ولا دابة ولا يدعوا ولا يقدر على الوضوء قال يتوضأ بغير الاستنجاء فانه لا يمس فحواً ويستطعم عنه
والمرأة المريضة اذا لم يكن لها قدس ولا قدس على الوضوء ولما ثبت او اذنت قوضتها ويستطعم عنها
والاستنجاء احمدا يحيى بن خذ الانه لا يجرى في حكمه لا يفي . (الفتاوى المتأخرات ج ۱ ص ۱۰۰)

وَمَنْ لَمْ يَلِ السَّجْدَةَ جِزْءًا كَرِهَتْهُ . فصل في الاستنجاء .
قال ابن عثيمين: يلزم الرجل الاستنجاء ولو لم يجد الماء فليست له صلاة ولا يشرع حتى
يغسل يديه ولا يمسح برأسه ولا يمسح بغيره . (الفتاوى المتأخرات ج ۱ ص ۱۰۰) فصل في الاستنجاء
وَمَنْ لَمْ يَلِ السَّجْدَةَ جِزْءًا كَرِهَتْهُ بِابْنِ أَبِي نَجْمٍ .

بوجہ مجبوری دوسرے سے استنجا کرنا | **سوال** :- ایک شخص استنجا کر رہا ہے کہ خود استنجا کر نہ سکے۔ ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر کوئی شخص بیماری یا بیماری کے بعد مجبوری کی وجہ سے خود استنجا کر نہ سکا تو نہیں تو اس کے لیے کسی دوسرے سے استنجا کرانا جائز ہے بشرطیکہ اس کی بیوی یا ماں یا کسی سے استنجا کرے، ان کے علاوہ کسی اور سے استنجا کرنا درست نہیں، ایسی صورت میں اس کے لیے استنجا معاف ہے۔

ساقی الہندیۃ :- الرجل المویض اذا لم یکن ذی الصلۃ ولا ائمة ولا ابن اواخ وهو لا یقدر علی الوضوء فانہ یوضو بہ ایستہ او اخو یا غلاما لا یستنجی فانہ لا یس فیجہ و سقط عنہ الاستنجاء کذا فی المغنۃ : والمرأة المریضۃ : ای لہ کبر علیما زوج ویا جرحہ عن الوضوء ولہذا یستہ ووقت توضیہا وسقط عنہ الاستنجاء۔

(فتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل ثالث فی الاستنجاء) لے

سوال :- ہاتھوں پہنے کی صورت میں کھڑے ہو کر پیشاب کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ

الجواب :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت مجبوری مضر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے ورنہ عمومی حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب فرمایا ہے اس لیے فقہاء کو اس نے پیشاب کرنے کا حکم دیا ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص چلوں پہنے ہوا اور پیشاب کر سکے تو اس کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے ورنہ مجبوری کھڑے ہو کر کرنا ہرگز نہیں لیکن پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو بچائے۔

ساقی الہندیۃ :- ذکرنا فیہ..... ان یقول قائلًا او مضطجعا او مجردا من اؤلم

لہ قال: العلمۃ خزائن فی فاضل خانج :- وذا قالوا فی المریض اذا لہ یکن ذی الصلۃ وبعجز عن الوضوء وذلہ بن اوشح فانہ یوضو بہ، لآئذ لا یس فرجہ لایمن یحل لہ یطوہا وذلہ بن اوشح مریضۃ ان لہ یکن لہما زوج وبعجزت عن الوضوء وذلہ بن اوشح توضیہا وسقط عنہا الاستنجاء۔ ایضا وی ذانی خان علی ہذا مش الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ فصل فی صفة وضوء

بلا عذر اح قال انما صفة من ما يدعى (تحت قول ان رسول قائما لما ورد من النبي عنه لقوله
عائشة رضي الله عنها من حد لكم ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول قائما فلا اثم لقوله
ما من من رسول الا قاعدا ... فلن اقام ... علماء كبراء لا يخفون وهي كراهة فخرية
لا تحريم - رده المتعذر ج ۱ مسئلة ۱ باب الاستنجاء - لہ

سوال - خواتین میں یہ عادت ہوئی
پیشاب کرتے وقت نیچے کو قبلہ رخ کر کے کھڑی ہوتی ہیں اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب - قبلہ کی طرف استدبار و استقبال دونوں مکروہ ہے، فقہی ذخائر میں محدثوں کے
اس عمل کو مکروہ قرار دیا ہے کہ وہ بظاہر پیشاب یا پانچنے کے لیے قبلہ رخ کر کے کھڑی ہو جائیں
ایسے عمل سے اجتناب کرنا ضرور کہ ہے۔

کذا قال المحققون، وكن أكره هذه غير التحريمية والتشريعية بشرأ أقاموا
مفعول ليعول، ومما لم نحوا لقلته - (لیسر المختار علی صدر مد المحتار : مسئلہ باب التشریع لہ
سوال - جناب مفتی صاحب! میں نے ایک
بیت اٹھلا دیں داخل تو نے کا طر تعمیر شخص سے شناسہ کر بیت اٹھلا دیں داخل کرتے
وقت پہلے انہیں باہر کر دیا اور پھر داخل کرنا چاہیے اور نیکے وقت پہلے وہاں باہر کرنا چاہیے
کیا یہ درست ہے؟

الجواب - معاشرہ میں جو قسم کے اعمال ہوتے ہیں، ایک وہ اعمال جو عظمت و حرمت

لہ قال الامام ابو یوسف سنوئی : ان الیون قائما وان كانت قد نفضت وانیع ... او جہلا للتحريم
كما قال الترمذی ولكن الموقوف القموی من تعزیه اذلی حیث اصغر شعاع غیر مسلمین من
الکفار - : معرف السنن * مسئلہ ۱ باب ما جاء من الرخصة في ذلك ؟

راہ قال العلامة حسن بن علی زعفرانی، ویکوہ صائغ الصبی نحو لقلته ليعول، قال استند
حمد المحطوطی، تحت قول یکره الصائغ بالشبی ... ویکوہ ... کہ حال قضاء حاجت
نحو لقلته و عین انفسرین و نحو ذلک، واطحطاوی حاشیہ مراق الفخر ج ۱ باب الاستنجاء و
و مثنیٰ فی البصر الموانع ج ۱ مسئلہ ۱ فصل فی الاستنجاء -

دائے ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں اور بے غفلت و حرمت و سے اعمال، شریعت تقدیر میں
ہر غفلت وائے عمل کو دائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم ہے اور ہر شمس عمل کو بائیں طرف سے
شروع کرنے کا حکم ہے۔ چونکہ بیت الخلاء، ٹھیس اور غریبی شان والے اعمال سے تسبیح رکعت
ہے اس لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بائیں پاؤں سے داخل ہونا چاہیے اور نکلنے
وقت دائیں پاؤں کو پیچھے لگانا چاہیے اور یہی آیہ بیت الخلاء ہے۔

لما قال تنبؤ وحیہ از حیثی۔۔۔ داخل الخلاء برجلہ الیسوی و یخرج برجلہ الیمینی
و معتدل ما لا من من کلیم چنانچہ بالیمین و خلافتہ بالیسار مناسبہ انھیں حکم
دایسار و شب معتدل۔۔۔ راختہ الاسلامی و بدلتہ برائے الخلاء و با تعذیلہ لہ

دوران قضاء حاجت اگر چھینک آجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ **سوال**۔۔۔ اگر قضاء حاجت
کے دوران کسی کو چھینک آجائے

تو کیا وہ الحمد للہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔۔۔ قضاء حاجت کے دوران باتیں کرنا یا ذکر کرنا وغیرہ مکروہ ہے، نیز
اگر کسی کو دوران قضاء حاجت چھینک آجائے تو اس کو دل میں الحمد للہ پڑھ لینا چاہیے
نہیں اس کا رد و نہ کرے۔

سما فی الہندیۃ: فان عصى حمد لله عقبه ولا یخرج سبہ الخ۔

راختہ و فی الہندیۃ: انک حصل فی الاصل جملہ سے

قضاء حاجت کو بیٹھنے کے لیے کس وقت پڑھنا چاہئے؟ **سوال**۔۔۔ بناب فرض جب
جب کوئی شخص قضاء حاجت کیلئے

لہ و فی الہندیۃ: ویستحب بعد الدخول فی الخلاء ان یقول: یتقم فی مودہ
من الثبت و الخیاض و یتقد برجلہ الیسوی و عند الخروج یتقد بالیمین۔

والف و فی الہندیۃ: منک فضل فی الاستنجاء۔

و منک فی معارف السنن: انک باب ما یقولون اذا دخل الخلاء۔

لکھ و ان الشیخ و ہذا لیس: و از عفی حمد اللہ عقبہ و یقول بعد الاستنجاء: انک لکھ و فی
معارف السنن: راختہ الاسلامی و بدلتہ جملہ خامسا و ذات فضلہ (الحاجۃ)

بیت الخلا رہے تو دو کس وقت پہنچے کپڑے کو اٹھاتے ؟
الجواب :- قضاء حاجت کے لیے بیٹھے وقت پہنچے کپڑے کو ترپ اٹھائے جب کوزین
 کے قریب پہنچے ۔

سما قال الشيخ وجهه الزجیل :- يستحب اليرفع ثوبه حتى يدنو من الارض لا في
 ذلك استوله وساروی ابو داود عن النبي صل الله عليه وسلم انما كان اذا اراد الحاجة
 لا يرفع ثوبه حتى يدنو من الارض . (انفق الاسلام وادلتها ج ۲) غامضاً كوي قضاء الحاجة لم
بیت الخلا میں قرآنی آیات یا احادیث کے اوراق سمیت جاننا | **مسوال :-** کیا قضاء
 جاتے وقت جیب میں آیات قرآنی یا احادیث کے اوراق ہوں تو ایسی حالت میں بیت الخلا میں
 جانا اور قضاء حاجت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- شریعت اسلامی میں ہر معلوم شے کی تعظیم و احترام لازم ہے چونکہ آیات قرآنی
 اور احادیث وغیرہ کے اوراق انتہائی معلوم و مکرم ہیں اور بیت الخلا میں ساتھ ساتھ چلنے سے
 ان کی تحقیر ہوتی ہے اس لیے قطعاً ایسا کرنا منع اجتناب کیا جائے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بذات خود بیت الخلا میں جاتے وقت اپنی انگوٹھی اٹھا لیتے تھے جس میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا
 البتہ اگر ایسے کاغذات جیسے باہر سے کئے ہوئے یا شے ہوئے کا شجرہ ہو تو پھر ساتھ لے جاتے ہیں
 کوئی قہاحت نہیں ۔

سما قال الشيخ وجهه الزجیل :- لا یجوز مکتوباً ذکر اسم الله عليه
 او مکتوب اسم معظم كالتيكدة والعزیز والكریم ومحمد و احمد ۔ باروقاضی
 فان النبي صل الله عليه وسلم كان اذا دخل الخلاء وضع خاتمه وكان فيه

لے من ابن عمر عن النبي صل الله عليه وسلم كان اذا اراد حاجة لا يرفع ثوبه حتى يدنو
 من الارض ۔ قال الشيخ خليل احمد السبيل بقوى تحت هذا الاحتياط وهذا
 لان النبي صلى الله عليه وسلم لم يترك في الخلاء ايها وقال الله اعنان يستحي منه
 من الناس وهذا يدل على ان جواز التعرق في الخلاء للضرورة فلا ينبغي ان يرفع ثوبه قبل
 الغرض :- (بذل المجاهد ج ۱ ص ۱۰) بلب كيت التكتف عند الحاجة

محمد، رسول اللہ نان حنفہ پہ واحترز علیہ من المقسوط فلا یس۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۱ ص ۱۸۸ آداب قضاء الحاجۃ ص ۱۸)

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور محدثین
کے قضاہ حاجت کے دوران پریش یا سوک کرنا
کہ ایک شخص قضاہ حاجت کیلئے بیت الخلاء
میں بیٹھا ہو یہ مگر اسی دوران وہ سوک بھی کر رہا ہے تو کیا ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب :- قضاہ حاجت کے مستحبات میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص قضاہ حاجت کے دوران
قضاہ حاجت کے علاوہ اور کوئی عمل نہ کرے نہ آسمانی کو دیکھے اور نہ اپنی شرمگاہ پر نظر کرے اور
نہ دائیں بائیں طرف دیکھے اسی طرح اس دوران سوک یا برش کر سنے سے بھی اجتناب کرے۔

لسا قال الشيخ رحمه الله :- يستحب الا ينظر الى السارد ولا الى افرجه ولا الى
ما يقع منه ولا يعث بيده ولا يلتفت يمينا ولا شمالا ولا يثاقل كان فلا يك
كله ولا يلق به له۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۱ ص ۱۸۸ آداب قضاء الحاجۃ ص ۱۸)

سوال :- بعض مساجد کے استغنیٰ خانے مسجد
بیت الخلاء میں بغیر جوڑوں کے جانے کا حکم
میں ایسی جگہ ہوتے ہیں جہاں جوڑوں سے بیت الخلاء
میں نہیں اس لیے کہ مسجد کے صحن سے گزرتا پڑتا ہے، تو کیا ایسے استغنیٰ خانوں یا بیت الخلاء میں
بغیر جوڑوں کے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- ویسے تو جوڑے ہیں کہ بیت الخلاء وغیرہ میں جانا آداب قضاہ حاجت سے
ہے اور مستحب ہے، لیکن صورت مشمولہ میں مسجد کی عظمت اور حرمت کے پیش نظر جوڑوں کے بغیر

لے قال الشيخ خليل: أحسنها نفق، أي: تحت قول النبي: من انس ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان إذا دخل الخلاء، وضع خاتمه، يعني: يغرق خاتمه من الأصبع ثم يضعه خارج
الخلاء ولا يدخل الخلاء مع الخاتم وهذا تعظيم اسم الله عز وجل ويدخل فيه كل ما كان فيه
اسم الله من إقراس والدراهم الخ (بذل الحبيب ج ۱ ص ۱۸۸) (بذل الحبيب ج ۱ ص ۱۸۸)
لے قال الشيخ رحمه الله :- ولا ينظر لمورثه ولا الحاجة ولا ينظر الى ما يجز منه ولا يجر ولا يمشط
ولا يمتنع ولا يكفر ولا يثاقل ولا يعث بيده ولا يرفع يده الى الاستحالة الخ
(الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۸ فصل في الاستنجاء)

جس نے میں کوئی قیامت نہیں دیکھی، وہ مناسب یہ ہے کہ صاحب کے اجتہاد کے کسی ایسی جگہ پر نہیں
تہاں جو توں میں تہاں لیکن ہو۔

لما قال الشيخ وهبة الزحيلي: ان يلبس عليه ويسترد عليه ويأخذ
عن راسه استنجاء ويهين ويعد للزجل للنجاسة من ماء وضوء.
الفقه الاسلامي وادلتہ ج ۱، باب غسل الماء والنجاسة

استعمال شدہ ڈھیلوں کے دوبارہ استعمال کا حکم اس سوال پر بعض لوگ استعمال شدہ ڈھیلے
اسے دوبارہ استعمال کرتے ہیں، ارادئے شریعہ
ڈھیلوں کے سوکھ جانے کے بعد ان سے دوبارہ استعمال کیا جاسکتا ہے؟

الجواب:۔ استنجاء بالانجاء کے لیے ضروری ہے کہ ڈھیلے وغیرہ پاک ہو، اسی بنا پر
فقہاء نے مستعمل ڈھیلے سے اجتہاد کو ناجائز قرار دیا ہے۔ تاہم اگر ڈھیلے بڑا ہونے کے ساتھ ہی
کے کئی کچھ بھی ہوں تو متعدد ڈھیلوں کے حکم میں، تو اگر ہر ایک کو نئے سے نئے غسل کر دیا جائے تو اگر
درست ہے۔

قال العلامة ابن ہمام: ولا يعز منه الاستنجاء بعجرا استنجى به مرة لا ان يكون
له حرف اخر لم يستنج به. (فتح القدیر ج ۱ ص ۱۰۰) فعل فی الاستنجاء



لے قال فی الہندیۃ: ولا یستنجی بعجرا استنجى به مرة هو او غيره
الا اذا حفر حفر لہ ان یستنجی کل مرة بطرف لم یستنج به فیسو
من غیر کراہتہ کذا فی المحیط۔ (الہندیۃ الفصل الثالث فی الاستنجاء ج ۱ ص ۱۰۰)
وَمِنْهُ فِي خِلَاصَةِ الْقَنَاطِرِ: بَابُ الْأَسْتِنْجَاءِ ج ۱ ص ۱۰۰

مذکور سے، اب اگر کسی شخص کے سر کے نصف سے بال شروع ہوئے ہوں تو اس بال سے
اس کو کیا کرنا چاہیئے ؟

الجواب :- فقہاء کرام کی عبارات میں جو یہ مذکور ہے کہ چہرے کی حد سر کے
بالوں جیسے کہ ٹھوڑی کے نیچے تک ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ عام طور پر مجال سے
سر کے بال اُنکے شروع ہوتے ہیں یعنی عرف میں بال اُنکے کی جڑ سے ہو اس کا اعتبار ہے
اس لیے جو آدمی بالکل گنجا ہو یا اس کے بال سر کے نصف سے شروع ہوتے ہوں تو اسے
عرف کے مطابق عمل کرنا چاہیئے ۔

قال العلامة حسن بن عثمان الشرنبلالی : وَحَدَّثَنَا هِيَ جِلَّةُ الْمَوْجِعِ طَوْلًا قَصِي
مِبْدَأُ صَلَاحِ الْجَبْهَةِ مَسْوُوكَانِ بِهِ شَعْرَا لَا - قَالَ الْعِيدُ أَحْمَدُ الطَّحْطَاوِيُّ : (قَوْلُهُ
سَوَاءٌ كَانَ بِهِ شَعْرَانِ لَا) إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ الْأَعْمَ وَالْأَصْلَحَ وَالْأَقْرَبَ وَالْأَنْزَعُ فَرَضَ
غَسْلَ الْوُجْهِ مِنْهُمَا مَذْكُورَ - (طَحْطَاوِيُّ) وَ سَرَّاقُ الصَّلَاحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْوُضُوءُ بِالْمِ

نہند سے بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنے کا حکم | سوال :- کیا رات کی نیند سے
بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا
مسوٰک ہے یا ہر نیند (چاہے دوپہر کا قیلولہ ہو یا رات کی نیند) سے اٹھنے کے بعد
مسواک کرنا مسنون ہے ؟

الجواب :- فقہاء کرام نے مطلقاً نیند سے جاگنے کے بعد مسواک کرنے کو مستحب
کے قیلوبہ یا ہے رات کی نیند ہو یا دوپہر کا قیلولہ ، اس لیے ہر نیند سے جاگنے کے بعد
بعد مسواک کرنا مستحب ہے ۔

قال العلامة حسن بن عثمان الشرنبلالی رحمه الله : وَيَسْتَحَبُّ التَّغْيِيرُ الْفَمِ

لَمْ يَأْتِ بِإِلْعَامَةِ الْحَصَكِيِّ ، مَنْ مَبْدَأُ صَلَاحِ جَبْهَتِهِ هِيَ أَمْتَوْضُوهُ بِعَرْنَةِ الْقَامِ إِذَا غَسَلَ
وَقَفَهُ هِيَ مَنِيَّتُ السَّانَةِ السُّفْلَى طَوْلًا كَانَ عَلَيْهِ شَعْرٌ أَوْ لَا هَذَا مِنْ قَوْلِهِمْ مَنْ
قَصَّاصِ شَعْرِهِ الْجَارِي عَلَى انْقَالِبِ إِلَى الْمَطْرِدِ لِيَعْمَ الْأَعْمَ وَالْأَصْلَحَ وَالْأَنْزَعُ -

وَلَا يَخْتَارُ عَلَى صَدْرِهِ دَاخِلًا بِجَمْعِهِ كِتَابُ الطَّهَارَةِ

وَمَثَلُهُ فِي الْهِنْدِيَّةِ بِإِسْمِ كِتَابِ الطَّهَارَةِ -

وایقام من الخوف۔ (صوابی انضلاح علی مدنی المخطوطات فی کتاب فصل من الوضوء)

سوال : جناب مفتی صاحب! میری

دواؤں میں راور بہت کمزور ہے اور اگر وہ

سے اُن پر ضرور خیر کے لیے پانی استعمال کرنا منع کر دیا ہے اس وجہ سے میں ان کو تیمم کرنا چاہتا ہوں تو کیا تیمم کی نیت کرنا میرے لیے لازم ہے یا میری دواؤں کے لیے؟

الجواب : تیمم میں نیت کا وجوب ہر شخص پر لازم ہے جو پاکی و طہارت حاصل کرنا چاہتا ہو، چوں کہ صورت مسئلہ میں پاکی آپ کی دواؤں سے حاصل کرتی ہیں اس لیے تیمم کی نیت کرنا ان کے لیے لازمی ہے آپ کے لیے نہیں۔

لما قال العلامة بن نعیم انصری رحمہ اللہ : «مریض تہتہ غیرہ فالنیت علی المریض دون الختم» انتهى (الاشباہ والنظائر^{۱۸} القامدة الثانية ۳۳۴) ۷

سوال : جناب کے غسل

پانی کے چھینٹے پانی کے برتن میں گر جائیں تو کیا اس باقی پانی کو پاک ہونا ہے یا نہیں؟

الجواب : نعمتاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر جذب آدمی کے بدن سے غسل کے دوران گرے گا تو باقی کے چھینٹے صاف پانی میں گر جائیں تو اس سے صاف پانی ناپاک نہیں ہوتا اس سے غسل کرنا جائز ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ : «يستحب في خمسة مواضع اقتصار المني وتغيير الماء من القيام والنوم والقيام الى الصلوة وعند الوضوء»۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۷۱ مطلب فی ذلک المذہب)۔

۱۸ مشکوٰۃ فی البحار الرقی ج ۱ ص ۱۷۱ المذہب۔

۱۹ تہذیب الشیخ مفتی عبد الرحیم لاہوریؒ : مذکورہ لاپرواہی در مجبور ہی کی صورتوں میں دوسرا شخص تیمم کر دے تو تیمم ہو جائے گا مگر نیت معذور کوئی کرنا ہوگی، تیمم کرنے والے کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔

(نماز وعبادہ وعیالہ : ص ۱۷۱ کتاب عبادت)

لانی الہندیۃ - جنب اغتسل فانتضح من غسلہ شی فی انائہ لم یفسد
 علیہ الماء - (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲۳ الفصل الثانی فیما لا یجوز بہ التوضوء)
 نجس اشیاء کے دھوئیں کا حکم | **سوال** - بسا اوقات کوزہ اگر گھٹ کے جگہ دھواں

بدن پر لگ جائے تو کیا اس سے بدن اور کپڑے ناپاک ہو جائیں گے یا نہیں؟
الجواب - نجاست سے اٹھنے والا دھواں ناپاک نہیں ہے اور کپڑوں یا بدن پر لگ
 جائے تو اس سے کپڑے اور بدن نجس (ناپاک) نہیں ہوتے، اگرچہ بعض اوقات ناپاک ہونے
 کے بھی مرقی ہیں مگر راجح قول یہ ہے کہ اس سے کپڑے یا بدن ناپاک نہیں ہوتے۔

لانی الہندیۃ - دخان نجاسة اذا اصاب الثوب والبدن الصبیحۃ لا یغسل
 (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲۳ الفصل الثانی فی الامیان الخصة بہ)

شیر خوار پیچے کی قمی کا حکم | **سوال** - اگر چھوٹا شیر خوار بچہ کسی پرتے کر دے تو کیا
 اس کی قمی پاک ہے یا نہیں؟
الجواب - قے جب منہ بھر کے اُٹے تو مطلقاً نجس ہے چاہے بڑے آدمی کے
 منہ سے اُٹے یا شیر خوار بچے کے منہ سے، تاہم اگر قے منہ بھر کے نہ اُٹے
 تو ناپاک نہیں۔

قال الامام الخميني: يشقّضه شيء ملأناه من مؤاخذة أو ۱۱۰ م ۱۵۱۰ م ص ۲۰۰
 محدثہ وان لم یستقر وهو نجس مغلظ ولو من جسی ساحة القضاء وهو الصیبر -
 لمناطة النجاسة فکرم الحیاتی - (الدر المختار علی مدار المحتار ج ۱ ص ۱۳۷)
 مطلب نواقض الوضوء

ثم قال العلامة طاهري: عبد الرشيد الفتاوى ج ۱ - اغتسل فانتضح من غسلہ شی فی انائہ لم یفسد
 علیہ الماء - (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲۳ الفصل الثانی فیما لا یجوز بہ التوضوء)
 علامہ طہری علامۃ صحت بن عطاء اللہ رحمہ اللہ او بعد از اکتیاف و از صلب و
 و الحدا ۱۳۷۱ اذا قطرا یحصى نجا استسائا - (مراقی الفلاح علی ص ۱۳۷)
 قبل الفصل یظهر جند (۱۳۷۱)

چھوٹے بچے کا پانی میں ہاتھ ڈالنا | سوال :- اگر کوئی چھوٹا بچہ پانی کے ٹکے سے
ہاتھ ڈال دے تو اس پانی کے استعمال کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- صورت مسئلہ میں پانی کی طہارت اور ناپاکی بچے کے ہاتھوں کی طہارت
اور ناپاکی پر منحصر ہے ، اگر بچے کے ہاتھ یقینی طور پر پاک و صاف ہوں تو یہاں مشہور پانی بھی
پاک ہے اور اگر بچے کے ہاتھ نجس ہوں تو پانی بھی ناپاک نہا تم اگر شک کی سی صورت پیش نہ
جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس پانی کو استعمال نہ کیا جائے اور اگر استعمال کر بھی لیا جائے تو
اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

قال العلامة فقہ الدین قاضی خانؒ : وكذا الصبي اذا دخل يده في البئر أو في
الناف أو يتوضأ منه استحساناً ما لم يترجح وان لم يترجح وتوضأ به غيره
فأدى توضأه حتى هاشم الهندية جرحه فعل في البئر ۔

وضو کرتے وقت اذان کا جواب دینے کا حکم | سوال :- اگر کوئی شخص وضو کر رہا ہو اور اسی
اذان شروع ہو جائے تو کیا یہ شخص وضو کرے ؟

الجواب :- وضو کرتے وقت مسنون دعائیں پڑھنا اور اذان کا جواب دینا دونوں
سنت ہیں البتہ دونوں میں سے جو بھی چاہے پڑھ سکتا ہے ، تاہم اذان کا جواب دینا زیادہ
بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان سنتے ہوئے کو سلام کا جواب دینا بھی مناسب نہیں
حالانکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے ۔

قال العلامة السبكيؒ : ولا ينبغي ان يتكلم نسامع في حال الاذان والاقامة ولا يستعمل
بقراءة القرآن ولا يقرأ من القرآن سوى الإجابة ولو كان في القراءة ينبغي ان يقطع ويستعمل في
والاجابة ۔ (رد المحتار ج ۱ صفحہ ۱۷۷) (ملاحظہ ہو علی سامعین عند الاذان) ۔

الحال الصلاة (ہی عابد پر) : وینبغي لك مع ان لا يتكلم ولا يشتغل بشئ في حالة
الاذان والاقامة ولا يقرأ السلام الا بالكل بخل بالنظم
(رد المحتار ج ۱ صفحہ ۳۹۹) باب الاذان ۔ مطلب فی کرحہ تکرار الجماعۃ فی المسجد (

تیمم کے چاروں طرف سے مسافت کی تحدید | سوال :- پانی کتنی مسافت کی دوری پر ہو
تیمم کرنا جائز ہوتا ہے ؟

الجواب :- جب آدمی سے پانی ایک میل کے فاصلے پر ہو تو تیمم جائز ہے اور میل سے
مراد چار ہزار ذرا ہے یعنی جب آدمی سے چاروں طرف ایک ایک میں کا فاصلہ ہو تو تیمم کرنا
جائز ہے ۔

قال المصنف رحمه الله تعالى : انما الفرق بين المسافتين في المسافة الواحدة اذ في
الاحد اربع وعشرون اصبعاً وفي الست شعيرات ظهريتين وست شعيرات
بطنية .

سوال :- کوئلہ دھاری کا ہوتا ہے ۔ (را) جلی دھاری) کوئلہ جو کرکان سے
لگا ہوا ہے ، اور ایک وہ جو کرکان سے کوئلہ بتایا جاتا ہے

کی جلی دھاری) کوئلہ اور اس کی بنی ہوئی راگھ پر تیمم کرنا جائز ہے ؟
الجواب :- جلی کوئلہ جو کوئلہ پر ہے اس سے تیمم جائز ہے اس لیے کہ جس الارض سے شمار ہو گا جس پر
تیمم صحیح اور درست ہے اسی طرح اس کی راگھ پر بھی تیمم صحیح ہے ۔

قال المصنف رحمه الله تعالى : لا ريب في ان الارض التي هي كالحجر من فوق
او منقول . (المراد المختار على مسند) و المختار ج ۱ ص ۱۲۱ باب التيمم ۱۱

سوال :- راگھ پر تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں ؟
الجواب :- تیمم کے لیے جس الارض ہونا ضروری ہے نہایت کرا

نے جس الارض کی پہچان کے بارے میں فرمایا ہے کہ جس الارض ہر وہ شے ہے جو جلائے سے

لحم وفي الهندية ، ويعنون التيمم لمن كان بعيداً عن الماء مثلما هو المختار في المختار رسول

كان خارجاً من مصر وفيه وهو الصحيح وسواء كان مسافراً او مقرباً . ان الميل هو ثلث

الفرسخ اربعة اكلات ذراع طويل كل ذراع اربع وعشرون اصبعاً وعرض على

اصبع ست حبات شعيرة مطبوخة ظهريتين . (الهندية ج ۱ ص ۱۲۱ باب التيمم)

لحم قال الشيخ خليل احمد : يشك في كون جلی کوئلہ اور اس کی راگھ پر تیمم کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا

علم بخلافہ ۔ (فتاویٰ خلیل جلد ۱ ص ۱۲۱ باب التيمم)

نہ رکھنے اور پھل جائے۔ پھر نہ رکھ اس نئے سے نئی ہے جو مل کر رکھ کر جاتی ہے جن جن جنس الارض کی تعریف صادق نہیں آتی، اس لیے طہارت کے باوجود اس سے نجس نہ جانتے ہیں۔

قال: فعلامة ابو بکر انکاسانی جنس الارض فکل ما یختلق بالاندر فیصیر
ردا کا لخطب والحدیث ونحوها وما یطبع ویلین کالحدید والنصر والنحاس
والزجاج وعین الذهب والفضة ونحوها فلیس من الارض وما کان بخلاف
ذلک فهو من جنسها۔ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۵۰ فصل فی بیان مایستقیم بہ) **گدایا کیسے نجس ہوگا**
سوال: ایسا شخص صاحب فراش ہے اور دائروں نے اس کو
پالنے کے استعمال سے منع کیا ہو لہذا، کیا وہ گدایا کیسے پر تیمم کر سکتا
ہے یا نہیں؟

الجواب: ایسا صاحب فراش جس کو دائروں نے پانی کے استعمال سے منع کیا ہو
اس کیلئے گدایا اور حکیم پر تیمم کرنا ناجائز ہے بلکہ اس پر غبار ہو گیا کہ فتاویٰ ناظرانہ میں ہے۔
والصیح قولہ الی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، وصورة التیمم بالانبار ان یتضر بہ
ثوباً بولداً او ساداً او ما أشبه ہا من الکھیان الظاہرة التي علیہا غبار قاذر
ویم التیمم علی ید ورجلہ۔ (تاتارخانیہ ج ۱ ص ۲۲۰ باب التیمم) **۱۰**
لہذا فی الہندیہ: ما یخترق بالاندر فیصیر رد کا لخطب والحدیث ونحوها او ما
یطبع ویلین کالحدید والنصر والنحاس وعین الذهب والفضة ونحوها
فلیس من جنس الارض وما کان بخلاف ذلک فهو من جنسها۔

(الہندیہ ج ۱ ص ۲۲۰ الباب الرابع فی التیمم الفصل الاول)

۲۰ قال: یرحمہم اللہ! کما لا یوزن عندنا، ما یس من جنس الارض وهو ما یلین
بالاندر ویترصد کالذهب والفضة والحدید والرماس، والنصر والنحاس، ونحو ما
یطبع ویلین، بالاندر کالخطبة وما ثل الحیو والاطعمة من تنوالة وغیرہا ونحو الثیبات
مسا یتم من بالاندر اذ الیہ یکن علیہا غبار وان کان علی ہذہ الاشیا المذکورہ غبار یجوز
التیمم بغیرہا عندی حنیفہ۔ (المرکز کبیری ص ۲۰۰ باب التیمم)
وہم لک فی مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۲۰ کتاب الطہارۃ۔

ایک ہی جگہ پر متعدد بار تہتم کرنا : سوال ۱۔ ایک ہی جگہ پر بار بار تہتم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ ایک ہی ڈھیلے یا جگہ پر بار بار تہتم کرنا فقہاء کو اس کی تصریح سے مجوز معلوم ہوتا ہے اس لیے ایک جگہ پر بار بار تہتم کرنا جائز ہے۔

لما قال العالم من الدعاء كذا لم يخطئ، وإذا تهمم من رياء من موضع واحد جائز.

والثنا في الصلاة ج ۱ ص ۱۸۷ قس من غير أن التيمم واجب في كل ركعة

ملاذ قرآن کیلئے کے لئے تہتم نماز پڑھنے کا حکم : اسوال :۔ جو تہتم سورت یا دیگر اذکار پڑھنے کی جاسے نماز پڑھتا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ عبادت کی دو قسمیں ہیں اور وہ جس کیلئے عبادت شرط ہے مثلاً نماز، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ (۲) وہ جس کے لیے عبادت شرط نہیں مثلاً تلاوت قرآن، دخول مسجد، تعلیم دین وغیرہ۔

اب اگر تہتم ان عبادات کے لیے کیا جائے جن کے لیے عبادت شرط ہے تو اس تہتم سے جس عبادت اور نماز جائز ہے اور اگر تہتم اس عبادت کے لیے کیا گیا، تو جن کے لیے عبادت شرط نہیں تو اس سے وہ عبادات جن کے لیے عبادت شرط ہے، اور اس صحیح نہیں۔ لہذا تلاوت قرآن یا دیگر اذکار کے لیے جو جگہ طہارت شرط نہیں اس لیے اس تہتم سے نماز پڑھنا بھی درست نہیں۔

لما قال الحنفی: لو تيمم لدخول مسجد أو لقرآن أو لوضوء مصحف... فصح أن الصلوة بعد إقامة قول بن عبد بن: (قوله لم تجز الصلاة في أي نفقة الشئ، وهو من بن أن الشئ ما مقصود وكونه لا محل ألا بالطهارة

در رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۵ باب التيمم ۲۱۵

له وفي الهندية: وإذا تيمم من رياء من موضع واحد في الصلاة والثناء في الصلاة

الهندية ج ۱ ص ۱۸۷ التيمم: الفصل الثالث في التيمم

الحق قال ابن نجيم: يوصح حوالاً بأن تيمم دخول المسجد وقراءة القرآن والمصحف أو زيارة القبور... لا يجوز الصلوة بذلك التيمم عند عامة السامع لأن بعضهم ليست بآلة مقصود وأن كان عبادة مقصودة كسبحان برون الطهارة - (ابن حجر رتب ج ۱ ص ۲۱۵ باب التيمم) وفيه في الهندية ج ۱ ص ۲۱۵ الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول -

تنگی وقت کی وجہ سے تیمم کرنا درست نہیں | سوال: اگر کسی کو ایسا واقعہ پیش آئے کہ غسل کی بھی ضرورت ہے اور نماز کا وقت بھی گزرے، کیا

تنگی وقت کی وجہ سے تیمم کیا جاسکتا ہے؟

الجواب: وقت کی تنگی کوئی ایسا عذر شرعی نہیں کہ جس کی وجہ سے غسل کو چھوڑ کر تیمم پر اکتفا کیا جائے بلکہ ہر حال میں غسل کرنا ضروری ہے۔

لما قال العلامة المحقق، لا يشتمل نفوت جمعة ووقت وحوادثها وانها لا تبدل
والدعا المختار على صدر رد المحتار ج ۱، مثلاً باب التيمم، ص ۱۷۰

سوال: افغانستان کے کشمیر کے جہاد میں جو لوگ کفار کی جیل خانہ میں پانی پلنے پر تیمم کا حکم
میں محسوس ہیں اگر دشمن باوجود پانی کی موجودگی کے نہ کہ وضو یا

غسل کے لیے نہ چھوڑیں تو کیا یہ لوگ نیز اس کے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: تیمم کے ہوا کے لیے پانی پر عدم قدرت ضروری ہے اور یہ عدم قدرت چاہے مسافت کی وجہ سے ہو یا مرض کی وجہ سے یا دشمن کی وجہ سے ہو تو ان تمام صورتوں میں تیمم کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے، لہذا اگر قید تیمم کر کے نماز ادا کریں تو جائز ہے۔

قال العلامة المحقق: من عجز عن استعمال الماء... بعده و هو مقيم في المصر
ميراث... او لم يفرج يشد او يمتد بغلبة ظنه او قول حاذق مسلم... او برده هلك
الجنب او يمسقه... او خوف عذبة كنية او نادر على نفسه ولو من ناسق او حبس
غيره او ماله... او عطش ونحوه او في القافلة سالا او مالا.

(الدرا مختار على صدر رد المحتار ج ۱، مثلاً باب التيمم، ص ۱۷۰)

لما قال العلامة ابراهيم الحلبي: و خوف خروج الوقت واشتغال بالوضوء، ما وانصلح الوقت
حاصل صلوة الجنازة فالعيد لا يشتمل عندنا، كسيرة منك نصريح التيمم،
لما قال الشافعي: لا يحد الطهارة، (ومنه خوف عذبة كنية) وغيره سواء خافه على نفسه
او ماله او امانه او خائف ناسق عند لما ارخاف للمدين المفسد الحبس ولا اعادة تعليم
ولا على من جس في السفر لان الكفر على ترك الوضوء فتيقن فانه يعيد الصلوة -

(مواقيق افلاح على صدر الطحطاوي مثلاً باب التيمم)

سوال :- اگر کوئی شخص اختار فحی ہو کر اس کے لیے غسل کرنا ممکن نہ ہو
 رحمی تیمم کر سکتا ہے؟ **تراس کے غسل کا کیا حکم ہے؟**

الجواب :- اگر کسی شخص کے نفع بدن یا اس سے زیادہ پر زخم ہو تو وہ شخص تیمم کر سکتا ہے
 البتہ اگر بدن کے زخم کم ہوں اور غسل کرنا ممکن ہو تو وہ شخص غسل کرے گا اور زخم کا بگڑنا ہو تو مسح
 کرے گا اور اگر زخم کم ہوں لیکن پانی کے اثر سے نقصان پہنچے گا احتمال ہو تو تیمم بھی کر سکتا ہے۔
 ویجوز التیمم اذا خاف الجنب ان يغتسل بانه ان يثقله البدن او يمرض نفسه۔۔

ون كان بدنه جرحا حتى يثقل به اكثر من ثقله اذا خاف ان يغتسل بانه ان يثقله البدن او يمرض نفسه۔۔
 وفي الحديث يعتبر الكثر عشاءا وضوءا فان كان اكثر من صبيحة ولا قتل جرحا
 يغسل الصبيح ويصيح عني الجرح اما امكته وان لم يمكنه مسح يصيح عني الجرح
 او فرق الغرقة ولا يجزئ بين الغسل والتيمم۔ (المندية ج ۱ ص ۲۸)

سوال :- کیا جنب آدمی سخت سردی میں غسل کرے؟
سردی میں تیمم کا حکم **سردی میں تیمم کا حکم**
 اس لیے تیمم کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- تیمم کا ضرورت پانی نہ ملنے یا قدرت نہ رکھنے کی صورت میں ہے اور اگر
 سردی تیمم سے عبادت حاصل نہیں ہوتی سخت سردی میں تیمم کے بعد غرض شرعی تیمم
 بسبب پانی گرم کرنے کا کوئی انتظام نہ ہوا اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کی صورت میں بیمار
 بڑھنے یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خطرہ ہوا البتہ صرف وضوء ٹھنڈے پانی سے کیا جائے گا
 اس لیے کہ وضوء میں نقصان کا خوف زیادہ نہیں ہوتا۔

لما قال المحقق: او بدنه جرحا حتى يثقل به اكثر من ثقله اذا خاف ان يغتسل بانه ان يثقله البدن او يمرض نفسه۔۔
 يدل عليه انما يدل على ان الجنب اذا خاف ان يغتسل بانه ان يثقله البدن او يمرض نفسه۔۔
 (مرد مختار ج ۱ ص ۲۸) **باب التيمم**

احتمال الجنب ان يغتسل بانه ان يثقله البدن او يمرض نفسه۔۔ وقول حذوق مسلم ولو جرحه جرحا
 ولم يثقله اقل ضرر من الجرح (ص ۲۳۳) **باب التيمم**
 وقوله في عقبه الاسلامي واذا شك جرحا مثله باب التيمم، لمرض او بطل البدن۔

سوال :- جناب محترم مفتی صاحب! ایک آدمی ٹکس گاہ میں اپنے گھر کے لئے ایک ٹکس لے کر آیا ہے، اگر وہ اس ٹکس کو ضرورت پر عمارت اور فردوں میں مٹی بھی موجود نہ ہو تو کیا یہ شخص ٹکس پر تحیم کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- یہاں تک کہ جو ٹکس زمین کے علاوہ دوسرے ہے، اس لئے اس پر تحیم کرنا ٹکس کا جائز ہے، تاہم جو ٹکس سمندر کے پانی سے بنا ہو یا وہاں پر تحیم کرنا جائز نہیں ہے۔

کما دل اے ملائکہ ابوالحسین علیہ السلام: و یونحیم بہ البحر لظہر ذلک ما یعیون من ماء، جسدہ لا یجوز لانه یسب من اجزاء الارض وان کان جلیھا، و مدینا و هوہ استحال مدھا من اجزاء الارض، و چون بہ للتحیم لانه اعن الارض و کبیر عرق ملک باب التحیم مے

ایک ہی ڈھیلے پر بار بار تحیم کرنے کا حکم **سوال :-** جناب مفتی صاحب! ایک شخص اٹلہا ہے کہ وہ چھ ماہ سے پہلے سے تحیم کر رہا ہے، اس نے تحیم کرنے کے لئے اپنے پانی میں ایک ڈھیلہ رکھ رکھا ہے اور وہ اس پر بار بار پیراں کے یہ تحیم کرتا رہا ہے تو کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے یا یہ کہ ہر تحیم کے لئے نئی لایب ڈھیلہ لائے؟

الجواب :- جو شخص بیمار ہو اور غریب کے نزدیک باقی استعمال اس کے لئے ایسے قدر ضرورت ہو کہ اس کے لئے تحیم کرنا جائز ہے۔ یہ بات تو یہ مارٹھی کے ایک دیکھا ڈھیلے یا کچھ بار بار تحیم کرے یا ہر بار تحیم کے لئے نئی چمک ڈھیلہ استعمال کر سکتا ہے، شرعاً اس پر سے میں کوئی شکش ہے۔

لا فی الہدیۃ، و التحیم ہذا من موضع الحدیث الذی کذا فی اللہ تبارک و تعالیٰ۔
والف و فی النہجۃ، اصلاً باب التحیم

۱۔ ملائکہ قاضی خان رحمہ اللہ: اشغوفی ابیہل و اللہیم حوالہ دار۔

۲۔ قاضی خان رحمہ اللہ: فصل فیما یجوز بہ التحیم

۳۔ فی البحر رائق ج ۱ ص ۱۲۱، باب التحیم

دیکھا جائے بقا ان کے پیشے کے وقت کیلچا جاتا ہے تو ان سے ہر چیز دکھائی دیتی ہے، پھر
خوری ضروریوں میں سے پانی بھی چھٹا ہے بخلاف ٹماٹ کی برابری کے۔ تو اس نام پر ان پر مسیح کرنا
جائز نہیں ہے۔ اور اگر انھوں کی ایسی برائیاں موجود ہوں جن میں یہ تمام شرائط موجود ہوں تو پھر
مٹنی بدقولی کے مطابق ان پر مسیح کرنا جائز ہوگا۔ *هذه اعترافى و لعل عند غيوان احسن*
من هذا) رسولنا مٹنی محمدؐ فرید صاحب مدظلہ

اس مسئلہ کے متعلق مزید وضاحت کیلئے حضرت علامہ مولانا محمد رفیع صاحب افغانی رحمہ اللہ
سے بھی استفسار کیا گیا تھا، حضرت افغانی کی تحقیق حسب ذیل ہے۔
تجربین کے بارے میں کتب فقہ میں سے رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ عبارت ذیل تجزیہ
کے تحت مذکور ہے۔

یومئذ یحییٰ فریضاً و یثبت علی اساق یضرب ولا یضرب ما تحتہ و لا یشغف الدرع
یعنی اور روزی بعض کتب یضرب و فریضاً یعنی نیتاً لا یرى بان لا یشغف الجوب و بانہ
المنصب کا قدیم و العصرام و سرالفاظی بان کا مجاز و لعل فی القدم و قال تحت ہتفہ
ای مرتبہ غیر شد اہ۔

”عبارت سے معلوم ہوا کہ جو اسے علی الغنیمین کے لیے نکلانے کا وجہ ضروری ہے جو کہ
اور شورش سے متعلق ہوتا ہے۔ اور شرقی بن یل یا اس سے زیادہ بغیر جو تھے کے آدمی اس میں
جیل کے (۲) باندھنے کے بغیر پڑا لی سے پیوست رہے (۳) پانی گرامن پڑا ال با سے توازن
نہ جائے۔ ان تین امور کا مجموعہ بالخصوص ام سوئم یا کمون کی جواب میں تحقق نہیں لہذا مسیبت
نہیں۔ اس میں احتیاط اس لیے بھی ضروری ہے کہ قرآن پاک میں غسل الوضو میں مذکور ہے جو قطعی
ہے اور ادریت مسیح علی الغنیمین متواتر یا مشہور ہیں اس لیے تخصیص کے لیے کافی ہیں۔ مسیح
علی الخمر میں فقط میں میرے نزدیک ایسی بھی اس سند و مرسلہ لایق احادیث حضرت کے درج
میں موجود نہیں اور قیاس علی الغنیمین کے لیے ان سے مشاکلہ اور مشابہت قویہ کی ضرورت
ہے۔ و اللہ اعلم۔

(مترجم علی افغانی بہلولہ)

مجلدین متعلین جرابوں کا کیا حکم ہے | سوال :- فقہیوں نے میں پڑھاجے کہ جرابوں پر مسح جائز ہے تو مجلدین متعلین کا کیا مطلب ہے ؟

الجواب :- مجلد یا متعل جراب کا مطلب یہ ہے کہ شعل اُسی جراب کو کہا جاتا ہے جس کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو اور مجلد وہ ہے کہ تمام جراب پر چمڑا پڑھا ہوا ہو۔

قال المحقق فيكون الثوب ما جعل على اسفله جلد .. وقد روى عن عبد بن قولہ ما جعل على اسفله جلد (۱) ای کہ ثعل بنقلہ و هذا ظاهر الرواية وقد روي الحسن ما يوثق اني الكعب بن كمال وقوله وان مجلدین ما جعل الجند على اعلاه (۲) اسفله (۳)

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۸) باب السجدة على الخفين

سؤالی جراب پر پہننے ہوئے بوت پر مسح کا حکم | سوال :- سؤالی جراب پر مسح جائز نہیں

یہے بوت پہن لے جائیں جو تختہ کوڑھانپ کر رکھے کیا ایسے بوت پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ الجواب :- سؤالی موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں اس لیے کہ اُن پر شعلہ کی تعریف ملتی

نہیں آتی اور کہ یہاں صورت سوزنیں ہٹے بوت بوز کے حکم میں ہیں میں یہی سوزنیں بوت میں ہوں تو مسح کرنا درست ہے بشرطیکہ بوت کے نیچے کا حصہ پاک ہو۔

قال العلامة حسن بن عمار الشربلائی: ونقلت المسألة بكتب ابن مائوس من كتاب الحكم بصفت من الغسل أو المسح ... ص ۱۰۸ ج ۱۰۸ المسح على الخفين في الطهارة من الحدث

الأصغر (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

اسفله يقال به مجلد (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

و مشائی فی الفقہ الاسلامی دامتہ برکاتہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

و مشائی فی الفقہ الاسلامی دامتہ برکاتہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

عنا سر یا ٹوپی وغیرہ پر مسح کرنے کا حکم | سوال : کیا تو مٹی عامہ یا ٹوپی وغیرہ پر مسح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب : مسح کا ثبوت خلاف القیاس ثابت ہے اس لیے صرف موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اس کے علاوہ عنا سر، ٹوپی اور برقعہ پر مسح کرنا جائز نہیں۔

لما قال الشيخ الدكتور عبد الرحيم: قال الخليل بن أحمد بن محمد بن عيسى بن عمار: وفلسفة و برقع وقماترين لأن المسح ثبت بخلاف القياس فلا يلحق به غيره .

الفتاوى الاسلامي وادع جرافة باب المسح : ما سألنا الشيخ علي الجعفي : اه

پہلی پر مسح کرنے کا مسئلہ | سوال : کیا پر مسح کرنا تک یا تو رہتا ہے کن کن حالت میں مسح ختم ہو جاتا ہے ؟

الجواب : پہلی پر مسح دو حالتوں میں ٹوٹ جاتا ہے : (۱) مارنے یا اترنے کی حالت میں جب زخم منہ میں ہو جائے اس لیے کہ جس عظمت کی وجہ سے مسح شروع ہوا تھا وہ ختم ہو گیا۔ (۲) حد تک وجہ سے یعنی وضو ٹوٹنے کی حالت میں مجبوری کا مسح بھی ختم ہو جاتا ہے۔

لما قال الشيخ وهدية الزحيلي: يجعل المسح في الجبيرة في سالتين معا: ونزعها وسقوطه قال الحنفية: يجعل المسح على الجبيرة ان سقطت من بوملوان بعد ...
: ۳۰ الحدث يجعل المسح على الجبيرة لا يفتاق بعد ذلك .

الفتاوى الاسلامي وادع جرافة : انو قهر المسح على الجبيرة ام شح

دوئم پر مسح کرنے کا مسئلہ | سوال : اگر دوئم پر مسح کرنے سے تکلیف ہو تو کیا کرنا چاہیے ؟

الجواب : اگر ظاہر ہو کہ دوئم پر مسح کرنے سے تکلیف ہو تو چھوڑ دینا چاہیے اور مسح کرے اور اگر اس سے بھی شدید تکلیف کا احساس ہو تو پھر دوئم چھوڑ دینا جائز کرنا

لما قال العلامة حسن بن عمار الشربلجي: لا يجوز ان لا يصح المسح على واحدة وفلسفة و برقع وقماترين لأن المسح ثبت بخلاف القياس فلا يلحق به غيره

: ملحق القياس على عدم الاحتياط وحته فصل المسح على الخفين :

ومشكلة في مدرائنا ادعى صدارة مختار جرافة : ان المسح من الخفين .

لما قال العلامة ابو بكر الكاسبي: في سقوط الجبيرة عن برقع ينقص المسح .

(بأنه اختفاء في ترتيب الشارع جرافة مطلب لواقف المسح على الجبيرة)

جائز ہے۔

لما قال الشيخ وهبه الزحيلي، واذا رعدوا حرة طبيب مسلم ساق لا يفس عينه او
 تكسر ظفروا او حصل به داء وجع من عليه دواء، جاز له المسح للظفيرة وان فتر، المسح
 بزيوت انضوية بقدرها، (نقله الاسلامي وادسته ^{٢٥٥}) فوافق المسح على الجبيرة له
پلستر پر مسح کرنے کا حکم **اس سوال :-** ہاتھ پاؤں یا دوسرے اعضاء کے ٹوٹ جانے کی صورت میں
 ڈاکٹر حضرات اُس عضو کو جوڑنے کے لیے پلستر لگاتے ہیں، کیا اس پر
 مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- پلستر استعمال ٹوٹے ہوئے اعضاء کو جوڑنے کے لیے ہر قسم اور ن کوکت
 جائز کے بغیر اس کا کھون عموماً ضرر ثابت ہوتا ہے اور اگر ضرر بھی ہو تو کسی بزرگوار اس کو کھول کر
 باندھنا مافی السہار سے بھی نقصان کا باعث ہوتا ہے، اس لیے جمہور کا طریق پلستر کے اندر رطوبت
 اعضاء کا دھونا ضروری نہیں بلکہ مسح کافی ہے۔

لما قال يحسبني، ويصح نحو مقتصد جريح على كل عصابة مع فحش فاق الاصبح .
 قال ابن عابد بن : قوله على كل عصابة اي على كل فرد من افراد حاسوا اذا كانت عصابة
 تحتها جراحة وهي بقية او اذا لم عليها كعصابة المفتقد او لو تكن تحتها جراحة اصل بل كسودا
 وعا، معنى قوله كسودا كاعتهم الجراحة الا، لكن اذا كانت رائدة على قدر بل رجحة فان فيه خلل
 والخلل مع انهم تبعوا ولا فلا . روى المختار ^{٢٥٦} باب الترميم مع انهم مع انهم على مكرار معروف .

لما قال الحسبني، انك تظفر وتجعل عليه دواء وضعه على شعوق، رجله اجزا للماء عليه وان قد
 والامسحه والا تتركه . روى المختار على صدق، روى الترمذي ^{٢٥٧} باب المسح على الخفين .
 ومثله مولا الفلاح على صدق، (انصطاوى مولا فضل في مسعر الجبيرة) .

لما قال ابو اسيم الجنبی
 وما ليس تحتها نعل او صمغ الجراحة لان الجبيرة والعصابة لا توضع على وجه تافه على موضع
 الجراحة فسد بل تكون على ما سول الجراحة ايضا فتخفقت ضرورتها الى جوار المسح على الزوائد
 على الجراحة ^{٢٥٨} . (بصري مولا باب المسح على الخفين)
 ومثله في مرقا غفر عن اعداء اطططاوى مولا فصل في الجبيرة ونحوها .

كله يجرؤ به ظهرانه لوجرم الحيوان بلا نفسه ونحوه يتخرج الجميع كافي الصبح وان قطعت
منه كتف سعد ولهذا قال في غانية خبطة من لحم انية تفسد -

(امداد المختار ج ۳ ص ۲۱۳ فصل في البیور)

چھکلی کرنے سے پانی کا حکم | سوال :- ہمارے گھر میں چھکلیاں بہت ہیں اور کبھی کبھی
دوبانی میں گر کر مر جاتی ہیں، کیا اس سے پانی ناپاک ہو جائے
گیا نہیں؟

الجواب :- عام چھکلیوں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا اس لیے اگر چھکلی پانی میں گر کر
مر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا اور اس سے وضو و غسل وغیرہ ہائز ہے۔

قال العلامة ابو بکر نکاسی: أما الذي يسأل له دم سائل في الذباب والعقرب والزبوا
والسرطان ونحوها وانته ليس بنجس عندنا. ^{مثلا} ريدائع العتائق ج ۱ فصول اما الطهارة الحقيقة

سوال :- ہمارے گھر کے کنوئیں کے پاس
ایک درخت ہے جس پر کافی تعداد میں پرندے
ہوتے ہیں، کبھی کبھی ان پرندوں کی بیٹ اس کنوئیں میں گر جاتی ہے، شریعت مطہرہ میں اس کنوئیں
کے پانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- صورت سنو میں پرندوں کی بیٹ سے پختہ انتہائی مشکل اور شہد ہے اسلئے
شریعت مقدسہ میں اس کے گرنے سے پانی پر کھانا نہیں پڑتا اور نہ پانی کا استعمال منوع ہے بلکہ یہ
پانی پاک اور قابل استعمال ہے۔

له قال شيخنا مفتي مزب الزمان ابو بکر: در مورد سقوط کشیدہ مقدار جزائی پاہلزم است و تاؤتیکہ مقدار
مذکورہ کشیدہ نشود و کشیدہ انزل آب و حکام بآن پختہ خوردن ناپاوار و حرام است۔ قال مولانا السید
یونس ودی حاشیۃ المسکین معنی الی الحموی وقطعة الحيوان في حکم کالحيوان المتشیخ۔

(فتاویٰ دارالافتاء دیوبند، ج ۱ ص ۲۱۳ فصل في البیور، ص ۲۱۳ فصول البیور)

ویشکوفی انندیۃ ج ۱ ص ۲۱۳ الباب الثالث فی البیور

له قال العلامة حسن بن عمار الشریانی: ولا یجس لما ذکره الا انما علی ان حرم من ما یعنی حیوان
کلام له سورۃ البقرۃ فیہ الی اللہ والمائع من سوان اغذاج علی حرم الطحطاوی علی فصل فی البیور

قال العلامة المحقق: فلا نزاع في كون نادرة في الاصح ولا يفرق حصام و
عصفور، وكذا ابداع طير في الاصح لقدر صوابها عنده .

(النداء الحثي روى صدره المحت راجعاً من قوله في بيته)

چشمہ دار کنوئیں کی پاکیزگی میں امام محمد کا قول مفتی پر ہے | سوال: چشمہ دار کنوئیں کی تعمیر

یہاں مثلاً امام ابو حنیفہ کے ہاں رائے متکی پر یا دو عادیں اشعش کی رائے کا اعتبار ہے۔ امام ابو یوسف
کے نزدیک کنوئیں میں عین قدر پانی ہے اتنی ہی مقدار میں نکالنا چاہیے جبکہ امام محمد سے ... سے
... ڈول تک کا قول مرید ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ ان اقوال میں کون سا قول مفتی پر ہے۔

الجواب: یہ مبادی اعتبار کے ہاں اگرچہ اس مسئلہ میں مختلف آراء ہیں مگر قرین فقہاء کرام
نے آسانی کے لیے امام محمد کے قول (... سے ... تک ڈول پانی نکالنا) کو مفتی پر قرار دیا ہے۔
اگرچہ بعض نے اس صاحب کی رائے کو مفتی پر قرار دیا ہے۔

قال العلامة المحقق: وقيل ينفق بمائتين الى ثلثمائة وخمسة ايسرة لاني عاين
وجزم به في الكهروالمنقوش ومروى عن محمد وعليه الفتوى خلاصة وانا ناظر خاتمة
عن النصاب وهو المختار مخرج من عتابة ورجله في رواية عن الكهروالمنقوش
والايسرة في الاختيار . (مسند المحت راجعاً من قوله في البيوت)



أما قوله عن ثلثة حسن بن عمار بن شريك: ولا ينفق اي لا ينحس الماء بغير حرم ... ولا
ينحس بغيره عصفور ونحوها مع ايكل من الطيور غير الدجاج والا ويزول الحكم بغيره
استحسان الخ (مرآة القلاج) ص ۱۵۷ تطعمواي حنك نعل في مساكن الالام
سلكه قال: نعم من ابن نجيم المصري: ان الفتوى على انه ينحس ثلثمائة وكذا في معراج
الدرية معنى يانق فتاوى: الفتاوى ان المتأد ما من حنك ... ولا فتاوى ما من حنك استعمل
على انه من ... راجعاً من قوله ج ۲۳ كتاب الطهارة

فرج سے نکلی ہوئی ہوا ناقض الوضو نہیں۔ سوال۔ غار کے دوران اگر کسی عورت کی عورت نماز توڑ کر دوبارہ وضو کرے گی یا وہی وضو کافی ہوگا؟

الجواب، جو ہر اور سے غلط وہ ناقض الوضو ہوتا ہے اور جو ہوا عورت کے فرج یا سر کے ذریعے خارج ہو وہ ناقض الوضو نہیں۔ لہذا صورت مسطور میں مبتلی پر عورت کا وضو نہیں ٹوٹا اور وہ اسی وضو سے ہی نماز کو پورا کرے گی۔

ما قال العزيمه ابو بكر بن عبيد بن ابي عمير: وانما يخرج الخاضعة من الفلج كمن خرج المرأة لا تشدني، الوضوء على الصحيح الا ان تكون المرأة عفتا ولا تشدني بها وضوء۔ (المسألة في النية) ج ۱ ص ۱۰۰ (نقد وضوء) ص ۱۰۰

عادت پہلے دم نفاس بند ہو جانے کی صورت میں جمار کا حکم۔ سوال۔ اگر کسی عورت کا پانچ چھ دن قبل بند ہو جائے تو کیا اس کا وضو اس سے قرآن مجید پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب، جس عورت کا خون نفاس کا وقت سے قبل بند ہو جائے تو یہ تک اس کی عادت پوری نہ ہو جائے اس وقت تک شوہر کے لیے ہوس سے قرآن مجید پڑھنا مشروع ہے البتہ اگر خون بند ہونے کے بعد ایک نماز کا وقت گزر جائے تو وہ نماز اور روزہ ادا کر سکتے ہیں۔

ما قال العلامة الزبيدي: ولو انقطع من عادتها بكرة قربانها حتى يمضي ما دتها وعليها ان تصلي وتبوء۔ (تبيين الحقائق ج ۱ ص ۱۰۰ کتاب الطهارة) ص ۱۰۰

ما قال العلامة المحقق: ولا خروج من قبل غيره ففصله اما هي في تلبسها وضوء وقيل يجب وقيل لو مضى الحرح والنفاس من غير الخارج ما لا باب نواقض الوضوء ومثله في الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۰۰ باب نواقض الوضوء۔

ما قال العلامة المحقق: اذا انقطع اما دون العشرة دون عادتها يقرنها وان اغسلت مسلمة وضوء عادتها۔ (المسألة في النية ج ۱ ص ۱۰۰ کتاب الطهارة) ص ۱۰۰

پکی اینٹ پر تعمیر کرنا | سوال :- ایک شخص جو کہ ہمارے وطن سے دھوکہ کھانے پر تیار نہیں اور اس سے پریشانی ناز کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جو چیز زمین کے اجراء سے جو اس پر تعمیر کرنا جائز ہے وہ پکی اینٹ کا تعلق بھی جو کوئی شخص اللہ ہی سے ہے اس سے پکی اینٹ پر تعمیر کرنا جائز ہے چاہے سالم ہو یا عقوق ۔

ما قال العلامة ابو اہم الحبشي : واما التيسيم بالاجرة فاعتدوا فيه حذرا عظيما مطلقا
دق اوكلا لانها من اجزاء الارض وان شئوى وتصلب بمنى لة العورة ۔

(کبیر محکم) یا مہا التیسیم | سوال :- اگر کوئی شخص سے استنجا کرنے کے بعد جو خارج ہو جائے پر استنجا کا حکم | استنجا کرنے کے بعد جو خارج ہو جائے تو کیا طہارت کے یہ اسے دوبارہ استنجا کرنا پڑے گا یا نہیں ؟ جبکہ اس کا مقصد ابھی تک تکلیف ہے ؟

الجواب :- جو خارج ہونے سے کچھ وضو ٹوٹ جائے اور دوبارہ کرنا پڑے لیکن استنجا کرنا لازمی نہیں ہوتا چاہے مقصد کلی ہو یا تنگی ۔ لہذا صورت مسطور میں بھی اس شخص پر دوبارہ استنجا کرنا لازمی نہیں صرف وضو کرنے سے طہارت حاصل ہو جائے گی ۔

ما قال العلامة ابن عابدین : وفلا یس من دیر مکان عنہا طاهرة فاما نضت
لانبا شہا عن مواضع النجاسة اعلان بنحو وجہ الی غیرہ لا یکون علی السبیل شئ
فلا یس منه بل هو بدعتہ ۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۳۶ فصل فی الاستنجاء) ۲۳۶

ما قال العلامة ابن نجیم : وبجوز بالاجرة وهو الصمیم لانه طین مستحب
وہم ائمن ج ۱ ص ۲۳۶ باب التیسیم ۔ (مثلاً فی الہندیہ ج ۱ ص ۲۳۶ باب التیسیم ، افعال الاول ۔
ما قال العلامة ابن نجیم : وقد علم من تعریفہ ان الاستنجاء لا یس الا من حدت
خارج من احد السبیلین فیہ الی غیرہ لان بنحو وجہ الی غیرہ لا یکون علی السبیل
شئ فلا یس منه بل هو بدعتہ ۔ (الہم ائمن ج ۱ ص ۲۳۶ باب النجاس)

ہو خارج ہونے کا شک ہوئے پر وضو کا حکم **سوال**۔ اگر کسی شخص کو وضو نہ کرنے بعد
 رات کا وہم ہو جائے کہ میں نے وضو کیا ہے یا نہیں؟
 جو کچھ ہے مگر حقیقت میں اس کے لئے وضو لازم نہیں ہوتا، تو کیا صرف شک کی بناء
 پر وضو کرنا چاہئے؟
الجواب۔ جب تک جو خارج ہوئے کا کامل یقین نہ ہو تو صرف شک کی بناء
 پر وضو نہیں کرنا چاہئے۔

لَا تَأْتِي الْعَلَا مَعَ ابْتِغَاءِ الْغَضَبِ، لَيْتَنِي كَلِمَةً بِالشَّكِّ.

الاشياء والنظام من حكمة الله

جگالی کے دوران جانور کے منہ سے نکلنے والا مواد ناپاک ہے **سوال**۔ چاہئے کہ جب
 کوئی چیز جانور کے منہ سے نکل کر پانی میں گر جائے تو اس سے پانی ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟
 یہ مواد معدنی ہے یا پس منہ میں آتا ہے اور پانی اور اس پر جگالی کرتے ہیں؟
الجواب۔ جگالی کے دوران جو چیز جانور کے منہ سے نکل کر منہ میں واپس آتی
 ہے وہ حکماً پانہ کی طرح ہوتی ہے، اس لئے اگر وہ کسی پاکیزہ پانی میں گر جائے تو پانہ
 ناپاک ہو جائے گا۔

۱۔ قال مولانا محمد رشید، مسئلہ ہر جانور کا پتہ اس کے پیشاب کے برابر ناپاک
 ہے اور جگالی میں جو کچھ نکلے ہے وہ اس کے پانہ کے برابر ناپاک ہے۔ (مشتی زبیر ص ۹۶)
سوال۔ اگر کسی شخص کی جیب میں پچھوڑ
 ساتھ بیت الخلا جانا یا موٹر میں وغیرہ ہو اور اسے
 بیت الخلا جانے کی حاجت ہو اور یہ چیزیں وہاں رکھنے کی جگہ علی نہ ہو تو کیا شرعاً ملامت
 ان کے ساتھ بیت الخلا جاسکتا ہے؟ یہ نہیں؟

۲۔ قال العلامة، مفتی عبد الوحید لاچپوری، جب ہوا نکلنے کا یقین نہیں ہے تو معروف
 وہم ہوئے رہنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، مگر وہ نہیں کہہ سکتے کہ وہاں جگہ ہے
 (فتاویٰ دہلیہ ص ۱۰۰) انا کتاب الطہارۃ

پیشاب اور پاخانہ کے وقت کئی لمبے سے پھینا چلتے ہیں۔ سوال۔ جناب مفتی صاحب! دیکھتے پر عینت خود، ہر عمل اس مسئلہ پر ہے کہ قضاۃ حاجت و پیشاب اور پاخانہ کے وقت کئی اس سے پھینا فرمادی ہے؟

الجواب۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس میں ہر عمل کے لیے کچھ آداب اور کچھ نود سے بچنے کی ہدایت کیا ہے۔ یہ نہ کہ کوئی پیشاب اور پاخانہ نہ کرنے کے وقت بعض امور سے بچنے کی تعلیم دی ہے، مثلاً بلا ضرورت باتیں کرنا، کھانا، تو آکر کھانے کی کوئی آیت حدیث یا کوئی دوسرے متبرک کلمات پڑھنا، کوئی ایسی چیز جس پر خدا، رسول یا فرشتے کا نام ہو، کوئی آیت یا حدیث کھیں ہوئی ہو یا کوئی دعا تحریر ہو ساتھ لے جانا، جتنا قدر شرعی کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پیشاب اور پاخانہ کرنا، اگر کپڑے آٹا کر یا نعلین پہنے ہو کر قضاۃ حاجت کرنا، قبلہ رخ بیٹھنا، دائیں ہاتھ سے استعمال کرنا، کھانے پینے کی اشیاء سے احتیاج کرنا، جانوروں کے چارے سے استعمال کرنا وغیرہ، ان امور سے دوران قضاۃ حاجت بچنا چاہیئے۔

ملک کناف کی بیوی ۳۹۔ وہ ہشتی زبور حد ۱۱ ص ۱۱۰۔

الجواب۔ اس میں کی رطوبت سے وضو کا حکم۔ سوال۔ کیا شعلوں بوسہ کا مریض ہے یا نہیں؟ بیٹھے ہوئے اس میں کی رطوبت اس کے پیروں پر ٹپک جاتی ہے۔ تو کیا اس رطوبت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ جبکہ رطوبت عام پانی کی طرح بہنے والا نہیں؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اس رطوبت سے سچے پاپاں ہر جگہ ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ وضو اس شخص پر بھی کے ٹپکنے سے ٹوٹ جاتا ہے جو انسان کے بدن سے نکل کر پانی کی طرح بہہ جائے اگرچہ نہیں تو پھر وہ چیز یا فعل یا کوئی نہیں۔ لہذا امور میں مسئلہ اس اگر رطوبت بوسہ کے زخم سے نکل کر پانی نہ ہو تو اس سے وضو قطع نہیں ہوتا اور نہ کپڑے پاپاں ہونگے، کیونکہ فقہاء کرام کا قاعدا کلیہ ہے۔ مائیں محدث ہیں، مگر حکم یہ محدث نہ ہو، مگر جس نہیں۔

لما قال الصلاة العفی عنہ عنہ عنہ۔ الجواب۔ جو رطوبت زخم سے باہر رہے اور اور مائل نہ ہو اس سے رطوبت نہیں نکلتا۔ کذا فی کتب الفقه۔ اور اگر زخم ناپاں نہیں ہوتا کیونکہ فقہاء کا قاعدا کلیہ لکھتے ہیں، مائیں محدث ہیں، مگر جس نہیں۔ پس جو صورت آپ نے تحریر

فرمائی ہے، اس میں نہ وضو کو تھا ہے نہ کپڑا نا پاک ہوتا ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۸۱ ترتیب متقی الخیرین صاحب کتاب الطہارۃ

اسوال۔ ایک شخص مغزو ہے یعنی
مغزوہ کا قبل از وقت وضو کر کے اس سے نماز پڑھنا۔ اس کو مسئلہ بول کی بیماری ہے اور
ہر نماز کے لیے ایک وضو کر لیتے، اگر کسی نماز وقت داخل ہوئے سے قبل اس نے وضو کیا
ہو تو کیا وہ اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مغزوہ شخص کے لیے ضروری ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد وضو
کرے، اگر اس نے وقت داخل ہونے سے قبل وضو کر لیا تو وہ وضو درست نہیں اور وہ اس
قبل از وقت کئے گئے وضو سے کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔

لما قال الصلاة المستحقة، حكمه الوضوء مكل فرض الا ان الوقت ثم يصلى به

فيه نرضاً او نفلاً فاذا خرج الوقت بطل، زاد حاشا من الفقهاء ان الصلاة المستحقة

حکم اسوال۔ ایک عورت کے رحم

عورت کے رحم سے نکلنے والی سفید دھوبت سے وضو کا کام

سے ہر وقت سفید دھوبت نکلتی

رہتی ہے تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اگر ٹوٹ جاتا ہے تو کیا یہ عورت مغزوہ

سمجھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب۔ اگر کسی عورت کے رحم سے سفید دھوبت ہر وقت جاری رہتی ہو تو وہ ناقض وضو

ہے یعنی وضو ختم ہو جاتا ہے، البتہ جو دھوبت نزع خارج سے آتی ہو تو وہ واجب مذہب ہے اس سے

وضو ختم نہیں ہوتا، صورت مذکورہ میں چونکہ ہر وقت اس عورت کے رحم سے دھوبت نکلتی

ہے اس لیے وہ مغزوہ سمجھا جائے گی۔ لھذا فی۔ مسند الفناوی ج ۱ ص ۱۸۱

لما قال الصلاة المستحقة عند برائہم، وجوب واجب، جبکہ وضو شخص مغزوہ ہے تو

اس کو قبل از وقت وضو کرنا درست نہیں ہے، اس وقت کے بعد ہی وضو کرے اگرچہ

جماعت فوت ہو جائے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۸۱ ترتیب متقی الخیرین صاحب
کتاب الطہارۃ، فصل باہج، مغزوہ سے متعلق احکام